تحریکِ ختمِ نبوت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

انّہ من سلیما ن و انّہ بسم اللّٰہ الرّ حمن الرّ حیم

تحریک ختم نبوت

۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء

حصہ سی ام (۳۰)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۹۰۴ء)

ڈاکٹر محمد بہاءالدین

نام کتاب: تحریک ختم نبوت حصہ سی ام (۳۰)
مولف: ڈاکٹر محمد بہاء الدین
صفحات: ۳۸۵
سال اشاعت: ۲۰۱۳ء

فہرست عنوانات

انه من سلیما ن و انه بسم الله الر حمن الر حیم

مشمولات کتاب کا تعارف

تحریک ختم نبوت کی زیرنظر جلد مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی کے اخبار شحنہ ہند کے ۱۹۰۴ء کے ضمیموں کی تین چوتھائی فائل پر مشتمل ہے جو مجھے عزیزم محمد اظہر سہیل اظہر کی کوششوں سے جامعہ سلفیہ فیصل آباد پاکستان کی لائبیریری سے بوساطت مولانا محمد اشرف جاوید مل گئی تھی ۔

اس فائل میں چند مضامین صفحات کی عدم موجودگی یا خستگی کے باعث نامکمل ہیں اس لئے انہیں ترک کر دیا گیا ہے اور بعض مضامین کو بوجوہ دیگر چھوڑ کر بقیہ کو بلباس جدید نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ نیز قادیانی اخبار الحکم سے بعض مضامین اور تراشے بھی شامل کئے گئے ہیں جو ان مضامین کے جواب میں لکھے گئے تھے جو شحنہ ہند کے ضمیمے میں شائع ہوئے تھے یا جن کے جواب میں ضمیمہ کے بعض مضامین ہیں۔

ضمیمہ شحنہ ہند میں بیشتر مضامین مولانا احمد حسن شوکت کے (یعنی بقلم اڈیٹر) رقم فرمودہ ہیں۔لیکن اس فائل میں چند مضامین اس دور کے تحریک ختم نبوت کے دیگر کارکنوں کے بھی موجود ہیں جن میں منشی اللہ دتا صاحب جھنگ، مولانا صوفی عبدالحق سرہندی، ڈاکٹر ابومحمد جمال الدین پشاور۔مولانا سعداللہ لدھیانوی، مولوی امام الدین لاہوری، حکیم محمد الدین امرتسری سکرٹری انجمن نصرۃ السنہ، مولوی عبداللہ چکڑالوی، مولانا عبد الجبار عمرپوری، مولوی امام الدین گجراتی، مولوی محمد لکھنوی کوئٹہ، مولوی منور علی مینیجر عصر جدید میرٹھ، مولوی احمد علی میرٹھی، مولوی ممتاز علی اڈیٹر اشاعت وتالیف لاہور، جناب محمد احسن اوٹاوی ریٹائرڈ پولس آفیسر، جناب قاسم علی خان کلرک لودہانوی، مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، سید محمد شاہ وارثی اوٹاوہ، مولوی عبدالکریم مدرس عربی ہائی سکول منٹگمری وغیرہ شامل ہیں۔

بعض مضامین مولانا شوکت نے اس دور کے دیگر اخبارات و رسائل سے بھی نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۳ء کے گردو پیش کون کون اصحاب و جرائد رد قادیانیت کے میدان میں کام کر رہے تھے۔

فجزا هم الله ا حسن الجزاء

میں نے مذکورہ بالا سبھی مضامین میں سے ایسے الفاظ کو جو مرورِ زمانہ کے باعث، نامانوس محسوس ہوئے، یا تو ترک کر دیا ہے یا مناسب الفاظ سے بدل دیا ہے۔ اور کہیں کہیں روایت بالمعنی سے بھی کام لیا ہے۔

زیر نظر جلد کی اڈیٹنگ، کمپوزنگ، اور تصحیح و تخریج وغیرہ کی ذمہ داری کی فرد واحد کے ناتواں کاندھوں پر رہی ہے، اس لئے اس میں خامیاں بھی حد شمار سے باہر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے معاف فرمائے اور قارئین سے درخواست ہے کہ حسب موقع تنبیہ و تنقید سے سرفراز فرمائیں تاکہ کسی آئندہ موقع پر اصلاح کی جا سکے۔ والسلام

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاء الدین

انه من سلیما ن و انه بسم الله الر حمن الر حیم

آخری الہام

الحکم نے مرزا جی کا آخری الہام یہ لکھا ہے: ان شا نئك هو ا لا بتر۔

جب سے مجدد السنہ مشرقیہ شوکت اللہ نے ڈانٹا ہے، مرزا جی نے آیات قرآنی کا نسخ و مسخ کرنا، یا ایک ٹکڑا کسی آیت سے، اور دوسرا ٹکڑا کسی آیت سے لے کر کمپونڈ الہام کرنا چھوڑ دیا ہے۔اب پوری آیت لے لیتے ہیں، مگر بالکل بے محل اور خلاف مورد۔ کیا معنی کہ کلام مجید حسب اقتضاء وقت نجماً نجماً نازل ہوا ہے، جو آیات کی شان نزول کے مطالعہ سے ظاہر ہوسکتا ہے۔ اب سنئے سورہ الکوثر اس وقت نازل ہوئی ہے جب کہ صاحبزادگان رسول مقبول ﷺ یعنی طیب و طاہر علیہما السلام نے متواتر وفات پائی۔ کفار خوش ہوئے کہ اب محمد ابتر ہوگیا۔ ان کو خوف ہوا کہ نبی کی اولاد بھی ہم کو بت پرستی اور شرک سے روکے گی۔ ابتر ماخوذ ہے بتر سے۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے، جس کے معنی پیچھا کٹے کے ہیں، یعنی مقطوع النسل۔،

کفار کے اس طعن سے آنحضرت ﷺ کو اور بھی رنج ہوا۔ تب خدا نے اپنے حبیب کی تشفی کیلئے سورہ کوثر نازل فرمائی کہ انا اعطینا ك ا لکو ثر یعنی طیب و طاہر کے بدلے ہم نے تجھ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔

کوثر کثرت سے ماخوذ ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے، وہ شئے جو بہتات اور کثرت رکھتی ہے۔ اس سے مراد حوض کوثر بھی ہوسکتی ہے جس میں بڑی کثرت سے مومنین کو دودھ اور شہد ملے گا۔ اور قرآن بھی مراد ہوسکتی ہے، جو دین اور دنیا کی نعمت ہے۔ اور امت بھی مراد ہوسکتی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے من یسلك علی طر یقتی فھو آ لی یعنی جو شخص میرے بتائے ہوئے راہ پر چلتا ہے وہی میری اولاد ہے۔ اس حیثیت سے

آپ کی اولاد شرق سے غرب تک کثرت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے، اور آج کے روز دشمنان دین کفار و مشرکین عرب کا کہیں پتا بھی نہیں جیسا کہ ان شانئك هو الابتر سے ظاہر ہے۔ یہ خدائے تعالیٰ کی پیشین گوئی ہے، جو روز روشن کی طرح دنیا پر آشکارا ہو رہی ہے کہ آپ کا دشمن ہی پیچھا کٹا ہے۔

اب مرزا صاحب فرمائیں کیا وہ مقطوع النسل ہیں؟ کیا وہ صاحب اولاد نہیں؟ کیا پچھلے دنوں ان کے دو فرزند وفات پا چکے ہیں؟ شائد آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہو کہ میرا لیپا لک اب نہیں تو آئندہ چند روز میں ضرور مقطوع النسل ہو جائے گا۔ ہمارا قابو چلے تو اس بدشگونی پر کھوٹ کلیجے آسمانی باپ کے منہ میں انگارے بھر دیں کہ مردود اپنے لیپا لک (مرزا قادیانی) کو مقطوع النسل کرنا چاہتا ہے۔ پھر مرزا جی کے دشمن تو ہندوستان کے ۳۰ کروڑ آدمی ہیں۔ کیا وہ سب مقطوع النسل ہیں یا ہو جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ سب مرزا جی کی چھاتی پر مونگ دلیں گے۔ انشاء اللہ۔ ہمارے پیارے اور چہیتے الحکم کا فرض ہے کہ ایسے اندھا دھند الہامات شائع نہ کیا کرے جن کی بدشگونی خود مرزا جی کی ناک پر استرا چلائے۔ دیکھو خبردار ہوشیار، اگر آخری الہام ہے تو الٰہی خیر۔ اڈیٹر۔ (شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ و ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۴۔ ۱۵۔ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱)

ماموریت و ہلاکت

دنیا میں، خصوصاً عدالتوں میں، لوگ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں مگر کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا جی الحکم مطبوعہ ۱۷ مارچ میں بحروف جلی فرماتے ہیں کہ

> میرا دعوی جھوٹا نہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اس کی تائید میرے ساتھ ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے مامور نہ ہوتا، تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا۔ الخ

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کسی کو قبل از وقت معہود، جو اس نے مقرر کر دیا ہے، ہلاک نہیں کرتا۔

اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة و لا يستقدمون.

اور اپنے منکروں کو ڈھیل دیتا ہے، تا کہ ہر طرح حجت قائم ہو اور قیامت کے روز پوچھا جائے ما

سلککم فی سقر یعنی کس شئے نے تم کو دوزخ کی طرف چلایا۔ اور آنحضرت ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ امھلھم رو یداً ۔

پس قادیانی مرزا جی کو اپنی ہلاکت میں جلدی نہ کرنی چاہیے۔ خوب گل چھرے اڑائیں۔ سقنقوری اورجند بیدستری معجونیں کھا کھا کر سنڈ یائیں۔ دن عید، رات شب رات منائیں۔

دیکھو سوڈان وغیرہ میں کس قدر جھوٹے مہدی پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ سب نے انا و لا غیری کے نقارے بجائے، اور یہی دعوی کیا کہ ہم ماموری من اللہ ہیں۔ مگر جب تک ان کی ذلت ورسوائی (جو منجانب اللہ مقدر تھی) بخوبی نہ ہو چکی، اور دنیا پر ان کے جھوٹے دعووں کی پاداش کی عبرت نہ پڑ چکی، قبل از وقت ہلاک نہ ہوئے۔

شائد مرزا قادیانی ہلاکت سے موت جسمانی موت مراد لیتے ہیں، حقیقی ہلاکت کو بھولے ہوئے ہیں جو خدا پر افتراء کرتے ہی ان پر طاری ہوگئی ہے، اور روح بالکل بے حس بلکہ قردہ بن گئی ہے، جس کے مقابلے میں جسمانی موت صرف ایک نقل مکان ہے۔

موت درماندگی کا وقفہ ہے یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

لندنی مسیح مسٹر پگٹ اور فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی اور سومالی مہدی بھی یہی کہہ سکتے ہیں جو مرزا جی کہتے ہیں۔ مگر چاروں دل میں خوب جانتے ہیں کہ ہم سراسر جھوٹے ہیں، اور ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ ابھی ہماری ہلاکت کا زمانہ نہیں آیا۔ پس ایک مکار عورت کی طرح اپنے حمقاء وسفہاء کے سامنے پھپھر ولے کرتے ہیں۔ ایسے ہتھ کنڈے سادھو بچوں کو کون سکھائے۔

ہلاکت، ہلاکت تو مرزا جی کا تکیہ کلام بلکہ طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ پچھلے دنوں پیشین گوئیوں سے اوروں کو ہلاک کرتے تھے، اب اپنے کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل اقدام خودکشی ہے، اور ہم ٹھہرے شحنہ۔ اگر ابھی ابھی ہتھ کڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں چلتا کر دیں، تو کیسی گت بنے۔ پس خبردار ایسی بات کبھی نہ لکھو، جو تمہارے نفس کے اندر نہیں، اور جس کو تم خود سمجھ رہے ہو۔ اڈیٹر

(شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸و۱۶۔ اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۴۔ ۱۵۔ جلد ۲۲و۲۴۔ ص ۱۔ ۲)

ملہم کا اعتقاد ملہِم پر

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، توضیح المرام کے صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں:

اوپر کی طرف سے وہ اعلی درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اول بندہ کے دل میں پیدا ہوکر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے، ایک مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہوکر الٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے، ایک تیسری قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔

اس عبارت سے چند امور ظاہر ہوتے ہیں:

اول: کم زور انسان کی محبت رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

دوم: عاجز انسان کی محبت سے درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔

سوم: خداوند تعالی اور بندے کی محبت مل جانے سے تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ نر اور مادہ وہاں بھی موجود ہے، اور کیوں نہ ہو آپ خدا کے بمنزلہ ولد ہیں۔

اور توضیح المرام کے صفحہ ۴۲ میں ہے:

اور چونکہ روح القدس ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ دونوں کے لئے بطور ابن کے ہے، اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ سمجھ لیا ہے۔

اس عبارت سے بھی چند امور ثابت ہوتے ہیں۔

اول، روح القدس جبریل فرشتہ کا نام نہیں، بلکہ خدا اور بندہ کی محبت کے مل جانے سے تیسری چیز ہے۔

دوم، وہ تیسری چیز پیدا شدہ خداوند تعالی اور بندہ کے لئے بطور ابن ہے، اور یہی پاک تثلیث ہے جس کو ناپاک

طبیعتوں نے مشرکانہ سمجھ لیا۔

اس جگہ مرزا صاحب قادیانی نے نصاری کی تقلید کی اوران کے ہم اعتقاد ہوئے۔ دیکھو خط اول یوحنا ، باب ۵ آیت ۷:

تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس یہ تینوں ایک ہیں۔

For there are three that bear record in heaven, the father, the Word, and the Holy Ghost; and these three are one.(1 John 5:7)

مرزا صاحب اور نصاری کی تقریر میں فرق صرف چال بدلنے کا ہے، ورنہ دعوی دونوں کا ایک ہے۔ مرزائیو! دیکھو خدا کا فرمان و لا تقو لوا ثلا ثه یعنی نہ کہو کہ تین ہیں۔اور

لقد کفر الذین قا لوا ان الله ثا لث ثلا ثه ۔و ما من اله ا لا اله وا حد و ان لم ینتهوا عما یقو لو ن لیمسنّ الذین کفروا منهم عذا ب الیم۔

یعنی قطعی کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔نہیں کوئی معبود مگر ایک۔ اگر باز نہ رہیں گے اپنے قول سے البتہ لگے گا ان کو عذاب دردناک۔

مرزائیو! تم بموجب آیات کس کو کافر کہو گے۔ خدا سے ڈرو، ورنہ پچھتاؤ گے

دیکھو مرزا غلام احمد خدا سے برابر ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲ میں کہتے ہیں:

براہین احمدیہ میں خدا نے مجھے کہا ہے انت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید وتفرید۔

اس الہام سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت توحید وتفرید کا مرتبہ تو حاصل کر چکے تھے، لیکن پورا خدا بننے میں کچھ کمی تھی جو عبارت ذیل سے پوری ہوگئی۔ دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۲۵، مطبوعہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کا حاشیہ

اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔اور عبرانی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں: خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے انت

منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی۔

مرزا صاحب نے آپ ہی اپنے پہلے الہام کی تفسیر کردی۔یعنی دانیال نبی کی کتاب سے تحریری ثبوت پیش کر کے اپنا خدا تعالی کی مانند ہونا ثابت کیا۔کیا اب بھی مرزائی جماعت انکار کرے گی کہ مرزا صاحب خدا کی مانند ہونے کے مدعی نہیں۔قرآن میں تو لیس کمثله شيء اور قل هوالله احد۔ الله الصّمد وارد ہو۔اور براہین احمدیہ میں خدا تعالی مرزا جی کو انت منّی بمنز لة توحیدی و تفریدی کہے۔

الحکم نمبر ۸ جلد ۵،۳۰ مارچ ۱۹۰۱ء میں مولوی عبدالکریم سیالکوٹی،مرزا جی سے روایت کرتے ہیں:

ایک روز کاسر الصلیب (مرزا قادیانی) فرماتے تھے:

اللہ تعالی ضرور جانتا ہے کہ کس قدر مجھے نصرانی مذہب کے استیصال کے لئے جوش ہے۔پس میں اس کو لفظوں میں ادانہیں کرسکتا کہ مجھے اس اعتقاد کی تباہی کیلئے اتنا جوش ہے کہ جتنا خود خدا کو۔

خدا پر جھوٹ ۔ ان ارا د ان یهلك المسیح .. ا لآ یه ۔ نصاری کی بیخ کنی اوران کے اعتقاد کی تباہی کیلئے مرزا صاحب کے خدا کو بھی مرزا جی کے مساوی جوش ہے۔اس تحریر کو تقریباً چار سال کا عرصہ گذرا،اور جوش تو دونوں کو اس سے پہلے کا ہوگا۔لیکن اب تک دونوں سے کچھ نہ ہوسکا۔مسلمانوں کا خدا تو اس سے پاک ہے کہ اس کو کسی چیز کی تباہی کیلئے عاجز انسان کی مانند جوش کھانا پڑے۔بلکہ وہ تو ایسی طاقت رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو تمام جہان کو طرفۃ العین میں ہلاک کردے۔خود قرآن شریف گواہ ہے۔

اور تحفہ قیصریہ کے صفحہ ۱۴ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اے قیصرہ ملکہ معظّمہ ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں جھکتے ہیں،اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔

کجا مرزا قادیانی اوراس کے خدا کی عیسویت کی بیخ کنی اور تباہی کا جوش،اور کجا عیسوی مذہب کی ملکہ کی اقبال مندی اور سلامتی کی دعا۔

اور رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۶۔۷ مطبوعہ ۲۳۔اپریل ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

انت منّی و انا منك ۔

انا منك سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا جی کا خدا، مرزا جی سے پیدا ہوا ہے۔ معاذ اللّٰہ۔ قرآن بتاتا ہے: لم یلد ولم یو لد۔اور انت منّی و انا منك مرزا جی کاالہام۔

اے مرزائیو! تم خداوند قہار سے ڈر کر سچ کہو، اگر کوئی اور شخص کہے کہ

میں توحید وتفرید کا مرتبہ رکھتا ہوں؛

یا یہ بات کہے کہ دانیال نبی کی کتاب میں مجھے خدا کی مانند لکھا ہے؛

یا یہ کہے کہ میں خدا سے ہوں اور خدا مجھ سے ہے،

تو تم اس کو کافر کہو گے یا نہیں؟ اگر دانستہ جھوٹ کہو گے تو کاذب کے واسطے خداوند قہار کی طرف سے لعنت کا خطاب موجود ہے۔ راقم: منشی اللہ دتا۔ جھنگ (ضمیمہ شحنہ ہند ۸ و ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۴ء ص ۲۔۴)

انکار معجزات

مرزا جی خود تو کم وبیش تین سو معجزات اب تک دکھا چکے ہیں مگر انبیاء علیھم الصلوۃ و السلام میں سے کسی نے معجزہ نہیں دکھایا۔ معجزہ خارجی فطرت ہے، مگر مرزا جی کے لئے عین فطرت ہے۔ مگر مردوں کو کسی نے خدا کے حکم سے زندہ نہیں کیا اور بے چارہ مسیح تو کیا زندہ کرتا جو مرزا جی کے نزدیک مہذب انسان بھی نہ تھا۔ جس طرح زندہ کرنا صرف خدا کا کام ہے، اسی طرح مار ڈالنا بھی اسی کا کام ہے۔ مگر مرزا جی نے بذریعہ اپنے جلاّ دایڈی کانگ (طاعون) کے لاکھوں آدمیوں کو مار ڈالا۔ اور جو مخالف مرتا ہے اس کو مرزا جی ہی مارتے ہیں۔ آتھم بھی پیشین گوئی کی میعاد کے اندر ہی مر گیا ہوتا مگر وہ دل میں مرزا جی پر ایمان لے آیا، اس لئے نہ مرا۔ اگر چہ اس نے ایمان لانے کا بظاہر اقرار نہ کیا۔ مرزا جی نے ہزاروں کی تھیلیاں بھی جھکا دیں کہ اگر آتھم یوں کہدے کہ میرے دل پر خوف غالب نہیں ہوا، یا میں دل میں ایمان نہیں لایا، تو یہ تھیلیاں اس کی نذر، اس کے باپ دادا کی، مگر آتھم کا فولادی دل بارہ سیر چاندی پر بھی نہ پگھلا۔ یہ عجیب نبی ہے کہ اپنی نبوت کا انکار کرنے والے کو انعام دیتا ہے اور جب دنیا میں سبز باغ دکھا کر مجبور کرتا ہے کہ میری نبوت کا انکار کر، تو شائد اسی انکار

کے باعث آخرت میں بھی جنت کا مالک کردے۔ کیوں بھئی مرزائیو! اب کیا صلاح ہے۔ جب دنیا میں دولت اور آخرت میں جنت آپ کے بروزی نبی نے منکروں پر لٹادی، تو آپ کے واسطے کیا رہا۔ ڈھاک کے تین پات۔ وہی مثل ہوئی کہ گھر کے نہ گھاٹ کے۔

خیر یہ تو انکار معجزات کا جملہ معترضہ تھا۔ اب اصل حقیقت سنیئے کہ میرٹھ میں چند مرزائی ہیں۔ ہم سے اکثر ملاقات رہتی ہے اور معجزات پر بحث ہوتی ہے ایک روز حضرت ابراہیمؑ کے معجزہ طلب کرنے پر بحث ہوئی

و اذ قال ابراهيم رب ارنى كيف تحى الموتى قال او لم تؤمن .قال بلى و لاكن ليطمئن قلبى. قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل على كل جبل منهن جزءًا ثم ادعهن يأتينك سعياً، واعلم ان الله عزيز حكيم (بقره ۲۶۰)

مفسرین نے جو کچھ اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے، وہ تو علماء و ناظرین ضمیمہ پر بخوبی روشن ہے، مگر ہم نے اس پر حسب ذیل مجددانہ بحث کی۔

ہم نے کہا بے شک محیی اور ممیت خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ تم معجزات انبیاء کے منکر ہو، مگر کیا قدرت الٰہی کے معجزات کے بھی منکر ہو جو ہمیشہ اور ہر وقت بطور سنۃ اللہ معجزات دکھاتی رہتی ہے۔ آیت مذکورہ میں حضرت ابراہیم معجزہ دکھانے کے مدعی نہیں، بلکہ وہ تو جناب باری ہی سے اس کی سنت کے موافق معجزہ طلب فرماتے ہیں کہ اے خدا تو فاطر السماوات و الارض ہے، تو قادر مطلق ہے۔ مجھے بھی دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔،

اگر خدا تعالیٰ احیاء اموات نہیں کر سکتا، تو یہ سوال عبث ہوا۔ حالانکہ نبی کا سوال عبث نہیں ہوتا۔ لھو الحديث کو خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے اور اس کو ضلالت قرار دیتا ہے۔ اس پر مرزائیوں نے کہا کہ وہ نبی ہی کیسا جو معجزہ دیکھ کر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے۔

ہم نے کہا ارنى كيف تحى الموتى پر غور کرو، آخر یہ کیسا سوال ہے اور کون سائل ہے۔

دوم، کوئی نبی ماں کے پیٹ سے ہی نبی نہیں پیدا ہوا، بلکہ یہ نعمت ہر نبی کو بعد میں ملی ہے۔ پڑھو ووجدك ضالاً فهدى ۔ آنحضرت ﷺ کی جانب خطاب ہے جس میں حالت قبل از وحی کو یاد دلا کر خدا

تعالی اپنی تمام نعمتیں یاد دلاتا ہے، اور ہدایت فرماتا ہے کہ: واما بنعمة ر بك فحدث

خدا کے فضل کا موسی سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

ذ لك فضل الله یو تیه من یشا ء ۔ وحی اور الہام پر نبوت کا مدار نہیں ۔ وحی اور الہام اچھا ہو یا برا ہو، ہر شخص پر بلکہ ہر جاندار پر ہوتا ہے۔

او حی ر بك الی النحل ۔ اے محمد تیرے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی۔

ان الشیا طین لیو حو ن الی او لیا ء هم ۔ تحقیق شیاطین اپنے چیلوں پر وحی بھیجتے ہیں۔

دیکھئے شیاطین بھی وحی کے مالک ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ آیت ما ضل صا حبکم و ما غوی ۔ و و جدك ضا لا فهدی کے خلاف ہے، تو جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں قبل از نزول وحی کی حالت کا بیان ہے، اور دوسری آیت نبوت و نزول وحی کے بعد کی ہے۔ چنانچہ اس سے اگلی آیت ومایںطق عن الھوی۔ ان ھو الا و حی یو حی اس کی شاہد ہے۔

آیت میں صر ھن کے معنی پر پرزے یا اجزاء علیحدہ کر دینے کے ہیں، مگر مرزائیوں نے اپنے نبی کی نوایجاد تفسیر سے وہی معنی بیان کئے جو سید النیا چر (سر سید احمد خان) نے اپنی تفسیر میں لکھے ہیں، یعنی جانوروں کو اپنی جانب رجوع کرا اور پرچا، وہ تیری جانب دوڑ کر چلے آئیں گے۔

ارے واہ رے نیچری مرزائیو! تمہاری تاویل کے کیا کہنے ہیں۔ جانوروں کا پرچانا بڑا بھاری معجزہ اور آیت قدرت ہے۔ گوالے بھینسوں کو، چرواہے بکری بھیڑوں کو، چڑی مار وغیرہ طیور کو، حلال خور کتوں کو، پرچا لیتے ہیں، کیا ایک اولوالعزم نبی جناب باری سے ایسی ہی آیات قدرت کے دیکھنے کی استدعا کرتا ہے، اور اپنا اطمینان چاہتا ہے۔

پھر سوال تو یہ ہے کہ اے خدا تو مردوں (اموات) کو کیونکر زندہ کرتا ہے، جواب یہ ہے کہ جانوروں کو پرچا۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔

مرزائیوں نے کہا یہ تو قیامت کا ذکر ہے، یعنی حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا کہ یاالٰہی تو قیامت میں

مردوں (اموات) کو کیونکر زندہ کرے گا۔ اس کا جواب یہ ملا کہ جس طرح تو جانوروں کو پرچالے گا، اسی طرح ہم بھی مردوں (اموات) کو پرچالیں گے۔

ہم نے کہا یہ جانور تو دنیا میں تھے، دعوی کی تطبیق کیوں کر ہوئی۔ پھر کیا حشر اجساد معجزہ نہیں۔ حالانکہ تم معجزات کے بالکل منکر ہو۔ جب تمہارے نزدیک دنیا میں مردہ زندہ نہیں ہوسکتا، تو سال ہا سال کے بعد جب ہڈیاں خاک ہوجائیں گی، تو مردے کیوں کر زندہ ہوں۔ أأ ذا متنا و كنا ترا باً ذ لك ر جع بعيد ۔ کیا تم ان منکروں سے کم ہو۔ یہ تو بالکل نو من ببعض و نكفر ببعض کا مصداق ہے۔

ہم نے ایک بات اور کہی کہ يا تينك سعياً کیوں فرمایا، يا تينك طيراً کیوں نہ فرمایا جو طیور کے لئے موزوں تھا۔ اس کا کچھ جواب نہ ملا۔ ہم نے کہا سعياً اس لئے فرمایا کہ اگر وہ جانور اڑ کر آتے، تو یہ احتمال ہوتا کہ شاید دوسرے جانور اڑ کر آگئے ہیں۔ اور جب دوڑ کر سامنے سے آئینگے، تو یہ احتمال جاتا رہیگا۔

جب ہم نے بسیط بحث کرنی چاہی تو چونکہ مرزائیوں کی بات بات میں تناقض تھا، لہذا وہ سمجھ گئے کہ مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) کے حضور ہماری کوئی بات چل نہ سکے گی، لہذا بحث کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ جا، وہ جا۔

اڈیٹر (شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸و۱۶۔ اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۴۔۱۵۔، جلد ۲۲و۲۴ ص ۴۔۶)

آسمانی نشان کا ظہور

مرزائی اچھل کود رہے ہیں، رنگ رلیاں منا رہے ہیں کہ لالہ چندولال صاحب مجسٹریٹ گورداسپور جنہوں نے ہمارے حضرت اقدس پر بلاوجہ ناکردہ گناہ خردہ نہ بردہ، ناحق دردگردہ، خدا کی پناہ ایک نہ دو، بلکہ تعزیرات ہند کی تین دفعات لگادی تھیں، آخر کار قبل از فیصل کرنے مقدمہ کے تنزل کے ساتھ گورداسپور سے بدل گئے۔ یعنی اب نرے منصف رہیں گے۔ بھلا آسمانی نشان کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں، اب بھی دنیا ایمان نہ لائے تو جائے جہنم میں۔ اور اس شخص (چندولال) نے بھی عجیب اندھیر کھا تا مچار کھا تھا کہ مدعی کا بالکل جامہ ہی پہن لیا تھا۔ بات بات میں اس کی طرف داری۔ اس کا جگہ اب دوسرا حاکم آتا ہے، وہ خالہ کا بیٹا ہے،

دیکھیں مولوی کرم الدین کیونکر کامیاب ہوتے ہیں۔اور باگ تو درحقیقت آسمانی باپ کے ہاتھ میں ہے۔اگر چندولعل اس کی مخالفت نہ کرتا تو یہ دن کیوں دیکھتا۔

ہم بھی چاہتے ہیں کہ مرزاجی کسی طرح بچ جائیں، کیونکہ وہ آسمانی باپ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔کسی طرح نسل تو جاری رہے، ورنہ آسمانی باپ کے خاندان ہی کا خاتمہ ہے۔جتنے حکام آئے دن بدلتے رہتے ہیں ،اور گورنمنٹ گزٹ میں یہ تغیر وتبدل چھپ کر شائع ہوتا رہتا ہے، یہ سب آسمانی نشان ہوتے ہیں کیونکہ وہ مستغیثوں کے ساتھ ناانصافی طرف داری اور تعصب مذہبی برتتے ہیں۔

لیکن اگر اس (نئے) حاکم کے اجلاس میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو کدھر جائے گا۔کیا دوسرا آسمانی نشان ظاہر ہوگا۔اور وہ حاکم بھی اپنے درجہ سے تنزل ہوکر بدلا جائے گا۔ضرور بالضرور۔آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ ترکی پٹے اور تازی تھرائے۔غیر ممکن ہے کہ مرزاجی جدید حاکم کے اجلاس سے فوری بری نہ ہوں۔پہلا حاکم مولوی کرم الدین کا طرف دار تھا، نیا حاکم اس کے برعکس لیپا لک کا طرف دار ہوگا، جبھی تو آسمانی نشان ظاہر ہوگا جس کا الہام ہو چکا ہے۔پس مناسب ہے کہ الحکم میں گزشتہ الہامات کی طرح یہ الہام بھی شائع ہو اور عدالت کی نظر سے گزر کر سابق مجسٹریٹ کی طرح تنبیہ ہو۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ ۸و۱۶۔اپریل ۱۹۰۴ء ص ۷)

مرزاجی کے مشن کا پولٹیکل پہلو

جس قدر مہدی آج تک گزرے ہیں اگرچہ سب نے دین دین کے نعرے بلند کئے، مگر درحقیقت سب کا مشن پولٹیکل تھا کیونکہ وحشی بغیر اس لٹکے کے قابو میں نہیں آسکتے۔انہوں نے کہا کفار اور منکرین کو ملک سے نکالو، اگر وہ مہدویت تسلیم نہ کریں تو سخت اذیتوں اور برے برے عذابوں سے ان کو ہلاک کرو، کیونکہ آج کے روز ہمارا قبضہ، ہمارا سکہ ہمارا حکم ہے۔بالآخر ملک گیری اور دنیوی جاہ وحشم کی ہوس میں زبردست قوموں کے ہاتھوں کتے کی موت مارے گئے۔یہ ان ممالک کی کیفیت ہے جہاں وہ آزاد اور مطلق العنان تھے۔ہتھیار اور سامان حرب رکھنے کی ممانعت نہ تھی۔انہوں نے یہ خیال خام پکایا کہ آسمانی تائید ہمارے ساتھ، افواج ملائکہ

ہماری کمک پر ہے،فوج بھی ہے،خزانہ بھی ہے۔مگر چند روز میں چیونٹی کے پر ہی اس کو ملک عدم میں لے اڑے،اورغبار آلودہ مطلع صاف ہوگیا۔

مگر ہندوستان جیسے ملک میں جومختلف مذاہب واقوام کامسکن ہے،کسی عیار کا مہدی یا مسیح بننا قابل مضحکہ ہے۔خصوصاً موجودہ زمانہ میں جب کہ تمام اقوام و مذاہب امن وامان کے ساتھ ایک آزاد پرامن گورنمنٹ کی حکومت میں ہیں۔ایسے ملک کوسوڈان پر قیاس کرنا حماقت یا مالیخولیا ہے۔برٹش گورنمنٹ کا جیسا سطوت وجبروت اعلیٰ درجہ کا ہے،وہ ویسی ہی حکیم ومستقل مزاج ہے۔اس کوآزادی مذاہب کا بڑا پاس ہے۔وہ حتی الوسع نہیں چاہتی کہ کسی کے مذاہب میں خواہ نیا ہو یا پرانا،مداخلت کرے۔پس مرزاجی کی خوش قسمتی ہے کہ باوصف دلآزاری تمام اہل مذاہب کے،جوگورنمنٹ کی سچی وفادار رعایا ہے،اب تک قانون سیڈیشن میں نہیں لپیٹے گئے۔

میں امام الزمان ہوں،میں مسیح موعود ہوں،مجھ پر ایمان لانا فرض ہے،اور جو شخص امام الزمان پر ایمان نہ لائے،وہ واجب القتل ہے،آخر اس کے کیا معنی ہیں۔کیا مذہب اسلام میں ایسا حکم ہے۔اسلام میں تو لا اکراہ فی الدین اور لکم دینکم ولی دین وارد ہے۔اس سے مرزاجی کی نیت صاف ظاہر ہے کہ وہ اس حیلے سے ہفت اقلیم کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔اوراگر قابو چلے تو خدا جانے اپنے منکروں کی کیسی گت بنائیں۔مگر مرزاجی نے اپنی نیت پر یوں پردہ ڈالا کہ جہاد کی مخالفت کی اور جہاد بھی وہ جس کا پتا مہذب ومقدس اسلام میں تو کجا کسی وحشی سے وحشی مذہب میں بھی نہیں مل سکتا۔بساط تو یہ ہے کہ جہاد کے نام سے بظاہر لرزہ چڑھتا ہے،اورنیت ایسی کھوٹی کہ ہفت اقلیم کو ہڑپ کرجائیں۔اور بجز ان لوگوں کے جوان پر ایمان لائیں،کسی کوروئے زمین پر زندہ نہ چھوڑیں۔یہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کے پاس بقول خود دولاکھ نہتی فوج ہے اوراگر دس پانچ لاکھ مسلح فوج مل جائے،تو یقیناً نمرود کی طرح خدائی کا دعویٰ کریں۔آخر مرزاجی آسمانی باپ کے لیپالک تو ہیں ہی،بالغ ہوکرآسمانی بادشاہی کے پورے مالک بن جائیں گے۔کیونکہ لیپالک ہی اپنے باپ کی میراث کا مالک بنتا ہے۔یہ ہے مرزاجی کے مشن کا پولیٹیکل پہلو جس کو بجز مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) کے کوئی نہیں جان سکتا۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ،مطبوعہ ۸و۱۶۔اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۴۔۱۵۔،جلد ۲۲و۲۴ص ۷۔۸)

آسمانی ہائی کورٹ اور پنجاب چیف کورٹ

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

عرصہ تک مرزا جی اسی بات پر تلے رہے کہ جہاں کسی سے ذرا بھی چشمک ہوئی، جھٹ آسمانی ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا، اور بذریعہ ثمن یعنی اشتہار مشتہر بھی کر دیا کہ فلاں شخص پر ہم نے مقدمہ دائر کیا ہے۔ اگر مدعا علیہ معافی مانگ لے، تو ہم درخواست دعوی واپس لے لیں گے۔ ورنہ اس کی یہ ذلت ہوگی، یہ تباہی آوے گی۔ بیچارہ کھنچا کھنچا پھرے گا، حتی کہ اس کے متعلقین بھی لپیٹ میں آ جائیں گے، ان پر بھی وبال نازل ہوگا، نقصان ہوگا۔ تا کہ یہ غریب خوف زدہ ہوکر تابع فرمان بن جاوے۔

اور جب دیکھا کہ رعب وداب اور پیش گوئی کا اثر نہیں پڑا، تو دلالوں کی معرفت خفیہ کارروائی، دھوکہ دہی شروع کر دی، تا کہ کسی نہ کسی حیلہ سے دام تزویر میں پھنس جاوے۔ بعض معاملات میں افشاء راز ہونے پر زیادہ قلعی کھلنے لگی، تو مجبوراً آسمانی عدالت میں مقدمات دائر کرنے سے بدیں لحاظ اجتناب کرنے لگے کہ وہاں تاریخ پیشی کبھی دو تین سال بعد پڑتی ہے۔ تاریخ معینہ پر مقدمہ پیش بھی ہوا تو پہلی کچی پیشی پر بوجہ بے بنیاد ہونے کے دعوی خارج، حالانکہ مدعا علیہ کو خبر تک نہیں کہ کیا ہوا، مگر مدعی کو ضرور بذریعہ الہام خبر دی جاتی ہے کہ تمہارا مقدمہ خارج۔ اب تاویل کی ضرورت پڑی تو کہہ دیا کہ ہم نے رحم کھا کر مقدمہ واپس لے لیا کیونکہ ہم اسم بامسمی جمالی ہیں۔

اور مقدمات کا فوری اثر بھی ظہور میں نہ آیا، اور مچلکہ بھی لکھ دیا کہ آسمانی کورٹ میں آئندہ کوئی مقدمہ دائر نہ کریں گے، تو ناچار عدالت عالیہ میں مقدمات دائر کرنے چھوڑ دیئے، اور برٹش گورنمنٹ کی طرف جھکے۔ اس میں چند فوائد دست بدست ملنے کی بڑی گنجائش سوجھی۔ اول تو الہام قید اور جرمانہ، مخالف کے لئے تیار ہے۔ دوم، نصف رقم جرمانہ آمدنی میں شمار۔ سوم، جو روپیہ بطور چندہ کسی کی ذلت کے لئے جمع کیا جاوے گا اس میں سے بھی نصف بیت المال کا مال۔ اور کامیابی پر پانچوں گھی میں۔

مگر مثل مشہور ہے کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑے، جو مقدمہ لائبل شروع کیا اس میں سوائے الہام پر اعتبار ہونے کے وکلاء بیرسٹروں سے صلاح مشورہ اوران کی رائے پر کلی اعتماد۔ گویا خدا کا دروازہ چھوڑ کر اب بیرسٹروں کے پاس در بدر پھرنا شروع کیا۔ امام الزمان، خلیفۃ اللہ، حجت اللہ وغیرہ کے جس قدر ڈپلومے ملے تھے سب بالائے طاق۔ مرزا جی کے لئے خود اپنی تحریرات پر بھی قدرتی حجاب حائل، جس کی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

کیونکہ اس تموج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلی طور پر انسان میں آ جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم، اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جاوے، تو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھے، تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے۔ اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے، تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصود کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے، ایسا ہی اس کا کـن بھی اس تموج اور مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔ جب یہ سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ معہ اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے، اور ہر ایک چیز جو اس سے مسّ کرتی ہے، بغیر اس کے جو یہ دعا کرے، برکت پاتی ہے۔

مرزا جی نے یہ تمام مدارج خاص اپنے حق میں مخصوص کیے ہیں اور ہر مرید کو اسی کی تعلیم ہے، مگر اپنے لئے نسیاً منسیاً۔ سچ ہے یہ حالت تموج اور مدّ کی تھی اب تو حالت جزر کی ہے۔ اسی لئے خداوند کریم کا بھروسہ بالکل چھوڑ دیا گیا۔ پھر کیا ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

لیکن پھر بھی الہام کی عادت مستمرہ نہ چھوٹی۔ نفس امارہ نے ایسا چکما دیا کہ تیس سالہ محنت و مشقت طرفۃ العین میں برباد گئی۔

طرفۃ العینی جہاں برہم زند
کس نمی آرد کہ آنجا دم زند

حکیم الامت کی بھی حکمت عملی نہ چلی ۔ان پر تو سکتہ کا عالم طاری ہے۔جس پر مقدمہ دائر کیا وہ تو بعون ایز دی سرخرو باعزاز تمام بری، اور دعوی مستدعی خارج۔ مگر حضرت کو معہ اون تمام مشاہیر کے جن کے بھروسہ پر خداوند تعالی سے، جو تمام عالم کا امیدگاہ ہے، روگردان ہوئے یہ سزا ملی کہ تشہیر کئے گئے اور آفات آسمانی جسمی مالی کے علاوہ بے توقیری وغیرہ نفع میں رہی۔ بے عزتی ...نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ خرد جال کے اثر سے مرض مزمن عود کر آیا۔سوائے اس کے کہ ڈاکٹر صاحب بہادر سے بمنت التجا ہو کہ بچاؤ، اب یہ ذلت پر ذلت کہ اسی دجالی قوم کی پناہ ڈھونڈی، ورنہ کار از دست رفت کا معاملہ ہے ۔اس پر طرہ کہ برٹش گورنمنٹ کے اعتبار پر اعتبار، اور یہ التجا کہ خاص الخاص اسی قوم پر مجھے اعتبار ہے، جس کے بھروسے میں نے اس قادر قدیر کے در سے سرتابی کی ہے۔ باوجود اس قدر منت ساجت ولجاجت کے پاداش عمل کا وہی حکم رہا۔ چیف کورٹ تک دہائی مچائی مگر توبہ! کہیں احکم الحاکمین کا حکم بھی ٹل سکتا ہے ۔اب شمار کر لو کتنی ذلتیں ایک ہی جون میں بھوگنی پڑیں، اور ابھی تو پہلا ہی پیالہ ہے کیونکہ مرزا کا خود قول ہے کہ اسی دنیا میں بہشت اور دوزخ شروع ہو جاتی ہے

مولوی کرم الدین کے مقدمہ میں فرد جرم لگ گئی ۔ گئے تھے روزے بخشوانے نماز گلے پڑی، جس کا نتیجہ معلوم نہیں کیا ہوگا ۔اکثر ضمیمہ شحنہ ہند سے بات پائی جاتی ہے کہ دس بجے سے لے کر برابر پانچ بجے شام تک بلا وقفہ عدالت میں کھڑے رہنا، اور سیروں برف اور دودھ کھڑے کھڑے اوڑا جانا، جو شخص مرض ذیابیطس میں مبتلا ہو وہ سیروں دودھ اوڑا جائے، پھر دس بجے سے پانچ بجے شام تک یعنی سات گھنٹہ تک برابر کھڑا رہے، اور بول کی بھی حاجت نہ ہو۔ واہ رے معدے اور گردے کی قوت ماسکہ و جاذبہ۔ اگر ذیابیطس نہ ہو، تو شائد دھڑیوں اور منیوں دودھ اور برف پی جاتے ۔قبل از پیشی حکیم الامت صاحب کوئی کشتہ کھلا دیتے ہوں گے، یا خوف عدالت ہے کہ پیشاب تک نہیں ۔گورنمنٹ پر بصد منت یہ ثابت کرنا کہ میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں، قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں، اور حکومت کی خدمات تیس سال سے کر رہا ہوں، جن کو سوائے گورنمنٹ کے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا ۔اسی پالیسی کے اصول پر حضرت عیسی روح اللہ کو گالیاں دیتا ہوں، اور اسلام بھی بگھارتا ہوں تا کہ مسلمان بدظن نہ ہو جائیں ۔مگر اس خفیہ خیر خواہی کا بظاہر تو کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مقدمات کی ابتری شاہد حال ہے۔ شائد چیف کورٹ میں پہنچ کر نتیجہ حاصل ہو، جس کی امید لگی ہوئی ہے۔ فی الحال ہمیں منتظر رہنا

چاہیے۔ اگر زندگی ہے تو انشاءاللہ بذریعہ ضمیمہ شحنہ ہند رائے ظاہر کی جاوے گی۔

مرزاجی کی حالت تموج، مدّ و جزر سے ہمیں ایک نہایت باریک نکتہ مفروضہ موہومہ مل گیا۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کی حالت ہر وقت اور ہر لحظہ مثل نقطہ مفروضہ کے جو اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تموج اور مدّ کی حالت میں قائم رہتی تھی اور طرفۃ العین کے لئے بھی جیسا کہ مرزا صاحب کا آج کل حال ہے بحالت جزر، کبھی نہ پلٹتی تھی۔ ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ ہمراہ شاگردوں کے راستہ میں جاتے تھے، تو ایک عورت نے، جس کا مرض بارہ سال سے جاری تھا اور ہزار ہا علاج کر چکی تھی، پیچھے سے آپ کا دامن چھوا، کیونکہ اوس نے اپنے کو اس لائق نہ سمجھا کہ سامنے آوے۔ معاً دامن کو چھوتے ہی مقناطیسی اثر ظاہر ہوا۔ حضرت مسیح نے پھر کر دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے، دعائے خیر دی کہ جیسا تیرا اعتقاد ہے ویسا ہی ہو۔ چنانچہ ویسا ہی وقوع میں آیا۔ مگر افسوس مرزاجی کے حاشیہ نشین جو شب وروز خدمت میں موجود، پوشاکیں بدلواویں، ہر وقت مصافحہ سے ہاتھ گرم کریں، پھر بھی وہ حرارت جو ایک عام آدمی میز یا تختہ میں ڈال کر اس کو حرکت دے سکتا ہے، مرزا صاحب کی صحبت سے حاصل نہ ہو۔ اور مسجد میں وہی غل غپاڑہ حقہ نوشی، جس کے مرزا صاحب نالاں ہیں، جاری رہے۔ اب مرزا صاحب انصاف کریں کہ یہ بھی عمل الترب ہے یا خدا کا ہاتھ، یا وہ خود خدا ہے جو سفر میں معہ تمام اپنی برکتوں کے ہمراہ ہوتا تھا۔ افسوس ہے کہ مرزا کو اپنی تحریرات جادہ اعتدال سے فرسخوں دور پھینک رہی ہیں۔

راقم۔ قاسم علی خان ہیڈ کلرک محکمہ نہر سرہند (ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۳)

نبی اور مجدد میں فرق

حدیث شریف میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ ہر صدی میں مجدد پیدا ہوگا تو اس سے مراد حقانی علماء ہیں جو مسلمانوں کو توحید الٰہی اور اتباع طریقہ محمدیہ یاد دلائیں گے، امور دین اور قواعد شرح متین کی تعلیم و تلقین کریں گے، مگر وہ نبی اور رسول نہ ہوں گے۔ ورنہ حدیث میں احیا کا لفظ ضرور آتا، حالانکہ صرف من یجدد لھا دینھا وارد ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نبی اور رسول صاحب شریعت ہوتا ہے جو علی الاعلان نبوت و رسالت کا دعوی کرتا ہے۔ مجدد فی الدین کے لئے ضرور نہیں کہ وہ تجدید کا دعوی کرے، اور کہے کہ میری تجدید پر ایمان لاؤ۔

کیونکہ وہ تو محض تلقین و تعلیم و تذکیر کرتا ہے جو حقانی علماء دین کا بھی فرض ہے۔ دیکھو کسی مجدد نے نبوت کا دعوی نہیں کیا، اور جھوٹے مہدیوں نے بھی نہیں کیا جو اپنے دل میں خوب جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہیں اور محض حبّ جاہ اور ہوس مال و منال کے لئے دنیا کو اپنی جانب رجوع کر رہے ہیں۔ اگر چہ وہ مکار اور فریبی تھے مگر حفظ ناموس شریعت اسلامیہ کو انہوں نے ملحوظ رکھا اور بے حیا اور ڈھیٹ نہیں بنے جیسے کہ مرزا جی ہیں۔

کسی مجدد نے مامور من اللہ ہونے کا بھی دعوی نہیں کیا کیونکہ ہر شخص مامور من اللہ ہے: له الخلق و له الا مر.. الآیہ، شاہد ہے۔ مرزا جی جو اپنے کو بار بار مامور من اللہ کہتے ہیں تو اپنے دعوی سے متنزل ہو کر پستی میں گرتے ہیں کیونکہ اطیعوا الله و اطیعوا الرسو ل و اولو الا مر منکم میں خدا اور رسول کے بعد اولوالامر تیسرے درجہ پر ہے۔ یعنی وہ نبی یا رسول نہیں ہے۔ حالانکہ مرزا جی اولوالامر ہونے کے ساتھ نبوت و رسالت کے بھی مدعی ہیں۔ ھذا خلف۔ کس کس تناقض کو رویا جائے۔

علی ہذا، نبی کا مرتبہ مجدد کے مرتبہ سے بڑھا ہوا ہے۔ کم از کم دونوں میں عموم خصوص کی مطلق نسبت تو ضرور ہی ہے۔ یعنی ہر نبی مجدد تھے، مگر اس کا عکس صحیح نہیں یعنی ہر مجدد نبی نہیں۔ انسان اور حیوان میں جو فرق ہے یہی فرق نبی اور مجدد میں ہے۔ یعنی جس طرح انسان زید وغیرہ کو حیوان مطلق کہنا لائیبل ہے، اسی طرح نبی کو مجدد کہنا باعث کسر شان ہے۔ مگر مرزا جی کے لئے کسر شان نہیں۔ وہ اپنے چیلے چاپڑوں میں تو نبی ہیں، اور مسلمانوں کے سامنے اپنے کو حسب فحوائے حدیث شریف مجدد بتاتے ہیں۔ گویا گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں کہ کبھی نبی، کبھی مجدد، کبھی لیپا لک، کبھی اصلی نبی نہیں بلکہ بروزی نبی۔ اور کبھی بعض انبیاء کرام سے بھی بڑھ کر۔ عیسی کجاست تا بنہد پا بہ منبرم۔ کبھی خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) یعنی قیامت تک تمام انبیاء سے بڑھ کر اور خاتم رسالت۔ ایک لغویت ہو، تو بیان کی جائے۔

مجدد تو صرف احکام الہی کو یاد دلاتا ہے مگر مرزا جی نے مجدد بن کر یہ کام کیا کہ احکام الہی اور شریعت اسلامیہ ہی کی ترمیم و تنسیخ کر دی۔ تصویر پرستی کو رواج دیا۔ حج کی ممانعت کی۔ بعض انبیاء کو نبی ہی نہ رکھا، اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ عیسی مسیح کو گالیاں دیں، اور ان کے جانشین بنے، کیونکہ عیسیؑ بھی نبی رہتے تو مرزا جی نبی کیوں کر بنتے۔ معجزات کا انکار کیا، کیونکہ خود کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے۔ ناکو آئے بھئی ناکو آئے۔

آنحضرت ﷺ نے عیسائی مذہب (تثلیث) کی اصلاح کی، تو آپ (مرزا قادیانی) نے خدا کا لیپا لک بن کر توحید ہی کو جڑ پیڑ سے اڑا دیا۔ مذہب اسلام جو تمام مذاہب کا مصلح ہے، آپ نے باوصف دعوی مسلمانی اس کی اصلاح کا دعوی کیا۔ اصلاح کیا سادہ لوحوں کو مونڈ کر اور چندیا پر ہاتھ پھیر کر اسلام ہی سے مرتد و منحرف کر دیا۔ اس صورت میں آپ کو مجدد تو کیا، البتہ موجد مذہب جدید مرزائی و ناسخ و مرمم دین الٰہی کہیے، تو بجا ہے۔ نبی اور رسول ضرور صاحب صحیفہ ہوتا ہے۔ مگر جن اصول اسلامیہ، منع حج اور حرمت تصاویر کی آپ نے ترمیم کی ہے، اس کی نسبت الہام ہونے کا کبھی حوالہ نہیں دیا اور نہ آسمانی صحیفہ مشتہر کیا۔ ہاں چند بے جوڑ اور بے معنی فقرے، وہ بھی اپنی بھٹی میں، ضرور مشتہر کیے کہ تو ایسا ہے اور تو ویسا ہے۔ یا بعض قرآنی آیتیں توڑ مروڑ کر اور الہام بنا کر مشتہر کیں۔ ادنی سے ادنی مذہب کے اصول بھی مدون ہیں، مگر مرزائی مذہب کے اصول و ضوابط جو الہامی طور پر نازل ہوئے ہوں، ان کا کوئی مجموعہ اب تک منضبط اور مدون اور مطبوع و مشتہر نہیں ہوا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا جی اپنے دل کی بات اور ما حصل کے ادا کرنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ ورنہ غیر ممکن ہے کہ جو خرافاتی رسالے اردو زبان میں مشتہر ہو رہے ہیں، وہ عربی زبان میں مشتہر نہ ہوتے کیونکہ وہ سب الہامات ہیں اور نبی جو کچھ کہتا ہے الہام ہی سے کہتا ہے۔ آیت و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اس کی شاہد ہے۔ اس سے مرزا جی کا مفتری علی اللہ ہونا صاف ثابت ہے، اور مفتری علی الناس تو آپ ہیں ہی۔ کیا معنی کہ تمام اولیاء اللہ کو اپنے ساتھ ناقص نبی بنا دیا اور حکم لگا دیا کہ قیامت تک ناقص نبی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر مرزا جی کے زمانہ میں ناقص نبی کیا معنی کوئی ناقص ولی بھی نہیں۔ ناقص یا کامل جو کچھ ہیں خود بدولت ہی ہیں۔ کیونکہ آپ ناقص نبی بھی ہیں، اور خاتم الخلفاء یعنی اکمل الانبیاء بھی۔ ایسی متناقض لغویات سے چیلوں چاپڑوں کو تو کیا شرم آئے گی، جب کہ خود کو شرم نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد ہر صدی پر ایک مجدد آئے گا تو کیا یہ بھی فرما دیا ہے کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود بھی ہوگا تو تمام مجددوں کا جو آج تک آئے اور آئندہ قیامت تک آئیں گے عیسی اور مسیح ہونا ضروری ہے۔ اور کیا یہ بھی فرما دیا ہے کہ مجددوں میں سے کوئی اور تو مہدی اور مسیح نہ ہوگا، ہاں تیرھویں صدی میں ایک چینی الاصل مغل ہندوستان کے موضع قادیان میں پیدا ہوگا جو مجدد بھی ہوگا اور مہدی اور

مسیح بھی۔اور باقی تا قیامت برائے نام مجدد ہوں گے۔مہربانی فرما کر یہ لغویات گنتے جایئے۔

کیا آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ قرآن مجید جو مجھ پر نازل ہوا ہے، وہ مکرر، اور سہ کرر، اور دہ کرر، وصد کرر، اور ہزار کرر، ہر مجدد پر نازل ہوگا بلکہ ترمیم ہوکر۔گویا جو واقعات میرے زمانہ میں گذرے ہیں اور جن کی بابت وقتاً فوقتاً وحی نازل ہوئی ہے، وہی واقعات لوٹ کر دنیا میں پھر آئیں گے خصوصاً قادیان میں کیونکہ وہ واقعات آسمانی باپ کی زنبیل میں محفوظ ہیں۔یہ تو بالکل ان دہریوں کا عقیدہ ہوا جو یہ کہتے ہیں کہ طوفان نوح اور اصحاب کہف اور سکندر ذوالقرنین وغیرہ کے واقعات اپنے اپنے ظرف میں موجود ہیں مگر ہماری آنکھ سے غائب ہیں۔مرزا جی نے یہ عقیدہ اس واسطے تراشا کہ اپنے کو بروزی نبی بتایا یعنی آنحضرت ﷺ کی روح ان کے جسد میں عود کر آئی ہے (جیسا کہ تناسخ والوں کا عقیدہ ہے) پھر ضرور ہے کہ وہ تمام واقعات بھی عود کر آئیں جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں واقع ہوئے اگرچہ اہل تناسخ کا یہ عقیدہ نہیں کہ دوسرے قالب میں روح کے حلول کر جانے پر اس کے تمام واقعات و افعال بھی لوٹ آئیں گے، اور نہ ان دہریوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گزشتہ واقعات پھر ظاہر ہوں گے۔کیونکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ واقعات معدوم نہیں ہوئے بلکہ اپنے اپنے ظرف میں موجود ہیں، مگر آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔اس صورت میں مرزا جی نہ تناسخی ہیں نہ مذکورہ بالا دہریہ ہیں۔اور مسلمان تو خدا نہ کرے، کیوں ہوتے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۵)

مرزائی جماعت

عجیب لطف ہے کہ مرزا جی کا کوئی مذہب ہی نہیں۔وہ تو آسمانی باپ کے لیپا لک بن کر بالکل مطلق العنان ہو گئے اور انت منی و انا منك کہہ کر خود خدا بن گئے۔بھلا خدا کا کوئی مذہب کیوں ہونے لگا وہ تو جس طرح تمام دنیا کا خلّاق اور موجد ہے اسی طرح مذاہب کا بھی خالق اور موجد ہے۔مگر مرزائی جماعت بہت سے مذاہب سے مرکب ہے اور مرزا جی بھی کسی کے مذہب سے تعرض نہیں کرتے۔ہر پتلی کو اپنی نخ پر نچا رہے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیعت کر لو مذہب جو چاہو رکھو۔مطلب سعدی دیگر است۔

مرزائیوں میں حنفی بھی ہیں، اہل حدیث بھی ہیں، صوفی بھی ہیں۔وغیرہ۔خود حکیم نور الدین صاحب

اور محمد احسن امروہی صاحب اپنے کو گروہ اہل حدیث سے بتاتے ہیں۔ یہ ان کی تقلیدی چال ہے، کیا معنی کہ نواب صدیق حسن خان مرحوم کے زمانہ میں دونوں صاحب اہل حدیث تھے۔ مگر باوصف جدید بروزی نبی اور امام الزمان کے پیدا کر لینے کے اب بھی ان کا بدستور اہل حدیث رہنا قابل افسوس اور کورانہ تقلید اور اپنے خاتم الخلفاء کی کسر شان کا باعث ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بروزی نبی پر ابھی تک ان کا پورا پورا ایمان نہیں اور منافقانہ برتاؤ برت رہے ہیں، ورنہ سچی محبت اور خالص عقیدہ تو شرک فی الاسم بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

مولوی محمد احسن امروہی اپنا یا یوں کہیے کہ تمام مرزائی جماعت کا رشتہ شیخ محمد حسین بٹالوی سے ملانا چاہتے ہیں مگر حکیم نورالدین صاحب وغیرہ بلکہ خود مرزا جی بالکل خلاف ہیں۔ غالباً امروہی صاحب کا یہ خیال ہے کہ ہم نے شیخ بٹالوی کو جیت لیا تو ہندوستان کے دس لاکھ اہل حدیث کو جیت لیا۔ اور پھر ایک نظیر مل گئی۔ شیخ موصوف کے منڈتے ہی قادیان میں اہل حدیث کی ٹپکا ٹپکی شروع ہو جائے گی۔ پھر کیا تھا، میں بھی چل، تو بھی چل۔ تمام اہل حدیث مرزائی نہ ہو جائیں تو جبھی کہنا۔ اب تک تو امروہی صاحب کی اس خیالی کھچڑی کی ہانڈی میں ابال نہیں آیا، نہ گیلی لکڑیوں نے آگ قبول کی، تاکہ ہانڈی میں کھد بد ہوتی۔ آئندہ یا قسمت یا نصیب۔ بفرض محال شیخ بٹالوی چکنی چپڑی باتوں میں آ بھی گئے تو جماعت اہل حدیث پر کیا اثر۔

محمد احسن امروہی صاحب ہیں تو مرزائی مگر اپنی حقانیت پر دلیل وہی لاتے ہیں جو عموماً علماء مقلدین اپنے مذہب کے حق ہونے پر لاتے ہیں یعنی اتبعوا السواد الاعظم۔ اب وہ مرزائی جو حنفی بھی ہیں اور مرزائی بھی جواب دیں کہ کون سا سواد اعظم حق پر ہے۔ مرزائی سواد اعظم، یا حنفی سواد اعظم۔ اگر دونوں حق پر ہیں تو دو سواد اعظم ہو نہیں سکتے، جیسا کہ افعل التفضیل کا خاصہ ہے۔ نہ نبی اور مجتہد کا سواد باہم جمع ہو سکتا ہے۔ کجا بروزی نبی اور آسمانی باپ کا لیپا لک اور کجا ایک مجتہد جو غلطی بھی کر سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ خود مرزا جی نے باوصف نبی ہونے کے حنفی مذہب کو اس دلیل سے حق پر بتایا تھا کہ یہ بڑا گروہ ہے اور بڑے گروہ پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے حالانکہ اس سے ان کی قلیل جماعت کا ناحق پر ہونا لازم آتا ہے مگر ان کو تو زمانہ سازی سے مطلب ہے کس کا حق اور کس کا ناحق۔ بات یہ ہے کہ جھوٹ کی ناؤ نہیں چل سکتی۔ ایک جھوٹ کے ثابت کرنے کو بہت سے جھوٹ تلاش کرنے اور مسلسل دروغ گوئیوں کا تانا بانا بننا پڑتا ہے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ مرزا جی کا کوئی مذہب نہیں، ہاں ان کے مطلب کے مذاہب بہت سے ہیں۔عیسی مسیح کی وفات ثابت کرنے کو آپ اہل قرآن ہیں، مگر مسیح موعود کا آنا چونکہ قرآن سے ثابت نہیں ہوتا لہذا کسر صلیب اور قتل خنازیر کے لئے آپ اہل حدیث ہیں۔اور ثلا ثون د جا لو ن والی حدیث پیش کی جاتی ہے تو آپ اہل حدیث بھی نہیں۔ میٹھا ہڑپ اور کڑ وا تھوتھو۔ بروزی نبی بننے کے لئے آپ اہل تناسخ ہیں اور معجزات کا انکار کرنے میں آریا اور نیچری۔اور آسمانی باپ کا لیپا لک بننے اور تثلیث قائم کرنے میں، جیسا کہ گزشتہ ضمیمہ میں بعض مرزائی کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا گیا ،آپ نصرانی ہیں۔آپ کا مذہب ہزار داستان ہے۔ایسے پاک مذہب کے کیا کہنے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند۔۲۴۔اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۷)

مدنی شاہ والا معاملہ

اٹاوہ کے مختار صاحب نے ایک لمبا چوڑا مضمون مدنی صاحب کے معاملہ میں مرزائی اخبار الحکم میں شائع کرایا ہے۔معلوم نہیں یہ کس بات کی تردید ہے۔ مدنی صاحب تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا نہیں کیا جیسا اوٹاوہ کے مختار نے ایک اشتہار میں شائع کیا اور مختار صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فلاں فلاں کے مواجہہ میں مدنی صاحب نے اپنے پیر وارث علی شاہ صاحب کا مقولہ مرزا صاحب کی نسبت بیان کیا کہ وہ عیسی مسیح کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔حالانکہ عیسی مسیح کے مرتبہ پر پہنچنا مرزا جی کے لئے ننگ کا باعث ہے کیونکہ ان کے عقیدے اور مشتہرہ کتابوں کے موافق عیسی مسیح تو معاذ اللہ مہذب انسان بھی نہ تھے، چہ جائے کہ نبی اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہوتے۔مگر مختار صاحب وغیرہ کے نزدیک یہ بڑا بھاری فخر ہوا کہ وارث علی شاہ صاحب نے مرزا جی کو مسیح کے درجے پر پہنچا دیا۔خیر۔مرزا اور مرزائی دونوں آپس میں نمٹ لیں۔

پھر مختار صاحب کی عقل مندی دیکھئے کہ انہوں نے وہ خط وکتابت بھی شائع کی ہے جو خود وارث علی شاہ صاحب اور سجادہ نشین کرنال سے ہوئی ہے۔دونوں صاحبوں نے جواب دیا ہے کہ ہم مدنی شاہ اور بدھنی شاہ اور لوٹے شاہ اور چھوٹے شاہ اور لٹو شاہ اور چپڑ غٹو شاہ کو جانتے بھی نہیں، اور آپ ان کا حلیہ لکھیں، اور ہم نے مرزا صاحب کے معاملہ میں کچھ نہیں کہا۔

لیجیئے جناب چنی چنائی تعمیر ہی ڈھے گئی یعنی مرزا جی کو وارث علی شاہ نے مسیحیت کا جو تمغہ دیا تھا، وہ خیالی اور بالکل خیالی پلاؤ نکلا۔ وائے افسوس ہائے حرمان، ہم کو ادھر تو مختار صاحب کی دردسری پر افسوس ہو۔ ادھر مرزا جی مسیح موعود نہ بنے، کورے مرزا جی ہی رہے۔ اب مناسب ہے کہ جس طرح بن پڑے تمام مرزائی حاجی وارث علی شاہ صاحب کی چوکھٹ پر ماتھا رگڑیں کہ وہ ان کو مسیح موعود بنا دیں اور سرٹیفکیٹ دے دیں۔ مختار صاحب کا ایمان نہ الہام پر ہوا، نہ وحی پر ہوا، ہاں حاجی صاحب کے سرٹیفکیٹ پر ہوا۔ مرزا جی کے دس پانچ راسخ الاعتقاد مرید ایسے ہی ہوں، تو مخالفوں کی کیا ضرورت۔ اگر مختار صاحب ثابت بھی کر دیں کہ مدنی شاہ وغیرہ نے ضرور ایسا کہا تھا تو کتنی رکعتوں کا ثواب ملے گا، جب کہ شاہ صاحب نے سارا ہوائی قلعہ ہی اڑا دیا۔ اڈیٹر الحکم نے بھی نہ سوچا کہ میں اخبار میں کیا شائع کر رہا ہوں اور اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا۔ دیکھو ہم کہے دیتے ہیں کہ ایسے معاملات میں مجدد السنہ مشرقیہ سے صلاح لے لیا کرو، ورنہ رسوائی ہوگی اور مجدد کو رنج پہنچے گا۔

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۱۹۰۴ء مطبوعہ ۲۴۔اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

(مدنی شاہ والے معاملے میں الحکم میں قادیانیوں کی یہ تحریر شائع ہوئی تھی جس پر مولانا احمد حسن شوکت نے درج بالا تبصرہ کیا ہے:

معروف شاہ وارثی رئیس دیوہ کا خط، ہمارے نام۔

از دیوہ شریف۔۲۱ فروری ۱۹۰۴ء

ماقصہء سکندر ودارانخواندہ ایم۔ از ما بجز حکایت مہر وفا مپرس

عنایت فرمائے من۔ تسلیم: عنایت نامہ دست یاب ہوا جواباً گذارش ہے کہ جس بارہ میں آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں اوس کے ساتھ ایک خط اوٹاوہ سے بیدم شاہ کا بھی میرے پاس آیا تھا۔ کہ مدنی شاہ نے یہاں حضرت صاحب قبلہ کے حوالہ سے ایسا ایسا بیان کیا اون کو میں نے جناب حضرت صاحب قبلہ سے صحت کر کے جواب لکھ دیا تھا کہ اوس کا بیان غلط ہے یہ مقولہ جناب حضرت صاحب کا فرمود نہیں ہے۔ لہذا اوس کے بیان سے تو قطع نظر ضروری ہے۔ وہ لغو گو ہے اس کی بات کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیے اور وہ یہاں کا نہ مرید ہے نہ فقیر ہم کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ چند روز سے سکونت اس کی دیوہ میں ضرور ہے اور سکونت اس کی اس طرح پر ہے کہ گویا اوس کا ہیڈ کوارٹر دیوہ میں ہے۔ باقی زیادہ تر وہ باہر رہتا ہے۔ راقم: معروف شاہ وارثی

حافظ عبدالقیوم پانی کے خط مورخہ ۳ ذی الحج کا خلاصہ

سید صاحب مکرم بندہ۔ السلام علیکم و علی من لدیکم ۔جن صاحب نے آپ سے دربارہ قادیانی یہ کہا ہے کہ جناب قبلہ عالم حاجی صاحب دام اللہ برکاتہ نے مسیح ہونا کہا ہے بالکل غلط ہے..اور مدنی شاہ صاحب کا نام مجھ کو بھی معلوم ہونا چاہیے وہ بالکل غلط کہتے

ہیں ...مکرر التماس ہے کہ اب یہ فقیر دیوے شریف جاتا ہے۔۵۔ذی الحج کو چلا جاوے گا۔مدنی شاہ صاحب کے نام وحلیہ سے مطلع کیا جاؤں۔محمد عبدالقیوم وارثی از کرنال۔درگاہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اشتہار واجب الاظہار

حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب مدظلہ متوطن دیوہ شریف کے مریدوں کو ایک ضروری اطلاع

حسن اتفاق سے ایک بزرگ یعنی مدنی شاہ صاحب جو حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب متوطن دیوہ شریف کے مرید مخلص ہیں آج کل اوٹاوہ میں تشریف لائے ہیں اون کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں جس میں حافظ عبدالقیوم صاحب پانی پتی بھی موجود تھے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی بابت حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب سے دریافت کیا گیا تو حاجی صاحب موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب قادیانی سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیے۔اعتراض کیا گیا کہ مرزا صاحب قادیانی مسیح ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔اس پر حاجی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب سیدنا مسیح علیہ السلام کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔،

پس اب حضرت حاجی صاحب مدظلہ کے مریدوں کی خدمت میں میری یہ التماس ہے کہ وہ اپنے پیرومرشد کی اس شہادت حقہ کو صدق دل سے قبول کرلیں گے اور حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے باز آجائیں گے بلکہ اس آسمانی نور سے جو کفر وضلالت کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوا ہے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔اگر کسی صاحب کو میری تحریر میں شبہ ہو تو اون کو اختیار ہے کہ جناب مدنی شاہ صاحب سے خود مل کر اس بارہ میں تحقیق کرلیں یا براہ راست حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب مدظلہ سے دریافت کرلیں ....المشتہر۔خاکسار صادق حسین مختار سابق اڈیٹر اخبار اظہار الحق اوٹاوہ۔۱۶ فروری ۱۹۰۴ء۔(الحکم نمبر ۱۱ جلد ۸۔۳۱ مارچ ۱۹۰۴ء ص ۱۵)

گالیوں سے بھرے خطوط

بعض ڈیم فول مگر جو غالباً اپنے کو اپریل فول کا فرزند بتائیں گے،جبلی مرزائیت کے اقتضاء سے فحش اور دشنام بھرے گمنام خطوط دفتر شحنہ ہند میں بھیجتے ہیں۔یہ ان کے ہر طرح عاجز ہو جانے کی دلیل ہے۔

چو حجت نماند دنی خوئے را
بدشنام در ہم کشد روئے را

وہ ضمیمہ کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ان کے دعوی بالکل لچر اور پوچ،ان کے ہوائی قلعہ کی دیواریں بالکل ریت کی دیوار ہیں،جن کے اوڑانے کو مجدد (احمد حسن) کی معجز نفسی گویا صرصر عاد ہے۔اے نامردو! گالیاں دینا کسے نہیں آتا۔مرد میدان ہو تو بات کا جواب دو۔مگر تم تو جواب کی جگہ ماں بہن کی مغلظات علانیہ

دے رہے ہو ہم اس میں بھی خوش ہیں کیونکہ تمہاری اتنی ہی توفیق ہے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴۔اپریل ۱۹۰۴ء ص ۸)

قادیان میں طاعون

دارالامان قادیان جو آسمانی باپ اور اس کے لیپا لک کا ہیڈ کوارٹر ہے، اور جس کی نسبت الہام ہو چکا ہے کہ جو یہاں آئے گا امن میں رہے گا۔اب خود لیپا لک کے ایڈی کانگ طاعون نے وہاں وہ اودھم مچا رکھی ہے کہ کچھ نہ پوچھئے۔روزانہ بھیڑیا بن کر ۳۰۔۳۵ بھیڑوں کو اٹھا لے جاتا ہے۔آسمانی باپ کے سارے پوتے گدھے کے سینگ ہو کر اڑنچھو ہو گئے۔جہاں جس کے سینگ سمائے، بھاگ گیا۔خالی خولی مرزا جی اور حکیم نور الدین صاحب رہ گئے ہیں۔ٹاپا بالکل خالی ہے۔حکیم صاحب قادیان سے باہر خیمہ زن ہیں۔ان کے سالے کا لڑکا منظور الحق بھی بھینٹ چڑھ گیا۔مرزا جی نے حکیم نور الدین وقطب الدین کو حکم دے دیا کہ کسی مریض کے مکان پر نہ جائیں۔اور مرزا جی کے گھر میں بھی کوئی نہ آنے پائے۔قادیان کی ننھی سی آبادی کل تین ہزار ہے۔ایک صفر اس میں سے بھی غائب، یعنی تین سو ہی رہ گئے۔اسکول بند، بازار ویران اور سنسان۔الہی توبہ۔لیپا لک کا ایڈی کانگ ایسا منہ چڑھا کہ اپنا دیکھا نہ پرایا، سب پر ہاتھ صاف۔پیشین گوئیوں کی کیسی درگت ہو رہی ہے۔مقدمات میں وہ ناکامی۔طاعون سے یہ نوبت۔پھر بھی حمقاء اور سفہاء کو ہوش نہیں آتا۔جہالت کا بھوت سر پر بدستور سوار ہے۔مرزائی اخبار البدر نے بھی طاعون کی دست برد کو تسلیم کیا۔آخر یہ کیا ہے۔مفتری علی اللہ کی شامت اعمال ہے۔ایک پاپی ساری ناؤ (ہندوستان) کو لے ڈوبا۔خدا تعالی افترا کا بیڑا غرق کرے ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۷، جلد ۲۲و۲۴ ص ۱)

(قادیان میں طاعون کے وجود، اور اس کی تباہی کا اعتراف قادیانی اخبار البدر کی درج ذیل خبروں میں بھی موجود ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

قادیان اور طاعون: مارچ کے آخری ایام میں طاعون سے چند وارداتیں قادیان میں ہوئی تھیں مگر فوراً ہی آرام کی صورت پیدا ہو گئی تھی اور جو لوگ طاعون سے بیمار تھے وہ بالکل تندرست بھی ہو گئے تھے۔اپریل کی پانچ تاریخ کے بعد پھر طاعون نمودار ہوئی اور آج ۱۲ تاریخ تک بدستور ہے۔قادیان آریا سماج کے دوسرے سالانہ جلسہ پر جو ۲۔۳۔۴۔اپریل کو ہوا ہے یوگندر پال نے بڑے دعوے سے پیش گوئی کی گئی تھی کہ ہم بذریعہ ہون کے قادیان کو طاعون سے پاک وصاف کریں گے سو جلسہ کا ختم ہونا تھا کہ یوگندر پال تو کیا صاف کرتے خود طاعون نے صفائی شروع کر دی۔(البدر۔۱۶۔اپریل ۱۹۰۴ء ص ۷)

وہی غلط الہام

مجدد السنہ مشرقیہ نے دنیا بھر کے جھوٹے فریبی اور مکار آسمانی باپ کو ڈانٹا کہ لیپا لک پر لغو اور مصنوعی الہام کرنے سے باز رہے، مگر وہ باز نہ آیا۔ معلوم ہوا کہ جب تک تجدید کے کیروسین آئل سے اس کا منہ نہ جھلسا جائے گا اور جھونپڑا نہ پھونکا جائے گا، ہرگز باز نہ آئے گا۔ اچھا تو لے اور مزہ دیکھ۔

فارسی الہام۔ اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔

یہ اپنے ایڈی کانگ طاعون کی طرف خطاب ہے۔ مگر اس نے تو اب لیپا لک کے دوستوں کے گھر بھی ویران کردیئے۔

عربی الہام اجرت من النار۔

صیغہ معروف حاضر ہے، تو یہ معنی ہے کہ بچایا تو نے آگ سے۔ مگر یہ مفہوم نہ ہوا لیپا لک نے آگ سے کسے بچایا۔ اس نے تو اپنے چیلوں پر دوزخ کا دروازہ کھول دیا ہے۔

اور یہ صیغہ مجہول حاضر ہے تو یہ معنی ہوئے کہ بچایا گیا تو آگ سے۔ یہ بھی غلط، کیونکہ لائیبل کی آگ تو سلگ رہی ہے، بلکہ اس پر تیل پڑ رہا ہے۔

اور اگر آخرت کی آگ مراد ہے، تو اس کے لئے بھی ایندھن تیار ہو رہا ہے۔ جلد روشن ہوا جاتا ہے۔

اور اگر صیغہ متکلم معروف مراد ہے، تب بھی غلط کیونکہ آسمانی باپ خود درماندہ ہے، وہ کسی کو کیا بچائے گا۔ ایک مقدمہ تو خارج کرادیا۔ دوسرے میں لیپا لک کے سر پر چارج دھرا دیا۔

اور اگر مجہول متکلم مراد ہے، تو یہ بھی غلط کیونکہ آسمانی باپ (شیطان) جو لیپا لک کا طاغوت ہے پہلے ہی ناری ہے اور قیامت کے روز دوزخ میں (جسکی صفت وقودھا الناس و الحجارۃ ہے) ٹھونسا جائے گا۔ انشاء اللہ

اردو الہام: جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔

لیجئے جناب آیات قرآنی کا الہام تو ہوتا تھا، اب اردو زبان کے بھنگڑ تک بندوں کی زٹلیات کا بھی الہام ہونے لگا۔ یعنی آسمانی باپ اپنے لیپا لک سے کہہ رہا ہے کہ سب جگہ تو ہی تو ہے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۷۔۱۸، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

اصول مذہب سے بے پرواہی

انگریزی ہم عصر پانیئر نے ایک شرر افشاں آرٹیکل چھاپا تھا جس میں یہ ثابت کیا تھا کہ مرزا جی کا مشن ملک اور گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے۔ پانیئر نے لکھا تھا کیا اچھا ہوتا اگر فرانس کی طرح ہندوستان کے لوگ بھی لاپرواہ ہوتے یہاں تو ذرا سی مذہبی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے بھوس میں چنگاری۔

مرزائی اخبار الحکم نے اس کا جواب دیا تھا۔ جواب کیا تھا، نصیبوں پر ماتم تھا۔ ایک ایک بات کئی کئی دفعہ دوہرائی گئی۔ ماحصل یہ تھا کہ حقیقی مذہب کی پابندی ہی سے ملک میں امن قائم ہوتا ہے۔،

ہم اس پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ الحکم کا خیالی پلاؤ اس وقت دم پخت ہوتا کہ تمام ہندوستان کا ایک مذہب ہوتا۔ یہاں تو سینکڑوں مذاہب ہیں، اور سب اپنے اپنے مذہب کو حقیقی مذہب سمجھتے ہیں، اور حتی الوسع اپنے مذہبی اصول پر چلتے ہیں۔ گورنمنٹ کی جانب سے مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہیں اور اسی آزادی کی وجہ سے علاوہ قدیم مذاہب کے جدید مذاہب بھی پیدا ہو رہے ہیں، مرزائی مذہب بھی جن کی ایک شاخ ہے۔

گورنمنٹ تو کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتی مگر جو خودغرض دنیا پرست دوسروں کے مذاہب کی توہین کرتے اور ان کے مذہب کو گالیاں دیتے ہیں کہ ہم اچھے ہیں اور وہ برے تھے، وہ ضرور مذہبی مداخلت کرتے ہیں اور مذاہب کی آزادی میں خلل ڈالتے اور فیلنگ پیدا کرتے ہیں۔ پانیئر کا اشارہ اسی جانب ہے اور ممکن ہے کہ مرزائی مشن کی جانب اشارہ ہو جس کی تعداد خود مرزا جی کے بقول دو لاکھ ہے جو اپنے نبی کے سر پر جان و مال فدا کرنے کو ہر دم تیار ہیں۔ ادھر انہوں نے کوئی حکم دیا ادھر دیوانہ وار فدا ہوئے۔

..دو لاکھ والنٹیئر کچھ کم نہیں یہ پورا نیشن ہے اور چونکہ قادیانی نبی کا دعوی ہے کہ میں کسر صلیب اور قتل خنازیر کے لئے آیا ہوں، لہذا نہ صرف غریب پانیئر بلکہ تمام عیسائیوں کو جو کچھ خوف ہو، بجا ہے کیونکہ مذہبی محبت اور ساتھ ہی پر جوش تعصب ایسا خیرہ چشم ہے کہ دوسرے کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔

جب باوصف دعوی مسلمانی مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کو تاکیداً ہدایت کی ہے کہ مسلمانوں کے

ساتھ نماز نہ پڑھو، تو دوسرے مذاہب کی ساتھ ان کو جس قدر تعصب وعناد ہے اس کا اندازہ ناظرین کر سکتے ہیں ۔عیسوی مذہب تو کس شمار میں رہا، اس کے استیصال کے لئے وہ مسیح بن کر مبعوث ہوئے ہیں...شائد مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی اس لئے ممانعت ہے کہ مسلمان تو خدا کی نماز پڑھتے ہیں اور مرزا جی ان سے اپنی نماز پڑھوانا چاہتے ہیں ۔چندروز میں پرانا قبلہ بھی بدل جائے گا۔آسمانی باپ الہام کرنے والا ہے کہ اب تمہارا قبلہ قادیان ہے۔حج کرنے سے مرزائیوں کو منع کر ہی دیا ہے۔فقراء اور مساکین کو جو زکوۃ لینے کے مستحق ہیں، محروم کر ہی دیا ہے، اور مریدوں کے نام سکھا شاہی آرڈر بھیج دیا ہے کہ فقیر سے لے کر قطمیر تک زندہ پیر کی کھیر کے لئے بھیج دو۔عیسی مسیح کو مار ہی دیا ہے کہ وہ آسمانی باپ کا بیٹا نہ تھا، بلکہ میں ہوں۔

مقدس مذہب اسلام غیر مذاہب کے ساتھ تعصب برتنے کو روکتا ہے مگر مرزا جی جیسے خودغرض دنیا پرستوں نے تو اسلام کو بدنام کر دیا ہے۔یہ اسلام کے چہرے پر بدنما مسّے بلکہ بے ہنگم رسولیاں ہیں۔غیبی سرجری سے اپریشن ہو کر مسّے اور رسولیاں نکالی جائیں تو اسلام کا نورانی چہرہ صاف ہو کر چمک اٹھے۔

پائنیر نے جو فرانس کی نظیر پیش کی ہے کہ وہاں کے لوگ مذہب سے بے پرواہ ہیں، تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہاں مذہبی امور میں مداخلت نہیں کی جاتی ۔عیسی بدین خود موسی بدین خود۔ یہ مطلب نہیں کہ تمام ملک فرانس دہریہ ہے۔فرانس پر کیا حصر ہے، مذہب کے لحاظ سے کسی ملک کی حالت یکساں نہیں۔کیا ہندوستان میں دہریے موجود نہیں۔اگر تحقیق کی جائے تو لاکھوں دہریے نکلیں گے۔اور جو لوگ عقیدۃً اصول مذاہب کو مانتے ہیں وہ بھی عملاً...فرائض سے بے پرواہ ہیں۔لاکھوں مسلمان نماز، روزہ، حج وزکوۃ سے بے پرواہ ہیں مگر ہیں مسلمان۔وہ دہریہ نہیں۔وہ اپنے کو ترک عمل کے لحاظ سے خاطی اور گنہ گار سمجھتے ہیں اور جب خدا اور رسول کا نام آئے گا سر جھکائیں گے۔اگر کوئی ان کے مذہب کی توہین کرے گا تو ان کے بدن میں خون جوش مارے گا۔ اور لڑنے مرنے کو تیار ہو جائیں گے۔اس کو مذہبی بے پروائی نہیں کہہ سکتے، بلکہ عملی بے پروائی کہیں گے۔وہ پورے راسخ الاعتقاد ہیں۔بھلا ایک راسخ الاعتقاد کیوں کر مذہب سے بے پرواہ یعنی دہریہ ہو سکتا ہے۔ہنود میں ناستک، دہریے ہیں، مگر تمام ہنود ناستک نہیں۔فرانس کے لوگ اگر کثرت سے عیاش اور فسق و فجور میں غرق ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ مذہب سے بے پرواہ ہیں۔فرانس والے مذہبی عقاید کے پابند اور اپنے

پوپ (اٹلی کے اسقف اعظم) کے تابع ہیں۔ چنانچہ ناظرین نے تار برقیوں میں دیکھا ہوگا کہ جب پچھلے دنوں اٹلی کے پوپ نے گورنمنٹ فرانس کو ڈانٹا تو پریذیڈنٹ فرانس کے ہوش اڑ گئے اور خود پوپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا تہیہ کیا۔ اگر مذہب کی جانب سے بے پروائی ہوتی تو پریذیڈنٹ فرانس پوپ کے حکم کی کچھ پرواہ نہ کرتا ۔اس سے صاف ثابت ہے کہ فرانس کی پبلک مذہب سے بے پرواہ نہیں اور چونکہ یہ جمہوری سلطنت ہے لہذا پریذیڈنٹ بھی جمہور کے مذہبی خیالات وعقائد کا تابع اور پابند ہے۔

مذہب سے غرض یورپ میں صرف نیشنلٹی (قومیت) ہے اس کی پرواہ نہیں کی جاتی کہ پروٹسٹنٹ مذہب کے کیا اصول ہیں اور رومن کیتھولک کے کیا اصول۔ اور یہ دونوں مختلف کیوں ہیں اور دونوں ایک ہی کیوں نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں سال ہا سال سے مذہبی مذہبی مناقشے نہیں ہوتے کیونکہ تمام ملک مہذب ہے انہوں نے مذہبی اصول کو دنیاوی امور سے بالکل جدا کر دیا ہے۔

پانیئر کا یہ مقصد ہے کہ ہندوستان میں چونکہ تعلیم وتربیت عام نہیں ہوئی اور یہاں کے باشندے اعجوبہ پرست اور ضعیف الاعتقاد ہیں لہذا جہاں کسی مداری نے پھنک ایک، پھنک دو کہہ کر ڈگڈگی بجائی، سینکڑوں بچے ہی ہی ہو ہو کرتے غل مچاتے چاروں طرف سے دوڑے۔ اور جہاں اس نے بز اور بکرے اور بٹھورے جنگل کے جھورے بھالو کے دو چار کرتب اور دوسرے شعبدے دکھائے، پھر کیا تھا مداری کی جھولی میں روٹی ٹکڑا دمڑی دھیلا گرنے لگا، اور جب جھولی بھر گئی تو ادھر مداری رخصت ادھر بچے چمپت۔ لیکن جب کوئی سادھو بچہ اپنے کو مذہبی مداری بناتا اور بانسری بجاتا ہے، تو اس کی حالت معمولی مداری سے مختلف ہوتی ہے۔ مداری یہ نہیں کہتا کہ میں جو تماشا دکھا رہا ہوں وہ واقعی ہے یا کرامت ومعجزہ ہے۔ وہ اپنے میں خدائی اوصاف اور قدرت کے جذبات نہیں بتاتا، وہ تو دامن پھیلا کر اور کاسہ ہاتھ میں لے کر تماشا دیکھنے والوں سے دھیلا دمڑی مانگتا ہے، اور کھلم کھلا کہتا ہے کہ ہم لوگ یہ پاکھنڈ پیٹ کی خاطر کرتے ہیں۔ لیکن مذہبی مداری اور سادھو بچہ اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ دنیا کو محض طمع نفسی سے فریب دے رہا ہے، اور بظاہر اپنے کو خدا رسیدہ ولی بلکہ نبی قرار دیتا ہے اور خدائی اوصاف سے متصف ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ غیب کی باتیں بتاتا ہے پیشینگوئیاں کر کے لوگوں کو مارتا اور جلاتا ہے۔ یہ معمولی مداریوں سے کہیں زیادہ خوف ناک ہے۔ یہ اپنا جال مٹی میں چھپا

دیتا ہے تاکہ آسانی سے چڑیاں پھنس جائیں جیسا کہ ہم مرزا جی کے شعبدے دیکھ رہے ہیں۔

اگر ہندوستان کے لوگ احمق نہ ہوتے تو ایسے سادھو بچوں سے جیسا کہ پانیئر نے لکھا ہے بے پرواہ ہو جاتے۔ آپ ہی حشرات الارض کی طرح چند روز میں ان کا نام ونشان تک مٹ جاتا۔ اور اب کیا ہے، دنیا چندروز میں دیکھ لے گی کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ جب بڑے بڑے جاہ وحشم تیغ وعلم والے مہدیان کذاب جنہوں نے جرار سلطنتوں سے جنگ کی، پامال ہو گئے، تو مرزا کیا پدی کیا پدی کا شوربہ ہے جس کے وجود کا ثبات بالکل گورنمنٹ کی خوش آمد پر ہے۔ مرزا قادیانی کا کیریکٹر دیکھ کر گورنمنٹ ذرا بھی اپنے تیور بدل لے، بس آج ہی مہدیت ومسیحیت وتبنیت کا خاتمہ ہے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ مرزا قادیانی کا کیریکٹر ہی اس کے گلے میں استروں کی مالا ہے۔

الحکم نے پانیئر کو دھمکی دی ہے کہ جب ہندوستان کو فرانس کی طرح مذہب سے بے پرواہ ہونے کا سبق پڑھایا جاتا ہے، تو ہندوستان میں جمہوری گورنمنٹ بھی ہونی چاہیے جیسی فرانس میں ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر ہندوستان اس قابل ہو تو گورنمنٹ کو کیا عذر ہے۔ یہاں تو جہالت ووحشت کا بازار گرم ہے۔ نہ صرف ہندو مسلمانوں میں بلکہ خود باہم ہندوؤں اور باہم مسلمانوں میں عناد ہے۔ ہر ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہے۔ یہ ملک تو اپنی شامت اعمال سے اس قابل ہے کہ برٹش جیسی آزادنوعی حکومت نہیں بلکہ روس جیسی جابر شخصی سلطنت اس پر قابض وحکمران ہو، اور پھر ہم دیکھیں کہ مرزا جی کیوں کر مہدی اور مسیح موعود بن سکیں اور کیوں کر اعلان دے سکیں کہ میرے ساتھ دو لاکھ والنٹیئر ہیں۔

مسیح موعود (ڈاکٹر ڈوئی) تو فرانس میں بھی موجود ہے، مگر وہ اپنی قوم اور مذہب کا دشمن نہیں جیسے مرزا جی ہیں۔ نہ اس نے مذہب کی ترمیم وتنسیخ کی ہے نہ دیگر مذاہب پر سبّ ولعن کیا ہے، نہ ان کے بزرگوں کو گالیاں دے کر تمام ہندوستان میں فیلنگ پیدا کیا ہے، نہ اس نے اوروں پر نہ اوروں نے اس پر فوجداری مقدمات دائر کئے ہیں، نہ گورنمنٹ فرانس اس سے بدظن ہے، نہ اس نے کوئی نیا مذہب پیدا کر کے اپنا نیا مشن کھڑا کیا ہے۔ وہ ویسا ہی رومن کیتھولک عیسائی ہے جیسے تمام اہل فرانس ہیں۔ مرزا صاحب کو اس سے سبق لینا چاہیے۔

علی ہذا، لندنی مسیح مسٹر پگٹ نے بھی کوئی نیا مذہب اور نیا مشن کھڑا نہیں کیا۔ وہ ویسا ہی پروٹسٹنٹ

ہے جیسے تمام اہل لندن ہیں۔پس مرزا جی کا کیا منہ ہے کہ پانیئر کی بات کا جواب دے سکیں۔اڈیٹر۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم مئی ۱۹۰۴ءنمبر ۱۷۔،،جلد۲۲و۲۴ص ۲۔۵)

مرزا جی کو خدا کی طرف سے مہلت

قرآن مجید میں خدا تعالی فرماتا ہے

و لو یوا خذ الله الناس بما کسبوا ما ترک علی ظهر ها من دا بة و لکن یؤخر هم الی اجل مسمی۔ فا ذا جاء اجلهم فا ن الله کا ن بعباده بصیراً(فا طر ٤٥)

و لو یوا خذ الله الناس بظلمهم ما ترک علیها من دا بة و لاکن یؤخر هم الی اجل مسمی ۔ فا ذا جا ء اجلهم لا یستا خرو ن سا عة و لا یستقد مو ن (نحل: ٦١)

یعنی اگر خدا لوگوں کے ظلم کے باعث (جو وہ اوروں پر یا بداعمالیوں سے اپنے نفس پر کرتے ہیں) ان کو پکڑ لے تو زمین کی پشت پر کوئی چوپایہ چلتا ہوا نہ چھوڑے (یعنی ان کی بداعمالیوں کا وبال تمام حیوانوں پر پڑے) لیکن وہ ان کو نہیں پکڑتا۔

مطلب یہ ہے کہ خدا رحیم وحلیم ہے وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے کہ اب بھی سنبھلیں اور اب بھی سنبھلیں۔مگر جب وہ نہیں سنبھلتے تو پھر..اس کا قہر جوش میں آتا ہے۔آخرت کا عذاب تو الگ رہا دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے جس کے ہزاروں نظائر موجود ہیں۔

اب چونکہ لالہ چندولعل صاحب مجسٹریٹ گورداسپور کے بدل جانے سے مرزا جی کو مقدمات میں مہلت مل گئی ہے لہذا مناسب ہے کہ اس مہلت کو غنیمت سمجھیں اور قدرت الہی کا ایک کرشمہ خیال کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں۔یعنی مولوی کرم الدین صاحب مدعی سے معافی مانگیں اور عقائد باطلہ اور افتراء علی اللہ سے تائب ہوں۔انبیاء کرام کی عظمت کریں اپنے کو انبیاء کرام کا ہم سر نہ بنائیں، کیونکہ یہ سارا وبال اسی گستاخی، خیرگی، بےادبی کا ہے۔

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

خود مرزا جی انصاف اور غور سے دیکھیں کہ انہوں نے بزرگان مذاہب عامہ کو برا کہنے سے تمام ہندوستان میں عناد و فساد کی آگ بھڑکا رکھی ہے، کوئی مذہب والا ان سے خوش نہیں۔ آخر اس کا کیا انجام ہے۔ اگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا کانشنس گندا اور بے حس نہیں ہو گیا تو وہ ہم سے زیادہ اپنے انجام کار سے واقف ہیں۔

مرزا قادیانی اور مرزائی اگرچہ ہمیں دشمن سمجھتے ہیں مگر درحقیقت ہم ان کے سچے دوست اور مصلح ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں چاہا کہ عدالت میں مقدمات جائیں اور مسلمان مالی اور جسمانی اذیت اٹھائیں۔ ہم ۱۸ ماہ سے برابر چیخ رہے ہیں کہ صلح کرو، صلح کرو، مگر ہماری چیخ و پکار نہیں سنی جاتی۔

قادیانی مرزا جی اگر چاہیں تو صلح کا ہو جانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ ان کی جیت ہر طرح صلح ہی میں ہے۔ آسمانی نشان کا ظہور بھی صلح ہی سے ہوگا۔ اور چونکہ اب مولوی کرم الدین صاحب کا پلہ بھاری ہے یعنی وہ مدعی کی حیثیت میں ہیں اور مرزا جی ملزم کی حیثیت میں، تو آپ ہی کو دبنا چاہیے۔ اگرچہ عدالت کا عندیہ ابھی معلوم نہیں ہوا مگر قیافہ سے سب کچھ روشن ہو سکتا ہے۔

مونچھیں نیچی کر کے صلح کی التجا کرنے اور معافی مانگنے میں بمقابلہ اس کے کہ عدالت سے جرمانہ یا قید یا دونوں کی سزا مل جائے، مرزا جی کا کچھ بھی کسر شان نہ ہوگا۔ فرض کرو کم از کم جرمانہ ہی کی سزا مل گئی، تب بھی مہدی مسعود اور مسیح موعود کے لئے کچھ کم شرم کی بات نہیں۔ وہ مثیل المسیح جو اوروں کی ہلاکت و تباہی ذلت و رسوائی کی آئے دن پیشین گوئی کرتا تھا، آج اس عدالت سے سزایاب ہو کر پبلک میں ذلیل ہو جائے اور پھر تمام چیلے اور حواری پھر ہو جائیں۔ سچ ہے:

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انسان سے

دنیا ہوا کو دیکھتی ہے اور جب ہوا بگڑ جاتی ہے، تو سب ہوا ہو جاتے ہیں۔ مرزا جی کو ابھی تجربہ نہیں ہوا خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اب مہدویت و مسیحیت صلح کے ہاتھ اور صلح مولوی کرم الدین کے ہاتھ ہے، تو شکل اول

سے اوسط دور کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ مجددیت و مسیحیت مولوی کرم الدین کے ہاتھ ہے۔.. یاد رکھیں کہ تھوڑی سی سزا بھی بہت بڑی ہوتی ہے۔ انسان ہمیشہ کو داغی ہو جاتا ہے۔ آخر ماہ دو ماہ قید کی سزا بھی اسی عدالت کے اختیار سے ملتی ہے جس کو تین سال قید کی سزا دینے کا اختیار ہے۔ پس سزا سزا سب برابر ہے۔ ادیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۷،،، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵-۶)

گورداسپور میں قادیانی مقدمہ

پیسہ اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۱۱۔ اپریل کو مولوی کرم الدین صاحب کا استغاثہ جو مرزا صاحب پر دائر ہے، لالہ آتما رام مجسٹریٹ درجہ اول کے اجلاس میں، جو بجائے رائے چندولال ہوشیار پور سے تبدیل ہو کر آئے ہیں، پیش ہوا۔ مرزا جی کی طرف سے مسٹر اوگارمن ایڈوکیٹ اور خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی محمد علی صاحب وکلاء حاضر تھے۔ اور مولوی کرم الدین صاحب کی جانب سے شیخ نبی بخش صاحب وکیل گورداسپور، اور فضل دین ملزم اصالتاً حاضر تھا۔..

مرزا جی کی طرف سے بدستور سابق بیماری کا سرٹیفیکیٹ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے دیا ہے جو ملزم کے مرید خاص ہیں۔ وکیل ملزم نے ڈاکٹر صاحب کا مرید ہونا تسلیم کیا اور کہا کوئی کاروائی نہیں ہونی چاہیے۔ اس واسطے کہ ملزم کی اصالتاً حاضری کی چنداں ضرورت نہ تھی وکلائے استغاثہ نے کاروائی از سرنو شروع کی اور حکم لکھا گیا کہ ملزم اس پیشی پر اصالتاً حاضر آوے اور گواہان استغاثہ حسب ذیل زیر دفعہ ۳۵۰ طلب ہوئے مولوی غلام محمد صاحب خاص تحصیل چکوال مولوی محمد علی صاحب قاضی تحصیل جہلم مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے وکیل نے کامل امید دلائی کہ مرزا جی عدالت میں تشریف لائیں گے۔ یعقوب علی والے مقدمہ میں بھی گواہان استغاثہ دوبارہ طلب ہوئے اور تاریخ ۶ مئی مقرر ہوئی۔

اڈیٹر: خدا نہ کرے قادیانی مرزا جی بیمار ہوں۔ آسمانی باپ کا، لے دے کے اندھے کی سی لاٹھی ایک لیپا لک ہے، غضب ہے کہ وہ بھی بیمار ہو جائے۔ عدالت کو اگر شبہ ہے تو کسی یورپین ڈاکٹر سے ان کے جگر اور

معدے اور پھیپھڑے وغیرہ ایگزامن examine کرالے۔ خدا نے چاہا تو جوانوں سے بڑھ کر ثابت ہوں گے۔ آخر یہ زعفرانی حلوے، یہ روغن بادام میں دم کئے ہوئے پلاؤ، جند بیدستری اور سقنقوری معجونیں کیا یوں ہی جائیں گی۔

اجی جناب! آپ کا خیال کدھر ہے۔ مرزا جی تو حرارت غزیزی کی دھواں دھار مشین بنے ہوئے ہیں۔ کھٹا کھٹ بچے جنوار ہے ہیں۔ مولی دے اور بندہ لے۔ اچھے خاصے ساٹھے پاٹھے بنے ہوئے ہیں۔ پس آپ کو نصیب دشمناں مریض کہنا بدفالی بدخواہی بداندیشی ہے۔ مریدوں کو انجام پر ذرا تو نظر ڈالنی چاہیے۔

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۷،، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۷)

مرزائی مذہب اور منافقانہ کاروائی

مرزا جی کو اپنا نیا مذہب قائم کرنے اور مسیح بننے کے کے لئے بظاہر تو حضرت مسیح سے نفرت ہے لیکن درحقیقت تمام انبیاء کرام سے نفرت ہے۔ اور یہ کھلی بات ہے کہ جس شخص نے اپنے کو بعد ختم نبوت نبی بنا رکھا ہے، اس کو تو سارے ہی انبیاء کرام سے رقابت ہوگی، وہ ان کا نام لینا بھی گوارا نہ کرے گا۔ مرزا جی کا عندیہ یہ ہے کہ نہ صرف مسیحی لوگ، جنہوں نے عیسی کو خدا بنالیا ہے، مردہ پرست ہیں بلکہ سارے مسلمان بھی جو عیسی کو زندہ سمجھتے ہیں عیسائیوں سے کچھ کم مردہ پرست نہیں ہیں۔ گویا خدا تعالی نے انبیاء کرام کو جو یکساں فضیلت و عظمت عطا کی ہے اگر مسلمان بھی ان کی عظمت حکم خدا کے موافق کریں تو وہ مردہ پرست ہیں، مشرک ہیں، کافر ہیں، وغیرہ۔ اس میں آنحضرت ﷺ بھی آ گئے کیونکہ وہ بھی وفات پا گئے۔

قادیانی مرزا جی کا مطلب یہ ہے کہ سب مرگل گئے، خاک ہوئے، ہنوز زندہ نبی میں ہوں۔ ان کی جگہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ ان کو بھول جاؤ۔ قرآن بھی جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا بحیثیت نزول علی محمد وہ بھی مردہ ہو گیا۔ اب میری نبوت نے اس کو از سر نو زندہ کیا ہے۔ کیا معنی، کہ وہی قرآن مکرر وحی ہو کر مجھ پر نازل ہوتا ہے۔ اگر میں انیسویں صدی میں مبعوث نہ ہوتا، تو قرآن کے ساتھ خود مذہب اسلام ہی مردہ ہو جاتا۔ پس نہ صرف قرآن و اسلام پر، بلکہ تمام مسلمانوں پر میرا بہت بڑا احسان ہے۔ قرآن اور خدائے قرآن نے تو میرا

احسان مانا، مگر مسلمانوں نے نہ مانا، جو حد درجہ احسان فراموش اور کافر نعمت ہیں۔ نہ میرا مرتبہ پہچانا کیونکہ مسلمان نپٹ اندھے ہیں۔ میں ہی خوب جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں، یا آسمانی باپ جانتا ہے جس نے مجھے لیپا لک بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے خود میں جو دیکھا ہے نہیں کہہ سکتا
کہ سب ادا کہیں سن پائیں مذاہب والے

اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی انیسویں صدی کا ایک خوفناک ڈاکو ہے جو مسلمان بن کر مسلمانوں کے ایمان کی دولت لوٹتا ہے۔ وہ مجسم شیطان ہے جو آئے دن طرح طرح کے روپ بدل کر مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ مکار اور محتال بیسوا عورتوں کی طرح خدا اور رسول کے ذکر پر زار قطار روتا ہے۔

ایک صاحب نے جو آدھے مرزائی ہیں، ہم سے بیان کیا کہ جب خدا اور رسول کا ذکر آتا ہے، تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی گل جائے گا، پانی ہو کر بہہ جائے گا۔

ہم نے کہا سادھو بچے اس سے زیادہ پاکھنڈ پھیلاتے ہیں۔ اگر وہ درحقیقت ایسا ہی ہوتا تو خدا تعالی پر افتراء نہ باندھتا۔ رسول اللہ ﷺ سے اگر اس کو محبت ہوتی، اور قرآن پر ایمان ہوتا تو نبی اور رسول نہ بنتا۔ تقوی اور خشیۃ اللہ پر شہ نشین میں بیٹھ کر لیکچر دینا، مرزائی اخباروں میں توحید و اتباع سنت پر طویل و بسیط مضامین کا شائع کرنا اور بایں ہمہ اپنے کو نبی اور خاتم الخلفاء بتانا، خدا اور اس کے رسول بلکہ تمام انبیاء کی کھلی توہین ہے۔

مرزائیوں نے تو بروزی نبوت تسلیم ہی کر لی ہے ان کے سامنے توحید و سنت بھگارنا بالکل فضول ہے۔ معلوم ہوا یہ اوروں کو پھانسنے کا جال ہے۔ جب کوئی مرزائیوں سے متحیر ہو کر پوچھتا ہے کہ کیا مرزا صاحب اپنے کو نبی کہتے ہیں، تو وہ جواب دیتے ہیں کہ قسم ہے وحدہ لاشریک کی یہ نرا بہتان ہے۔ وہ تو حدیث شریف کے موافق اپنے کو مجدد بتاتے ہیں۔ لیکن ایک اجنبی جب چند روز صحبت میں رہتا ہے اور مرزائی افسوں اس پر اچھی طرح دم ہو جاتا ہے، تو اپنے پرانے عقیدے کا جبہ اتار کر اور کان دبا کر خرِ دجال کی نئی جھول پہن لیتا ہے اور دم اٹھا کر اسی راہ چلنے لگتا ہے جس راہ تمام مرزائی چل رہے ہیں۔

ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ مرزا صاحب کو مسمریزم میں بھی بڑا کمال ہے۔ جب کسی شخص سے

آنکھ ملاتے ہیں تو وہ انہیں کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے۔اس وقت ہمارے ایک شاگرد بھی بیٹھے تھے جو پچھلے دنوں اپنے مطلب کی خاطر بظاہر مرزائی بن گئے ہیں،اور حکیم الامت وغیرہ میں بھی ان کی قدر و منزلت ہے، کہنے لگے کہ مجھ پر تو مسمریزم کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ان کے چہرے سے تو صاف طور پر دنیا داری، عیاری، مکاری، خودغرضی، شکم پرستی مترشح ہے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۷۔،جلد ۲۲و۲۴ص ۷۔۸)

انبیاء کے معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں

کسی نبی نے اپنے اختیار سے معجزات دکھانے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا، کیونکہ ایسا دعویٰ درحقیقت خدا بننے کا دعویٰ ہے۔نمرود مردود نے جو انا حی و امیت کہا، تو ظاہر ہے کہ وہ خدائی کا مدعی تھا ۔انا ربکم الاعلی مگر یہ دعویٰ توڑا گیا اور ایسی ذلیل موت مرا کہ اس کا نقش عبرت صفحات تاریخ پر ہمیشہ ثبت رہے گا۔ اور ہر مفتری علی اللہ کا یہی حال ہوا۔

ہر نبی نے باذن اللہ کہہ کر معجزات دکھائے ہیں۔حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا

ابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله (آل عمران:۴۹)

دوسری جگہ فرمایا

فیکون طیراً باذن الله ۔

پس معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔ان لوگوں کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں جو معجزات الٰہی کے منکر ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔انہوں نے انبیاء کرام کی حالت کو اپنی حالت پر قیاس کیا ہے۔وہ اس سے غافل ہیں کہ: پاکاں را قیاس از خود مگیر۔

یہ بھی فطرت کے خلاف، وہ بھی فطرت کے خلاف۔گویا وہ تمام قانون قدرت کے جامع اور حافظ ہیں۔اور جیسی ان کی ہستی محدود ہے، ایسی ہی فطرت الٰہی بھی محدود ہے۔

فلسفے اور سائنس کا موجودہ زمانہ نئی نئی چیزوں کی تلاش اور تحقیقات میں زمین کا گز بن گیا ہے اور

ہمیشہ ایسی خبریں ملتی رہتی ہیں کہ ان کا اور ان کی فطرت کا اس سے پہلے کبھی علم نہیں ہوا۔ اور بڑے بڑے فلسفی ہزاروں اشیاء کی نسبت جو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کی فطرت یہی ہے، وہ تحقیق و تدبر سے غلط ثابت ہوئی اور ان کی فطرت کچھ اور ہی نکلی۔ پھر بھی پورا اذعان نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بھی نہ ہو، بلکہ کوئی دوسری اور تیسری فطرت ہو۔ و ھلم جرا، ایک حماقت شعار دہریہ کہہ اٹھتا ہے کہ فلاں امر بالکل خلاف عقل ہے۔ کوئی پوچھے آپ کیا، اور آپ کی عقل کیا، اور خود انسان کی محدود ہستی ہی کیا کہ غیر محدود قدرت کا احاطہ کر سکے، اور اس پر کوئی حکم لگا سکے جب کہ عقل ذرا سی دیر میں گندلی ہو جاتی ہے۔ ادھر کوئی خوف غالب ہوا، عقل رخصت ہوئی، ذرا سا بخار آیا، اور عقل جاتی رہی، کوئی تکلیف پہنچی اور عقل غت ربود۔ کوئی اعجوبہ شئے نظر پڑی اور عقل کو حیرت نے چکا چوند لگا کر سکتے میں ڈال دیا۔ اگر انسانی عقل قابل اعتبار مستقل شئے ہوتی، تو انسان ہرگز ڈانواں ڈول نہ ہوتا، نہ اس سے غلطیاں سرزد ہوتیں۔ ایک وقت روٹی نہ ملے، پھر دیکھو عقل کہاں جاتی ہے جب پیٹ بھر گیا، عقل سر سہلانے آموجود ہوئی۔ سارا فساد روٹیوں کا ہے۔ کبھی کسی غریب آدمی نے قدرت و فطرت الٰہی میں عقل کو دخل نہیں دیا۔ پیٹ بھروں ہی نے خدا کا انکار کیا ہے اور نبی کیا معنی، خدا بن گئے ہیں۔

ڈاکٹر اور طبیب جو مریضوں کو اجزاء دیتے ہیں تو جس طرح ان کو مرض کا نیچر معلوم ہوتا ہے، اسی طرح اجزاء کا نیچر بھی معلوم ہوتا ہے۔ تاہم سینکڑوں اور ہزاروں مریض مرجاتے ہیں، اور ان کو کسی تدبیر سے شفا نہیں ہوتی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نیچر کے معلوم کرنے سے ان کی عقل بالکل قاصر ہوتی ہے۔

قادیانی مرزا جی جو جعلی نبی بنے ہیں، تو تمام انبیاء کرام کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام نے قدرت الٰہی کے آثار (معجزات) دکھائے اور مرزا جی نہیں دکھا سکتے تو سرے سے معجزات ہی کا انکار کر دیا۔ لیکن پیشین گوئیاں دکھا رہے ہیں، غیب کی باتیں بتا رہے ہیں، لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، ہندوستان میں طاعون پھیلا رہے ہیں، لہذا نبی کیا معنی، مرزا جی تو خدا ہیں۔ انبیاء کرام کے معجزات کا انکار، لیکن اپنے خدا بننے کا اقرار۔ یہ عقل کا فتور نہیں تو کیا ہے۔ چند خوش آمدی اجہل کندہ ناتراش منڈ گئے فارغ البالی ہوگئی۔ روٹیاں ملنے لگیں، تر لقمے کھاتے کھاتے گردے پر جس قدر چربی چڑھی، اسی قدر عقل اور ایمان کی آنکھوں پر چربی چھا گئی۔ اب خود بینی کے آئینے میں بجز اپنی یک بینی و دوگوش کے کچھ نظر نہیں آتا۔ نبی اور رسول کی شان ہی یہ ہے

کہ وہ کوئی معجزہ دکھائے، ورنہ اس میں اور عام انسانوں میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ آخر کروڑوں انسان اس وقت تک کیوں انبیاء کرام کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ نبی کے افعال عادات اخلاق سب معجزات ہیں جو عام انسانوں میں نہیں پائے جاتے۔ آنحضرت ﷺ کا ادنی معجزہ یہ تھا کہ لا تغضبه الد نیا دنیا آپ کو غصہ نہیں دلا سکتی تھی۔ دنیوی امور میں کبھی آپ کو غصہ نہیں آیا۔ مرزا جی کو دیکھئے کہ کوئی شخص ذرا بھی آپ کی شان میں کوئی سوء ادب سے کام لے، پھر غریب کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے، اور اگر بس چلے تو اس کو کچا ہی بھنبھوڑ کر کھا جائیں۔ اور جب کوئی مخالف فوت ہوتا ہے تو مرزا قادیانی اور مرزائی بانسوں اچھلتے ہیں کہ فلاں شخص پر ہمارا وبال پڑا، گویا ہم نے اس کو مار دیا۔

خود کفار مکہ اور ان کے سرداروں نے ہمیشہ یہی اعتراف کیا کہ و اللہ ما یکذب محمد قط۔ یعنی خدا کی قسم محمد ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ آپ کا ادنی معجزہ تھا۔ اس کے مقابلہ میں قادیانی مرزا جی کو دیکھئے کہ سراسر جھوٹ اور فریب کے پتلے ہیں، اور دن بھر میں خدا معلوم کتنے جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کا جہاز ہی جھوٹ اور فریب کے دریا میں چل رہا ہے۔ نبی اور رسول اور خدا کا بمنزلہ ولد بننا اور آیات قرآنی کا الہام ہونا بالکل فریب وافتراء علی اللہ ہے۔ رقمیں اینٹھ کر لوگوں کو اولاد دلوانے کا وعدہ ہمہ تن فریب اور دروغ تمام پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

آنحضرت ﷺ کا خلق عظیم بالکل معجزہ تھا۔ خدا تعالی نے شہادت دی انك لعلی خلق عظیم اور خود آپ نے فرمایا بعثت لا تمم مکار م الا خلاق۔ غیر اقوام بھی اس معجزے کی قائل ہیں اور کروڑوں آدمی قیامت تک قائل رہیں گے۔ یہ ہیں معجزات قدرت۔

اب مرزا جی کے اخلاق وخوارق کو دیکھئے کہ واجب التعظیم علماء اور مشائخ تو کیا چیز ہیں، انبیاء کرام بھی آپ کی بدزبانیوں سے نہیں بچے اور ان کی ارواح طیبہ ومقدسہ بھی پناہ مانگ رہی ہیں۔ بھلا نبی اور رسول، خدا کی طرف سے دنیا میں تالیف قلوب اور انسانی برگزیدہ اخلاق پھیلانے آتے ہیں، یا مخلوق کو گالیاں دے کر اپنے سے منحرف کرنے کو۔ خدا تعالی نے آنحضرت ﷺ کی شان میں فرمایا

ولو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حو لك (آل عمران ۱۵۹)

یعنی اے محمدا گرتو بدخواور سخت دل ہوتا تو لوگ تیرے گرد سے علیحدہ ہو جاتے۔

قادیانی مرزا جی کی بدخوئی اور غلیظ قلبی سبّ ولعن تحریروں سے عیاں ہے۔اس کے موافق اگران کا کانشنسconscienceیوں ملامت کرتا ہو کہ انت فظ غلیظ القلب قد انفضوا من حو لك تو کچھ عجب نہیں۔

انبیاء کرام سے اگر کوئی بات ان کے شان کے خلاف سرزد ہوئی ہے،تو باری تعالی نے بذریعہ الہام فوراً تنبیہ فرمائی ہے۔مگر مرزا جی سینکڑوں حرکتیں خود اپنے کانشنس کے خلاف کررہے ہیں،مگر کبھی یہ نہیں کہتے کہ مجھ کو آسمانی باپ نے فلاں الہام کی رو سے ڈانٹا ہے کہ مردود،مطرود، بے بہود، نامسعود، غیر محمود، ثانی نمرود، ناخلف مولود تو نے یہ کیا جھک مارا۔لٹکا دوں ملامت کی صلیب پر اور کردوں کانوں کے بیچوں بیچ سر۔ گویا آپ انبیاء کرام سے بھی بڑھ کر معصوم ہیں۔پیشین گوئیوں کے غلط ثابت ہونے پر کبھی اپنی غلطی کا اقرار نہیں کیا اور ہمیشہ طائل تاویلیں ہی گھڑیں جن کو سن کر خر دجال کو بھی بڑاوے پر عرق آجائے اور طاعونی بخار چڑھ جائے۔ انبیاء کرام کے معجزات غلط،مگر مرزا جی کے مذکورہ خوارق صحیح اور معجزات سے بھی کہیں بڑھ کر۔ فا عتبروا یا او لی الا بصار۔اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸۔،،جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۳)

وہی وفات مسیح

کیا کسی نبی نے اپنی نبوت کی صداقت کا معیار اس بات پر رکھا ہے کہ چونکہ فلاں نبی وفات پا چکا ہے،اسلئے میں نبی ہوں۔موجودہ زمانہ میں البتہ انگلینڈ میں مسٹر پگٹ نے اور فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی نے اور قادیان میں چینی مغل نے مسیح بننے کا دعوی کیا ہے کیا پہلے بھی متعدد نبیوں نے یہ کہا کہ ہم سب مسیح موعود ہیں۔

انجیل میں فارقلیط (تسلی دینے والا) کے آنے کا ذکر ہے اور قرآن مجید میں بھی خود حضرت عیسیٰؑ کا قول درج ہے

و اذ قـا ل عیسی بن مر یم یا بنی اسرا ئیل انی رسو ل الله الیکم مصد قا لما

بین یدیّ من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔فلما جاء
هم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین ۔(صف:۶)

یعنی عیسیؑ نے جب کہ بنی اسرائیل سے کہا کہ بے شک میں تمہاری ہی طرف خدا کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں (نہ کہ بنی اسماعیل کی طرف کیونکہ آنحضرتﷺ بنی اسماعیل سے ہیں اس لئے عیسی کی نبوت بنی اسماعیل کی جانب منجر نہیں ہوسکتی) اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

اس آیت پر لحاظ کر کے مناسب تھا کہ آنحضرتﷺ اپنے کو مسیح موعود قرار دیتے مگر صداقت اور صفائی اس کے معنی ہیں کہ آپ نے اپنے کو عیسی موعود نہیں بتایا۔

گاڈ فری ہیگنس ،جس نے باوصف انگریز بلکہ پادری ہونے کے آنحضرتﷺ کی نبوت کی تصدیق اور مذہب اسلام کی حمایت کی ہے،اپنی کتاب حمایۃ الاسلام میں لکھتے ہیں:

اگر محمدﷺ کو دنیوی مال ودولت اور نمود مدنظر ہوتی تو اپنے کو انجیل کی پیشین گوئی کا مصداق قرار دے کر مسیح موعود بتاتے تاکہ تمام بدبخت عیسائی آپ کے قدموں میں جا گرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ تثلیث کو توڑا اور توحید کو قائم کیا۔،

اس انصاف پسند پادری نے وہ تمام الزامات اٹھائے ہیں،جو متعصب پادری آنحضرتﷺ پر لگاتے ہیں۔قادیانی مرزاجی نے اپنے کو عیسی موعود اور مثل نصاری حقیقی ابن نہیں تو بمنزلہ ابن بنایا۔پھر بھی عیسائیوں نے (پیشاب کی) دھار ہی ماری اور ان کے نام کا بل ڈوگ بھی نہ پالا۔تب جھلاّ کر حضرت عیسی مسیح کو گالیاں دینی شروع کیں۔

جب کوئی سادہ لوح آپ کا چیلا بنتا ہے یا بننے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو وہ رسالے دکھائے جاتے ہیں جن میں مسیح کی وفات بزعم خود ثابت کی گئی ہے کہ ۱۹ سو برس تک کوئی شخص کیونکر زندہ رہ سکتا ہے،اور وہ بھی بے کھائے پیئے۔اور آسمان پر کوئی کیوں کر جاسکتا ہے کیونکہ طبقہ زمہریر میں پہنچ کر کوئی شئے زندہ نہیں رہ سکتی۔وغیرہ مگر ایک آریہ اور ایک دہریہ بھی یہی کہتا ہے جو عیسی کی وفات کا قائل نہیں۔کیا وجہ ہے کہ وہ مرزاجی کو مسیح موعود نہیں مانتا۔مرزائی تو دہریوں اور آریوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ان کو خوش ہوکر اور بغلیں بجا کر کہنا چاہیے

کہ آریا اور دہریئے بھی ہمارے بھائی مرزائی ہیں، اور انہوں نے جب وفات مسیح کو مان لیا تو عیسی موعود کو بھی مان لیا۔ جیسا کہ مرزا جی نے کہا تھا کہ آتھم کے دل میں میرا خوف پیدا ہو گیا تھا گویا وہ مرزائی بن گیا تھا۔ پس مرزا جی صرف حضرت عیسی کے مارنے کو مسیح موعود بنے ہیں اور ان کے مشن کا یہی کام ہے کہ جا بجا عیسی مسیح کو مارتے پھریں۔ لیکن اس صورت میں ایک ایک یہودی، ایک ایک آریہ، ایک ایک دہریہ، مسیح موعود ہوگا جس کو قرآن مجید سے بھی استدلال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی جیسی مرزا جی کو ضرورت ہے۔ اور پھر مرزا جی کہہ سکیں گے کہ میں منکران وفات مسیح کے لئے مسیح موعود ہوں، نہ کہ قائلین وفات کے لئے۔ حالانکہ آپ امام الزمان اور مسیح الزمان اور نیز خاتم الخلفاء اور خدا جانے کیا کیا ہیں۔

پھر تاویلیں بالکل خلاف لغت، خلاف محاورہ، خلاف سیاق وسباق، خلاف جمہور مفسرین۔

و ما قتلوہ و ما صلبوہ کے معنی اختراع کئے کہ عیسی مسیح کو صلیب پر کھینچا اور قتل بھی کیا۔ لیکن نہ قتل کا نتیجہ واقع ہوا، نہ صلب کا۔

ہر فعل کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اس کا وقوع تو ہوا، مگر نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ ذرا خیال کرنے کی بات ہے کہ وما قتلوہ و ما صلبوہ جواب ہے انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم کا۔ یعنی یہود نے کہا کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ کیا ان کا یہ مطلب تھا کہ ہم نے صلیب پر بھی کھینچا مگر صلیب کا نتیجہ ظاہر ہوا نہ قتل کا۔

ان کا مطلب تو یہی تھا کہ ہم نے واقعی قتل بھی کیا اور صلیب پر بھی کھینچا اور قتل وصلب کا نتیجہ بھی ظاہر ہوا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ان کا دعوی تو کچھ تھا، اور خدا نے کا جواب کچھ اور۔ یعنی دعوی تو وقوع قتل وصلب کا اور جناب باری نے جو نفی کی وہ عدم وقوع نتیجہ صلب وقتل کی۔ پس خدا تعالی کی نفی قتل وصلب نے کیا فائدہ دیا۔ یہ تو ان کے دعوی کا مطلق جواب نہ ہوا۔ یہ ایسی بات ہے جس کو تھوڑی سی سمجھ والا بھی قبول کر سکتا ہے، مگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں سے امید نہیں کہ بلید الطبعی ان کو سمجھنے دے اور تعصب قبول کرنے دے۔

پھر دعوی تو آپ کا یہ ہے کہ کوئی بات نیچر کے خلاف نہیں ہوتی، حالانکہ عیسی کا صلیب پر چڑھانا اور قتل کرنا سب کچھ ہوا، لیکن نہ وہ مصلوب ہوئے نہ مقتول ہوئے، تو کیا یہ نیچر کے خلاف نہ ہوا۔ اور اگر کہو کہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہم کسی کے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں، مگر وہ نہیں مرتا۔ اور اکثر ارادے پورے نہیں ہوتے

،تو اس میں خدا تعالیٰ کی قدرت کی عظمت کا کوئی نشان ایسے مہتم بالشان معاملے میں ظاہر نہ ہوا، جیسا کہ مسیح کا معاملہ ہے، اور جس سے دنیا کی تواریخ گونج رہی ہے، اور جس کے باعث کروڑوں آدمیوں نے ان کو منجی بلکہ خدا قرار دے دیا، کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہوئی۔ بات تو آپ کے نزدیک اتنی ہے کہ عیسیٰ مسیح کو یہود نے قتل کرنا چاہا مگر وہ کسی وجہ سے بچ نکلے۔ لیکن ایسی خفیف بات کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ بل رفعه الله اليه محض فضول اور بے نتیجہ ہوا۔ مناسب تو اس مقام پر وقاه الله یا بقا ه الله یانجا ه الله تھا، مگر چونکہ جواب انا قتلنا المسيح کا ہے، یعنی ہم نے عیسیٰ کو مار ڈالا ، تو صاف ظاہر ہے کہ جب تک یہ معنی نہ لئے جائیں گے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو زندہ اپنی طرف اٹھا لیا، یہود کے دعویٰ کا جواب اور استیصال نہیں ہو سکتا۔ پھر مرزا جی کو تو انبیاء کرام کے معجزات سے ضد تھی، اب معلوم ہوا کہ خدائی معجزات سے بھی ضد ہے کیونکہ رفعه الله میں رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ عیسیٰ مسیح۔ اڈیٹر۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۵)

ایک لیپا لک کے آنے کی ضرورت

مرزائی اخبار الحکم لکھتا ہے کہ پانیئر آج سے انیس سو تین سال پہلے دنیا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہے بلکہ خدا کا بیٹا اور معاً ابن آدم بھی ہے، اور پھر اس ضرورت کی تردید کرتا ہے۔،

ہم کہتے ہیں کہ مرزا جی تو ابن اللہ یا اللہ کے متبنیٰ کی ضرورت کو موجودہ زمانے میں تسلیم کر کے خود آسمانی باپ کے لیپا لک بنتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اڈیٹر الحکم نے آئینے میں اپنی ناک نہیں دیکھی۔ ذرا خیال کرنا چاہیے کہ خدا کا لیپا لک بن کر آنے کا اس شخص نے دعویٰ کیا ہے جو اپنے کو مسلمان اور قرآن پر ایمان رکھنے والا بتاتا ہے جس میں آیت لم يلد و لم يو لد موجود ہے۔ پھر معلوم نہیں الحکم پانیئر کی بتائی ہوئی ضرورت کا کس منہ سے رد کرتا ہے۔

خدا نے تو کامل حجت اور برہان (قرآن مجید) خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کر کے مسلمانوں کی

تمام ضرورتیں پوری کر دیں، اب دینی اور دنیاوی امور میں کسی شئے کی ضرورت نہ رہی۔ مگر مرزائیوں کو نبی کی بھی ضرورت، الہام اور وحی کی بھی ضرورت، امام الزمان کی بھی ضرورت، مہدی و مسیح موعود کی بھی ضرورت، خدا کے لیپا لک کی بھی ضرورت۔ گویا اسلام اور پیغمبر اسلام کی بعثت نے کچھ کیا ہی نہیں۔ نہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت پوری کی۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت اور نزول قرآن بالکل فضول تھا، معاذ اللہ، حالانکہ تمام ضرورتیں پوری ہوگئی ہیں۔ ہاں مرزائیوں کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہوئی جس کا پورا ہونا تیرہ سو برس بعد چینی مغل پر منحصر ہوا۔

قادیانی مرزا جی اپنے کلام کی اور خدا اور رسول کے کلام کی جو کچھ تاویلیں اپنے مطلب کے موافق کریں، وہ سب درست، لیکن دوسرے مذاہب والے جو کچھ اپنے مذہب کی نسبت کہیں، وہ سب غلط۔ آپ کہتے ہیں میں خدا کا ایسا لیپا لک نہیں ہوں جیسے دنیا میں انسان کسی کو اپنا لیپا لک بنا لیتے ہیں، مگر عیسائی اس سے بہتر تاویل کر سکتے ہیں کہ یسوع مسیح خدا کا ایسا بیٹا نہیں جیسے بکر زید کا بیٹا ہے، اور نہ عیسی مسیح ان آلات و وسائل سے پیدا ہوا جن سے تمام انسانوں کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

قادیانی مرزا جی کے نئے عقائد و اصول پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اسلام کو انھوں نے اقوام دنیا میں رسوا کر دیا ہے۔ چونکہ وہ اپنے کو مسلمان بلکہ اسلامی نبی قرار دیتے ہیں اور اسلام کی اصلاح کے مدعی ہیں، لہذا غیر اقوام اور غیر مذاہب بھی خیال کرتے ہوں گے کہ اسلام میں نہ توحید ہے، نہ بت پرستی کی ممانعت ہے، کیونکہ مرزا قادیانی نے تصاویر کو رواج دیا ہے، اپنے کو خدا کا لیپا لک بنایا ہے۔ یہ خیال کریں گے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین (سب سے پچھلے ریفارمر) نہیں ہیں، بلکہ مرزا قادیانی خاتم الخلفاء ہے۔ اور قرآن میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ غلط ہے، اور قرآن میں نہ حج کا حکم ہے، نہ مستحقوں کو زکوۃ دینے کا۔ اور علماء اسلام اب تک نصاری سے فضول جھگڑتے رہے۔ مرزا قادیانی خدا کا متبنی ہے اور اسلام میں تناسخ بھی موجود ہے کیونکہ مرزا قادیانی بروزی نبی ہے۔ پس ہنود سے اسلام کا معارضہ کرنا فضول ہے۔ اب فرمایئے اسلام کس بات پر فخر کر سکتا ہے۔ اس نے کون سی اصلاح کی ہے۔ شرک اور بت پرستی اور رسوم قبیحہ کی جو حماقتیں دوسرے اقوام و مذاہب میں موجود ہیں، اسلام میں بھی موجود ہیں نعوذ باللہ من ذلک

بجلی مرے فغان سے گری آسمان پر
جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا

اگر باوصف نزول آیت اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کے کسی نبی یا لیپا لک کے آنے کی ضرورت ہے، تو اسلام کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیا قرآن میں کسی کے آنے کی ضرورت بتائی گئی ہے۔ اگر اب بھی کسی کے آنے کی ضرورت ہے تو اسلام اپنی اصلاحات عامہ اور ہدایات تامہ پر کچھ فخر نہیں کر سکتا، اور منبر پر چڑھ کر مرزا قادیانی کا اسلام کی خوبیوں پر لیکچر دینا محض منافقانہ کاروائی ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر شیشہ میں اتارنا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ ہر صدی میں مجدد کے آنے کی ضرورت ہے۔ ہم کہتے ہیں کیا لیپا لک کے آنے کی بھی ضرورت ہے۔ کیا ایسے مجدد کی ضرورت ہے جو دین اسلام کی ترمیم کرے۔ کیا ایسے مجدد کی ضرورت ہے جو خاتم الانبیاء بنے۔ کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ اب تو ایسا دعوی کرنے والے کو پاگل خانے بھیجنے کی ضرورت ہے۔ جتنے مہدی اب تک گزرے، کسی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ اسلام کے لئے کسی نبی اور امام کی ضرورت ہے۔ نہ انہوں نے اپنی وقعت بڑھانے کے لئے کسی نبی کو برا کہا، حالانکہ وہ جھوٹے تھے اور اپنے دل میں بھی خوب جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہیں۔ لیکن مرزا جی مہدیان کذاب سے بھی کہیں بڑھ کر اکذب ہیں کہ انبیاء کرام کو محض دنیا پرستی اور شکم پروری کے لئے برا کہتے ہیں۔ اور جس صورت میں ان کو اس جاہ وجلال اور جبروت کا شمہ بھی نہیں ملا، جو بعض دوسرے مہدیوں کو مل چکا ہے، تو اگر وہ خدانخواستہ کسی قابل ہو جائیں اور دو لاکھ والینٹیئر وں سے بڑھ کو دو چار، دس پانچ لاکھ والینٹیئر نصیب ہو جائیں، تو خدا جانے کیا کریں۔ کسی کو جینے بھی نہ دیں۔ اور ان کے خوارق سے کیا تعجب ہے کہ خدائی کا دعوی کر بیٹھیں، کیونکہ انبیاء کے سارے مدارج طے کر چکے ہیں، اب صرف خدا بننا باقی ہے۔

مرزائیوں کو موجودہ زمانے میں امام کی ضرورت ہے، مگر ایسے امام کی کہ جو صفتیں اس میں ہوں کسی نبی میں نہ پائی گئی ہوں۔ وہ مسیح بھی ہو، مہدی بھی ہو، بروزی بھی ہو، نبی بھی ہو، خاتم الخلفاء بھی ہو، اور بالآخر خدائے وحدہ لاشریک کا لیپا لک بھی ہو۔ ایسا عجیب الخلقت اور خلاف قانون فطرت نبی تو قادیان ہی میں پیدا

ہوسکتا ہے دیگر مما لک میں تو آج تک پیدا ہوا، نہ پیدا ہوسکتا ہے۔پس بڑا معجزہ مرزا جی کا یہی ہے کہ آپ ان نیچرل un-natural نبی ہیں۔اب مرزائیوں کوکسی معجزے کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔..

انبیاء کے تمام معجزات اور عیسیٰ مسیح کا ابن اللہ بننا خلاف فطرت، مگر خدا کا لیپا لک بننا مرزا قادیانی کے لئے عین فطرت۔مرزا قادیانی کی عقل تو سوڈان کے جنگل میں چرنے گئی ہی تھی، مرزائیوں کی عقل کے طوطے بھی عدم آباد کواڑ گئے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵۔۶)

مرزا جی کے دو مسیح

مرزا غلام احمد صاحب نے چونکہ عیسیٰ مسیح کوگالیاں دی ہیں اوران پراس سبّ وشتم کا وبال پڑا ہے کہ علماء ومشائخ نے ان کواسلامی سوسائٹی سے خارج کردیا ہے،اور ویسے بھی مقدمات متدائرہ میں برابر ذلتیں اٹھا رہے ہیں اور انبیاء کرام کے کسر شان کا مزہ چکھ رہے ہیں، لہٰذا کانشنس کے شرم دلانے پراب معذرت کرتے ہیں کہ میرا مخاطب عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ وہ یسوع ہے جس کے فسق وفجور کی لعنت اور تاریکی دنیا میں پھیلی، جس نے خدائی کا دعویٰ کرکے لوگوں کو گمراہ کیا۔وغیرہ۔

یہ مرزا جی کی محض مکاری اور دفع الوقتی ہے۔کیونکہ کسی آسمانی کتاب اور کسی تاریخی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا میں دو مسیح گزرے ہیں۔بہر حال مسیح سے مرزا جی کی مراد وہی یسوع مسیح ہے، جس کو عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں اور خدا سمجھ کر جس کی پرستش کرتے ہیں، اور استدلال لاتے ہیں کہ ہمارا یسوع مسیح وہی ہے جس کی نسبت قرآن میں کلمۃ اللہ اور روح منہ وارد ہوا ہے۔وہ پاک ہے، وہ معصوم ہے۔

صاف ثابت ہے کہ اس کے سوا کوئی اور یسوع نہیں گذرا، ورنہ مرزا جی پتا دیں کہ فلاں سنہ میں گزرا ہے، اور فلاں کا بیٹا تھا، اور فلاں جگہ پیدا ہوا، اور فلاں جگہ مراجہاں کی اس کی قبر موجود ہے۔

اور کیا یہ وہی یسوع ہے جس کو آپ نے کشمیر میں مارا ہے، اور وہیں اس کی قبر بنا دی ہے۔اور کیا یہ وہی یسوع ہے جو صلیب پر کھینچا گیا اور جس کی وفات ثابت کرنے کو دانت تک زور لگایا جاتا ہے۔

تو ظاہر ہے کہ گالیاں اسی یسوع کو دی جاتی ہیں اور یہی آپ کا رقیب ہے جس کے آپ مثیل ہیں اور

اس کے سوا کوئی یسوع نہیں گزرا۔ اگر کشمیر میں جھوٹے مسیح کی قبر ہے، تو بتاؤ کہ سچا مسیح کہاں ہے اور کہاں اس کی قبر ہے۔ اگر تم نہ بتا سکو گے تو لازم آئے گا کہ سچا مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے جس کے زندہ رہنے کے تم منکر ہو هذا خلف

کیا نصاری ایسے نادان اور از خود رفتہ تھے کہ ایک فاسق فاجر شخص کو خدا کا بیٹا اور خدا بنا دیتے، اور بعض دوسری قومیں اس کو مقدس نبی مانتیں۔ کیا فسق و فجور عرصہ دراز تک چھپ سکتا ہے۔ مرزا جی نے غالبًا اپنے دوسرے ہم صفت اور ہم پیشہ جھوٹے مہدیوں پر عیسی مسیح کو قیاس کیا، جو فی الحقیقت فریبی اور مکار اور دنیا کے ٹھگنے والے تھے، اور چند روز میں کتے کی موت مارے گئے۔

پھر معلوم نہیں، مرے پر سو درّے، اب یہ معذرت کیوں کی جاتی ہے اور کس کا خوف ہے۔ کیا مرزا صاحب کو اس جرم میں پھانسی لگتی ہے یا وہ سنگسار کئے جاتے ہیں جس طرح افغانی عبداللطیف سنگسار کیا گیا۔ کیا مولوی کرم الدین کی طرح کسی مسلمان یا عیسائی نے ان پر لائیبل کا دعوی کیا ہے۔

حضرت عیسی مسیح کو اس لئے گالیاں دی جاتی ہیں کہ دنیا ان کی عظمت کرتی ہے، نصاری ان کو خدا مانتے ہیں اور مسلمان سچا نبی یقین کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب مرزا قادیانی اپنے کو مسیح اور امام الزمان مان چکے ہیں، تو رقابت کے باعث حضرت عیسی مسیح کی وقعت ان کی نظر میں کھٹک رہی ہے اور جھلاّ جھلاّ کر ان کو، اور ان کے ساتھ عیسائیوں اور مسلمانوں کو گالیاں دے رہے ہیں کہ میں آسمانی باپ کا زندہ لیپا لک اور نبی دنیا میں موجود ہوں، مجھے تو کوئی دمڑی کو بھی نہیں پوچھتا، اور سب میرے نام پر پاپوش مارتے ہیں، اور نصاری مردہ ابن اللہ کی پرستش اور مسلمان مردہ نبی کی عظمت کرتے ہیں۔ عظمت کیا معنی، یہ بھی نصاری کی طرح عیسی مسیح کو پوجتے ہیں۔

خدا تعالی کی شان حضرت عیسی مسیح تو فاسق و فاجر ٹھہریں، جن کی عصمت کی قرآن وحدیث شہادت دیں اور مرزا غلام احمد قادیانی فاسق فاجر نہ ٹھہرے جو سینکڑوں جھوٹ بولے، جھوٹا مشن کھڑے، فریب اور دغا کی دوکان جمائے، اصول اسلام کو توڑے، اپنے کو لیپا لک بنائے، اور اپنی تصویر شائع کرنے سے دنیا میں شرک پھیلائے۔

دیکھو اس قدر جھوٹے مہدی گزرے مگر مرزا قادیانی نے کبھی کسی مہدی پر سبّ ولعن کا مینہ نہیں برسایا، حالانکہ وہ مردود اسی قابل تھے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ بھی ان کے ساتھ ملعون ٹھہرتے ہیں اور آپ کے پاس کوئی دلیل اس امر کی نہیں کہ وہ جھوٹے اور میں سچا ہوں۔ پھر حضرت عیسی مسیح جو آپ کے نزدیک مر گئے، ان کو تو ہر طرح برا کہا جاتا ہے اور ان کا قطعاً انکار کیا جاتا ہے، لیکن یورپ میں جو دو مسیح (مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی) اور سمالی لینڈ میں مہدی (ملا عبداللہ) آنکھوں کے سامنے موجود ہیں، اور مرزا قادیانی کی چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں، ان کا دعوی نہیں توڑا جاتا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں خالہ کے بیٹے، ہم پیشہ اور ہم عصر ہیں۔ انہوں نے یورپ وافریقہ کا کونا دبایا، تو مرزا قادیانی نے ہندوستان کا۔ نصفی و نصف لکم هذا قوم الوحوش ۔ وہ زندہ ہٹے کٹے شنگری لینے کو موجود، انبیاء تو مر گل گئے وہ کیا کر سکتے ہیں، جلن تو اس بات کی ہے کہ دنیا مردہ پرست ہے۔

اگر مرزا قادیانی کا یسوع فاسق وفاجر تھا تو اس سے تعرض ہی کیا۔ دنیا میں لاکھوں فاسق وفاجر ہیں جو ٹکسال باہر ہیں، اور وہ خود ملعون ہیں۔ ان پر لعنت بھیجنے کی ضرورت ہی نہیں، نہ وہ کسی کا کچھ بگاڑتے ہیں۔ مرزا جی کا مقابلہ تو انبیاء کرام سے ہے۔ جب تک ان میں عیب نہ نکالیں اور ان کو فاسق وفاجر نہ بنائیں، خود معصوم نبی نہیں بن سکتے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مرزا جی، حضرت عیسی بن مریم ہی کو فاسق وفاجر قرار دیتے ہیں نہ کہ کسی دوسرے یسوع کو جس کا درحقیقت وجود ہی نہیں۔ مرزا جی کی نگاہ میں تو وہ مسیح کھٹک رہا ہے جس کی شان میں انا ابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله ہے۔ مرزا جی معجزات کا انکار کرتے ہیں کیونکہ خود کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے۔ فاسق وفاجر کا ان کو کیا خوف جس کو کوئی بھی نہیں مانتا۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔ ۸)

مرزائی مذہب کی حقیقت

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے آرگن (مرزائی اخبارات) برابر حقیقی مذہب اور مذہب کی صداقت وغیرہ کا راگ الاپ رہے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں سچے مذہب اور حقیقی مذہب سے ان کی کیا مراد ہے۔ مذہب اسلام تو مراد ہو نہیں سکتی کیونکہ اس پاک مذہب کو وہ چھوڑ چکے ہیں۔ قرآن کے نصوص قطعیہ اور ادائے

ارکان اسلام کا انکار...کر چکے ہیں۔پس حقیقی مذہب سے ان کی مراد..مرزائی مذہب ہے۔حالانکہ اس کے اصول واحکام بھی ابھی تک مدون ومشتہر نہیں ہوئے۔بجز اس کے کہ عیسیٰ وفات پا گئے،لہذا مرزا جی مسیح موعود اور پیغمبر ہیں اور جو کوئی ان پر ایمان نہ لائے وہ ملحد ہے،مرتد ہے،واجب القتل ہے،اور اب مردہ پیغمبروں کو ماننا اوران کی وحی والہام پر بمقابلہ زندہ پیغمبر کے ایمان لانا حماقت ہے۔زمانہ بدل گیا،تم بھی پرانے مذہب کا میلا کچیلا چولا جسم سے اتار کر جدید مخترعہ مذہب کی غرقی لنگوٹی پہنو۔

دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں ان کے اصول کی کتابیں موجود ہیں،اور نہ صرف اہل مذاہب بلکہ حکمران گورنمنٹ بھی انہیں کے قواعد اور مروجہ اصول کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرتی اوران کو مانتی ہیں۔مگر کیا مرزا جی نے بھی اپنے مذہبی اصول کی کتابیں ریلی جیئس لائف کونسل religious life council میں بھیجی ہیں کہ احمدی (مرزائی قوم) کے معاملات ومقدمات ان کے مطابق فیصل ہوا کریں کیونکہ اصول شرع محمدی اور اصول دھرم شاستر وغیرہ اب کرم خوردہ اور ردی ہو گئے۔اور چونکہ مرزا جی امام الزمان ہیں لہذا تمام ممالک یورپ وافریقہ ایشیاء چین اور روس وغیرہ کی گورنمنٹیں بھی پرانے مذہبی اصول منسوخ کر کے اپنی رعایا میں مرزائی مذہب کے اصول جاری کریں۔

حالانکہ ممالک مذاہب غیر کو تو جانے دیں،ممالک اسلامیہ ترک،افغانستان،فارس وغیرہ میں ہی اپنے اصول کی کتابیں اور مشن بھیجیں،پھر دیکھیں کیا مزہ آتا ہے۔ایک چیلے ملا عبداللطیف کو افغانستان بھیجا تو تھا،دیکھو اس کا کیا حشر ہوا۔گھر پر تو کتا بھی شیر ہوتا ہے۔چونکہ برٹش گورنمنٹ کے مبارک پرامن عہد میں سب کو آزادی کی نعمت حاصل ہے،لہذا مرزائی اچھل کود کرتے اور منادی کرتے پھرتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح وفات پا گئے اس لئے قادیانی مرزا جی مسیح موعود ہیں۔

مرزائیوں نے سینکڑوں کتابیں اور رسالے مشتہر کئے ہیں لیکن ان میں وفات مسیح اور مرزا قادیانی کی خودستائی اور بھٹئی اور انبیاء کرام اور موجودہ زمانے کے مشائخ اور علماء پر سبّ ولعن برسانے کے سوا کچھ بھی نہیں ۔یہ حقیقی اور سچا مذہب ہے جس پر مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کو فخر ہے۔

مرزائی اخباروں میں بڑی تعلّی کے ساتھ مشتہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) اوران کے

حواری کی تصانیف یورپ وامریکہ میں پہنچ گئی ہیں اور مرزائی میگزین بھی برابر پہنچتا ہے، اور وہاں کے لوگ عیسی مسیح کی وفات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور مرزائی اخبار میں ایک امریکن کا خط بھی شائع ہوا تھا کہ میں وفات مسیح کے باب میں آپ سے متفق ہوں۔ مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ آپ مسیح متوفی کے قائم مقام اور امام الزمان ہیں اور ہم لوگ عیسی مسیح کو چھوڑ کر آپ پر ایمان لائے ہیں اور چونکہ یورپ وامریکہ میں ...قدیم وجدید فلسفے اور سائنس سے چرلیا ہے اور الحاد پھیلا دیا ہے، اگر ان کا پہلا قہقہہ حیات مسیح پر ہوگا تو دوسرا قہقہہ مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے پر ہوگا۔ وہ ایسے بیوقوف نہیں کہ مرزا قادیانی کی خودغرضانہ چال نہ سمجھیں کہ یہ شخص مسیح کو تو مارتا ہے اور خود اس کی جگہ لیتا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ مسیح نے وفات پائی ہو یا وہ زندہ ہو، مگر ایک چینی مغل، مسیح نہیں ہوسکتا اور وہ بھی مذہب اسلام میں جو مذہب عیسوی کا مصلح یا یوں کہو کہ حریف ہے۔ مرزا جی سے تو کہیں زیادہ مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی ان کے نزدیک مسیح بننے کے مستحق ہیں جو عیسوی مذہب رکھتے ہیں۔ لیکن جب یورپ والے اپنے ہم مذہب جدید مسیحوں کو بھی پاگل قرار دیتے اور مضحکے اڑاتے ہیں، تو مرزا جی کس کھیت کی دساور ہیں۔ اور جس طرح مرزا جی حیات مسیح کو نہیں مانتے، اس طرح لاکھوں عیسائی نہیں مانتے۔ لیکن کیا وہ مسیح ہیں اور کیا ایک عیسائی دوسرے کو مسیح سمجھتا ہے۔ اس صورت میں تو یورپ وامریکہ میں لاکھوں مسیح ہوں گے۔

پاگل اپنے کو پاگل نہیں سمجھتا، نہ اپنی حرکات کو مجنونانہ یقین کرتا ہے، مگر ذی عقل اور ذی ہوش اس کو پاگل ہی سمجھتے ہیں اور معذور قرار دیتے ہیں جیسا کہ پانیئر نے لکھا تھا کہ ہندوستان کے لوگ بھی مذہبی پاگلوں سے اسی طرح بے پرواہ ہو جاتے جیسے فرانس والے ہیں، تو مرزا قادیانی کی مسیحیت مہدویت ہانڈی کے ابال کی طرح جوش کھا کر خود ہی بیٹھ جاتی۔ مگر ہندوستان میں تو ایک مذہبی پاگل کا جنون طاعون اور ہیضے کی طرح متعدی ہو کر اوروں کو بھی پاگل بنا دیتا ہے۔

نہیں جناب! نہ مرزا جی پاگل ہیں، نہ ان کے حواری۔ یہ تو دیوانہ بکار خویش ہشیار ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کا فسون حمقاء پر کارگر ہو گیا تو اصحاب فیل بن کر ہاتھی کے روٹ میں سب اپنا اپنا حصہ بخرہ لگانے لگے۔ دودوا اور چپڑی۔ اگر کوئی انہیں پاگل کہے تو مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) بھی اس کی جان کو آجائے اور منہ نوچ کر داڑھی کھسوٹ لے۔

یورپ وامریکا والوں نے مرزا جی کے وہ رسالے یقیناً نہیں دیکھے جن میں حضرت عیسیٰ مسیح کو فاسق و فاجر بتایا گیا ہے۔ اگر مرزا جی اپنے دعوی میں (جس کو وہ سچا سمجھتے ہیں) بے لاگ اور بے باک ہیں، تو وہ رسالے بھی انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ وامریکا میں بھیجیں۔ پھر معلوم ہو جائے گا کہ یورپئین اور امریکن مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں۔

خوب یاد رکھو کہ کوئی شخص اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی سے کیسا ہی بے پرواہ ہو، یا اس کے عقائد کیسے ہی متزلزل ہو جائیں، مگر اس کی فطرت اپنے مذہب و بانی مذہب کی توہین ہرگز نہ دیکھ سکے گی.... یورپ میں آج کے روز اتحاد و اتفاق کی جو عالم گیر روشنی نظر آ رہی ہے، وہ صرف مذہب کی بدولت ہے۔ اگر یورپ اپنے مذہب سے بے پرواہ یا بالکل لا مذہب ہوتا، تو ترکی سلطنت کے ساتھ بھی اس کا ویسا ہی اتحاد و خلوص ہوتا جیسا دوسری عیسائی سلطنتوں کے ساتھ ہے۔ اور ٹرکی سلطنت ان کی آنکھوں میں ہرگز نہ کھٹکتی۔ اگر یورپ کو مذہبی پاس نہ ہوتا تو عیسائیان ترک کا کان گرم ہوتے ہی سب کے سب مشتعل نہ ہو جاتے، اور چین میں مذہبی مشنریوں کے قتل ہو جانے پر تمام یورپ خون بہا لینے کو نہ چڑھ دوڑتا۔ بعض یورپئین گو اسلامی اصول کو پسند کرتے ہوں مگر وہ یہ ہرگز نہ چاہیں گے کہ مذہب عیسوی کے مقابلے میں اسلام کو فروغ ہو۔ پس مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا یہ خیال کہ ہمارے رسالوں کو یورپ اور امریکہ ٹھنڈی آنکھوں دیکھتا ہے، نرا خیالی پلاؤ ہے اور نری ملٹن کی خیالی بہشت ہے۔ جس صورت میں یورپ والے قدیمی عظیم الشان مقدس اسلام کو نہیں مانتے تو جدید بے اصل مرزائی مذہب کو کیا مانیں گے۔

یورپ اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ پادری لوگ عیسوی مذہب دنیا میں پھیلائیں۔ اگر وہ مذہب سے بے پرواہ ہوتا تو ممالک غیر میں پادریوں کے قتل ہو جانے کی ذرہ پرواہ نہ کرتا، اور نہ ان کے قتل کو خودکشی قرار دیتا کہ پادریوں نے مذاہب غیر کو ناحق مشتعل کیا تھا جس کی سزا ان کو مل گئی۔

حیات مسیح مذہب عیسوی کا ایک رکن اعظم ہے یعنی عیسیٰ مسیح عیسائیوں کے نزدیک خدا ہے اور خدا کے لئے حی اور قائم ہونا ضروری ہے۔ پس ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ جن فیلسوف عیسائیوں نے اپنے قدیمی خدا اور اس کی خدائی کے اعلیٰ وصف کو نہ مانا، یعنی مسیح کو مردہ سمجھ لیا، وہ مرزا قادیانی جیسے بودم کو کیوں مسیح ماننے لگے،

اور خدا کو چھوڑ کر ایک ہندی وحشی (کالا لوگ) پر کیوں ایمان لانے لگے، حالانکہ مرزا جی اپنی حماقت کے قابوس میں یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ جس شخص نے مسیح کی وفات کو مان لیا، اس نے مجھے مسیح موعود اور امام الزمان تسلیم کر لیا ۔مرزا جی کے گردو پیش ایسے حمقاء ضرور موجود ہیں، مگر یورپ و امریکا میں اس قسم کے ہونّق نہیں بوئے گئے ۔اب سمجھ لینا چاہیے کہ ولایت میں مرزائی رسالے اور میگزین کون سا قلعہ فتح کر سکیں گے بجز اس کے کہ یہ کاغذات رفع حاجت کے لئے جائے ضرور میں رکھے جائیں، کس مصرف کے ہیں۔

مرزائی اخباروں میں بیعت کرنے والوں کی فہرست شائع ہوتی ہے اور اکثر سفہاء خطوط کے ذریعے سے مرید ہوتے ہیں۔مگر باوصف رسالوں کی اس قدر دھوم دھام کی اشاعت کے، کبھی کسی یورپین یا امریکن کا نام چٹھی کے ذریعہ بیعت کنندگان میں شائع نہیں ہوا۔ یورپ کا تو کیا ذکر ہے، ہندوستان کے حقیر اور بھوکے عیسائیوں نے بھی ڈام فول ہی کا خطاب دیا۔ہاں حمقاء کا سر سہلا کر ان سے چندہ وصول کرنے کا لٹکا بہت خاصہ ہے کہ مرزائی مذہب رسالوں اور میگزین کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں بھی اشاعت پا رہا ہے اور اس دور دراز سر زمین میں بھی مرزائی لوگ برسات کے کینچوؤں اور خودرو گھاس کی طرح پیدا ہو رہے ہیں، پس لاؤ چندے پر چندا اور کھلواؤ حلوا اور ملیدا۔

پیشین گوئیاں پٹ پڑیں۔خصوصاً مقدمات کے فتح کی پیشین گوئیوں نے تو ڈربا ہی پھونک دیا، جھوٹے اور بے معنی الہام کی مٹی خراب ہو چکی۔موت کی دھونس اور طاعون کا ڈراوا بھی جہاں سے نکلا تھا وہیں گھس گیا، اس نے بھی ڈائن بن کر پوتوں ہی کو کھایا۔الغرض کسی نے ساتھ نہ دیا۔ترکش خالی ہو گئے۔ایک تیر بھی نشانے پر نہ لگا۔..اب حمقاء کے پیٹنے کو یہی لٹکا باقی رہ گیا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا گئے، لہذا میں مسیح ہوں ۔کوئی اس خرد جال سے پوچھے کہ جب حضرت عیسیٰؑ اس سبب سے وفات پا گئے ہیں اس قابل نہ رہے کہ ان کو کوئی نبی بھی کہہ سکے اور سینکڑوں برائیاں اور فسق و فجور معاذ اللہ ان میں پیدا ہو گئے، تو دوسرے انبیاء کرام ان عیوب سے کب بری رہ سکتے ہیں کیونکہ ظاہری وفات پا چکے ہیں۔

خود غرض انسان ضرور پاگل بھی ہوتا ہے کیونکہ اهل الغرض مجنون، لہذا جو اعلیٰ انسانی صفات کسی میں پائی گئی ہیں مرزا قادیانی اس کا رقیب بن گیا، اور ان صفات کو اپنے اندر ٹھونسنے لگا۔پھر طرہ یہ

ہے کہ ان صفات کے موصوف کو گالیاں بھی دینے لگا کہ میں اچھا ہوں اور وہ برا تھا۔ مثیل المسیح بن کر حضرت عیسیٰؑ کو گالیاں دیں۔ بروزی محمد بن گیا، مگر ان کی صفت خاتم النبیین سے انکار کیا، کیونکہ اس صورت میں خود نبی نہیں رہ سکتا۔ خود غرضی سے آنحضرت ﷺ کا وہ اصلی درجہ گھٹایا جو خدا تعالی نے باستثناء دیگر انبیاء کرام کے آپ کو عطا فرمایا ہے، اور پھر خود خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بن گیا اس شخص کی کیا کیا بدمعاشی اور نمک حرامی بیان کی جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ جن انسانوں کے باعث مہتم بالشان واقعات ظہور میں آئے اور اس لئے دنیا ان کی عظمت کرتی ہے مرزا قادیانی اس عظمت کو نہیں دیکھ سکتا اور یہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے اس عظمت کا مستحق سمجھیں۔ ورنہ یا تو اس واقعے ہی کو سرے سے اوڑا دے گا، یا عورتوں کی طرح اوصاف میں کیڑے ڈالے گا، یا دونوں افعال کا مرتکب ہوگا، تا کہ ان کی عظمت گھٹے اور میری عظمت بڑھے۔ حضرت عیسی مسیح کا واقعہ صلب وقتل عجیب مہتم بالشان واقعہ ہے جس کے باعث دنیا آپ کی عظمت کرتی ہے، مگر یہ عظمت اس کو نہیں بھاتی۔ پس مسیح کے رفع جسمانی اور حیات جاودانی سے انکار اور ان پر فسق وفجور کا الزام۔ ایسا ہی عظیم الشان معرکہ حضرت امام حسینؓ اور شہیدان دشت کربلا کا ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک نہ تو کسی نے ایسے ظلم وستم سہے اور نہ اس قدر صبر واستقلال سے کام لیا، نہ لاکھوں لعنتیوں کے مقابلہ میں ۷۲ تن نے ایسی داد شجاعت دی۔ اللہ اللہ یہ انہیں کا حوصلہ تھا کہ ایک کے بعد دوسرے، اور دوسرے کے بعد تیسرے عزیز اور لخت جگر نے بڑے امنگ اور جوش مسرت کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا اور رضاء الہی کی عروس سے ہم کنار ہوئے۔ یہ جذبہ شوق وصال شاہد حقیقی تھا، یہ قوت قدسیہ تھی رو حنا فدا هم ۔الحق

شاہ است حسن بادشاہ است حسن
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
و اللہ کہ بناء لا الہ است حسین

یورپ کے ایک انصاف پسند مورخ نے لکھا ہے کہ ابتداء آفرینش سے لے کر دنیا میں صرف تین بہادر گزرے ہیں۔ ایک حسین، دوسرا جنرل مارشل بزین، تیسرا نپولین۔ مگر حسین کے ساتھ علاوہ شمر ویزید کے

لاکھوں لشکر کے اور بھی دشمن تھے۔ بھوک دشمن تھی، پیاس دشمن تھی، غربت دشمن تھی، بے کسی اور تنہائی دشمن تھی، استقلال اور پامردی کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنا حسین ہی کا کام تھا۔ ماحصل یہ ہے کہ حسین کے برابر اپنے دین پر قائم رہنے والا کوئی شجیع اور جری دنیا میں نہیں گزرا۔ مگر مردود قسی القلب شمر سیرت یزید سیرت مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں حسینؓ سے افضل ہوں۔ یزید نے بھی تو حسینؓ سے یہی کہا تھا کہ میں تجھ سے افضل ہوں ۔پس میرے ہاتھ پر بیعت کر۔ اب فرمایئے مرزا قادیانی اور یزید و شمر میں کیا فرق رہا۔

مرزا غلام احمد قادیانی مارے خوف کے کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ چوہے کے بل میں سر دیئے پڑا رہتا ہے، تاہم امام حسینؓ سے افضل ہے۔ عدالت کی ذرا سی ڈانٹ میں توبہ نامہ لکھ دیا کہ آئندہ کسی کی ہلاکت کی پیش گوئی شائع نہ کروں گا۔ اب اگر عدالت ذرا بھی دھونس ڈالے، تو مسیحیت و بروزیت ہی کو استعفادے دے ۔عدالت کی حاضری سے جی چراتا ہے کہ میں مریض ہوں، ذیابیطس میں مبتلا ہوں، بواسیر نے گھیر رکھا ہے، اختلاج قلب نے سلفہ کر ڈالا ہے، حالانکہ ہٹا کٹا ہر طرح تنومند چاق و چوبند ہے۔ یہ حیز پن، یہ جبن یہ رذالت، پھر بھی حسین سے افضل۔ اس کی شرارتوں اور بدمعاشیوں کا چولہ کہاں تک اتارا جائے۔ خدا تعالی اسے جلد جہنم واصل کرے۔ آمین۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۹۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۵)

ایک خدا کے آنے کی ضرورت

قادیانی مرزا جی زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ ایک مامور کے آنے کی ضرورت تھی مگر افعال سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ایک خدا کے آنے کی ضرورت تھی اور اب پوری ہوئی۔ دلیل یہ ہے کہ مرزا جی غیب دان ہیں، محیی اور ممیت ہیں، کبھی غلطی نہیں کرتے، ان کی کوئی بات خالی نہیں جاتی، وہ فعال لما یرید ہیں، کسی طرح مجبور نہیں جیسے جبریہ فرقہ مجبور ہے، قدریہ کے بھی قبلہ گاہ ہیں۔

بھلا جس وجود میں مجددیت، نبوت، رسالت، بروزیت، مسیحیت، مہدویت، امام الزمانی، خدا کی تبنیت، وغیرہ صفتیں مجتمع ہوں، وہ خدا نہیں تو کیا ہے۔ یعنی مجدد ہوکر محمد کا بروز اور مسیح موعود ہوکر جری اللہ

فی حلل الانبیاء اورمختلف تشخصات اورمختلف شریعتوں کا معجون مرکب۔گوایسا برزخ انسانی فطرت کے خلاف ہو،مگرخدائی فطرت کے خلاف نہیں۔خدامیں تو سب طرح کی طاقت ہے، وہ ان نیچرل un-natural اوصاف کا مجموعہ ہے۔جو بات انسانوں کے نزدیک محال ہے، وہ خدا کے نزدیک ممکن بلکہ واقع ہے۔پس آپ حمقاء کیلئے... بظاہرتو مامور ہیں مگر درحقیقت خدا ہیں۔کیا مرزا قادیانی اور مرزائی اب بھی قائلان وحدۃ الوجود کو گالیاں دیں گےاوران کے شعر پرایمان لائیں گے

ہر لحظہ بشکل آں بت عیار بر آمد۔ دل برد و نہاں شد

ہر دم بلباس دگر آں یار بر آمد ۔ گہ پیر و جوان شد

عیسائیوں کوحضرت عیسیٰؑ کے آنے سے پہلے ایک خدا کے آنے کی اور مسلمانوں کوایک انسان کامل محمد ﷺ کے آنے کی ضرورت تھی۔دونوں ضرورتیں انجیل مقدس اورقرآن مجید نے پوری کردیں۔ہاں مرزائیوں کی ضرورت پوری نہ ہوئی تھی، کیونکہ انہیں ایک برازی نہیں، بروزی خدا کے آنے کی ضرورت تھی، اب انیسویں صدی میں وہ بھی پوری ہوئی۔پس مرزا جی کواسی کی ضد ہے، کیا معنی، جب کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں تو مرزا قادیانی کی شلوار میں پتنگے چھوٹ جائیں گے، کیونکہ خاتم النبیین وہ خود ہیں۔اور جب مرزا جی یہ سنیں گے کہ عیسی مسیح کو عیسائی خدا سمجھتے ہیں تو مارے حسد کے پیٹوں میں انگارے دوڑنے لگیں گے کہ مجھے مسیح ابن اللہ (لیپا لک خدا) کیوں نہیں مانتے جب کہ میں مسیح پر ہرطرح ترجیح رکھتا ہوں۔پس مرزا جی نے جومختلف لقب لئے ہیں تو اس سے درحقیقت ان کی مراد یہ ہے کہ میں خدا ہوں، پھربھی عیسائیوں پر اعتراض کہ انہیں ایک خدا کے آنے کی ضرورت تھی۔

رنگون میں ایک مدراسی نے اپنی بیوی کوغصہ کی حالت میں طلاق دے دی۔جب غصہ فروہوا تو ایک مولوی سے چارہ جوئی کی۔مولوی نے روپیہ طلب کیا، اور کہا تیری طلاق ہرگز جائز نہیں اور نکاح نہیں ٹوٹا ۔طلاق دینے والا خوشی خوشی اپنے گھر چلا گیا،تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپ کا یہ فتوی کیوں کر جائز ہوسکتا ہے۔مولوی نے کہا کہ طلاق دینے والا جاہل کندہ ناتراش ہے، جو ط اور ت سے واقف نہیں۔پس اس نے ضرور ت سے طلاق دی ہوگی نہ کہ ط سے۔

اس پر الحکم خوش ہو کر لکھتا ہے کہ کیا اب بھی کسی مامور کی ضرورت نہیں ۔سبحان اللہ ! کیا ضرورت ثابت کی ہے ۔غریب مولوی نے تو روپیہ لے کر طلاق ہی ناجائز بتلائی ،مگر مامور من اللہ نے پانچ سو روپیہ ہتھیا کر ایک معزز فوجی افسر کو بیٹا دینا چاہا ،حالانکہ آسمانی باپ سے ایک چوہیا بھی نہ دلوا سکا ۔بے شک مرزائیوں کے نزدیک ایسے ہی مامور من اللہ کی ضرورت ہے ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۹۔ جلد ۲۲و ۲۴ ص ۵۔۶)

انت منی بمنزلة عرشی

انت منی بمنزلة ولدی کا الہام تو ناظرین کو معلوم ہی ہے جو پرانا ہو گیا اور ضمیمہ میں بیسیوں مرتبہ اس الہام کی دھجیاں اڑ چکیں ۔یعنی اس ملحدانہ الہام نے خدا تعالی کی صفت لم یلد ولم یولد و لم یکن له کفوا احد کو بالکل اڑا دیا۔

الحکم نے حال میں مرزا قادیانی کا تازہ بتازہ الہام یہ شائع کیا ہے

انت منی بمنزلة عرشی

تعجب ہے کہ اب تک بمنزلة ولدی والے الہام کی تو تاویل نہ کی گئی ،نہ اس کو استعارہ بتایا گیا ، مگر بمنزلة عرشی والے الہام کو خود مرزا جی نے استعارہ بتایا اور عرش مخلوق ہے یا غیر مخلوق ۔اس بارہ میں سکوت اختیار کیا اور مرزائیوں کو سکوت ہی کی ہدایت فرمائی۔

واضح ہو کہ کلام مجید میں جناب باری نے اکثر استعارات سے کام لیا ہے ،مگر استعارات متشابہات سے نہیں ہیں ۔مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو سمجھنا چاہیے کہ استعارہ تشبیہ کی قسم ہے ۔صرف اتنا فرق ہے کہ وجہ شبہ اور علاقہ مذکور نہیں ہوتا ۔مثلاً زید شیر ہے اور معشوق آفتاب ہے ۔یہاں شجاعت اور حسن مذکور نہیں ،مگر فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ شجاعت میں زید شیر سے ،اور حسن میں معشوق کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔

کلام مجید متشابہات سے معمور نہیں ،ورنہ اس کا سمجھنا محال ہو جائے حالانکہ کلام مجید کی صفت تبیانا لکل شیء اور فصلناه تفصیلا و هدی للناس اور هدی للمتقین ہے ۔اور ظاہر ہے کہ محض متشابہات سے ہدایت تامہ نہیں ہو سکتی ۔پس استعارات کو متشابہات قرار دینا صرف آسمانی باپ اور پیرنا بالغ

لیپا لک (مرزا قادیانی) کا اضغاث احلام ہے۔

خدا تعالی نے متشابہات کی یہ صفت فرمائی ہے و ما یعلم تا ویلہ الا اللہ ۔ ایک مرزائی نے ہم سے کہا کہ اس آیت سے آگے و الرا سخو ن فی العلم بھی ہے۔ہم نے کہا یہ عطف نہیں بلکہ وقف کے بعد ایک کلام مستانف ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ جیسا علم خدا تعالی کا ہے ویسا ہی را سخو ن فی العلم کا ہے۔ یہ شرک فی الصفات ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔

قرینہ صاف بتا رہا ہے کہ متشابہات کی تاویل خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور راسخو ن فی العلم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ہم تاویل کے مجاز نہیں۔اگر عطف مانا گیا تو یہ کلام مستانف پچھلے کلام کے خلاف پڑے گا۔

حضرت عیسی مسیح کی نسبت رفعہ اللہ بھی متشابہات سے ہے۔کیا معنی کہ یہ فعل الہی ہے، ہم کو اس بات کا علم نہیں دیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کیوں کر زندہ اٹھائے گئے اور اب تک کیوں کر زندہ ہیں۔ یہود نے ان کو قتل بھی کیا، صلیب پر بھی کھینچا، مگر کیا بندوں کو اس کا علم ہوسکتا ہے کہ خدا تعالی نے ان کو کیوں کر محفوظ رکھا۔مرزا جی اپنے مطلب کے موافق بات بات میں آیات کی تاویل کرتے ہیں مگر جو الہام ان پر آسمانی باپ کی طرف سے ہوتا ہے اس کی تاویل نہیں کر سکتے۔ گویا آپ گونگوں کی محفل کے صدر نشین ہیں۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ آسمانی باپ مجھ پر بے معنی الہام کرتا ہے۔

مصیبت تو یہ ہے کہ کلام بے معنی یا، بامعنی کی تمیز نہ تو مسخرے آسمانی باپ کو ہے نہ اس کے کلونٹے لیپا لک کو۔ جب کوئی الہام مجدد السنہ مشرقیہ کی ٹکسال میں آتا ہے، تب معلوم ہوتا ہے کہ کھرا ہے یا کھوٹا، بے معنی یا با معنی۔اب سنئے انت منی بمنز لۃ عر شی بالکل بے معنی ہے۔عرش تو مکان کو کہتے ہیں جو رہنے سہنے بیٹھنے اٹھنے کے لئے ہوتا ہے۔کیا مرزا جی کوئی کوٹھڑی یا کوئی جھونپڑی ہیں جن میں خدا تعالی رہتا ہے۔اور اگر یہ مراد ہے کہ جیسا میرے نزدیک عرش کا مرتبہ بلند ہے، ویسا ہی مرزا قادیانی کا مرتبہ بلند ہے، تو عرض ہے کہ خدا کے نزدیک کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔اس کے نزدیک جھونپڑا اور عرش دونوں برابر ہیں، کیونکہ بلندی اور پستی محض اعتبارات واضافات ہیں۔یعنی ایک شئے بہ نسبت دوسری کی بلند اور پست ہے۔تحت الثری سے حسب مدارج

طبقات زمین بلند، زمین سے جھونپڑی بلند، جھونپڑی سے حویلی بلند، حویلی سے ایوان بلند۔ ایوان سے قلعہ بلند ۔قلعہ سے آسمان بلند۔ علی ہذا۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک سب ہموار ہیں ۔ پس لیپا لک کی کوئی علو پائگی اور بلند مرتبت نہ نکلی ۔ ہاں اگر آسمانی باپ یوں الہام کرتا کہ انت منی بمنز لة حمار الد جا ل تو یہ الہام کمثل الحمار یحمل اسفاراً ..ا لآ یه ، کے مطابق ہوجاتا۔

ہم نے بارہا متنبہ کیا کہ جب تک کوئی الہام بغرض اصلاح و منظوری مجدد السنہ مشرقیہ کے حضور نہ بھیج لو، ہرگز منہ سے نہ نکالو۔ کیونکہ سچے اور جھوٹے بے معنی اور بامعنی الہام کی پرکھ مجدد ہی کو ہے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۹۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۷)

(عرش کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کی بابت مرزا صاحب قادیانی کی جس گفتگو کا حوالہ درج بالا مضمون میں دیا گیا ہے، وہ یوں ہے:

انت منی بمنز لة لا یعلمها الخلق ۔ انت منی بمنز لة عر شی ۔

عرش: پر آپ نے فرمایا کہ یہ لفظ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات جمالی و جلالی کا اتم مظہر عرش ہے اور مسیح موعود اتم مظہر صفات جمالیہ کا ہے جو کہ اس وقت ظاہر ہو رہی ہیں اور اس لئے کل انبیاء کے ناموں سے مجھے خطاب کیا گیا ہے تا کہ اون کے کل صفات کا مظہر تام میں ہو جاؤں ۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں محی و ممیت برابر کام میں زور سے لگے ہوئے ہیں ایک طرف تو لوگ زندہ ہو رہے ہیں اور ایک طرف مر رہے ہیں ۔ پس چونکہ ان ایام میں خدا کی صفات اپنی پوری تجلی سے کام کر رہی ہیں اس مناسبت کے لحاظ سے عرش کہا گیا ہے۔

عرش کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ عرش ایسی ہے کہ نہ وہ مخلوق ہے اور نہ غیر مخلوق بلکہ خدا تعالیٰ کی تجلیات کا اعلیٰ مقام جو دونوں جہانوں میں ہوسکتا ہے وہ عرش کا مقام ہے ۔ جو مخلوق کہتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو غیر مخلوق قرار دیتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں جو اس کی .. بذات خود تسلیم کرتے ہیں لیکن ہمارا یہ مذہب نہیں کیونکہ اگر مخلوق کہا جائے تو پھر محدود اور مجسم ہوگا اگر غیر مخلوق ہو تو خدا کی خالقیت سے باہر رہتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ خا لق کل شئی ہے ۔ پس جیسے میرے الہامات ہیں ا فطر و ا صو م۔

اور افطر و اصو م وغیرہ کلام الٰہی بطور استعارہ کے آئے ہیں ویسے ہی یہ بھی ایک استعارہ ہے اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ کلام الٰہی میں استعارات ہوا کرتے ہیں ۔ پھر کیوں نہ کہا جاوے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی کنہ کو حوالہ بخدا کرتے ہیں ۔ میرا یہی عقیدہ ہے کہ عرش اصل میں مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث سے باہر ہے اور اعلیٰ درجہ کی ایک تجلی ہے ۔ (البدر ۲۴۔ اپریل، یکم مئی ۱۹۰۴ء ص ۸)

انت منی بمنز لة عرشی

یہ حضرت مسیح موعود کی تازہ وحی ہے ..عرش کے متعلق ۲۱ اپریل کی شام کو فرمایا کہ عرش اللہ تعالیٰ کی جلالی و جمالی صفات کا مظہر اتم ہے عرش کے مخلوق یا غیر مخلوق کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا ۔ اس کی تفصیل حوالہ بخدا کرنی چاہیے ۔ جنھوں نے مخلوق کہا ہے انہوں نے بھی غلطی کھائی ہے کیونکہ پھر اس سے وہ محدود لازم آتا ہے ۔ اور جو غیر مخلوق کہتے ہیں وہ توحید کے خلاف کہتے ہیں کیونکہ الذی خلق کل شئی ۔ اگر یہ غیر

مخلوق ہو تو پھر اس سے باہر رہ جاتا ہے مومن موحد اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ یہ ایک استعارہ ہے جیسے افطر و اسوم یا اخطی و اصیب فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ استعارات کے ذریعہ کلام کرتا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی کیفیت کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ پس ہمارا مذہب عرش کے متعلق یہی ہے کہ اس کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کی بحث میں دخل نہ دو۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کی جلالی و جمالی تجلیات کا مظہر ہے۔ (الحکم۔ ۳۰۔ اپریل و ۱۰۔ مئی ۱۹۰۴ء ص ۳ نمبر ۱۴، ۱۵ جلد ۸)

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور۔ عرش کے متعلق سوال ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر کے اس حصہ کا اعادہ فرمایا جو کہ قبل ازیں شائع ہو چکی ہے، اور فرمایا کہ عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جھگڑا عبث ہے۔ احادیث سے اس کا جسم کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اسے جسم کہو تو پھر خدا کو بھی مجسم کہنا چاہیے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کو علو جسمانی نہیں کہ جس کا تعلق جہات سے ہو بلکہ یہ روحانی علو ہے۔

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بھی ایک بدعت ہے جو کہ پیچھے ایجاد کی گئی۔ صحابہ نے اس کو مطلق نہیں چھیڑا تو اب یہ لوگ چھیڑ کرنا فہم لوگوں کو اپنے گلے ڈالتے ہیں۔ لیکن عرش کے اصل معنی اس وقت سمجھ میں آ سکتے ہیں جب کہ خدا تعالیٰ کی دوسری تمام صفات پر بھی ساتھ ہی نظر ہو۔ (الحکم قادیان ۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء ص ۱۴)

مرزائی مقدمات کی نسبت طرح طرح کی افواہیں

ابھی تک مولوی کرم الدین صاحب کا استغاثہ لائیبل طے ہوا بھی نہیں کہ یاروں نے دوراز حال، و قریب از استقبال، وقبل از مآل پر ملال، سراپا حزن ونکال، یکسر اختلال، مجسم وبال کی افواہ پہلے ہی اڑادیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مرزا اسلام احمد بیگ صاحب کے نام مرزا ضرغام احمد کا خط آیا ہے کہ مرزا جی کو سوا اٹھائیس سال قید کا آرڈر ہو گیا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ مرزا اکرام بیگ صاحب کا کارڈ ابھی ابھی مرزا انعام بیگ کے نام آیا ہے کہ مرزا جی کو ۱۴ سال قید اور سوا چار سال کی کال کوٹھڑی کا نادری حکم سنایا گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ مرزا ابتسام احمد بیگ صاحب کے نام مرزا ارتسام احمد بیگ کی رجسٹری آئی ہے کہ مرزا جی پر سوا تین ہزار روپئہ جرمانہ اور سات برس کے لئے قلعہ چنار گڈھ میں رہ کر مزے سے پھولی پھولی کھانے کا حکم سنایا گیا اور اگر جرمانہ ادا نہ کریں (ضرور ادا کریں گے کیونکہ دو لاکھ مریدوں کے پیر ہیں) تو سوا نو برس قید اور ڈیڑھ سال کی لگاتار کال کوٹھڑی۔ الٰہی توبہ۔ ان افواہوں نے ناک میں دم کر دیا اور مجدد کو سخت صدمہ پہنچایا۔

ارے یارو! آخر غریب معصوم لیپا لک نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ اس کی جان کے لاگو بن گئے ہو۔ اگر اس نے اپنے کو مسیح قرار دیا ہے، تو کیا انوکھی بات ہے۔ لندن میں مسٹر پگٹ نے اور فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی نے مسیح بننے کا اور سمالی لینڈ میں ملا عبداللہ نے مہدی بننے کا دعوی کیا ہے۔ تم سب کے سب ان تینوں کی جان کے لیوا کیوں نہیں ہوتے، مرزا ہی کے لتے کیوں لینے لگے۔ یورپ کے عیسائیوں نے تو اپنے دونوں مسیحوں کی نسبت چوں بھی نہیں کی، تمہیں کیوں کھورولا ئے، اور کیوں سر پر زمین اٹھالی، اور بداندیشی اور بدخواہی پر آمادہ ہو کر منہ سے کیوں بدشگونیاں اگلنے لگے۔ خیر ہمیں ان باتوں کا خیال نہیں البتہ یہ خوف ہے۔

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

مقدمے کا فیصل ہونا منہ کا نوالہ نہیں۔ ابھی تو ۱۸ ماہ ہی گزرے ہیں، کم از کم ۱۸ ماہ تو اور گزرنے دو جب کہیں پوچھنا کہ بچھڑا بچھڑوں میں یا قصائی کے کھونٹے۔

مرزا جی تو ابھی مقدمے کو گھلاتے اور کھٹائی میں ڈلواتے چلے جائیں گے، جب تک آسمانی باپ اپنا آسمانی نشان نہ دکھائے۔ اس عرصہ میں کوئی نہ کوئی ایسی بات نکل ہی آئے گی کہ غریب معصوم لیپا لک پھانسی لگنے سے بچ جائے گا، جیسے عیسی مسیح بچ گئے اور پھر مرزائی گلے میں ڈھول ڈال کر منادی پیٹتے پھریں گے کہ وہ آسمانی نشان ظاہر ہوا اور وہ مماثلت پوری ہوگئی۔ اور چونکہ اب لالہ چندولعل سابق مجسٹریٹ بدل گئے ہیں اور ان کی جگہ کوئی لالہ آتمارام مجسٹریٹ آئے ہیں، لہذا ملزم کو قانوناً اختیار ہوگا کہ جدید حاکم کے اجلاس میں تمام گزشتہ کاروائی کو کالعدم کرا دے، اور از سر نو کاروائی کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور چونکہ مرزا جی کے پاس مفت کا روپیہ ہے، اور مولوی کرم الدین صاحب صرف اپنی جیب خاص سے مصارف جھیل رہے ہیں، لہذا جھول جھال کی تہ پر تہ چڑھاتے چلے جائیں گے، تا کہ مولوی صاحب دق ہو کر راضی نامہ داخل کر دیں۔ لیکن ہم کو مرزا جی کا یہ منصوبہ پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ مولوی کرم الدین صاحب بھی استقلال اور پامردی کے ساتھ کفر کا مقابلہ اسلام سے کر رہے ہیں۔ خدا تعالی خود مدد کرے گا۔ مولوی صاحب کے وکلاء کا کام ہے کہ مقدمے کے جلد فیصل ہو جانے پر عدالت میں زور دیں۔ مگر یہ اطمینان رہے کہ دیر ہو یا سویر، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا

کہ الفاظ لئیم، کذاب، بہتان عظیم جو مرزا جی نے مولوی کرم الدین کی نسبت استعمال کئے ہیں وہ ویسے ہی معزز خطابات ہیں جیسے گورنمنٹ اپنے افسروں اور وفادار رئیسوں کو دیا کرتی ہے ..(آخری چند الفاظ پڑھے نہیں جاتے۔ بہا ء)۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۹۔ جلد ۲۲و۲۴ ص ۷۔۸)

ہمارا رؤیا صادقہ

مشہور واعظ مولانا ابو یعقوب محمد صدیق صاحب غریب خانہ پر فروکش تھے۔ بعد نماز عشاء مرزائی مقدمات کا ذکر چھڑا کہ فرد قرارداد جرم لگ چکی ہے، دیکھئے کیا انجام ہو۔ طویل بحث کے بعد سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز مرغزار ہے، چار طرف سبزہ پھیلا ہوا ہے، جیسا بارش کے موسم میں ہوتا ہے۔ ایک بزرگ ریش سفید، مقطع صورت، نمودار ہوئے اور فرمایا کہ یہاں ایک بڑا خاردار درخت تھا مگر اب نہیں۔

میری آنکھ کھلی تو صبح کی اذان ہو رہی تھی۔ ہمارے صلحاء ناظرین اس خواب کی تعبیر ضرور سمجھ گئے ہوں گے اور ہم آئندہ مفصلاً و مشرحاً عرض کریں گے جب کہ تعبیر کا ظہور ہوگا انشاء اللہ تعالی۔ ہاں اب بھی عرض کئے دیتے ہیں کہ وہ سبز مرغزار مقدس اسلام ہے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰۔ جلد ۲۲و۲۴ ص ۱)

مرزائی اخبار الحکم کی فریاد

اخبار الحکم جو مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کا سب سے پہلا رفیق، فی النار البروز یہ حریق، فی لجۃ عشق المتنبی غریق، لانہدام بروج الدین مثل المنجنیق، فی اشاعۃ المسیحیۃ کالبرق البریق، فی ادارۃ الزندقۃ حدقۃ عین کل زندیق، ہے اب محض بغلی گھونسے اس کا دیوالا نکالنے کی فکر میں ہیں۔ ہمارا یار غار تو الحکم ہی ہے، اور ہمارا ستارہ اسی سے ملا ہوا ہے۔ مرزائیت کی ترازو میں کوئی دوسرا حریف و رقیب اس کا پاسنگ بھی نہیں ہوسکتا۔ الحکم کی بات ہی اور ہے، چپکا ہی دوسرا ہے۔ غمزہ ہی نرالا ہے۔ یہ آسمانی باپ کے لیپا لک کا چاہیتا انت بمنزلۃ ولدی کا ڈھنڈوریا کسر صلیب اور قتل خنازیر کا تمغہ چکانے والا منارہ کا پھریرا فلک الافلاک کی چوٹی تک

اوڑانے والا، بھلا یہ خلاع رفاع دوسرے رقیبوں کو کہاں نصیب ۔ یہ مسالا ہی اور ہے یہ چاشنی ہی نرالی ہے۔قسم ہے منارے شریف کی جو اسکا حریف و بدخواہ ہے وہ روسیاہ راندہ درگاہ دین و دنیا تباہ ہے۔کوئی کیسی ہی چمک دمک دکھائے ،مگر کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا۔ یہ پرانا خرانٹ اس کا حریف درخورڈانٹ لائق کاٹ چھانٹ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش۔ کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق۔

ہمارا بس چلے تو الحکم کے بداندیشوں کو زمین دوز اور سنگسار کردیں جس طرح افغانیوں نے افغانی ملا کو کابل میں سنگسار کردیا۔اب غضب تو یہ ہوگیا کہ خود مرزائی لوگ اخبار الحکم کے شاکی ہیں کہ وقت پر نہیں نکلتا اور ہمیشہ فرمائش کرتا ہے کہ میری مدد کرو، اشاعت بڑھاؤ۔الحکم مطبوعہ ۳۰۔اپریل میں ایک بڑا دردناک مضمون شائع ہوا ہے جسکو پڑھ کر کلیجا دہل جاتا ہے۔ وہ خریداروں سے التجا کرتا ہے کہ آپ ..سالانہ کے بدلے ..سالانہ دیا کریں، اوردس خریدار پیدا کریں خواہ وہ پانچ پانچ روپیہ ہی کے ہوں اور ہرسال ایک ایک خریدار تو ضرور ہی پیدا کرتے رہیں اور یہاں یہ کیفیت ہے: ناز برآن کن کہ خریدار تست ۔ہم سے ایک مرزائی نے بیان کیا کہ الحکم کے اڈیٹر میں خلوص نہیں رہا، لہذا فلاں فلاں مقام کی احمدی جماعت نے الحکم کی خریداری بند کردی اور البدر منگوانے لگے جس کی قیمت ...کی بجائے اب دوروپیہ سالانہ ہوگئی ۔فرمایئے غریب ایڈیٹر الحکم بروں کی جان کو روکر یہ نہ کہے تو کیا کہے کہ: بامن آنچہ کرد آن آشنا کرد۔افسوس صد افسوس خون سفید ہوئے۔ دنیا میں ہم دردی نہ رہی، اپنے ہی بدن کا خون فاسد ہوگیا، اپنے ہی اعضا دشمن بن گئے۔

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

کیا اندھیر ہے کہ البدر تو حکیم الامت کا لیپا لک اور الحکم آسمانی باپ کے لے پالک کالے پالک مگر اس کی حمایت تو نہ کی جائے اور اس کی کی جائے۔ تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا۔ہم الحکم کی ڈھارس باندھتے ہیں کہ گھبرائے نہیں مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) تمہاری کمک پر ہے کسی کی کیا طاقت ہے کہ بال بھی ٹیڑھا کرسکے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ءنمبر ۲۰۔ جلد ۲۲ و۲۴ ص ۱۔۲)

بے معنی فارسی الہام

۲۰۔اپریل کے الحکم قادیان میں فارسی الہام یہ شائع ہوا ہے:

امن است در مکان محبت سرائے ما

ہم متنبہ کر چکے ہیں کہ جب تک مجدد السنہ مشرقیہ سے اصلاح نہ لے لو، کوئی الہام شائع نہ کرو۔ ذرا ملاحظہ ہو کہ مکان بھی اور سرائے بھی۔ شاید مکان کچھ اور ہے، اور سرائے منارے کے کلس کی نوک کا نام ہے۔ لیپا لک کا ایڈی کا نگ طاعون تو امن بلکہ خود دارالامان کی بربادی اور دھڑ ادھڑی لگا کر اس کو خاک کا تودا بنا رہا ہے، اور آسمانی باپ پھر بھی یہی الہام کرتا ہے کہ بیٹا گھبراؤ نہیں، ہر طرح امن ہے، سولی پر چڑھ جاؤ، مولا بھلی کرے گا۔ یہ الہام ہے یا دارالامان کا انہدام۔ کشتوں کے پشتے اور مردوں کے ڈھیر لگا دیئے، پھر بھی محبت سرائے میں امن ہے، تو بے امنی اور بربادی کے شائد ویسے ہی سینگ ہوں گے جیسے خرِ دجال کے سر میں۔ سنو الہام مذکورہ میں یا تو سرائے حشو ہے یا مکان خوگیر کی بھرتی ہے۔ لہذا اصلاح دی جاتی ہے:

امن است اندرون محبت سرائے ما

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲)

(امن است ...والا الہام قادیانی اخبار میں یوں شائع ہوا تھا:

۲۹۔اپریل ۱۹۰۴ء۔ امن است در مکان محبت سرائے ما۔ (البدر ۲۴۔اپریل، یکم مئی ۱۹۰۴ء ص ۸)

آیات قرآن کا صرف عن الظاہر

قادیانی مرزا جی کے ایک حواری جو زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں، فرماتے ہیں:

حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض کبھی پسند نہیں کرتے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا صرف عن الظاہر کریں جب تک اس صرف کے لئے قرائن قویہ نہ ہوں ورنہ باب الحاد وا کرنا ہے۔ وغیرہ۔

اجی جناب! صرف عن الظاہر کیا معنی، یہاں تو آیات قرآنی کی ترمیم و تنسیخ کر دی۔ یا یوں

کہو کہ بالکل اڑا ہی دیا۔

دہن کا ذکر کیا، یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے

مجاور صاحب تو زندہ پیر کی چوکھٹ پر بیٹھے چراغیاں اور دونے چکھ رہے ہیں، انہیں باب الحاد کے وا ہونے کی کیا خبر۔ اس کی خبر مجدد السنہ مشرقیہ کو ہے۔

کیا کہنا ہے، آپ نے قرائن قویہ کی قید بہت خاصی لگائی۔ یہ مرزائی ہتھکنڈا ہے۔ ہر شخص ہر آیت کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ فلاں قرائن سے اس کے معنی یوں نہیں، یوں ہیں اور قرینہ عام ہے لفظی نہیں تو ذہنی اختراعی سہی۔ حالانکہ کلام مجید بالکل صاف ہے اس کی شان تبیانا لکل شئی ہے۔ اس کو کسی قسم کے قرینے کی ضرورت نہیں۔ وہ مرزائی قرائن کے خبث سے بالکل پاک ہے۔ تیرہ سو برس کے بعد اب قرآن کریم مرزائی ملحدانہ قرائن کا محتاج ہو۔ معاذ اللہ۔ حج حرمین شریفین کو نہ جاؤ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ خارجی قرینہ یہ موجود ہے کہ طاعون پھیلا ہوا ہے، طوفان سے جہازات غرق اور تباہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرا قرینہ شہر قادیان ہے جہاں ایک انسانی صورت مگر شیطانی مورت موجود ہے جس میں اسود عنسی کی روح نے حلول کیا ہے، پس یہاں آؤ، ھو الذی ارسل رسول بالھدی . الآیہ، اسی کی شان میں مکرر تیرہ سو سال بعد نازل ہوئی ہے۔ ایسے ہی قرائن سے تو دنیا میں بہت سے دجال پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے۔

قرینہ کیا شئے ہے، جو بات عقل یا قرین قیاس، یا قرین ذہن معلوم ہوئی، اسی کو اپنے مطلب کے موافق چسپاں کر لیا۔ ایسی باتوں کیلئے شیطان پر قرین رہتا ہے۔ پس ان کو قرائن شیطانیہ کہنا چاہیے نہ کہ قرائن قرآنیہ۔

اسی مجاور نے بارہا لکھا کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی مرزا قادیانی کی شان میں ہے اور جب مجدد (احمد حسن شوکت) نے چٹھاڑ کی تو اب انکار کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ زندہ پیر نے اسے پھر بھی اپنا مردود بارگاہ نہیں بنایا کیونکہ وہ اس کی رسالت کا منکر ہے۔ اس کو تو رسول کہنا بھی توہین کا باعث ہے کیونکہ وہ خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہے۔

مجاور صاحب کہتے ہیں کہ آنخضرت ﷺ کا کام تکمیل دین وتکمیل اشاعت دین تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ جب ہر طرح تکمیل ہو چکی ،تو اب رسول کے آنے کی کیا ضرورت ،اور اب تحصیل حاصل کی کیا حاجت ۔مرزا صاحب تو تنقیص دین کرر ہے ہیں ۔اگر آپ صلیب کو توڑنے اور سوروں کے حلال کرنے کو آئے ہیں ،تو فرمائیے کہ اپنی تیس برس کی بعثت میں کون سی صلیب توڑی گئی ۔کتنی گرجائیں ڈھائیں ۔کتنے سور ذبح کئے ۔کتنے مندر مسمار کئے ۔کتنے ہندوؤں اور عیسائیوں کو مرزائی بنایا۔ ہاں چند مسلمانوں کو توحید الٰہی اور رسالت محمدی سے پھیر کر ملحد و مرتد ضرور بناڈالا۔

قرآن سے تو آپ کا مطلب صرف حضرت عیسیٰ مسیح کو مارڈالنا ہے نہ کہ مکرر عیسیٰ کا آنا، کیونکہ قرآن میں اس کا ذکر ہی نہیں ۔حدیث میں ہاں حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے آنے کا ذکر بالتصریح ہے۔کیا آپ مریم کے بیٹے ہیں ۔ایک ہی حدیث کے ایک جزء کا اقرار، اور دوسرے کا انکار۔حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جب خود عیسیٰؑ بن مریم تشریف لائیں گے،تو وہ زندہ ہیں ۔مگر مرزا صاحب قادیانی کے نزدیک انیس سو برس تک کسی کے زندہ رکھنے پر خدا تعالیٰ قادر نہیں ۔ہاں تیرہ سو برس کے بعد تمام انبیاء کرام اور خود آنحضرتﷺ کی روح پاک کے ایک ناپاک جسد میں حلول کرنے پر قادر ہے۔

مجاور صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت غلام احمد نے ازل سے احمد کی غلامی کی مہر اپنے حال اور قال کے سراپا پر لگا رکھی ہے۔،

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا رسول کا غلام بھی رسول ہوسکتا ہے۔اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ غلام آقا بن سکتا ہے۔مجاور صاحب کا مضمون عجیب اوٹ پٹانگ ہے۔جا بجا آپ اپنی تردید کرتا ہے۔پس ہم کو تردید کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ءنمبر ۲۰۔،جلد ۲۲و۲۴ص ۲۔۳)

مرزا اور مرزائیوں کو دوسو روپیہ انعام

مجدد السنہ مشرقیہ نے بار ہا ترغیب دلائی مگر کسی مرزائی بلکہ خود مرزا جی کو انعام کے لینے کا حوصلہ نہ ہوا، یہ بدقسمتی نہیں تو فرمائیے کیا ہے۔اب ہم ذیل میں دوسوال کرتے ہیں اگر خود مرزا جی یا حکیم الامۃ المرزائیہ دو

نوں سوالوں کا مسکت اور شافی جواب دے سکیں تو بے تامل دوسو روپیہ لیں۔ حکیم صاحب کو تو حدیث و تفسیر کے سمجھنے کا بڑا دعوی ہے جس کی تصدیق مرزا جی بھی کر چکے ہیں۔ پس میدان میں آئیں اور تحسین و آفرین کے علاوہ انعام بھی حاصل کریں۔..وہ دونوں سوال یہ ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب نمرود سے کہا۔ ر بی الذی یحیی و یمیت

تو اس نے کہا :انا ا حی و امیت

یعنی میں بھی تیرے خدا کی طرح مارتا اور زندہ کرتا ہوں۔

تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

کیا نمرود کا محیی اور ممیت ہونا تسلیم کرلیا،

پھر دوسری دلیل لانے کی کیا ضرورت ہوئی

فا ن اللہ یا تی بالشمس من المشرق فا ت بھا من المغر ب

یعنی میرا خدا وہ ہے کہ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے، بھلا تو آفتاب کو مغرب سے تو نکال۔

اس میں سوال یہ ہے کہ کیا خدا تعالی مغرب سے آفتاب نکال سکتا ہے۔

اگر نکال سکتا ہے، تو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا جس نیچر پر ایمان ہے، وہ ٹوٹ گیا اور سنت اللہ کے خلاف ہوا۔

اور اگر خدا تعالی ایسا نہیں کرسکتا، تو نمرود اور خدا دونوں برابر ہو گئے اور دلیل کا لانا فضول ٹھہرا۔

اس کا جواب دو ہفتے کے اندر اندر البدر اور الحکم میں شائع کیا جائے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴)

گروہ اہل حدیث پر نزلہ

ہم عصر اہل حدیث امرتسر کے نامہ نگار نے قادیان کی اس افراتفری کی تفصیل لکھی تھی اور ضمیمہ شحنہ

ہند میں بھی کچھ حالات شائع ہوئے تھے، اس پر الحکم میں اپنے رسول کے اتباع پر تمام اہل حدیث کو برا بھلا کہا گیا ہے کہ فرقہ اہل حدیث ایسا ہے اور ویسا ہے۔ یہ بزرگوں اور اماموں کو برا کہتا ہے، اور اس نے حدیث کا درجہ قرآن سے بڑھا دیا ہے، اور چونکہ اس فرقہ کی اصلاح کی ضرورت تھی لہذا ایک مجدد (نبی آخرالزمان مرزا) کے پیدا ہونے کی ضرورت ہوئی۔ بے شک اس غزل کا مقطع یہی موزوں تھا۔

اگر الحکم کا نامہ نگار سچا ہے تو پتا دے کہ اہل حدیث نے آئمہ اور بزرگان دین کو کب برا کہا ہے۔ البتہ انہوں نے بعد ختم رسالت کسی مغل کے نبی بننے کی تردید کی ہے، اور اس کے الحاد وارتداد کا فتوی دیا ہے۔ لیکن یہ فتوے تو تمام علماء مقلدین ومشائخ نے بھی دیا ہے۔ ہاں اہل حدیث نے اس میں سبقت کی ہے، اور پھر تمام علماء ومشائخ ہندان سے متفق ہوئے ہیں۔ پس مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک تو سبھی قابل لعنت ونفرین بلکہ سزاوار تدارک ہیں، نہ کہ فقط اہل حدیث۔

کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اہل حدیث جس شخص کی تقلید نہ کریں اس کو برا کہیں۔ اہل حدیث تو آئمہ اربعہ کیا معنی خلفاء اربعہ اور تمام صحابہ کے بھی مقلد نہیں۔ مگر کیا وہ کسی کو برا کہتے ہیں۔ اور کیا یہ بات کسی صحیح العقل کی فہم میں آ سکتی ہے اور کوئی ذی عقل اس کو باور کر سکتا ہے۔

الحکم کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ قادیان سے کوئی باہر نہیں گیا، تمام مرید موجود ہیں، اور حکیم صاحب کا خیمہ بھی قادیان سے باہر نہیں گیا۔ وہ بیماروں کے علاج میں بدستور سرگرم ہیں، اور طلبہ کو پڑھاتے ہیں۔ وغیرہ،

اچھا صاحب یہ سب کچھ سہی اور اس سے بڑھ کر بھی مسلّم۔ گفتگو تو اس میں ہے کہ قادیان میں طاعون زور شور سے موجود ہے جس کی نسبت الہام ہوا تھا کہ یہاں طاعون نہ آئے گا اور آئے گا تو افراتفری نہ ہوگی۔ اس کی تردید نہیں کی گئی۔ کافی اور شافی جواب تو جب ہوتا کہ الحکم قادیان میں سرے سے طاعون ہی کے آنے کی تردید کرتا۔ معلوم نہیں یہ فروگذاشت کیوں کی گئی۔ قلم کو ذرا جنبش ہوتی اور بس۔

یہ الزام کہ اہل حدیث، قرآن سے حدیث کا مرتبہ بڑھاتے ہیں، اس جواب کا مستوجب ہے کہ لعنة الله علی الکاذبین مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے تو اپنے نبی کی وحی اور الہام کے مقابلے میں قرآن وحدیث دونوں کا مرتبہ گھٹا دیا، بلکہ دونوں کو اڑا دیا۔ قرآن کا مرتبہ اس لئے گھٹایا کہ اس میں مسیح موعود آنے کا

ذکر ہی نہیں، اور مرزا جی قرآن کے خلاف مسیح موعود بن گئے۔ حدیث کا مرتبہ اسلئے گھٹایا کہ دجالو ن ثلا ثو ن والی حدیث کو رڈ کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ دنیا میں دجال کوئی نہ آئے گا۔ ہاں ایک مسیح جو خاتم الخلفاء ہو گا، ضرور آئے گا۔ پس مرزا قادیانی اور مرزائی کس منہ سے کہتے ہیں کہ فلاں گروہ نے حدیث کا مرتبہ بڑھا دیا۔ اور اسی پر کیا حصر ہے، مرزائی مذہب جس شئے سے عبارت ہے وہ قرآن و حدیث کی مخالفتوں کا البم ہے کہاں تک کوئی تفصیل کر سکتا ہے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔ ۵)

جنگ کا نام صلح

مرزائی اخبار بار بار لکھتے ہیں کہ مرزا جی سے صلح کر لو اور اخبار الحکم میں تو امن اور صلح کا سفید جھنڈا ہفتہ وار بلند ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کون جنگ کرتا ہے کس نے توپ لگا رکھی ہے۔ خود آسمانی باپ نے اپنے لیپا لک کو دنیا سے جنگ کرنے کا ٹھیکہ دے دیا ہے۔ وہ قادیان کے کمین گاہ میں بیٹھا دنیا کے مذاہب پر سبّ و شتم کے گولے برسا رہا ہے اور نہ صرف زندہ مشائخ و علماء پر بلکہ اپنی بہادری سے مردوں کی قبروں کو بھی لعن طعن کے تیروں سے خاک کا تودہ بنا رہا ہے پھر بھی صلح کا سفید جھنڈا قادیان کے بام پر اوڑا رہا ہے کہ لوگو مجھ سے صلح کر لو۔ جس طرح ٹرکی کے باغی صوبے اور ان کے حمایتی چیخ پکار کر رہے ہیں کہ ہم تو امن اور صلح چاہتے ہیں، مگر اندر ہی اندر ٹرکی کی نیو کھود رہے ہیں۔

آزادی پسند برٹش گورنمنٹ کے عہد میں تمام مذاہب امن و امان کے گہوارہ راحت میں تھے کہ مرزا قادیانی کے مفسدانہ غلغلوں نے نفخ سور کا عالم کر دیا کہ یہ بھی مردود، وہ بھی مردود۔ بعض انبیاء کرام بھی مطرود۔ میں سب سے اچھا، مجھ پر ایمان لاؤ۔ قدیمی مذاہب کو حرف غلط کی طرح دل سے مٹاؤ۔ رات دن اپنی ہی بڑائی اپنی ہی تسلی۔ کوئی معاملہ ہو، کوئی سبجیکٹ subject ہو، مرزا قادیانی کی ٹانگ اڑی ہوئی دیکھ لو۔ طاعون مرزا قادیانی کی وجہ سے، کالرا (ہیضہ) مرزا قادیانی کی وجہ سے، کسوف خسوف مرزا قادیانی کی وجہ سے۔ ریلوں کا رواج مرزا قادیانی کی وجہ سے کیونکہ یہ مرزا قادیانی کے دجالوں کے گدھے ہیں، پہاڑ جو سرنگوں سے حسب

ضرورت اوڑائے جاتے ہیں تو مرزا قادیانی کی وجہ سے۔ الغرض دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب مرزا غلام احمد قادیانی کے خروج کی وجہ سے ہے۔ مرزا قادیانی تو دیوانہ بکار خویش ہشیار تھا ہی، چیلوں پر اس سے کہیں بڑھ کر حماقت یا خودغرضی کا مسمریزم دم ہو گیا ہے۔

علماء اور مشائخ کو جنگ کا اعلان کہ مجھ سے مناظرہ کرو، مباہلہ کرو، میدان میں آ ؤ۔ اور جب کوئی میدان میں آئے، تو مرزا قادیانی چوہے کے بل کی راہ لے۔ ٹائیں ٹائیں فش۔

مذہبی جنگیں برابر جاری ہیں۔ اب تقریباً ڈیڑھ سال سے قانونی اور عدالتی جنگیں بھی شروع ہو گئیں جن کے سلسلے کا رشتہ شیطان کی آنت سے ملا ہوا ہے۔ اور جب تک مذہبی جنگیں جاری ہیں یہ سلسلہ بھی آسمانی باپ نے چاہا تو برابر جاری رہے گا، کیونکہ لیپا لک کو لڑوانا اسی خرانٹ مکار مفتری علی اللہ کا کام ہے۔ مگر ہم بھی تو دیکھیں قانونی جنگ میں لیپا لک کیونکر فتح یاب ہوتا ہے۔ ایک شکست مل چکی جو پہلی بسم اللہ تھی اب انشاء اللہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری متواتر شکست ملتی نہ جائے تو ہم اپنا نام مجدد نہ رکھوائیں۔

ہم متواتر فہمائش کر چکے کہ زبانی صلح کے اعلان سے کچھ کام نہ نکلے گا، صفائی قلب اور خلوص ارادت سے صلح کرو۔ اور صلح یہی ہے کہ ملحدانہ دعاوی واپس لو، اور ان سے تائب ہو کر سچے مسلمان بن جاؤ۔ پھر تو مرزا قادیانی اور مرزائی بھائیوں کے بھائی اور یاروں کے یار اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے مصداق ہیں، اور پھر علماء اور مشائخ کی کیا مجال ہے کہ تمہیں بجز میٹھی نگاہوں کے تیز تیز نگاہوں سے گھوریں۔ یہ مجدد کا ذمہ ہے۔ دیکھو اب بھی کچھ نہیں بگڑا، اپنا کیریکٹر بدلو، اور جس طرح بن پڑے مولوی کرم الدین صاحب اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے معافی مانگو جن کو تم نے بلاوجہ ستایا، اور یہ سب اسی کا وبال ہے۔ اور اب تو قادیان کے فنڈ میں روپیہ بھی نہیں رہا۔ ہم کو خوب معلوم ہے کہ رات دن چیلوں چاپڑوں کے نام چندہ بھیجنے کے آرڈر جاری ہو رہے ہیں اور روپیہ ہو بھی تو کیا عزت بڑی قیمتی شئے ہے، روپیہ اس کا معاوضہ نہیں ہو سکتا۔

ایڈیٹر۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵)

زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں

یہ بھی بھبکے میں کھنچا ہوا اور آب کاری سے نکلا ہوا نو بنوا الہام ہے جو الحکم میں شائع ہوا ہے۔ اس میں دو لفظ فارسی کے، ایک انگریزی کا، اور باقی اردو ہے۔ گویا یورشین (مخلوط النسل) الہام ہے۔

ارے واہ رے! تیری ہفت رنگی قابل دید ہے۔ مختلف رنگوں کا کیا کیا کمپونڈ تماشا دکھا رہا۔ مگر یہ سب ہے شوکت اللہ کی بدولت۔ غنیمت ہے کہ اس کی مجددانہ اصلاح قبول تو کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے صرف عربی فقروں کا الہام ہوتا تھا۔ مجدد نے ڈانٹا کہ ایں! یہ کیا حرکت ہے۔ قرآن میں وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ وارد ہو، اور چینی مغل پر بجائے چینی زبان میں الہام کرنے کے آسمانی باپ زبان عرب میں الہام کرے۔

اس ڈانٹ پر باپ بیٹا دونوں سہم گئے اور فارسی اردو میں الہام ہونے لگا۔ لیکن اب بھی بڑی بھاری کسر رہ گئی، کیا معنی کہ لیپا لک کی مادری اور فطری چینی زبان میں الہام نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی سن رکھئے کہ اب الہام با معنی ہو، بے معنی نہ ہو، کہ بار بار متنبہ کر چکے ہیں۔ ورنہ یاد رکھنا کہ مجدد سے برا کوئی نہیں۔

معلوم نہیں زندگی کے فیشن سے کون لوگ دور جا پڑے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی اور مرزائی۔ اس سے تو بہت خوف پیدا ہوا۔ آسمانی باپ نے خواجہ خضر بن کر اپنے ہی بیٹے اور پوتوں کی ناؤ ڈبونی چاہی، اور اس کے کچھ آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ اور اگر مخالفین مراد ہیں، تو وہ زندگی کے فیشن سے ہرگز دور نہیں۔ توانا اور تندرست نوک پلک سے چست سامنے موجود ہیں، اور مرزائی مشین کے کل پرزے درست کر رہے ہیں۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ خود مرزا جی زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں، تو وہ اطمینان رکھیں کہ اس کا ابھی وقت نہیں آیا۔ سقنقوری معجونوں کے مرتبان معمور اور روغن بادام میں دم ہونے والے پلاؤ کے مسالوں سے کوٹھی کٹھلے بھرپور ہیں۔

اور اگر زندگی سے مراد روحانی زندگی ہے، تو وہ پہلے ہی مردہ ہو چکی ہے کیونکہ روحانی زندگی درحقیقت

دین اسلام ہے۔ بے شک اس کے فیشن سے مرزائی اور مرزا جی بہت عرصے سے دور جا پڑے ہیں۔ اب اس سے قربت کا حاصل کرنا محال ہے۔ پھر فیشن کوئی ایسی شئے نہیں جس سے انسان دور یا نزدیک ہو سکے، البتہ فیشن انسان سے دور یا نزدیک ہوسکتا ہے کیونکہ انگریزی میں فیشن کے معنی وضع کے ہیں۔ وضع انسان کے پاس آتی ہے، انسان وضع کے پاس اڑ کر نہیں جاتا۔ پھر زندگی سے روحانی زندگی مراد ہے، تو تصریح ہونی چاہیے کہ فلاں روحانی زندگی ہے۔ مرزا کی روحانی زندگی تو موت سے بدتر ہے جیسا کہ ان کے خوارق سے ظاہر ہے۔

ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ مرزائی الہام کسی زبان میں مگر اس کا بے معنی ہونا ضروری ہے با معنی کلام موزوں کرنے کا نہ آسمانی باپ کو سلیقہ ہے نہ لیپا لک کو

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را مے شناسم

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۷)

(فیشن کے متعلق مرزا صاحب کا الہام قادیانی اخبار البدر میں یوں شائع ہوا: الہام: من دخله كان آمناً ۲۰۔ اپریل قریب ۱۰ بجے۔ زندگی کی فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ فسحقهم تسحيقاً (البدر ۲۴۔ اپریل و یکم مئی ۱۹۰۴ء ص ۶)

نبی ناقص اور دجال

مرزا جی اپنے کو بے شک نبی کامل سمجھتے ہیں مگر چونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ اگر میں زبان سے ایسا اقرار کروں گا تو خود میرے مرید ہی مجھ سے منحرف ہو جائیں گے کیونکہ نبی کامل صرف آنحضرت ﷺ ہیں، تو اپنے کو نبی ناقص بناتے ہیں۔ گویا ناقص نبی بننے ہی نے ان کی چکی چڑھا رکھی ہے۔ کامل نبی بنتے تو خود دجال ہو جاتے اور حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد دنیا میں ۳۰ دجال آئیں گے اور ہر دجال یہی دعوی کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ لا نبي بعدي یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس مرزا جی کا اپنے کو ناقص نبی بتانا دجال بننے کا معترف ہونا ہے کیونکہ یہ بات حکمت و قدرت الٰہی کے خلاف ہے کہ وہ کامل کے بعد ناقص بھیجے اور ایک نور نازل کرنے کے بعد دنیا کو تاریکی میں ڈال دے۔ پس ناقص نبی بننے والے سب

کے سب خود دجال بن گئے۔صدق اللہ العلی العظیم و صدق رسولہ الکریم

مرزاجی کے دعوے کے موافق اگر حدیث لا نبی بعدی کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کامل نبی کوئی نہ آئے گا ہاں ناقص آئے گا ،تو دجالوں کا ذکر اس کے منافی ہے۔کیونکہ ناقص نبی کے آنے کو گویا آنحضرتﷺ نے جائز اور پسند فرمایا،اس سے ناقص نبی کی مدح نکلی نہ کہ ذم، جو دجال کے لئے ہے گویا صاحب ما ینطق عن الھوی کا کلام متناقض ہوگیا۔

اگر حدیث کا مطلب مرزاجی کے موافق ہوتا تو آنحضرتﷺ یوں فرماتے کہ میرے بعد ۳۰ دجال آئیں گے مگر اکتیسواں دجال نہ ہوگا بلکہ نبی ناقص ہوگا۔تو گزارش یہ ہے کہ اب تک تو خود ۳۰ دجالوں کی تعداد ہی پوری نہیں ہوئی، نہ آسمانی باپ نے الہام کیا کہ ۳۰ دجالوں کے بعد میرا لیپا لک نبی ناقص ہے۔اگر ایسا الہام کیا ہے تو مرزاجی اس کا حوالہ دیں۔

مرزاجی بار بار مسلمانوں کو زجر و توبیخ کرتے ہیں کہ ارے بدبختو! کیا تمہاری قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں، نہ مہدی اور مسیح۔آخر مسیح آئے گا ہی۔

اس میں یہ گزارش ہے کہ مسلمانوں کی قسمت میں نبی ناقص تو ہزاروں اور لاکھوں لکھے ہیں مگر خوش قسمتی سے دجال ایک بھی نہیں لکھا۔قادیانی مرزاجی کے نزدیک بھی جس قدر دجال اب تک گزرے ہیں سب ناقص نبی تھے،مگر آپ سب کے قبلہ گاہ ہیں کیونکہ انہوں نے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہیں کیا اور آپ سب گنوں پورے ہیں۔

پھر مرزاجی ناقص نبی ہیں،تو ان کی تمام امت بھی ناقص ہی ہوگی۔اور اگر مرزائی امت کامل ہے تو اپنے نبی سے بڑھ گئی۔ ھذا خلف ۔لیکن اگر ہم مرزائیوں سے کہیں کہ تم امت ناقص ہو،تو ابھی منہ پھاڑ کر اور لمبی لمبی کچلیاں نکال کر کاٹ کھانے کو دوڑیں۔پس مرزائی مذہب منافقانہ اور متضاد کارروائیوں کا مکسچر ہے ۔جس طرح ایک قول دوسرے قول کے مخالف ہے،اسی طرح ایک عمل دوسرے عمل کے خلاف ہے۔اڈیٹر

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰۔،جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

مرزا جی حقہ نوشوں کا سلفہ کر گئے

۱۷ مئی ۱۹۰۴ء کے الحکم میں (مسیح موعود کی تعلیم) کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مرزا جی نے حقہ نوشوں وغیرھم کو نکال دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حقہ نوشی بڑا بھاری جرم ہے حالانکہ سینکڑوں مرزائی حقہ پیتے ہیں اور حقہ نوشی ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔ یہ سب آسمانی باپ اور اس کے لیپا لک کے مجرم ہیں اور کسی طرح مقدس مرزائی گروہ میں رہنے کے قابل نہیں کیونکہ بدکار ہیں۔ لیکن بدکاروں کے نکال دینے کا حکم تو نہ آسمانی باپ نے دیا، نہ اس کے سگے بیٹے نے جو لیپا لک کا بڑا بھائی ہے۔ آسمانی باپ کو یہ راز اچھی طرح معلوم ہے کہ جب بدکاروں کو نکال دیا جائے گا تو نیک کار کیوں کر پیدا ہوں گے اور ان کا نمونہ کون دیکھے گا۔ مگر افسوس ہے کہ لیپا لک کو معلوم نہیں۔ ذرا خیال کیجئے کہ جو لوگ مرزائی بنے ہیں وہ اس سے قبل بدکار ہی تھے، اور کروڑوں آدمی جو مرزائی نہیں وہ بھی ضرور بدکار ہیں۔ اگر ان سب پر مرزائیت کا دروازہ بند کر دیا جائے تو مرزائی گروہ کیوں کر بڑھے گا۔ بڑے بھائی مرزا امام الدین ہی اچھے رہے، جنہوں نے حلال خوروں کو مرزائی بنایا اور کسی کے منہ پر مرزا جی کی طرح جھاڑو نہیں ماری۔ مرزا جی کے دل میں حقہ نوشوں کی طرف سے کیوں غبار پیدا ہوا اور بیٹھے بٹھائے ان کی آنکھوں میں کیوں خاک جھونکنے لگے یہ صفائی کہاں ہوئی یہ تو کدورت ہوئی جس کے انبار مرزا جی کے دل میں لگے ہوئے ہیں۔

قادیانی مرزا صاحب جو دنیا بھر کے امام ہیں، اپنے بڑے بھائی (مرزا امام الدین) سے سبق لیتے جنہوں نے خاکساری اختیار کی اور صرف حلال خوروں کے امام بن کر خاک سے لاکھ پیدا کی۔ مرزا جی نے ٹوکرا تو سر پر اتنا بھاری رکھ لیا مگر اس کے اٹھانے میں کنچنے لگے۔ یعنی دنیا کمانے کو امام الزمان تو بن گئے مگر تحمل نہ ہوا۔ برازی (بروزی) نبی کی تو یہ شان تھی کہ بدکاروں کو نیک کار بنانے کے لئے ان میں یوں گھل مل جاتا، جیسے بول میں براز اور جیسے کھیت میں کھاد، جیسے کوڑے میں کرکٹ۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا جی حلال خوروں اور بدکاروں سے اس طرح دور جا پڑے جیسے بڑے بڑے مکانوں سے جائے ضرور۔ پھر دنیا میں تو زیادہ تر بدکار ہی ہیں و قلیل من عبادی الشکور مرزا جی ان سے بھاگ کر جائیں گے کہاں، اور انہیں چھوڑیں گے تو

رہیں گے کہاں۔ پھر اپنا مشن کیوں کر پورا کریں گے، کیونکہ تمام انبیاء بدکاروں ہی کو نیک بنانے آئے ہیں۔ نیک تو خود ہی نیک ہیں، انہیں نیک بنانا تحصیل حاصل ہے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند یکم جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۱۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

کیا مرزا جی سچ مچ دین عیسوی کے دور کرنے کو آئے ہیں

۷ مئی کے الحکم میں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

یہ میرے ساتھ مقدر ہے کہ میں دنیا کو اس عقیدے (دین عیسوی) سے رہائی دوں۔

اسلام تو دین عیسوی کو دور کرنے کو نہیں آیا مگر مرزا جی آئے۔ افسوس ہے کہ مرزا جی نے اس مرکب توصیفی (دین عیسوی) کے معنی اب تک نہیں سمجھے۔ دین عیسوی یعنی وہ دین جس پر حضرت عیسیٰؑ تھے اور جس میں مقدس انجیل نازل ہوئی اور جس کی قرآن نے تصدیق کی۔ کیا مرزا جی اس کے دور کرنے کو آئے ہیں۔ تو یہ سمجھئے کہ دنیا سے مذہب اسلام کے دور کرنے کو آئے ہیں کیونکہ نہ صرف عیسی مسیح بلکہ تمام انبیاء کرام کا مذہب بھی اسلام تھا۔ حضرت عیسی مسیح جن کو خدا تعالی نے قرآن مجید میں اپنا کلمہ اور روح قرار دیا ہے، وہ بجز اسلام کے کسی اور مذہب پر تھے۔ معاذ اللہ۔

اب رہی تثلیث، یہ خود انجیل میں نہیں۔ اگر انجیل میں تثلیث ہوتی تو قرآن کریم ہرگز اس کی تصدیق نہ کرتا۔ تثلیث کو تو مذہب اسلام تیرہ سو برس سے دور کر رہا ہے، اور علماء اسلام برابر اس کے دور کرنے میں ساعی ہیں اور خود اسلام اپنے جذبہ صادقہ وقوت بارقہ سے اہل تثلیث کو اہل اسلام میں داخل کر رہا ہے اور اب تک ہزاروں بلکہ لاکھوں اہل تثلیث اسلام قبول کر چکے ہیں اور قبول کر رہے ہیں۔ مگر مرزا جی بتائیں کہ انہوں نے کتنے عیسائیوں کو مسلمان بنایا، اور کون سے خطہ سے دین تثلیث کو دور کیا۔ ہاں سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے پھیر کر مرزائی دین میں ضرور ملایا جو تثلیثی مذہب سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہاں خدا کا بیٹا ہے تو یہاں خدا کا لیپا لک۔

مرزا جی کے دعوی سے مترشح ہے کہ وہ دین موسوی (یہودیت) دین ہنود (بت پرستی) دین آریا (نیچر اور

تناسخ پرستی) کے دور کرنے کو نہیں آئے، نہ ان کو تمام مذاہب سے، جو دین اسلام کے خلاف ہیں، کچھ سروکار ہے۔ وہ تو دین عیسوی ہی کے دور کرنے کو آئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ دین آپ کے رقیب (عیسی مسیح) کی جانب منسوب ہے جس کے آپ سخت دشمن ہیں۔ یہ عجیب خرق نیچر ہے کہ کوئی مثیل اپنے اصیل کا، یا کوئی نقل اپنی اصل کی دشمن ہو۔ ایسے عقل کے دشمن تو صرف قادیانی مرزا جی ہیں۔

قرآن مجید تو آنحضرت ﷺ سے یوں خطاب کرے

انك لا تهدى من ا حببت و لكن الله يهدى من يشاء

اور قادیانی مرزا جی دعوی سے کہیں کہ میں دین عیسوی کے دور کرنے کو آیا ہوں، اور عیسی مسیح اور ان کے معجزات اور صفات کو ماننا مردہ پرستی ہے۔ میرا مشن تو دین عیسوی ہی کے دور کرنے کو آیا ہے کیونکہ میرا لقب ہی مسیح موعود ہے۔ گویا آسمانی باپ نے ایک مسیح کو دوسرے مسیح سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اور گویا تمام انبیاء آپس میں جنگ ہی کرتے رہے ہیں۔ آپ کی بعثت تو ہے صرف دین عیسوی کے دور کرنے کے لئے ،مگر ہیں امام الزمان۔ پھر یہ بھی کس برتے پر۔ لیپا لک بھی بن گئے، شیطان کی آنت سے بڑا اور عوج بن عنق کی قبلہ گاہ (خیالی اور کاغذی منارہ) بھی کھڑا کر لیا، گنیش جی (ہاتھی) کے کان سے چوڑے اشتہارات بھی شائع کر لئے، مرزائیوں کے گلے میں ڈھول ڈال کر مسیحیت و بروزیت وتبنیت کو ڈونڈی بھی پٹوا دی، مگر ایک عیسائی کو بھی اپنے مرکز سے جنبش نہ دے سکے۔ نہ کسی آریہ کو مرزائی بنا سکے۔

ہمارے علماء اسلام کا جذبہ اور خلوص دیکھئے کہ آریوں کو برابر مسلمان بنا رہے ہیں، اور جہاں کہیں مناظرہ ہوتا ہے کوئی نہ کوئی ہندو یا آریا ضرور ہی مشرف باسلام ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں ایک عبدالغفور کی جگہ خدا نے نو عبدالغفور پیدا کر دیئے۔ فالحمد للہ۔ اس کے خلاف مرزائی کون کون بنے۔ تھو اور بدھوا ور دہنوا ور خنوا، نیادر بیگ، بہادر بیگ، چمگادڑ بیگ، سکندر بیگ، مچھندر بیگ، بھنگڑ شاہ، جھنگڑ شاہ، الہ بخش دین، غلام سدو، عبد المدار، عبدالمنار، عبدالٹھاکر، قطمیر النساء، بہار بی بی، نگار بی بی، پیار بی بی، سنسار بی بی، سوار بی بی، نسوار بی بی، پیزار بی بی، بم ٹھس بی بی، کرگس بی بی، ٹھساٹھس بی بی، جنگل بی بی، منگل بی بی وغیرھا۔

واہ رے لیپا لک دین عیسوی کو ہندوستان سے خوب دیس نکالا دیا۔ ہم تو جب جانتے کہ کسی عبدالمسیح

کوعبدالمرزا بناتے کیونکہ آپ مسیح بن مریم ہی کے مقابلے میں مسیح موعود بنے ہیں اور اگر آپ واقعی مسیح موعود ہوتے تو عیسائیوں کی کیا شامت تھی کہ آپ کو نہ مانتے۔ مگر آپ کے عجیب خوارق ہیں کہ مسیح موعود بننے کا ارمان بلکہ فخر، اور اصلی مسیح پر سبّ ولعن۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح سے نفرت کا اظہار بھی اور مسیح موعود بننے کا اقرار بلکہ افتخار بھی۔ جو لوگ مسیح کے درجے سے ناواقف ہیں اور مرزائی کتابوں میں ان پر لعن طعن دیکھتے ہیں ان کو تو اصل اور مثیل دونوں سے یکساں نفرت ہوگی۔ وہ کہیں گے

اگر نقوش مصور ہمہ ازیں جنس دارد
مخواہ دیدہء بینا خنک تن اعمی

دیکھئے آپ شامت اعمال سے مسیح کو بھی اپنے ساتھ لے مرے۔ اب تو آپ کو ضرور ہی شرم آنی چاہیے کہ اپنا لقب مسیح موعود کیوں رکھا۔ پس اس کو واپس لیجئے اور آئندہ دین عیسوی کی توہین نہ کیجئے۔ اڈیٹر۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۱۔ جلد ۲۲و۲۴ ص ۱۔۳)

وہی مسیح کا قتل وصلیب

ناظرین کو معلوم ہے کہ ہم متواتر طور پر ایک جدید طرز سے حیات مسیح کو کلام مجید سے ثابت اور بجائے مسیح کے منکروں کے دعوے وفات کو زندہ درگور کر چکے ہیں۔ اب مجددانہ رنگ میں پھر ملاحظہ ہو۔

واضح ہو کہ ما قتلوہ و ما صلبوہ سے یہودیوں کے دعوی انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم کا استیصال کیا گیا ہے۔ یعنی خود قتل اور صلب کی نفی کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عیسی مسیح کو نہ کسی نے قتل کیا، نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ایک اور شخص ان کے مشابہ ہو گیا، اور خدا تعالی نے عیسی مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ ورنہ قول انا قتلنا المسیح کی کامل تردید نہیں ہوسکتی۔ اور نہ یہ ایسا مہتم بالشان معرکہ ثابت ہوسکتا ہے جس کی صدا سے دنیا گونج رہی ہے۔

قادیانی مرزا جی کہتے ہیں کہ عیسی مسیح قتل بھی کئے گئے، اور سولی بھی دیئے گئے مگر نتیجہ قتل وصلب ظاہر نہ ہوا، بلکہ وہ مشبہ بالمصلوب ہوئے۔

بھلا مشبہ بالمصلوب ہونا کون سا بڑا معرکہ ہے۔ ہم کسی جانور کے گولی مارتے ہیں، وہ گر کر مرنے کے قریب ہو جاتا ہے، مگر پھر بھاگ یا اڑ جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں اور ہزاروں مریض امراض مزمنہ میں مبتلا ہو کر مشبہ بالموتی ہو جاتے ہیں، مگر معالجہ سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ معرکے مہتم بالشان نہیں ہیں جن کا ذکر خدا تعالی قرآن میں کرے اور فرمائے و ما قتلهم المرض يقيناً بل رفعهم الله اليه ۔

قادیانی مرزا جی نے خدا کے کاموں کو بھی اپنے کاموں پر محمول کیا ہے، جو قادیان کے گنبد سلامتی میں بیٹھ کر رات دین کرتے رہتے ہیں۔ پھر طرح طرح کے خلاف فطرت دعوے کہ میری وجہ سے یہ ہوا، اور میری وجہ سے وہ ہوا۔ گویا خدا تعالی نے اپنی سنت فطرت کو بدل کر مرزا جی کی سنت وفطرت کے مطابق کر دیا ۔ بظاہر تو لن تجد لسنة الله تبديلا پر ایمان، مگر اپنے خوارق سے اس کا صاف انکار۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے کیا یہودی اندھے تھے کہ ان کو عیسی مسیح کے مشبہ بالمصلوب ہونے کا علم نہ ہوا۔ عیسی مسیح تو بے کس اور بے بس تھے، اگر وہ مشبہ بالمصلوب ہو کر بچ نکلتے تو یہود ان کو ضرور ڈھونڈ نکالتے اور پکڑ کر مکرر صلیب پر چڑھاتے اور ہرگز زندہ نہ چھوڑتے۔ اور اگر باوصف ہر طرح کی طاقت کے وہ اندھے ہو گئے تھے اور ان کی عقلوں پر خدا نے پردہ ڈال دیا تھا تو یہ بھی فی حد ذاتہ قدرت الہی کا ویسا ہی معجزہ تھا جیسا حضرت عیسیؑ کی حیات کا جس کے مرزا جی منکر ہیں اور یہ معجزہ ان پر ایسا ناگوار ہے کہ اسکو اپنی موت سمجھتے ہیں۔

ایک مرزائی صاحب کہنے لگے کہ ۱۹۰۰ برس سے قومیں عیسی مسیح کے مشبہ بالمصلوب ہونے کی قائل ہیں، مسلمان جو ۱۳سو برس سے دنیا میں آئے ہیں، کیا حق رکھتے ہیں کہ عیسی کے باب میں دیگر اقوام کے خلاف کچھ منہ کھول سکیں۔

ہم کہتے ہیں کہ قومیں تو نہ صرف ۱۹سو برس سے بلکہ دس ہزار برس آغاز بعثت آدم سے سبھی کچھ کہتی ہیں، کیا ان کی سب باتیں مان لینے کے قابل ہیں۔ دنیا کچھ ہی کہے، مسلمانوں کو تو وہ بات ماننی چاہیے جو قرآن کہے۔ مگر یہ مسلمانوں کیلئے ہے نہ کہ مقدس مذہب اسلام اور اس کے احکام کا رڈ کرنے والوں کیلئے۔ کروڑوں عیسائی حضرت عیسی مسیح کو ابن اللہ مانتے ہیں ۔۲۴ کروڑ ہنود پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کو معبود سمجھتے ہیں۔ مرزائی ان سب کی نسبت بھی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا کیا منہ ہے کہ ان کے خلاف منہ کھول سکیں۔ ہندوستان

ہی میں دیکھو کہ ۲۴ کروڑ ہنود کے مقابلہ میں ۶ کروڑ مسلمان ہیں۔ گویا چھٹا حصہ ہیں اور مسلمانوں کو یہاں آئے جمعہ جمعہ ۸ دن ہوئے ہیں، اور ہنود قدیم سے ہیں اور ان کی بت پرستی بھی قدیم سے، مگر حسب قول مرزائی صاحب مسلمانوں کا کیا منہ ہے کہ بت پرستی پر طعن کریں اور توحید کو اچھا سمجھیں۔

تیرہ سو برس سے تمام علماء اسلام و مفسرین کرام تو آیات قرآنی سے عیسی مسیح کی حیات ثابت کریں مگر مرزا جی سب کو ردّ کریں اور ان کے مقابلہ میں اقوام مخالفان اسلام کے اقوال کو معتبر سمجھیں اور ان کی سند لائیں پھر اچھے خاصے اسلامی مجدد اور بروزی نبی۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۱۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۵)

اہل اسلام کو کسی آسمانی نشان کی ضرورت نہیں

جو سچے مومن خدا تعالی کی آیات بینات اور نور اور کتاب مبین اور آفتاب اسلام کی روشن اور چمکتی ہوئی عالمگیر شعاعیں چشم ظاہر و باطن سے دیکھتے ہیں، اب ان کو کسی آسمانی نشان کے دیکھنے کی ضرورت نہیں و تمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته پر ان کا ایمان ہے۔ اور جو لوگ حسب قول مرزا صاحب (مطبوعہ الحکم ۷ امئی ۱۹۰۴ء) یہ کہتے ہیں کہ ہم کو کوئی نشان دکھاؤ، وہ سچے مسلمان نہیں ہیں بلکہ مذبذبين بين ذلك لا الى هؤلاء ولا الى هؤلاء ۔ اور كالشاة العائرة بين الغنمين۔ الحديث، اور من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى کے مصداق ہیں، یا مداری سے پھنک ایک، پھنک دو، کا تماشا دیکھنے کی فرمائش کرتے ہیں۔ ان کا مرزا جی سے نشان طلب کرنا ایک قسم کا استہزاء یا تعجیز ہے کیونکہ مرزا جی نہ کوئی نشان دکھا سکتے ہیں، نہ ایسی قدرت رکھتے ہیں، ان کا ہر نشان دین اسلام کیخلاف ہے۔

مرزا جی نشان طلب کرنے والوں کی مذمت کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حرامکار لوگ مجھ سے نشان مانگتے ہیں۔ حالانکہ آپ (اپنے منہ میاں مٹھو) سینکڑوں نشان دکھا چکے ہیں بہت سی پیشین گوئیاں کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں مگر کوئی پوری نہیں ہوئی۔

اور پھر آگے چل کر (دروغ گورا حافظہ نباشد) آپ ہی کہتے ہیں۔

اگر کوئی نشان نہیں دکھایا گیا، تو مانگو بے شک مانگو۔ الخ

مرزا جی کا پہلا نشان تو یہ ہے کہ دیکھو عیسیٰ بن مریم ۱۹ سو برس کے بعد اب میرے زمانہ میں وفات پا گئے اور میں نے ان کو کشمیر میں دفن بھی کر دیا۔ وہ دیکھو ان کی قبر بھی موجود ہے۔

مگر یہ عجیب نشان ہے کہ مرزائیوں کے سوا کسی کو نظر نہیں آیا، نہ ان کے سوا کوئی اس سے واقف ہوا۔ گویا یہ گروہ فریسیوں کا گروہ ہے جن کے راز سے غیر آدمی واقف نہیں ہو سکتا۔

دوسرا نشان طاعون ملعون کا خروج ہے۔ اول تو یہ پہلے کبھی دنیا میں آیا ہی نہیں، اور آیا ہے تو شائد اس زمانے میں بھی کوئی مسیح پیدا ہوا ہو گا۔ حالانکہ لندن میں طاعون نہیں اور ایک مسیح مسٹر پگٹ موجود ہے اور پیرس میں طاعون نہیں مگر ایک مسیح ڈاکٹر ڈوئی موجود ہے۔ ان دونوں مسیحوں نے دعویٰ نہیں کیا کہ ہماری بعثت پر طاعون کا خروج ہو گا گویا ہر مسیح کا نشان اور خاصہ ہر جگہ جدا جدا ہے۔ اگر مرزا جی سے دونوں مسیح معارضہ کرنے لگیں اور قادیان میں آ کر گھونسم گھونسا ہوں اور جنگ ڈوئل لڑنے لگیں کہ عیسیٰ مسیح تو منجی ہے جو دنیا کو ہر طرح نجات دلوانے آیا ہے، وہ تو بیماریوں اور وباؤں کا قلع قمع کرتا تھا، کوڑھیوں تک کو اچھا کرتا تھا، مردوں تک کو زندہ کرتا تھا۔ پس اس کا موعود بھی ایسا ہی ہو گا، تو کیسا موعود ہے کہ طاعون کو اپنا ایڈی کانگ بنا کر دنیا کو ہلاک کر رہا ہے۔ پھر عیسیٰ مسیح کی میراث کے شفیع وخلیط تو ہم ہیں، جو عیسائی ہیں۔ تو عیسیٰ مسیح کا کھلا دشمن اور رقیب ہے پس کیوں کر ان کی جگہ اور ان کا منصب لے سکتا ہے۔ تو فرمایئے مرزا جی کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

پھر دنیا میں آتش زدگیاں ہو رہی ہیں۔ طوفان اور زلزلے آ رہے ہیں۔ خون ریزیاں ہو رہی ہیں۔ مرزا جی ان کو اپنا نشان کیوں نہیں بتاتے، کیا یہ کسی اور خونی مسیح کا ادبار ہے۔

آگے چل کر مرزا جی فرماتے ہیں:

تم نے جو اسلام کو قبول کیا ہے تو کون سا معجزہ دیکھا تھا جس قدر معجزات اسلام کے تم بیان کرو گے وہ سماعی ہوں گے تمہارے چشم دید نہیں۔ الخ

لیجئے جناب اسلام اور اس کے معجزات اور قرآن مجید کا نزول سب سماعی اور عمرو زید کے قصص اور سنی سنائی داستان ہو گئے، حالانکہ قرآن مجید اور اس کا معجزہ نظم اور اس کی ہدایات تامہ جو روز روشن کی طرح دنیا میں

پھیل رہی ہیں، ہر مومن کے سامنے موجود ہیں۔تمام منکران اسلام بھی کہتے ہیں کہ جو مرزا جی کہہ رہے ہیں کہ اسلام کے حق ہونے اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور آنحضرتﷺ کے نبی برحق اور خاتم النبیین ہونے کا بجز سماعی باتوں کے کیا ثبوت ہے۔اب مرزا جی کو دہریوں اور ملحدوں کا گرو گھنٹال نہ کہا جائے، تو کیا کہا جائے۔ مرزا جی کا یہ مطلب ہوا کہ دین اسلام کی کل باتیں تو سماعی ہیں، لیکن جو کچھ میں دکھا رہا ہوں وہ سب محسوس اور یقینی ہیں۔پس اسلام اور پیغمبر اسلام کو چھوڑ و اور مجھ پر ایمان لاؤ۔پھر اسلام کے اچھے خاصے مجدد لعنة الله على الكذا بين و المفترين الى يو م الددين ۔

اسلام میں کون سا نشان نہیں جو مرزا جی دکھا رہے ہیں۔کون سی ہدایت نہیں جو مرزا جی کر رہے ہیں۔ ان کا یہ کہنا بالکل مکاری ہے کہ:

اس ظلم صریح کو دیکھ کر جو ایک عاجز انسان (عیسی مسیح) کو خدا بنایا گیا ہے میرے دل میں درد اور جوش پیدا ہوتا ہے۔،

یوں کہیے کہ رشک وحسد پیدا ہوتا ہے کہ کروڑوں عیسائیوں نے تو عیسی کو خدا مان لیا اور باوصف مسیح موعود بننے کے میرے نام کا کسی نے کتا بھی نہ پالا۔اگر حسد اور رشک نہ ہوتا تو خشونت اور حقد وخبث باطن سے کلمۃ اللہ اور روح اللہ کو گالیاں نہ دی جاتیں، نہ بیہودہ تاویلوں کے ساتھ قرآن وحدیث کے خلاف ان کی وفات ثابت کی جاتی۔چونکہ آپ نے اپنے کو مسیح موعود بنا لیا ہے لہذا اصلی مسیح کو نہیں دیکھ سکتے۔آپ کا یہ کمینہ خیال ہے کہ جب تک عیسی مسیح کی وقعت دنیا کے دل میں ہے میری وقعت نہیں ہوسکتی۔ چہ خوش، یہ منہ اور سقنقوری معجون۔ایک مکھی کہہ سکتی ہے کہ جب تک سیمرغ کا نام دنیا میں ہے میری بھنبھناہٹ کوئی نہیں سن سکتا ،اور ایک چیونٹی کہہ سکتی ہے کہ جب تک ہاتھی کی ہیبت لوگوں پر چھائی ہوئی ہے، مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔اصل یہ ہے کہ شرارت اور خودغرضی کی حماقت انسان کو پاگل بنائے بغیر نہیں رہتی۔

کون سے سچے مسلمان کے دل میں درد اور جوش پیدا نہیں ہوتا جب وہ یہ دیکھتا اور سنتا ہے کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا ہے۔اس صورت میں تو ہر مسلمان مسیح موعود ہے، مرزا قادیانی کی کیا تخصیص۔انسانوں کو خدا بنانے کی مذمت میں قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں، مگر مرزا جی کے لئے یہ ایک آسمانی نشان ہے کہ وہ

عیسیٰ مسیح کو خدا نہیں سمجھتے۔علاوہ مسلمانوں کے بہت سے اہل مذاہب بلکہ خود بعض حکماء وعقلاء یورپ عیسیٰ مسیح کو خدا نہیں مانتے، لیکن کیا وہ سب مسیح موعود ہیں۔ ہاں مرزا قادیانی کی طرح حضرت عیسیٰ مسیح کو کوئی گالیاں نہیں دیتا۔مرزا جی کے لئے گالیاں دینا آسمانی نشان ہے۔

دشنام بمذہبے کہ عادت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۱۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵۔ ۷)

منارۃ المسیح

مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کو ۳۰ سال گزر گئے، مگر منارہ ابھی تک بطن مادر میں ہے۔ کیا مسیح موعود بر جعت قہقری آسمان پر جائے گا، اور اپنے خیالی منارے کے ذریعے پھر زمین پر اترے گا کیونکہ ابھی تک تو الحکم کے صفحہ لوح پر خیالی منارے کی مورتی استہاپن ہو کر براج رہی ہے۔ مرزا جی کی زندگی میں تو یہ مزعوم منارہ عدم سے وجود میں آ نہیں سکتا۔ اور بعد میں آیا بھی، تو کس کام کا۔ ہاں مرزا جی چونکہ بروزی یعنی تناسخی ہیں لہذا کچھ عجب نہیں کہ بعد وفات ان کی روح چغد کے قالب میں حلول کر کے منارہ کے کلس پر آ بیٹھے۔

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

لیکن یہ عجیب حسرت بھرا سماں ہوگا جس کے خیال میں لانے سے بھی عبرت کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھچ جاتی ہے

پاسبانی میکند بر قصر قیصر عنکبوت
چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

اور اب تو منارۃ المسیح ہی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔اس کی تعمیر میں روڑے اٹک گئے۔ یعنی مجسٹریٹ گورداسپور نے ہندو مسلمانوں کی عذرداری پر تعمیر روک دی، اور حکم دے دیا کہ دعویٰ ہو تو دیوانی میں

جاؤ۔ مرزا جی دیوانی میں ضرور جاتے مگر مقدمات فوجداری نے ان کی عقل دیوانی کر دی۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۱۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

مرزا کا اعتقاد قرآن مجید کی نسبت

اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف کی تعریف میں احسن الحدیث فرمائے۔ احسن کے معنی سب سے بڑھ کر خوبصورت کے ہیں، اور مرزا قادیانی کہے کہ قرآن سخت زبان اور گندی گالیاں دینے والا ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت گندے اور سخت الفاظ لکھے تو لوگوں نے اعتراضات کئے۔ الزام رفع کرنے کو اپنے رسالہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۲ میں لکھ دیا کہ قرآن میں بھی تو ایسے الفاظ ہیں جو نہایت سخت اور گندی گالیاں ہیں۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

بے شک مرزا صاحب قادیانی اپنی بدزبانی کے باعث علاوہ عندالناس کے عنداللہ بھی ملزم ہیں۔ چند سال قبل حکام وقت نے آپ کو بدزبانی سے حکماً روکا تھا۔ لیکن عادت کہاں جائے۔

خداوند تعالیٰ کا معاملہ مخلوق کے ساتھ واقعی طور پر ہے کیونکہ وہ تمام اشیاء کا خالق و مالک ہے اور اس کو ہر طرح کرنے اور کہنے کا حق ہے۔ کسی کی کیا مجال جو یہ پوچھے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا، یا ایسا کیوں کہا

لا یسئل عما یفعل و هم یسئلو ن.. ا لآ یه

مرزائیو! خداوند قہار سے ڈر کر اور ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ایماناً بتاؤ کہ۔

اول، اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ قرآن اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے۔

دوم، یا یہ کہے کہ قرآن ایسا سخت زبان اور گالیاں دینیوالا ہے جس سے غایت درجہ کا غبی اور جاہل بھی بے خبر نہیں

سوم، یا یہ کہے کہ قرآن میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں،

تو ایسے شخص کو تم مسلمان کہو گے یا کچھ اور، ورنہ لعنت الله علی الکا ذبین۔ کہو آمین۔ (اہل حدیث امرتسر)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔ جلد ۲۳ و ۲۴ ص ۱)

تصویر پرستی

مرزا جی نے ایک مرزائی مصور کے سوال کے جواب میں کہا کہ اگر نیک نیتی سے تصویر کھینچی جائے تو جائز ہے۔

ہم کہتے ہیں شریعت نے کہاں حکم دیا ہے کہ تمام ممنوعات ومحرمات کا ارتکاب نیک نیتی سے جائز ہے۔شریعت میں اسی قسم کے قیاسات کوتو شیطانی وسوسات قرار دیا گیا ہے

ان الشیا طین لیو حو ن الی او لیا ء ھم

شیطان نے بھی تو سب سے پہلے یہی قیاس گھڑا تھا کہ

خلقتنی من نا ر و خلقتہ من طین

آدمؑ کو اسی بنا پر سجدہ نہ کیا اور مردود ہو گیا۔اس نے قیاس کیا کہ خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا کفر ہے،مگر مرزا جی کے نزدیک وہ غالباً نیک نیت تھا۔

آپ فرماتے ہیں اہل یورپ چونکہ تصویر کو دیکھ کر قیافہ کی مدد سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں،لہذا میں نے تبلیغ کے لئے اپنی تصویر کی اشاعت کی۔،

گویا آپ مجدد بلکہ موجد دین بن کر یورپ کے مقلد ہوئے۔یوں کیوں نہیں کہتے کہ آسمانی باپ نے مجھ پر تصویر کشی اور تصویر فروشی کا الہام کر دیا ہے۔

مگر تصویر یورپ کے لئے کھنچوائی گئی ہے،تو ہر مرزائی کے گھر میں آپ کی ایک ایک تصویر کیوں موجود ہے۔کیا ان کا مذاق بھی ہندوستان میں رہ کر یورپ کے مذاق سے بدل گیا ہے جو مرزائی آپ کو ہر وقت دیکھتے ہیں اور جو کبھی کبھی مسافت قریب وبعید طے کر کے زیارت سے مشرف ہوتے ہیں کیا وہ بھی اب تک یورپ ہی میں ہیں۔اور یورپئین ہیں کہاں کہ ان کے گھروں میں آپ کی ایک ایک تصویر موجود ہے۔یوں فرمایئے کہ وہ بت پرست ہیں یعنی جس طرح بت پرستوں کے گھروں میں دیوتاؤں کی مورتیاں موجود رہتی ہیں اور وہ صبح وشام ان کی پوجا اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔یہی حال مرزائیوں کا ہے۔

نیک نیتی کا حیلہ ہر فعل میں ہوسکتا ہے۔کوئی شخص نامحرم عورت سے زنا کرے،اور یہ نیت رکھے کہ میں تو اپنی اوراس کی نفسانی خواہش مٹانے کوزنا کرتا ہوں۔یا کوئی شخص جلق لگائے یا لواطت کرے کہ میں اس ذریعہ سے زنا سے بچوں گا۔یا کوئی شخص سود لے اور یہ نیت کرے کہ میں اس سے مسجد تعمیر کراؤں گا یا دینی مدرسہ کھولوں گا یا کسی کی مدد کرونگا،تو ایسی نیت اسلامی شریعت میں کیوں کر جائز ہوسکتی ہے۔

پھر جو امور خلاف شریعت ہیں ان کے ارتکاب میں نیک نیتی کا کیا ثبوت ہے۔جو شخص کھلم کھلا تصویر بنواتا اور لوگوں کو دیتا ہے کہ اس کو دیکھو اور اپنے پاس رکھو،ہر سچا مسلمان اسکو ملعون سمجھے گا۔اس کے دل میں ہر گز خیال نہ گزرے گا کہ اس کی نیت کیسی ہے کیونکہ دل چیر کر کوئی شخص اپنی نیت نہیں دکھا سکتا،نہ ارتکاب امور خلاف شریعت میں نیک نیتی ملحوظ و ماخوذ ہے۔

ذرا خیال کرنا چاہیے کہ جس نبی امیﷺ کی بعثت صرف اس لئے تھی کہ شرک و بت پرستی اور اس کے لوازم کو دنیا سے مٹائے اور توحید قائم کرے،مرزا غلام احمد قادیانی باوصف اس دھوکے کے کہ میں اس کا متبع اور امتی بلکہ اس کا بروزی ہوں،اپنی تصویریں بنائے اور ان کو شائع کرے اور دنیا کو شرک وکفر کی ظلمت میں برجعت قہقری ڈالے۔

تصویر کا بنوانا محض اس غرض سے ہوتا ہے کہ لوگ اس کو محبت مفرط اور عظمت سے اپنے پاس رکھیں ۔خود مرزا قادیانی کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپ والے میری تصویر دیکھ کر قیافے سے کام لیں اور مجھے مسیح موعود اور امام الزمان سمجھیں،اور ان کے دلوں میں میری عظمت قائم ہو جائے۔اب بدنیتی میں کیا شبہ رہا ۔مرزا قادیانی اپنے ہی منہ اور اپنے ہی دعوی سے ملعون ثابت ہو گیا۔

نیک نیتی شعائر اسلام کے قائم کرنے اور ناموس شریعت کی حفاظت میں ہے،نہ کہ شرک اور کفر کے دعائم ولوازم کے پھیلانے میں۔اسلام میں توحید کی یہ شان ہے کہ بجز خدا تعالی لاشریک کے کسی کی ذرہ بھر عظمت بھی دل میں نہ رہے،اور جب پتھر وغیرہ دھاتوں کی مورتیوں اور کاغذ کی تصویروں کی عظمت کی گئی تو اسلام اور کفر میں کیا فرق رہا۔

بت پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم مورتیوں کو خدا نہیں سمجھتے،بلکہ نہایت نیک نیتی کے ساتھ اس

ذریعہ سے نرانکار جوتی سروپ کا دھیان گیان لگاتے ہیں۔ کوئی بتائے کہ بت پرستوں کی نیک نیتی اور مرزا قادیانی کی نیک نیتی میں کیا فرق ہے۔ کوئی سچا مسلمان ہرگز یہ نہ پوچھے گا کہ مصور اور مصور کی کیا نیت ہے وہ تو فوراً دونوں کو ملعون قرار دے گا۔ کیا مرزا قادیانی اور مرزائی اپنے دل چیر کر نیت کی محسوس منحوس شکل دکھا سکتے ہیں۔ اڈیٹر۔ (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۳)

اصلاح تمدن

مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ان کی اصلاح تمدن و معاشرت کے لئے عصر جدید وغیرہ رسالے شائع ہو رہے ہیں جو مسلمانوں کو ٹھیک اسلامی اصول کے موافق مہذب مسلمان بنانا چاہتے ہیں، مگر مرزائی اخباروں کو یہ امر ناگوار ہے۔ وہ اس قسم کے رسالوں کو رقابت کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کو اسراف و تبذیر کی بلا اور خسر الدنیا والآخرۃ سے بچانا چاہتے ہیں۔ مرزا قادیانی اور مرزائی تو اپنے بھوجنوں دکھشنوں اور سقنقوری معجونوں کی خاطر یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان بدستور احمق بنے رہیں، اور جو کچھ کمائیں قادیان میں جھونک دیں:

چو احمق در جہان باقی است کس مفلس نمے ماند

مرزائی اخبار تو ہر معاملہ میں اپنے بروزی کی ٹانگ اڑاتے ہیں کہ اس کے چیلے بن جاؤ۔ اس کے منڈ سرے ہو جاؤ۔ خود بخود دین و دنیا کی اصلاح ہو جائے گی اور وہ اپنی شفقت کا ایسا پوچارا پھیرے گا کہ کھونٹی تک نہ رہے گی۔ چنانچہ مرزائی اخبار الحکم لکھتا ہے:

اس سے پہلے کہ تم ان (مسلمانوں) کو کفایت شعار بنانے کی فکر کرو بہتر ہے کہ پہلے مسلمانوں کو مسلمان بنالو۔

صاف کیوں نہیں کہتے کہ اسلام سے خارج کر کے سچے مسلمانوں کو ملحد (مرزائی) بنالو۔

مرزائی اخباروں کے نزدیک تو بیٹھنے اٹھنے، چلنے پھرنے، جاگنے سونے، ہگنے موتنے، الغرض سب کا

موں میں امام الزمان کی ضرورت ہے۔امام الزمان کیا ہوئے بھانڈوں کی پالکی ہوئے۔ باین ہمہ پالکی کے بھجوانے کی کسی کے لئے بھی ضرورت نہیں۔آگے چل کر الحکم لکھتا ہے کہ

خدا تعالی نے اپنے فضل سے ایک مامور بھیج دیا ہے جو قوم میں وہی صلاحیت اور تقوی پیدا کرنا چاہتا ہے جو آنخضرت ﷺ کی زندگی کا خاص منشاء تھا۔ الخ

گویا آنخضرت ﷺ کا منشاء جو درحقیقت خدا تعالی کا منشاء تھا،نزول قرآن مجید سے پورا نہیں ہوا۔اور آیت اکملت لکم دینکم بالکل غلط،اور آنخضرت ﷺ کی بعثت بالکل فضول ٹھہری۔نعوذ باللہ۔بھلا اس خرافات اور مالیخولیا پر کوئی سچا مسلمان کان دھر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔آگے چل کر الحکم لکھتا ہے:

ہمارا ہم عصر عصر جدید مسلمانوں میں جس قوت اور روح کے نفخ ہونے کی آرزو کرتا ہے وہ ان میں پیدا ہو جائے گی لیکن بغیر اس (مرزا قادیانی) کے دامن سے وابستہ ہوئے اگر کوئی شخص قومی اصلاح اور فلاح کا مدعی ہو تو ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ۔الخ

عصر جدید بے شک مسلمانوں میں اسلامی تہذیب کی روح خدا اور رسول کے منشاء کے موافق پھونکنا چاہتا ہے۔وہ بے شک ریفارمر ہے اور ریفارم کر رہا ہے،اور خدا اور رسول کا منشاء اپنے کامل خلوص اور جذبے سے پورا کر رہا ہے۔اور کسی قدر کامیاب بھی ہو گیا ہے اور کامیابی کے بقیہ آثار خدا کے فضل سے نمایاں ہو رہے ہیں۔ہاں وہ مرزا جی کا منشاء ہرگز پورا نہیں کر سکتا۔اس کا اڈیٹر سچا مسلمان اور قوم کا سچا فدائی ہے۔اس نے کوئی مذہبی مشن خلاف اسلام کھڑا نہیں کیا،نہ نبی ہونے کا اعلان دیا۔یہ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور، تو مرزائیوں ہی کے گنیش جی کو زیبا ہیں۔

مرزا جی تو بجز اپنی زبردستی کی نبوت منوانے کے دوسرا سبق ہی نہیں پڑھے۔مسلمانوں کی موجودہ حالت کے دیکھنے کی آنکھیں ہی قدرت نے ان کو نہیں دیں۔ان کے سر پر تو صرف وفات مسیح کا بھوت سوار ہے۔اخباروں اور رسالوں میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔کوئی بتائے تو سہی کہ مسلمانوں کے تمدن اور طرز معاشرت کی اصلاح میں انہوں نے کون سا پارٹ لیا۔اگر کسی شہر یا قصبہ میں کوئی مرزائی ہے،تو اس کا بس یہی فرض ہے کہ عیسی مسیح وفات پا گئے اس لئے مرزا جی مسیح موعود ہیں۔بس ان کے دین و دنیا کی یہی کائنات ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا انتم اعلم با مور د نیا کم۔ اپنے دنیا کے کاموں کو تم بہتر جانتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصلحان قوم اپنی رائے اور تجاویز سے بھی قوم کی اصلاح کر سکتے ہیں، مگر قادیانی مرزا جی کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ مسلمانوں کو کس اصلاح کی ضرورت ہے اور دعوی وہ کہ دہرے جائیں نہ اٹھائے جائیں ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۴)

مرزائی الہامات اور مقدمات

جب مقدمات نہ تھے تو الہامات کی ٹپکا ٹپکی کبھی کبھی بلکہ شاذ و نادر ہی ہوتی تھی۔ مقدمات کے شروع ہوتے ہی الہامات کی بم پھوٹ پڑی۔ گو یا پہلے قبض رہتا تھا اب دست بخیر۔ ہاتھوں ہاتھ بسط ہونے لگا۔ مگر الہامات کا رنگ مختلف ہے۔ کبھی تو مقدمات میں فتح یاب ہو جانے کا الہام ہوتا ہے، اور کبھی، جب عدالت کے تیور دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے تو اپنے اور اپنے مریدوں کے پیشگی آنسو پونچھے جاتے ہیں کہ مردو بڑھے رہو، میں بھی ثابت قدم ہوں تم بھی ثابت قدم رہو۔ نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد۔

اگر مریدوں کے دل نہ بڑھائے جائیں اور ان کو ہمت نہ دلائی جائے تو مقدمات وغیرہ کیلئے روپیہ کہاں سے آئے۔ نصر من الله و فتح قریب اور فتح من الله و نصر قریب کا انوکھا تازہ نو بنو الہام ہو ہی چکا ہے۔ اگر چہ یہ الہام مولوی کرم الدین کے مقدمے کے فیصل ہونے اور اس میں نا کام رہنے سے پہلے کا تھا جو بالکل برعکس پڑا، اور لیپا لک کے ساتھ خود آسمانی باپ کی کمر بھی ٹوٹ گئی لیکن ہم کو باپ بیٹے کے اس ہتھیا ہارنے پر بہت ہی غصہ آتا ہے۔ کیا معنی کہ یہ الہام مطلق فتح کا تھا۔ الہام کا یہ مطلب نہ تھا کہ اسی مقدمہ میں فتح نصیب ہوگی کیونکہ مقدمات تو بہت سے باقی ہیں۔ ابھی تو سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ایسا اندھیر کھاتا تو آسمانی ہائی کورٹ میں ہے نہیں کہ لیپا لک کسی مقدمہ میں بھی فتح یاب نہ ہو، اور گیلے سو کھے ایک ہی بھاؤ جلیں۔ اور ایک بھی آسمانی نشان چمکتا ہوا نظر نہ آئے۔ پس مرزا جی ذرا تیل دیکھیں تیل کی دھار دیکھیں۔ یہ ہمارا ذمہ ہے کہ آخری مقدمہ میں مرزا جی ضرور فتح یاب ہوں گے اور آسمانی نشان کا ضرور ظہور ہوگا۔ آسمانی باپ

نے یہ الہام نہیں کیا کہ چت بھی لیپا لک کی اور پٹ بھی لیپا لک کی۔ایسا الہام ہونا تو بالکل فطرت کے خلاف ہو گا۔دنیا کے معاملات قمار خانہ ہیں، جیتا سو ہارا،اور ہارا سو جیتا

قلب است مقام زمانہ بگریز این قمار خانہ

اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴-۵)

مرزا جی کو بہشت کی ضرورت نہیں

الحکم میں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

ہماری خواہش ہے کہ الٰہی تجلیات ظاہر ہوں جیسے موسیٰ نے رب ارنی کہا تھا، ورنہ ہمیں تو بہشت کی ضرورت ہے نہ کسی اور شئے کی۔

جی بجا ہے مگر حضرت موسیٰ نے دنیا میں رب ارنی کہا تھا، یا مرنے کے بعد۔قرآن میں تو مرنے کے بعد مومنین اور متقین کیلئے جناب باری نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے مگر چونکہ آپ کو دنیا ہی میں حسب فحوائے حدیث شریف جنت کے مزے اور بہاریں ہیں۔عیش وعشرت ہے الدنیا سجن المومن و جنت الکافر، لہذا مرنے کے بعد جنت کیوں نصیب ہونے لگی۔آپ تو یقیناً مرتے دم بھی یہی ترانہ گائیں گے

خاک میرا دل ملے گا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر

پھر الٰہی تجلیات کے ظاہر ہونے کے کون سے اسباب ہیں۔حضرت موسیٰ نے تو کوہ طور پر رب ارنی کہا تھا۔آپ کے پاس تو ابھی تک منارہ بھی نہیں، جس پر چڑھ کر آسمانی باپ کا نظارہ ہو۔اور بات یہ ہے کہ آپ بہشت دوزخ کے درحقیقت قائل ہی نہیں، جبھی تو عدم ضرورت ظاہر کی گئی۔یہ نصوص قطعیہ کا انکار اور کفر والحاد نہیں تو کیا ہے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵)

طاعون کو سبّ وشتم نہ کرنا چاہیے

قادیانی مرزا جی کہتے ہیں: طاعون آسمانی باپ کا مامور ہے۔ لہذا اس کو سبّ وشتم نہ کرنا چاہیے۔

مامور کیا معنی، وہ تو ایڈی کانگ ہے۔ لہذا آسمانی باپ اور لیپا لک دونوں کا پیارا ہے۔ اسے برا کہنا باپ بیٹے دونوں کو برا کہنا ہے۔ لال پیارا، تو لال کے خال بھی پیارے۔ لیکن جب کہ وہ لیپا لک کے منکروں کے لئے آیا ہے تو ضرور پیارا ہے۔ اور جبکہ وہ آسمانی باپ کے پوتوں کے لئے آیا ہے تو پیارا کیوں ہے، اس صورت میں تو اس سے بڑھ کر کوئی ملعون نہیں۔

بات یہ ہے کہ وہ خود سر ہو گیا ہے یا بوکھلا گیا ہے کہ دوست دشمن کی تمیز نہیں کرتا، یا بھوکا ہے کہ جہاں کوئی نرم چارہ نظر آیا چکھ گیا، اپنا ہو، یا پرایا۔ مسلمان ملعون، عیسائی ملعون، آریا ملعون۔ الغرض مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی کے جو لوگ مخالف ہیں اور ان پر ایمان نہیں لائے سب ملعون ہیں۔ مگر طاعون ہرگز ملعون نہیں جو نہ صرف دشمنوں بلکہ مرزا جی کے دوستوں کو بھی بھنبھوڑ رہا ہے۔

دنیا میں کوئی شئے ملعون اور بری نہیں صرف مرزا جی کے مخالفین ہی ملعون ہیں۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵۔۶)

مرزائی مقدمہ

یہ مقدمہ گورداسپور میں ہر روز ہوتا ہے صرف ۲۸، ۲۹ کی تعطیل کی وجہ سے ناغہ رہا۔ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ کی شہادت ہفتہ عشرہ میں بصد مشکل ختم ہوئی۔ مرزائی وکیل کو مولوی صاحب اور انجمن نصرت السنہ امرتسر کی تحریر سے ثابت کرنا تھا کہ مولوی صاحب ہمارے قدیمی مخالف ہیں۔ انجام کیا ہوا و العلم عند اللہ۔

حافظ عبدالقدوس صاحب سہارن پوری جو مرزائیوں کی طرف سے گواہ تھے۔۔ حاضر نہ ہوئے۔ ان کے نام وارنٹ ضمانتی مبلغ پانچ سو روپئے کا حکم ہوا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر)۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبو ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶)

مرزا جی کے دعووں کا اعلان

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بخیال خود ملہم ہیں۔منجملہ دوسرے الہاموں کے اس وقت قابل غور مفصلہ ذیل الہام ہے:

و ما كان الله ليعذ بهم و انت فيهم انه آ وى القر ية....(دافع البلاء)

مرزا صاحب اس الہام کی تفسیر یوں فرماتے ہیں:

اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔اول یہ کہ طاعون اس لئے دنیا میں آئی کہ خدا کے مسیح موعود (یعنی مرزا) سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔(دافع البلاء۔ص۱۸)۔

دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ طاعون اس حالت میں فرو ہو گی کہ جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے (مرزا قادیانی کو) اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذاء اور بدزبانی سے باز آئیں گے۔(دافع البلاء۔ص۹)۔

طاعون کا سبب اگر صرف آپ کی میسیحیت کا انکار ہے اور فرو ہونا طاعون کا آپ کے دعوی میسیحیت پر موقوف ہے تو بہتر ہے کہ گورنمنٹ کو اطلاع دیں کہ ٹیکہ وغیرہ جو انسداد طاعون کیلئے اس پر روپیہ ضائع نہ کرے

تیسری بات جو ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ خداوند تعالی بہر حال جب تک طاعون دنیا میں ہے گو ستّر برس تک دنیا میں رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔(دافع البلاء۔ص۱۰)

یہ مرزا جی کا ایسا صاف دعوی ہے جس کی ذرہ بھی تاویل نہیں ہو سکتی حالانکہ قادیان طاعون سے ایسا تباہ ہوا جو بمقابلہ گردونواح کے بہت بڑھ کر ہے۔ہم ایک فہرست خاص باشندہ قادیان کی طرف سے ذیل میں درج کرتے ہیں جو انہوں نے طاعون کی حالت میں ہمارے پاس روانہ کی تھی۔مگر وہ صاحب یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ تعداد اموات اس لئے کم ہے کہ شروع ہی میں سب مرزائی بھاگ گئے تھے۔چنانچہ مرزا صاحب کا سکول بند ہے۔ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی اموات ہوئی ہوں۔وہ فہرست یہ ہے۔

ہندو ۱۰۰۔ مسلمان ۱۵۔ مرزائی ۵۔ چوہڑے ۲۵۔

ابھی تو دو سال کامل بھی نہیں گذرے۔ قادیان جس کو دارالامان سے مشہور کرتے تھے طاعون سے تباہ ہو گیا۔ کیا اب آپ کو مسیح موعود مانا جاوے۔ کیا قادیان اب دارالامان ہے۔ کیا آپ سچے شفیع ہیں۔ کیا آپ بروزی طور پر رسول ہیں۔ ہرگز نہیں۔ باوجود مشاہدہ کوئی مرزائی ان کے دعاوی کا معتقد ہو، تو ایسے اعتقاد پر افسوس صد افسوس۔ (راقم۔ عبدالکریم مدرس عربی ہائی سکول منٹگمری) (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔ ۷)

دعا بے شک حق ہے

قادیانی مرزاجی بھی دعا کے قائل ہیں مگر صرف اپنی دعا کے۔ انبیاء کی دعا کے بھی منکر ہیں جنہوں نے دعا مانگی کہ اے خدا ہمارے ہاتھ پر معجزات دکھا، مگر مرزاجی خود معجزات کو نہیں مانتے۔ گویا انبیاء کی دعا میں بھی اثر نہیں ورنہ معجزات ضرور ہوتے۔ اس صورت میں انبیاء نے ظہور معجزات کے لئے جس قدر دعائیں مانگیں وہ بالکل فضول اور عبث تھیں، حالانکہ فعل عبث لہو ولعب میں داخل ہے جو حرام ہے اور انبیاء ارتکاب حرام سے فطرۃً پاک ہیں۔

مرزاجی کے سوا نہ آج تک کسی کی دعا قبول ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ وہ اپنی دعا سے ان لوگوں کو بھی انڈے بچے دلوا سکتے ہیں جن کے کبھی چوہیا کا بچہ تک پیدا نہیں ہوا، اور اولاد بھی پسری نہ کہ دختری۔ وہ اپنی دعا سے دنیا کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ ہیضہ اور طاعون کو بلوا سکتے ہیں۔ اور بات بھی ٹھیک ہے، کیونکہ جب سبھی کی دعا قبول ہوگی تو لیپا لک کو کون پوچھے گا۔ خود مرزاجی ایمان سے کہیں کیا ان کے مخالفوں اور منکروں کی بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اگر قبول ہوتی ہیں تو کفار کی دعائیں بھی قبول ہوئیں کیونکہ جو شخص نبی اور امام الزمان پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور اگر قبول نہیں ہوئیں، تو خدا تعالی رب العالمین نہیں بلکہ رب المرزائین ہے اور رحمان و رحیم اس کی عام صفت نہیں بلکہ اس صفت کا ظہور صرف مرزائیوں کے لئے ہے۔ پھر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے مرزاجی کی وجہ اور ان کی ہی دعا یا بددعا سے ہو رہا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی کرم الدین صاحب پر جو فریب کا

دعوی دائر کیا گیا اس میں کامیاب ہونے کیلئے کہاں تک زور نہیں لگایا گیا۔ کیا کیا الہامات نہیں ہوئے لیکن سب غت ربود۔ ہاں کفار کی دعا قبول ہوگئی اور مرزا جی کو شکست نصیب ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا خدا بھی دعا کے قبول کرنے بلکہ خود اپنے ایفاء وعدہ پر قادر نہیں۔

یہ ہے مرزا جی کی دعا کی حقیقت جس پر مرزائی خوش ہیں اور اپنے دین و دنیا کے کاموں کا دارومدار بلکہ دین و دنیا کی بہبودی انہیں کی دعا پر منحصر رکھتے ہیں۔ قدرت الٰہی ضعیف الاعتقادوں اور کمزور کانشنس والوں کی ایسی ہی درگت کرتی ہے۔

کیا وجہ ہے کہ مرزا جی کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ پیشین گوئیاں غلط ہوتی ہیں۔ الہامات گوزشتر ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ وہ بدنیتی سے محض مخلوق کی دل آزاری اور ہوائے نفس اور دنیوی اغراض اور حصول عزو جاہ کے لئے ہوتی ہیں۔ خداتعالیٰ خود فرماتا ہے و ما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔

مرزا جی کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ خداتعالیٰ نے ادعونی استجب لکم سے کن لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ مومنوں کو، متقیوں کو، خدا اور اس کے رسول پر بہمہ صفات ایمان رکھنے والوں کو، صادقوں کو۔ نہ کہ خدا پر افتراء باندھنے والے کذابوں کو۔ خود رسول بن گئے اور آیات قرآنی کا مہبط و مورد اپنے کو بنایا۔ خدا تعالیٰ عادل ہے، دلوں کی باتیں جانتا ہے، نیتوں اور ارادوں کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ پس وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کی دعا ہرگز قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ دوسری مخلوق پر ظلم ہوگا۔ وہ بجائے اس کے کہ ایسے مکاروں کی دعا قبول کرے ان کو زیادہ ذلیل اور رسوا کرتا ہے، ورنہ دنیا میں اندھیر مچ جائے۔ مولوی کرم الدین صاحب پر مرزا قادیانی نے کیا کیا ظلم نہیں کئے، ان کو کیا کیا اذیتیں نہیں پہنچائیں، مگر انجام کیا ہوا۔ مرزا قادیانی کا وار خالی گیا، بلکہ ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اب مظلوم مولوی کرم الدین صاحب کا حملہ ہو رہا ہے دیکھیں مرزا صاحب قادیانی اس حملے سے کیوں کر اپنے کو بچاتے ہیں۔ خاقانی لکھتا ہے

بترس از تیر باراں ضعیفاں در کمین شب
کہ ہر کر ضعف نالان تر قوی تر زخم پیکانش

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔ جلد ۲۲و۲۴ ص ۷۔۸)

عجیب فقرہ

مرزائی اخبار الحکم کی پیشانی پر تحت تصویر منارہ یہ فقرہ ثبت رہتا ہے:

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنارہ بلند تر محکم افتاد

یہ فقرہ ضرور الہامی ہے مگر مرزا جی کا لفظ (محمدیان) بدشگونی اور سخت مضر ہے۔غالباً ملہم (آسمانی باپ) کو سہو ہوا ہے اس کی جگہ مرزائیاں نہیں تو احمدیاں ہونا چاہیے تھا کیونکہ مرزا جی کے نزدیک لفظ محمد میں صفت جلال اور لفظ احمد میں صفت جمال ہے،اور جلال کا مقتضی جہاد ہے جس سے مرزا جی کو مارے خوف کے کپکپی لگتی ہے۔ اس صورت میں مذکورہ بالا الہامی فقرے کے یہ معنی ہوئے کہ

جلد چل یا اٹھ کہ تیرے جہاد کا وقت قریب پہنچا اور مجاہدین خونی مسیح کے بلند مینارے پر جم گئے۔،

دیکھو یہ فقرہ کتنا خوف ناک ہے۔مجدد (احمد حسن شوکت) تو برابر ایسی خطرناک غلطیوں کی اصلاح کرتا رہتا ہے۔بہتری اسی میں ہے کہ جس طرح مجدد کی تنبیہ پر

یکسر الصلیب و یقتل الخنا زیر

والی حدیث کو الحکم کی لوح سے مٹا دی گئی ہے یہ فقرہ بھی گھڑی کی چوتھائی میں محک کیا جائے ورنہ یاد رکھئے کہ خیر نہیں۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۲۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

الزامات واتہامات

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بار بار کہتے ہیں کہ مجھ پر اگر الزامات واتہامات لگائے جاتے ہیں تو کیا تعجب ہے۔کون سا نبی ہے جو ایسے الزامات سے بچا ہو۔،،

افسوس ہے کہ مرزا جی کو الزام اور اتہام کے لغوی معنی بھی معلوم نہیں۔الزام کے لغوی معنی لازم کرنا یعنی چمٹانا اور کسی شئے کا کسی کی گردن پر ڈالنا ہیں۔الزام کے لئے مطاوعت لازم نہیں۔یعنی یہ نہیں کہ وہ شئے در حقیقت چمٹ بھی گئی ہو اور گردن پر پڑ بھی گئی ہو۔اس لئے ملزم اس شخص کو کہتے ہو جس پر کسی جرم کا الزام لگایا

جائے اور تحقیقات جاری ہو، اور جب ثابت ہو جائے کہ وہ تو مجرم ہے، نہ کہ ملزم۔

علی ہذا، اتہام کے معنی سخت گرمی میں جانا، اور ہوا کا ناموافق سمجھنا، اور کسی پر تہمت دھرنا، یعنی گمان پر لے جانا ہے۔ اس کو بھی مطاوعت لازم نہیں۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ وہ گمان صحیح ہو، بلکہ ان بعض الظن ا ثم قرآن میں وارد ہے، یعنی بدگمانی گناہ ہے۔

اب خیال فرمانا چاہیے کہ انبیاء کرام پر جس قدر الزامات اور اتہامات دھرے گئے، تواریخ شاہد ہے کہ ان میں سے ایک بھی ثابت نہ ہوا، بلکہ خود جناب باری نے وحی کے ذریعہ سے ان کو اٹھا دیا۔ اور انبیاء کرام خدا تعالیٰ کی کسوٹی پر کامل انسان ثابت ہوئے۔ مثلاً یہودیوں نے حضرت مریمؑ پر اور زلیخا نے حضرت یوسفؑ پر تہمت دھری، مگر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو بری فرمایا۔ لیکن مرزا جی کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ تہمتوں سے بری نہیں اور فاسق و جاجر ہیں۔ نعوذ باللہ۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا جی کے اقوال وافعال پر جو کچھ الزام لگائے گئے، کیا وہ غلط نکلے۔ یا خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے ان کو اٹھا دیا۔ جب پیشین گوئیاں غلط نکلیں اور مرزا جی پر کذب کا الزام لگایا گیا تو کیا انہوں نے اس الزام سے اپنے کو بری کیا۔ یا مرزا جی نے جب اپنے کو خدا تعالیٰ کا منزلہ ولد بذریعہ الہام بتایا، تو وہ اس جرم افترا علی اللہ سے بری ہو سکے۔ یا انہوں نے کسی فوجی شخص سے جو بیٹا دلوانے کی اجرت پانچ سو روپئہ وصول کی، تو کیا یہ الزام غلط تھا اور مرزا جی اس کو بیٹا دلوا سکے۔

نبی سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا، اس میں قوت قدسیہ ہوتی ہے۔ گناہ کا ارتکاب شیطان کے القاء سے ہوتا ہے لیکن فینسخ اللہ ما یلقی الشیطا ن کے مطابق انبیاء کرام کو خدا تعالیٰ القاء شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔ ورنہ عام انسانوں اور نبیوں میں کچھ فرق نہ ہوگا۔

مرزا جی پر تو اب تک آسمانی باپ نے کوئی الہام بھی نہیں کیا کہ جو الزامات تم پر دنیا لگاتی ہے وہ بالکل غلط ہیں۔ اب ہمارے اس مضمون کے بعد الہامات ہونے لگیں تو تعجب نہیں۔ ہاں یہ الہامات تو ضرور ہوتے ہیں کہ انت منی و انا منك اور انت بمنز لة و لدی۔ اس لحاظ سے اگر مرزا جی اپنے کو معصوم اور تمام عیوب ونقصانات سے پاک وصاف بتائیں تو مضائقہ نہیں کیونکہ خدا کی طرح خدا کے بیٹے کا بھی عیوب و

نقصانات سے پاک ہونا ضروری ہے جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔تو اب سمجھنا چاہیے کہ تمام مرزائی عیسائی ہیں اور یہ واقعی ہے کیونکہ مرزا جی اپنے دعوی کے موافق عیسی ہیں، پس مرزائی کیوں عیسائی نہ ہوں ۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح مرزا جی کے بدن میں عیسائیوں کے نام سے پتنگے لگتے ہیں،اسی طرح مرزائی کو اگر عیسائی کہا جائے تو منہ کھسوٹنے پر تل جائے۔پھر بوالعجبی تو دیکھئے کہ مرزا جی تمام عیوب ونقصانات سے پاک ہیں، پھر بھی اپنے کو ناقص نبی بتاتے ہیں گویا نقص ان کے نیچر میں داخل ہے۔اس صورت میں آپ کامل بھی ہیں اور ناقص بھی۔ ھذا خلف۔

نہیں جناب! حقیقت میں تو آپ کامل ہی ہیں، مگر چونکہ دنیا کے ۳۶ کروڑ مسلمان آنحضرت ﷺ کے کامل انسان اور کامل نبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، لہذا آپ ان کے بہلانے کے لئے اپنے کو ناقص بتاتے ہیں۔لہذا آپ اچھے خاصے منافق ہیں حالانکہ نبی منافق نہیں ہوسکتا بلکہ منافقین کے لئے قرآن مجید میں وعید موجود ہے ان المنا فقين فى الدر ك ا لاسفل من النار

کیا مرزا قادیانی یا مرزائی ایماناً کہہ سکتے ہیں کہ مرزا جی سے سی سالہ بعثت میں کذب وغیرہ کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔تمام پیشین گوئیاں بالکل جھوٹی نکلیں ،الہامات دروغ ثابت ہوئے اور انشاء اللہ ثابت ہونے والے ہیں۔خود اپنے اظہاروں میں مرزا جی نے جو کچھ جھوٹ بولا ہے اور اپنی تحریروں کی جو کچھ تاویلیں کی ہیں اور تقیہ کر کے بیمار بنے ہیں وہ عدالت کی مسلوں میں موجود ہے۔اور کیا عجب ہے کہ ناظرین پر بالتفصیل واضح ہو جائے۔مرزا جی کی دروغ بیانیوں کی تفصیل کو دفتر درکار ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ الزام واتہام لگانا دوسری شئے ہے اور ان کا ثابت ہو جانا دوسرا امر ہے۔مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ غلط اور جھوٹ ہیں۔اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۳۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

جہاد قرآنی اور مرزائے قادیانی

چند ہفتوں سے جب کہ مرزا صاحب موصوف پر مقدمات کی بوچھاڑ ہونے لگی اور آپ پر فرد قرارداد جرم بھی لگ گئی تو آپ کے اخبار الحکم قادیان کی پیشانی پر آپ کا یہ مضمون شائع ہونے لگا:

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے بند کیا گیا ہے۔ پس اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔،

ہمیں اس امر سے کوئی بحث نہیں جیسا کہ بعض اخباروں میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ الفاظ گورنمنٹ کو دھوکہ یا ان کی چاپلوسی کے لئے ہیں۔،

ہمیں اس امر سے بھی واسطہ نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح، کیونکہ دنیا میں جب تک انسان آباد ہیں، لڑائی جھگڑے قتل وقتال قیامت اور موعودہ ساعت کے آنے تک ہوتے رہیں گے، اس لئے یقین ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی مراد اس سے یہی ہے کہ از روئے اسلام مسیح موعود کے آنے پر جہاد منع ہوگا۔ لہذا ہماری بحث یہاں صرف جہاد کے جواز ومما نعت پر ہے۔

پہلے کئی دفعہ میرے دل میں ایک بڑا سوال پیدا ہوتا تھا اور اس سوال کو کئی اصحاب معتقد مرزا صاحب کی خدمت میں پیش بھی کر چکا ہوں۔ وہ یہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی قرآن حدیث اجتہاد علماء ئے حنفیہ یعنی چار چیزوں کو دین اسلام میں مستند ٹھہراتے ہیں، حالانکہ مسلمانوں میں پہلے ہی مسلّم ہیں۔ پھر مرزا صاحب رسول کیسے ہوئے۔ انہوں نے کیا رسالت کی۔ جس ہدایت پر لوگ قائم تھے مرزا صاحب قادیانی بھی اسی پر رہے۔ وہی اختلاف رہا۔ مگر مرزا صاحب کا مضمون بالا دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ بعض قرآنی احکام کو منسوخ کرنے آئے ہیں۔ جو بغیر کسی نبی کے آئے نہ ہوسکتا تھا۔

کیا فی الواقع جس جہاد کا پہلے حکم تھا وہ اب خدا کے حکم سے بند ہو گیا ؟ کیا خدا اپنے قوانین کو جو فطرت انسانی کیلئے اس نے اپنی کتاب میں باندھے ہیں، کبھی بدل بھی دیتا ہے؟ اگر ایسا ہے اور آپکے نزدیک تو یقیناً ایسا ہی ہے، جیسا کہ آپ کے مضمون سے ظاہر ہے، تو قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا کیا جواب ہے

و اتل ما او حی الیك من کتا ب ر بك۔ لا مبد ل لکلما ته ۔ و لن تجد من دو نه ملتحداً (کہف۔۲۷)

ترجمہ۔ پڑھ جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اپنے رب کی کتاب سے، جس کے حکموں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

ایسی ہی دیگر آیات ہیں جن سے صاف واضح ہے کہ خدا کے حکم بدلتے نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے خدا کے ایسے بھاری حکم پر قلم نسخ کھینچا جس سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ کیا سچ مچ آپ کے خدا نے ان تمام آیات کو منسوخ کر دیا ہے جس میں حکم ہے کہ کفار سے جنگ کرو، ان سے لڑو۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دماغ میں یہ غلط بات سما گئی ہے کہ اسلام میں یوں ہی کافروں کو قتل کرنے کا حکم ہے، اور تلوار سے ان کو مسلمان بنانے اور اس طرح اپنا نام غازی رکھنے کی تعلیم ہے جو گورنمنٹ عالیہ کے قانون آزادی کے خلاف ہے۔ مگر آپ کی سب جماعت اور گورنمنٹ عالیہ کو واضح رہے کہ قرآن ایسا نہیں جو آزادی کا خون کرتا ہو، وہ تو آزادی کی تعلیم دیتا ہے۔

قرآن کی صرف یہ تعلیم ہے کہ جو لوگ تم سے لڑیں اگر تم کو قدرت ہو، تو ان سے بچنے کے لئے اور ان سے بدلہ لینے تک تم بھی لڑو۔ کسی کو ناحق نہ ستاؤ۔

کیا قرآنی جہاد بالکل منع ہو چکا ہے۔ اگر باوصف طاقت مدافعت رکھنے کے ایمان والوں کو کفار قتل کرنے لگیں تو کیا مسلمان قتل ہو جائیں، اور ان سے نہ لڑیں۔ اس اعتقاد میں تو آپ قوانین گورنمنٹ سے بھی گئے گزرے کیونکہ از روئے قانون (حفاظت خود اختیاری) بھی قاتل سے اپنے کو جس طرح ہو سکے بچانا ضروری ہے۔ اور ایسی حالت میں قتل کرنے والے کو الٹا وہ شخص جس کو وہ قتل کرنے پر زور لگا تا ہو قتل کر دے تو کوئی گرفت نہیں۔ بس یہی قرآنی جہاد ہے جو اپنے بچاؤ کیلئے ہے، نہ کہ فساد ہے۔ بلکہ فساد کا انسداد ہے فتد بر۔

یہ قرآنی جہاد ایسا ہے جس کی بندش مرزا صاحب کے خدا کے بغیر کوئی عقل مند نہیں کر سکتا۔ خود گورنمنٹ عالیہ باغیوں اور مفسدوں سے جنگ کرتی ہے، ورنہ مفسدوں اور ظالموں کا فساد حد سے بڑھ جائے اور لوگوں کی ناک میں جان آ جائے۔

فرض کرو کوئی شخص مرزا صاحب قادیانی کو کافر سمجھ کر ان کے قتل کرنے کا قصد کرے، اور جو شخص ان کے آگے حائل ہو، اس کا بھی صفایا کرتا چلا جائے، تو کیا ایسے قاتل کو مرزا صاحب یا ان کے مرید اسکے فساد سے بچنے کے لئے آخری حیلہ اس کے قتل ہی کا نہ کریں گے۔ اور کیا وہ اس حالت میں مجرم ٹھہر سکیں گے؟

افسوس ہے کہ نادانوں نے قرآن کریم کو عقل اور آزادی کا خونی دشمن سمجھ لیا ہے اور پھر اپنے کو نیک اور عقل مند بننے کے لئے اس کے بعض احکام منسوخ قرار دیتے ہیں۔ ان کی بلا سے اس طرح قرآن کلام رحمان رہے یا نہ رہے، اس کی ذلت ہو، اس پر اعتراض ہوں۔ ایسی بدلگامیوں سے دنیا میں کیا ہی بڑا انعام مل جائے، مگر اخروی عذاب کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔ چند روزہ عیش و عشرت کے لئے عقبی کا وبال جان پر لینا عقل مندوں اور خدا کے بندوں کا کام نہیں۔ (اشاعۃ القرآن) (ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۳۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲-۴)

عدالت کی شکایت

ہم عصر اہل حدیث نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو دوران مقدمہ میں باوصف شدت تشنگی کے عدالت نے پانی پینے کی اجازت نہیں دی۔

یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ شاید ایسا ہوا ہو کہ مرزا صاحب نے پیشی مقدمہ کی حالت میں یہ اجازت مانگی ہو کہ عدالت سے باہر جا کر پانی پئیں اور وہ موقع غالباً مرزا جی کے حاضر رہنے کا ہوگا۔ جرح ہو رہی ہوگی یا کوئی اور امر ہوگا جس کے باعث عدالت نے ایسے ضروری موقع پر ان کی غیر حاضری مناسب نہ سمجھی ہوگی، ورنہ پانی پینے سے کوئی عدالت منع نہیں کر سکتی۔ چنانچہ گزشتہ پیشیوں میں مرزا صاحب برابر عین اجلاس میں سیروں برف اور شربت وغیرہ غٹ غٹا تے رہے ہیں۔ اگر واقعی عدالت نے پانی پینے سے منع کیا ہے تو مرزا اور انکے حواری کی جانب سے اب تک کوئی شکایت ہمارے سننے میں نہیں آئی، نہ شکایت کا محل ہے کیونکہ وہ عیسی

موعود ہیں جو نہایت جبر اور ظلم کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے، اور حسب قول مرزا مشبہ بالمصلوب ہو گئے اور اف تک نہ کی، اور یہی کہا اے باپ معاف کر، کیونکہ وہ (یہودی) نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔

پھر مرزا جی اپنے کو امام حسینؓ سے افضل جانتے ہیں جن کو شمریوں اور یزیدیوں نے لاثانی ظلم اور ستم سے شہید کیا، تمام اہل بیت اور ننھے ننھے بچوں پر پانی بند کر دیا۔ کیا مرزا جی باوصف امام حسینؓ سے افضل ہونے کے گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے بھی تشنگی کی برداشت نہ کر سکتے تھے۔

لہذا یقین کامل ہے کہ انہوں نے بجائے شکایت کے عدالت کا شکر کیا ہو گا۔ ان کا ظرف عیسی مسیح اور حسین سے بہت اعلی ہے، جس طرح مرتبہ اعلی ہے۔ گو مرزا جی اپنے ظرف اور شان پر نظر کر کے ایسے حوادث اور مصائب کے نزول پر رضامند اور صابر وشاکر ہوئے ہوں، مگر آسمانی باپ کب دیکھ سکتا ہے کہ اسکے لیپا لک کا کان بھی گرم ہو۔ لہذا ہم کو بہت خوف ہے کہ آسمانی باپ کا جبروت ایسے معاملہ کا کیا تدارک کرتا ہے۔ آخر لالہ چندولعل صاحب تنزل کے ساتھ گورداسپور سے بدل ہی گئے جنہوں نے فرد جرم لگائی تھی۔ پس لیپا لک کا صبر اور آسمانی باپ کی وہ محبت جو اپنے اکلوتے کے ساتھ ہے، ہرگز او پرا و پر نہ جائے گی اور مجدد السنہ مشرقیہ کا فرض ہے کہ مرزا جی کے آنسو پونچھے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۳۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۵)

مرزا جی کے مسیح موعود ہونے کی دلیل

(وہی وفات مسیح)

ہم متواتر ثابت کر چکے ہیں کہ وفات مسیح سے مرزا جی کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ تمام یہودی اور دہریئے اور اکثر اہل یورپ وامریکہ حیات مسیح کے قائل نہیں اور بزعم خود ایسے مضبوط دلائل سے وفات مسیح ثابت کرتے ہیں جن کے مقابلے میں مرزا جی کے دلائل لغو اور لچر ہیں، مگر ان میں سے کوئی مسیح موعود بننے کا مدعی نہیں۔ حالانکہ مرزا جی کے دعوی سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر منکر حیات مسیح اور مثبت وفات مسیح عیسی موعود ہے۔

ظاہر ہے کہ حیات مسیح قدرت الہی کا ایک معجزہ ہے جس طرح دوسرے معجزات ہیں، مگر مرزا جی پنجے

جھاڑ کر اسی معجزے کے پیچھے پڑے ہیں۔

مرزا جی زور شور کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے آسمانی معراج کے کیوں منکر نہیں ہوتے اور کیوں یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ کرہ زمہریر تک چونکہ کوئی نہیں جا سکتا اور آسمان کا خرق والتیام محال ہے اور وہ ایک خلاء بسیط اور انتہائے نظر ہے، لہذا میں مسیح موعود ہوں۔

علی ہذا، شق قمر اور عصائے موسیٰ کا اژدہا بن جانا وغیرہ معجزات خلاف فطرت اور خلاف عقل ہے، جس طرح عیسیٰ کا احیاء اموات خلاف فطرت ہے، لہذا میں مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ دل میں مرزا جی کا یہی عقیدہ ہے مگر معلوم نہیں کس ظاہری دباؤ نے ان کے منہ پر مہر لگا دی ہے۔ غالباً ذرا شرم وحیا کا پاس ہے۔ بے حیائی کا پورا پاس ابھی تک آسمانی ہائی کورٹ سے نہیں ملا۔ گو علماء اسلام نے الحاد وارتداد کا پاس دے دیا ہے۔

الحاد وارتداد کے فتوے سالہا سال قبل منجانب علماء ومشائخ اسلام شائع ہو چکے ہیں جب کہ مرزا جی ایسے بیباک نہ تھے، نہ یوں کھلم کھلا دین اسلام کو اس زمانہ میں فارغ خطی دی تھی۔ مگر ہمارے علماء اپنے اشراق اور الہام سے تاڑ گئے تھے اور ان کے خوارق دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ زقوم کے درخت نے اگرچہ ابھی تک چنداں نشوونما نہیں پایا مگر چندروز میں خاردار ہو کر اپنا زہریلا اثر پھیلائے گا، لہذا انہوں نے پہلے ہی الحاد وارتداد کے تیشے سے اس کی جڑ کاٹ دی۔

مرزائی فخر کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت (مرزا قادیانی) نے مسیح کو مار کر اپنی مسیحیت کا قلعہ فتح کر لیا۔ وہ شہروں اور قصبوں میں بھی اعلان دیں گے کہ وفات وحیات مسیح پر بحث کر لو، مگر چونکہ ضمیمہ دیکھ کر لوگ کید سے واقف ہو گئے ہیں لہذا وہ بھی جواب دیتے ہیں کہ

جب تم قرآن مجید سے مسیح کو مارتے ہو، تو قرآن ہی کی رو سے پہلے یہ ثابت کرو کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

پھر یہ ثابت کرو کہ وہ ہندوستان کے گمنام قصبے قادیان میں ایک مغل کے جسم میں حلول کریں گے۔

اب رہی حدیث، حدیثوں میں تو تیس دجالوں کا آنا بھی لکھا ہے۔ کیا ثبوت ہے کہ مرزا جی مثل اپنے دوسرے ہم عصروں مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اور دوسرے گزشتہ دجالوں کے دجال نہیں۔ ان کو تو یہ جلن اور

مرن ہے کہ عیسی بن مریم تو، جو ایسا اور ویسا تھا، زندہ رہے اور میں چند روز میں مر جاؤں۔ مردہ مسیح کو تو لوگ مانیں اور میں زندہ مسیح جو سب کی آنکھوں کے روبرو موجود ہوں مجھے کوئی ٹکے کو بھی نہ پوچھے۔

کہتے ہیں کہ مرزا جی کا رسالہ میگزین یورپ وامریکا میں بھی جاتا ہے۔ اگر میگزین میں بھی آپ کی مسیحیت کی یہی دلیل ہوتی ہے کہ یسوع مسیح وفات پا گئے اس لئے میں مسیح موعود ہوں، تو یقیناً اہل یورپ ہنستے ہنستے زعفرانی معجون بن جاتے ہوں گے، اور یہی کہتے ہوں گے کہ:

> ول مرزا پاگل ہو گیا ہے، گردن میں پلاسٹر کا اپریشن کر کے ہم کو پاگل خانے بھجوانا مانگتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ یہ شکس (شخص) چند روز جیل خانے کی ہوا کھا کر سکمین سے جین ہو جائے اور پھر پبلک کو دیک (دق) نہ کرے۔ وہ ہمارے خداوند یسوع کو گالی دیتا ہے اس کو مارنا مانگتا ہے جو آسمانی باپ کے داہنے ہاتھ پر بیٹھا دنیا پر حکومت کر رہا ہے ہم اپنے بائی (بھائی) مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کو کیوں یسوع نہ مانیں جو یسوع مسیح کو مارتا نہیں اور جیسا ہم آسمانی باپ کا بیٹا ہے ایسا ہی وہ بھی ہے یسوع مسیح ہم لوگوں (یورپ) میں آئے گا نہ کہ ایشیاء کے وحشی کا لوگوں (انڈیا) میں اور جب کہ مرزا کو خود انڈیا کے لوگ نہیں مانتے تو ہم لوگ کب مانتا سکتا ہے وہ شریر آدمی جھوٹا ہے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۳۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵۔۶)

رؤیت اور آسمانی وقدرتی نشان

مرزا جی نے ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء کے الحکم میں رویت (دیدار خدا) پر بحث کی ہے لیکن اس عنوان کو چھوڑ کر خدا تعالی کے نشانوں پر جا کودے ہیں۔ دعوی کچھ ہے دلیل کچھ ہے۔ یعنی گفتگو میں دعوی تو خدا تعالی کی رؤیت کا ہے جس کا جلوہ برخلاف تمام انبیاء کرام کے مرزا جی اپنے سادہ لوح مریدوں کو دکھانے میں فرد ہیں، اور بحث کی قدرت الہی کے نشانوں پر جن کا کوئی فرد بشر منکر نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رؤیت کا تعلق ذات سے ہے یعنی خدا تعالی کی ذات محسوس اور مرئی ہو، اور آثار کا تعلق صفات سے ہے، یعنی کسی شئے کی علامت بعینہ وہ شئے

نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ دنیا میں حسب فحوائے آیت

لا تد ر کہ ا لا بصار و ھو ید ر ك ا لا بصار و ھو ا للطیف الخبیر(انعام : ۱۰۳)

چشم ظاہر بین سے خدا تعالی کی رؤیت محال ہے، ورنہ غیر محدود کا محدود وظرف (سمت وغیرہ) میں اور مستغنی کا محتاج الی السمت اورلا مکانی کا مکانی ہونا لازم آئے گا۔ دیکھو منکروں نے حضرت موسیٰ سے یہی تو کہا تھا کہ

لـن نـو مـن لك حتـی نری الله جھرۃ یعنی اے موسی ہم تجھ پر اس وقت ایمان لائیں گے جب آمنے سامنے بالمواجہہ اور کھلم کھلا خدا کو دیکھ لیں گے۔

مگر حضرت موسیٰ جیسے کلیم اللہ اور اولوالعزم، خدا تعالی کو قوم کی استدعا کے موافق نہ دکھا سکے اور رب ارنی کا جواب بھی لن ترا نی ہی ملا۔

بھلا کیا ہے بساط آئینہ ہائے دیدہء و دل کی
وہ جلوہ پار ہو جائے اگر سد سکندر ہو

اور ارشاد ہوا

و لـکـن انـظـر الـی الـجبـل فـا ن استقر مکا نہ فسوف ترا نی فلما تجلی ر بہ للجبل جعلہ دکا و خرّ موسی صعقاً۔(الاعراف۔۱۴۳)

(ترجمہ)۔لیکن اے موسی پہاڑ کی طرف دیکھ۔اگر پہاڑ (تجلی سے) اپنی جگہ ٹھہر گیا تو تو بھی دیکھ سکے گا۔جب خدا نے پہاڑ پر تجلی کی تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسی بے ہوش ہو گئے۔

شوکت:

بار احسان کیوں اٹھایا جب کہ دل تھا جلوہ گاہ
سل رہی موسی کی چھاتی پر یہ کوہ طور کی

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب حضرت موسیٰ کو معلوم تھا کہ چشم ظاہر بین سے خدا تعالی کی رؤیت نہیں ہو سکتی، تو انہوں نے کیوں عبث استدعا کی اور فعل عبث کے ارتکاب سے انبیاء کرام بری اور معصوم ہیں۔تو جواب یہ ہے کہ قوم پر حجت قائم کرنے کیلئے حضرت موسیٰ نے ایسی استدعا کی، اور دکھا دیا کہ خدا تعالی کی رؤیت

نہیں ہوسکتی، نہ کوئی اس کی تجلی کی تاب لاسکتا ہے۔

مگر مرزا جی کے دعوے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے خیالی کوہ طور (منارہ) پر چڑھ کر ہمیشہ خدا تعالی کا دیدار دیکھتے ہیں، اور آسمانی باپ اپنے لیپا لک کو تجلی کا تماشا دکھاتا ہے جس طرح شب رات میں والدین اپنے بچوں کو آتش بازی کا گھر پھونک تماشا دکھاتے ہیں۔ اور مرزا جی جب اپنے کو عیسی مسیح سے افضل بتاتے ہیں تو موسیٰ سے کیوں افضل نہ بتائیں گے یعنی حضرت موسیٰ رویت سے محروم رہے مگر میں ہر وقت منارے کی بدولت خدا تعالی کا مکھڑا دیکھتا ہوں۔

اب رہے آسمانی قدرتی نشان۔ یہ ہر شخص ہر وقت دیکھتا ہے اور ربنا ما خلقت هذا باطلاً پر ایمان رکھتا ہے اور ہر ذی روح اور غیر ذی روح قادر مطلق اور فاطر برحق کے وجود اور قدرت وصنعت کا ملہ کا مقر ہے یسبح لہ من فی السماوات و من فی الارض مرزا جی اس سے بڑھ کر کیا دکھاسکیں گے، اور نہ ان کے دکھانے کی کوئی ضرورت ہے۔ اور دکھائیں گے بھی تو دیکھی ہوئی شئے کو جو محض فضول اور عبث اور تحصیل حاصل ہے۔ البتہ جن کی آنکھیں بوالہوسی اور اعجوبہ پرستی سے چوپٹ ہیں اور دن دہاڑے آنکھیں مانگتے پھرتے ہیں اور جن کو حق و باطل نور و ظلمت کچھ نظر نہیں آتا، ان کو دکھائیں۔

مرزا جی تو پورے مداری بھی نہیں۔ پھنک ایک، پھنک دو، کا تماشا دکھانے بھی بیٹھے ہیں۔ مداریوں کی شعبدہ بازیوں کا راز کھل نہیں سکتا، مگر مرزا جی کے کید کا راز طشت از بام ہوگیا اور دنیا طلبی اور حب جاہ کا پاکھنڈ سب پر کھل گیا۔

البتہ مقدمات کے دو نشان بڑے بھاری ہیں۔ جن میں سے ایک تو دنیا نے دیکھ لیا دوسرے کے دیکھنے کی باری ہے۔ مگر مرزا جی کے نزدیک تو نشان قدرت وہی ہے جو ان کی کامیابی دکھائے اور جو ناکامی دکھائے وہ قدرت کا نشان نہیں، بلکہ دجالی یا شیطانی نشان ہے۔ آتھم کے نہ مرنے اور آسمانی منکوحہ کے وصل سے محروم رہنے کا قدرتی نشان نہ تھا۔ لیپا لک کے نزدیک تو وہ نشان معتمد اور مستند ہے جو آسمانی باپ دکھائے اور آسمانی باپ کبھی اپنے لیپا لک کی ناکامی کا نشان نہیں دکھاتا۔ پس ان کو قدرت الہی کے نشان سے کیا مطلب۔ خواہ کیسی ہی متواتر ناکامیاں ہوں مگر مرزا قادیانی ہرگز ان کا اقرار نہ کریں گے، کیونکہ ایسے اقرار سے بروزیت

ومسیحیت باطل ہوتی ہے۔پس مرزا جی کا خدا تو وہی ہے جو کامیاب کرتا ہے، ناکامیاب کرنے والا ہرگز ان کا خدا نہیں۔ورنہ وہ ناکامی کا اقرار کرتے نادم ہوتے،فرعونی دعووں سے توبہ کرتے۔اب غور کرنا چاہیے کہ شرک اور الحاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔خوب یاد رہے کہ قدرت الٰہی اپنے منکروں مشرکوں اور ملحدوں کو ہرگز کامیابی کا نشان نہیں دکھا سکتی و ما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶ جون ۱۹۰۴ء۔ص ۶۔۸)

مجدد پر الہام

۱۷ جون کی شب کو بعد نماز عشاء مرزا صاحب کے مقدمہ میں ہم پر جو الہام ہوا، ناظرین اس کو مذاق تصور نہ فرمائیں بلکہ واللہ ثم باللہ واقعی ہے۔وہ الہام یہ ہے

یقطع الجناح یعنی بازو کاٹا جائے گا۔

جب تک مقدمہ فیصل نہ ہو جائے یا کوئی حادثہ یا واقعہ علاوہ مقدمہ کے واقع نہ ہو اس الہام کا انکشاف نہیں ہوسکتا۔ممکن ہے کہ مقدمہ میں کسی دوسرے شخص پر آفت آئے اور مرزا صاحب قادیانی محفوظ رہیں اور ممکن ہے کہ مرزا صاحب کے خلاف مقدمہ فیصل ہونے سے مرزائی مشن کو نقصان پہنچے۔یعنی ان کے الہامات کا برعکس ظہور میں آنا بہت سے مریدوں کی بداعتقادی اور یک سوئی کا باعث ہو، وغیرہ ۔بہرحال ناظرین کو اس الہام کے عملی طور پر ظاہر ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگوئم

ہم کو اپنے الہام پر وثوق اور گھمنڈ نہیں۔ہاں یہ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے کسی عاجز بندے سے اکثر ایسے کام لیتا ہے جن کا وہم وگمان تک نہیں ہوتا۔ ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء۔فضل ہمیشہ بے علت اور بے سبب ملتا ہے، ورنہ فضل نہ ہوگا بلکہ اجرت اور مزدوری ہوگی۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۴۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

وہی مسیح کا صلب اور قتل

ایک مرزائی رسالے میں، جس کی تالیف مرزائیوں کے لئے فخر کا باعث ہے، لکھا ہے کہ:

جماعت احمدیہ کو خدا کے فضل سے اس واقعہ (قتل وصلب مسیح) کے باب میں سچا علم عطا کیا گیا ہے اور اسی سبب سے ان میں کوئی اختلاف نہیں، اور جیسا کہ نصوص قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے انہوں نے بلا اختلاف اس امر کو مان لیا ہے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی بلکہ خدا نے انہیں بعافیت اتار لیا اور طبعی موت سے مار کر اپنی طرف اٹھا لیا پس یہی وہ سچا علم ہے جس کو خدا تعالی نے اپنے کلام

و ما قتلو ہ و ما صلبو ہ و لکن شبہ لھم

اور و ما قتلو ہ یقیناً بل رفعہ اللہ ، میں ظاہر فرما دیا ہے۔،

کوئی پوچھے اس واقعہ کی نسبت کس کو اختلاف ہے۔ کیا جمہور امت محمدیہ صحابہ کرام اور مجتہدین عظام اور علماء فخام کو اختلاف ہے۔ ہر گز نہیں۔ حسب فحوائے لا یجتمع امتی علی الضلا لۃ سب حیات مسیح پر متفق ہیں۔ صرف جماعت احمدیہ بر خلاف اجماع امت متفق نہیں اور من شذّ شذّ فی النار کی مصداق ہے۔ ایسا کہنا تو بالکل اپنے منہ میاں مٹھو ہے۔ جماعت مرزائیہ کو اگر حیات مسیح میں اختلاف ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حق پر ہے، بلکہ وہ بھی ان الذین ا ختلفوا فیہ لفی شكٍ منہ کے ذیل میں داخل ہے۔ پھر ا ختلفوا ماضی کا صیغہ ہے، یعنی وہ لوگ (یہود وغیرہ) جو حیات مسیح میں اختلاف کرتے تھے ان کو بجز ظن کی پیروی کے کوئی علم نہیں دیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن اختلاف کا قاطع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے کسی کو اختلاف نہیں۔ اب تیرہ سو برس کے بعد امت محمدیہ سے خارج ہو کر جس کا جی چاہے اتباع ظن اور ہوائے نفس کا بندہ بن کر اختلاف کرے، اور ازمنہ ماضیہ کے یہودیوں کی جماعت میں مل جائے۔ دنیا کے ۳۰ کروڑ مسلمانوں کے مقابلے میں اگر چند سو یا چند ہزار مرزائی اجماع امت محمدیہ کے خلاف ہو جائیں تو اسلام کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جب کہ مخالف مذاہب کے کروڑوں آدمی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

خود مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک بھی یہ مسئلہ چنداں مہتم بالشان نہیں، بلکہ اس کی تہہ میں ایک فریب چھپا ہوا ہے جو درحقیقت سادہ لوحوں کے پھانسنے کا لاسا ہے۔ وہ یہ کہ مسیح جس کو دنیا زندہ سمجھتی ہے مر گئے ہیں اور میں انیس سو برس کے بعد اس کا جانشین بن کر آیا ہوں۔ کیونکہ مسیح بن مریم زندہ ہیں تو وہی مسیح موعود بن کر آئیں گے، نہ کہ مرزا جی جو اپنے کو چینی مغل بتاتے ہیں۔

اگر مرزا جی اپنے کو محض نبی یا خدا کا نائب بتاتے اور اسی ایک لٹکے میں کامیاب ہو جاتے اور مسیح موعود نہ بنتے، تو ان کو عیسی مسیح کے مرنے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔ اور جب مسیح موعود بنے ہیں تو ضرور ہے کہ عیسی بن مریم کو ماریں کیونکہ اپنے رقیب کا زندہ رہنا کوئی نہیں چاہتا۔

یہ ہے خالی تو وہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے
کاسہء عمر عدو حلقہ آغوش ہوا

مندرجہ بالا شعر بالکل مرزا جی کی حالت کا فوٹو ہے مگر اس کا مطلب نہ مرزا جی سمجھیں گے نہ کوئی مرزائی، انشاءاللہ مجدد ہی سمجھائے تو سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے گا تو ہم بتا دیں گے۔

مرزا جی کو اپنی شہرت اور حبّ جاہ و منصب اور مال و زر جمع کرنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہ ملا کہ اپنے کو مسیح موعود بنائیں اور مسیح ہی کے نام سے بکیں۔ مگر وائے ناانصافی اور کفران نعمت کہ جس مسیح نے ان کو اس درجہ پر پہنچایا اور جسکے نام لیوا ہو کر مرزا جی گھر بیٹھے پجنے لگے، اسی کو بے دردی کے بغدے سے مار رہے ہیں، اور اس میں طرح طرح کے عیوب نکال رہے ہیں۔ یہ تو بالکل یہودا اسقر یوطی کا اتباع اور اسی کی شاگردی ہے۔ پھر مسیح کے مار ڈالنے اور صفحہ دنیا سے ان کا نام مٹا دینے میں کیا کیا جتن نہیں کیئے۔ ہونہہ عیسائیوں نے تو عیسی کو ابن اللہ بنایا، مجھے بمنزلۃ ولد (آسمانی باپ کا لیپالک) بھی کوئی نہ سمجھے، حالانکہ مجھ پر چمکتا ہوا اور دمکتا ہوا اور کھنکتا ہوا اور دھڑ کتا ہوا الہام ہو۔ مگر الہام کو بھی کوئی نہ مانے۔ اچھا نہ مانو، تب بھی عیسی مسیح ہوں وہ تبرّے جھاڑوں کہ عیسائیوں کے ساتھ روح القدس بھی پناہ مانگے۔ اور دنیا کے مسلمانوں کو جنھوں نے عیسی مسیح کو زندہ رکھ چھوڑا ہے، وہ ناچ نچاؤں کہ سب میں زلزلہ ڈال دوں، قیامت برپا کردوں۔

اے بدبختو، ناہنجارو، خدائی خوارو، لعنت کے مارو، تم نے عیسی کو تو زندہ رکھ چھوڑا ہے اور محمد ﷺ کو

زمین کا پیوند کر دیا حالانکہ دونوں مردہ ہیں۔،

مطلب یہ ہے کہ میں (قادیانی) زندہ مسیح اور زندہ نبی زندہ امام الزمان ہوں مجھے کیوں نہیں مانتے۔ بلاؤں اپنے ایڈی کانگ طاعون کو اور پکاروں اپنی خالہ کے بیٹے ہیضہ کو کہ تمہارا صفایا کرے۔

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا خدا کی صفت محیی اور ممیت پر ایمان نہیں۔خدا جسے چاہے زندہ رکھے جسے چاہے مارے۔جس طرح حسب فحوائے آیت انك میت و انهم میتو ن آنحضرت ﷺ کا کچھ کسر شان نہیں،اسی طرح حسب آیت بل رفعه الله زندہ رکھنے سے مسیح کو آنحضرت ﷺ پر کچھ ترجیح اور فضیلت نہیں کیونکہ نبی نبی سب برابر ہیں۔وہ جس کے ساتھ جو معاملہ چاہے کرے،وہ جس کو جو صفت چاہے عطا فرمائے،وہ قادر مطلق اور فاطر برحق ہے۔اس کی صفت ان الله علی کل شئی قدیر ہے۔ظاہر کہ احیاء اور اماتت اور حیات وفات بھی شئی من ا لا شیاء ہیں۔مرزائیوں کے نزدیک خدا تعالی اماتت پر تو قادر ہے مگر احیا پر قادر نہیں۔گویا خدا تعالی میں یہ صفت ہی موجود نہیں،اور اگر ہے تو برائے نام یا محض فضول اور معطل ہے۔ذرا عقل کے ناخن لو اور سمجھو کہ احیاء اور اماتت اضداد میں سے ہیں اور ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔پس اگر خدا تعالی محیی نہیں تو ممیت بھی نہیں،حالانکہ نص قرآنی اسکے خلاف ہے مرزائیوں کا اس پر ایمان نہیں کہ لا یخلف الله وعده

اب اہل نیچر کے مزخرف عقائد کے موافق مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا یہ کہنا کہ نیچر نہیں بدل سکتا اور سنت الٰہی اسی پر جاری ہے کہ وہ مردوں کو زندہ نہیں کرسکتا یعنی مسیح کو مار تو سکتا ہے مگر زندہ نہیں کرسکتا،اول تو تم غیر محدود قدرت وفطرت اور سنت الٰہی کو محدود بتا رہے ہو،اور وان من شیء الا عنده...کا صریح انکار کر رہے ہو۔اور اگر تم کو فطرت وسنت الٰہی کا علم ہو گیا ہے،تو احاطہ کھینچ کر بتاؤ۔

دوم،سنت الٰہی تو یہی ہے کہ وہ ازل سے لے کر ابد تک ہر شئے پر قادر ہے۔وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہے کرسکتا ہے۔سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے لا یسئل عما یفعل و هم یسئلو ن۔ انسانی ارادے غلط ہو جاتے ہیں۔ہم چاہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔خود مرزائیوں نے مولوی کرم الدین صاحب پر جو فریب کا دعوی دائر کیا تو اس میں کون سی تدبیر اٹھا رکھی،کیا کیا الہام ہوئے،مگر ہوا وہی جو خدا نے

چاہا۔ پس یہی سنت اللہ وفطرت اللہ ہے جوٹل نہیں سکتی اور ہمیشہ جاری رہے گی۔

خدا تعالیٰ تو احیاء پر قادر نہیں مگر مرزا صاحب قادیانی احیاء وامانت دونوں پر قادر ہیں۔ جو لوگ ان پر ایمان نہ لائیں ان کو طاعون کے ذریعہ سے ہلاک کر سکتے ہیں اور جو ایمان لائیں ان کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں سنت اللہ غت ربود ہوگئی اور خدا میں جس صفت کے ہونے کا انکار کیا وہ اپنے وجود میں ثابت کی۔

مرزا جی تو دنیا کے مارنے ہی کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں۔ جب ساری خدائی کو مارتے ہیں تو عیسیٰ مسیح کو کیوں نہ ماریں جن کا زندہ رہنا ان کی نبوت وموعودیت کے حق میں موت ہے۔

مرزا جی جب حدیث میں عیسیٰ بن مریم کا زندہ رہنا دیکھتے ہیں، تو آتش غضب کے شعلے انکے دماغ سے نکلنے لگتے ہیں۔ اور جب قرآن مجید میں عیسیٰ کی نسبت رفعه الله دیکھتے ہیں تو دانت پیستے ہیں اور جھلّاتے ہیں کہ قرآن میں رفعه الله کی جگہ اما ته الله کیوں نازل نہ ہوا۔ معلوم نہیں خدا تعالیٰ اس وقت کس خیال میں تھا کہ بھول گیا یا شاید یہ خیال کیا کہ انیسویں صدی میں آسمانی باپ کا لیپا لک پیدا ہوگا جو میری لفظی غلطی کی معنوی اصلاح کرے گا، یا اس سے غلطی ہوئی جس کا تدارک اب آسمانی باپ نے کیا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ وما قتلو ہ و ما صلبو ہ کے بعد جو و لکن شبه لهم وارد ہوا ہے، اگر عیسیٰ مسیح مشبہ بالمصلوب نہیں ہوئے تو لکن کیوں وارد ہوا، جو استدراک کے لئے آتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ وما قتلو ہ یقیناً کے بعد بل رفعه الله کیوں وارد ہوا۔ حرف بل تو محض اضراب کے لئے آتا ہے، جب وما قتلو ہ کے بعد لفظ یقیناً موجود ہے تو اضراب کیسا۔ پھر رفعه الله کے معنی جو مرزائی (اپنی طبعی موت سے عیسیٰؑ کا مرنا) بتاتے ہیں، تو اس کو لغت سے ثابت کریں کہ رفع کے معنی طبعی موت سے مرنے کے ہیں۔ اور جب ہر شئے اپنی طبعی موت سے مرتی اور فنا ہو جاتی ہے تو اسکا ذکر ہی کیسا۔ یہ تو محض فضول اور لغو وحشو ہوا۔ نہ عیسیٰ مسیح کی کوئی تخصیص نکلی، کیونکہ ایسا تو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ دنیا نے اس کو مہتم بالشان کیوں سمجھا۔ کیوں مذاہب میں جنگ ہوئی۔ کیوں غلغلہ مچا جو قیامت تک مچتا رہے گا۔

پھر جب خدا نے عیسیٰ کو مشبہ بالمصلوب کر کے اٹھالیا اور چند روز زندہ رکھ کر اور عمر طبعی پر پہنچا کر مارا ، تو سیاق کلام یوں ہونا چاہیے تھا بل رفعه الله و اما ته الله بعد العمر الطبيعى بھلا کلام الہام میں انسانی

تاویلیں چل سکتی ہیں۔ یہ صرف کلام الٰہی کی شان ہے کہ ذراسی تاویل کرنے سے سارا انظام نظم منقلب اور درہم وبرہم ہوجاتا ہے۔تاویل کرنا گویا کلام الٰہی پر ظلم کرنا ہے،۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴جون ۱۹۰۴ء۔ص ا۔۴)

مرزا کا کوئی سچا مرید طاعون سے نہیں مرا

اخبار الحکم قادیان مطبوعہ ۱۰جون ۱۹۰۴ء میں مرزا جی نے طاعون کے متعلق اپنے بعض مریدوں کو گورداسپور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جس کو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہے جو شناخت کا حق ہو۔

واہ کیا کہنا ہے۔اس دوپٹی تقریر پر قربان جایئے جو بروزی حکمت عملی سے لبریز ہے۔اس کا یہ مطلب ہوا کہ جن لوگوں نے، مجھے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے،نہیں پہچانا،یعنی جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لائے وہی طعمہ طاعون ہوئے۔اس کی دوشقیں ہیں۔

اول درجہ پر وہ لوگ ہیں جو جانتے ہی نہیں کہ مرزا جی کون ہیں۔نہ ان کو خبر ہے کہ قادیان ملک پنجاب میں کس نبی اور مسیح نے بروز اور خروج کیا ہے۔

دوسرے درجہ پر وہ مرزائی ہیں جنہوں نے بظاہر بیعت کی مگر جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے مرزا جی کو نہیں پہچانا۔اس کی دوصورتیں ہیں یا تو وہ جاہل اور سادہ لوح تھے کہ نبی اور غیر نبی میں تمیز نہ کر سکتے تھے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی مرزائی ہو گئے تھے۔وہ درحقیقت سر میں دماغ،دماغ میں حس اور ادراک، سینے میں دل اور دل میں کانشنس نہ رکھتے تھے۔اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ خوش قسمتی سے ایسے ہی مریدوں کی بھیڑ بھاڑ نے مرزا جی کا رجسٹر معمور کررکھا ہے۔اور بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے کسی چندے میں پھوٹی کوڑی تک نہ دی ہو گی۔گویا قارون کے سگوں میں سے تھے۔خوب ہوا کہ طاعون ایسے لئیموں،گھامڑوں،عطائیوں کا سلفہ کر گیا کیونکہ وہ کسی مرض کی دارونہ تھے یا خودغرض تھے جو محض پیٹ کی خاطر مرزائی بنے تھے اور خلوص عقیدت نہ رکھتے تھے۔ایسے لوگ دراصل منافق تھے۔اچھا ہوا کہ طاعون نے ان کو بھی دوسرے بھائیوں میں ملا دیا۔خس کم

جہاں پاک۔

مرزا جی کا مطلب یہ ہے جس قدر مرزائی مرے وہ حقیقی مرزائی نہ تھے اور جس قدر بچ رہے وہ خود غرض اور منافق ہی کیوں نہ ہوں سچے اور راسخ الاعتقاد مرزائی ہیں۔ تو گویا طاعون کچے اور جھوٹے مریدوں کو چٹ کرنے آیا تھا کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ قید لگائی ہے کہ مجھے انہوں نے ایسا نہیں پہچانا جو شناخت کا حق ہے

اب رہے وہ لوگ جو مرزا جی سے آشنا ہی نہیں، نہ ان کے نام سے واقف ہیں، وہ خارج اور مطلق العنان رہے۔ نہ طاعون ان کے لئے آیا۔ طاعون تو ڈائن بن کر پیاروں ہی کا صفایا کرنے آیا ہے اور چونکہ یہ جاہل خودغرض منافق تھے، لہذا سب جہنمی ہوئے۔ انّ المنافقين في الدرك الاسفل من النار۔ لو صاحبو! مرزائی بنو اور یہ شعر پڑھتے ہوئے سیدھے جہنم کی راہ لو۔

تو دوست کسی کا بھی ستم گر نہ ہوا تھا
جو ظلم ہے ہم پر وہ کسی پر نہ ہوا تھا

اور ابھی کیا معلوم ہے کہ مرزائیوں میں کتنے جاہل خودغرض منافق بھرے پڑے ہیں۔ ان کا تجربہ آئندہ سال انہیں ایام میں ہوگا کیونکہ طاعون تو لیپا لک مرزا کے ساتھ ہے، جب تک وہ زندہ ہے طاعون کا دورہ بند نہیں ہوسکتا۔

پھر لاکھوں آدمی مرزا جی کو جیسے کچھ وہ بروزی اور موعود ہیں ایسا پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے، وہ خود مرزا جی کے قول کے موافق طاعون سے محفوظ رہے اور آئندہ رہیں گے انشاء اللہ حق برزبان جاری۔ طاعون تو صرف مرزائیوں کے لئے آیا ہے جنھوں نے مرزا جی کو نہیں پہچانا کہ کتنے پانی میں ہیں، اور ان کی کیا پالیسی ہے۔ اور کھانے دانت کتنے چھوٹے اور دکھانے کے دانت کتنے لمبے ہیں۔

قادیانی مرزا جی کہتے ہیں کہ

جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی تو ہم خدا تعالی کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ہمارے گھر کے ادھر ادھر چیخیں آرہی تھیں اور ہمارا گھر درمیان میں اس طرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے۔ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے محفوظ رکھا۔

شہروں اور قصبوں میں ایسا واقعہ بہت سے گھروں میں ہوا ہے۔ ارد گرد کے لوگ طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں اور یہ گھر بالکل محفوظ رہے۔ مگر کیا ان گھروں میں بھی ایک ایک مسیح موعود تھا جس کی وجہ سے وہ محفوظ رہے۔ ہم خود اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میرٹھ شہر میں ہمارے گھر کے اطراف و جوانب قریب و بعید میں طاعون سے اموات کی ٹپکا ٹپکی لگی ہوئی تھی۔ ایک مردہ اٹھایا گیا اور دو تین مردوں کے اٹھانے کا تہیا۔ مگر ہمارا گھر جس میں بیس پچیس آدمی تھے، سب محفوظ رہے اور کسی کا بال تک بیکا نہ ہوا۔ کیا ہم بھی مسیح موعود ہونے کا دعوی کر سکتے ہیں۔ استغفر اللہ۔

قادیانی مرزا جی کہتے ہیں کہ اگر ہم مفتری علی اللہ ہوتے تو سب سے پہلے ہمیں پر طاعون آتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر طاعون مرزا جی کے منکروں کی وجہ سے آیا ہے، تو ہندوستان کے تیس کروڑ آدمیوں میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا اور کوئی مرزائی جو مرزا قادیانی پر ایمان لا چکا ہے نہ مرتا۔ حالانکہ جس طرح اور لوگ مرے اسی طرح مرزائی بھی مرے۔ طاعون نے تو نہ اپنا دیکھا نہ پرایا سب پر جھاڑو پھیر دی۔ ایسی لغو باتیں بچوں کے پھسلانے کے لئے ہیں۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۴۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۶)

مرزائی مقدمات

قادیانی اخبار الحکم میں ان مقدمات کی نسبت مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انفصال میں دیر ہے۔ مقدمہ میزان تحقیقات میں تل رہا ہے۔ دونوں پلّے برابر ہیں۔ فریقین مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ مقدمات کا طول پکڑنا اور مہلت کا ملنا قدرت الٰہی کا کرشمہ بلکہ چشمک ہے کہ فریقین اب بھی سمجھیں اور اب بھی سمجھیں۔ یعنی اس طرح ذات البین اور باہمی مصالحت اور عفو کو ترجیح دیں۔ اس صورت میں منازعت کا بالکل انقطاع ہو جائے گا اور آئندہ سلسلہ نہ بڑھے گا اور اگر تقریباً دو سال تک کیکھڑا اٹھانے زیر بار ہونے تفکرات میں مبتلا رہنے پر کسی فریق کو فتح بھی ملی تو شکست کے بھاؤ پڑے گی، اور شاید عمر بھر بھی مخمصوں سے نجات نصیب نہ ہو۔ کیونکہ اپیل پر اپیل اور ہر جانے پر ہرجانے کے دعووں کا سلسلہ فوجداری اور دیوانی دونوں میں شروع ہو گا۔ دین و دنیا کے کاموں میں خلل آئے گا۔ کچہریوں کی خاک

اور بھی زیادہ چھاننی پڑے گی اور خواہش انتقام اپنا رنگ لائے گی۔ جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں یہی مناسب ہے کہ مصالحت ہو کر عدالت میں راضی نامے داخل ہوں اور طرفین سے ضرر رسانی کی پالیسی کو طلاق دی جائے تا کہ ہر وقت کی خلش اور جان کاہی سے نجات ملے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۴۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶)

مہلک مسیح اور طاعونی نبی

مرزا جی کے پاس بجز اس دلیل کے کہ عیسیٰ وفات پا گئے کوئی دلیل اپنے مسیح موعود ہونے کی نہیں جس کی ہم بیسیوں مرتبہ چھتاڑ کر چکے ہیں۔ اب صرف طاعون ملعون رہ گیا جو مرزا جی کے خروج کی بڑی بھاری علامت اور آسمانی باپ کا معجز نشان ہے، اور اس لئے اگر مرزا جی کو طاعونی نبی یا طاعونی مسیح کہا جائے تو بے جا نہیں۔ لوگوں کو ہلاکت کی دھمکیاں تو مرزا جی پہلے ہی دیا کرتے تھے مگر وفات مسیح کا قصہ پرانا ہو گیا، اور خود مرزائی اس سے اکتا گئے تو طاعون ہی کا ذکر خیر مرزا جی کی تقریروں اور مرزائی اخباروں کی تحریروں میں رہتا ہے کیونکہ یہ تازہ بتازہ ہے اور کل جدید لذیذ کی چاشنی میں خمیر کیا گیا ہے۔

چونکہ ہر نبی کے زمانے میں طاعون آیا ہے اور خود عیسیٰ مسیح کے زمانہ میں بھی طاعون سے لاکھوں آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور کسی نبی کی برکت اور دعا اس کا انسداد نہیں کر سکی، لہٰذا بروزی نبی کے زمانے میں کیوں طاعون نہ آوے۔ اور جو تمغہ ہر نبی کو ملا ہے بروزی نبی اس سے کیوں محروم رہے۔ مگر جس صورت میں تمام انبیاء کرام نے بھی دنیا کو ہلاک ہی کیا اور مرزا جی بھی ہلاک ہی کر رہے ہیں تو ان میں اور دیگر انبیاء کرام میں کون سا مابہ الامتیاز رہا، حالانکہ مرزا جی خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) اور دوسرے لفظوں میں افضل الانبیاء ہیں۔

دنیا کے لئے تو مرزا جی کا وجود باعث ہلاکت ہے مگر وہ خود اپنے لئے آسمانی نشان ہیں، ان کا بال تک بیکا نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے۔ آسمانی باپ نے انہیں کی حفاظت کا ٹھیکا لیا ہے کیونکہ وہ خلف ہیں اور دوسرے بیٹے ناخلف۔

مرزا جی سے جب کوئی سوال کرے گا کہ طاعون کب دفع ہوگا، تو وہ یہی جواب دیں گے کہ جب

تک دنیا مجھ پر ایمان نہ لائے گی۔ حالانکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ساری خدائی ان پر ایمان لائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف مرزا جی کی زندگی میں بلکہ ان کے مرنے کے بعد بھی طاعون موجود رہے گا اور جب تک ساری دنیا کا صفایا نہ ہو جائے گا، نہ ٹلے گا..

مرزا جی کہتے ہیں کہ دنیا بداعمالیوں میں مبتلا ہے، خدا کو بھول گئی ہے۔ مگر ان کے خوارق کہہ رہے ہیں کہ کیسی ہی بداعمالیوں کے مرتکب ہو، کیسے ہی خدا کو بھول جاؤ، مگر مجھ پر ایمان لاؤ، میں طاعون سے بچ نکلوں گا اور آسمانی باپ سے بھی؟ یہی وجہ ہے کہ مرزائی پارٹی میں ہر گروہ کے مسلمان بھرتی ہو جاتے ہیں۔

مداری، قلندری، مچھندری، مقلد، غیر مقلد، خود بروزی نبی اور امام الزمان۔ مگر کسی کے مذہب سے کوئی تعرض نہیں بلکہ سب کی پیٹھ ٹھونکتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ کیسا ہی مذہب رکھیں مگر ان کو نبی اور امام الزمان مان لیں۔

حضرت امام اعظمؒ کے مذہب کی بہت تعریف کرتے ہیں مگر بقیہ تین اماموں اور ان کے مذاہب اور ان کے مقلدوں کا ذکر تک نہیں کرتے، گویا وہ ناحق پر تھے۔ وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں کثرت سے حضرت امام ابوحنیفہؒ ہی کے معتقد ہیں۔ پس بڑی دولت انہیں میں ہے۔ اگرچہ بروزی نبوت پر ایمان لانے والے شاذ و نادر ایسے لوگ بھی ہیں جو کسی زمانہ میں اہل حدیث تھے اور باوصف جدید نبی پر ایمان لانے کے وہ اب بھی اپنے کو اہل حدیث ہی بتاتے ہیں، مگر حدیث اتبعوا السواد الاعظم کو جو حنفی مقلدین کی شان میں ہے اب اس کا نزول احمدی (مرزائی) جماعت کی شان میں بتایا جاتا ہے۔ پس مرزا جی خوش ہوتے ہیں، کسی کے منہ پر تھپڑ نہیں مارتے کہ تم تو اچھے خاصے مشرک فی الرسالۃ ہو کر بروزی نبی کی امت میں ہو کر اب تک امام ابوحنیفہ کا کلمہ پڑھتے ہو۔

مجتہد کی صفت یخطی ہے اور نبی فطری طور پر معصوم ہوتا ہے۔ یہ عجیب معجون مرکب ہے کہ ایک خاطی کے مقلد بھی اور ایک معصوم نبی کے امتی بھی۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، ہمارے مضمون کا عنوان تو یہ ہے کہ مرزا جی مہلک نبی اور طاعونی مسیح ہیں اور یہ خطاب ان کے لئے باعث فخر ہے اور ایسی صفت ہے جس نے ان کے تمام اوصاف کو ڈھانپ لیا ہے اور سب

اوصاف پر غالب آ گئی ہے۔یعنی اب ان کو خاتم الخلفاء اور بروزی نبی اور امام الزمان وغیرہ کہنا نہ صرف فضول بلکہ ان کی توہین کا باعث ہے۔اب جو لوگ مرزا جی پر ایمان لاتے ہیں وہ غالباً یہی تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کرتے ہوں گے کہ ہم کو آپ کی بروزیت اور خاتمیت اور امام الزمانی سے کچھ واسطہ نہیں، ہم تو آپ کی مہلک نبوت اور طاعونی مسیحیت پر ایمان لائے ہیں کیونکہ یہی آپ کا آسمانی نشان ہے اور یہی آپ کی ذاتیات میں داخل ہے۔اس کے سوا جتنی صفات ہیں سب عرضیات ہیں۔اور بڑی بات یہ ہے کہ بروزیت اور مسیحیت کا وجود بھی خارج میں نہیں پایا جاتا، ہاں طاعون اور ہلاکت خارج میں موجود ہے۔پس ایک مفہوم ذہنی پر ایمان لانا اچھا ہے یا موجود فی الخارج پر۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۴۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

الہام کی حقیقت

قادیانی اخبار الحکم میں لکھا ہے کہ (زندہ پیر کے مجاور) نے فرمایا مجھے یاد ہے کہ کسی نے ذکر کیا کہ منشی الٰہی بخش (مؤلف کتاب عصائے موسیٰ) اور اس کا ترجمان (صوفی منشی عبدالحق) کہتا ہے کہ الہام وہ ہے جو پورا ہو جائے۔اور جو پورا نہ ہو وہ شیطانی کام ہے۔،حضرت (مرزا جی) نے فرمایا کہ:

> مکہ معظّمہ میں داخل ہو کر اگر خدا کی قسم دی جائے تو میں کہوں گا کہ میرے الہامات خدا کی طرف سے ہیں، لیکن جس شخص نے خیالی طور پر دعویٰ کیا ہو، وہ ہرگز یہ جرأت نہیں کر سکتا۔کیا وہ شخص جو کامل یقین رکھتا ہو، اور وہ شخص جو مشکوک ہے، برابر ہو سکتے ہیں۔

سوال از آسمان جواب از ریسمان۔منشی صاحب اور صوفی صاحب نے ایک ٹکسالی اور اصولی بات کہی تھی جس سے کوئی ذی عقل انکار نہیں کر سکتا کہ جو الہام پورا نہ ہو، اسے الہام کہنا الہام کرنے والے پر افتراء ہے۔مگر چونکہ اس سے مرزا صاحب قادیانی کا کونا دبتا تھا کیونکہ ان کا کبھی کوئی الہام پورا نہیں ہوا، لہٰذا الہامات پورے نہ ہونے کی وجہ نہ بتائی۔،

اور اپنے الہامات کے پورا نہ ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے مکہ معظّمہ کا ذکر کیوں کیا۔یہ کہنا چاہیے تھا کہ اگر مجھے قادیان شریف میں خیالی منارے کے نیچے آسمانی باپ کی قسم دی جائے۔،کیونکہ آپ مکہ معظّمہ اور

کعبہ مکرمہ سے منحرف ہو چکے ہیں، باوصف استطاعت رکھنے کے حج کو نہیں جاتے بلکہ اپنے چیلوں کو بھی منع کرتے ہیں کہ سمندر میں ناکے ہیں، جہاز غرق ہوتے ہیں، اور خشکی میں شیر لگتا ہے، طاعون اور ہیضہ کے جابجا قرنطینے ہیں، پس اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا منع ہے۔

کوئی سچا الہام خیالی طور پر نہیں ہوتا، بلکہ خدا تعالی کی جانب سے القاء ہوتا ہے جس کا پورا ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اوروں کے الہامات تو خیالی اور آپ کے الہامات یقینی ہوں جو سرسراہٹ بن کر پھر ہو جائیں اور وقوع میں نہ آئیں۔ اور جس طرح آپ کے الہامات محض افتراء علی اللہ ہیں اسی طرح آپ کی قسم کا بھی کسی ایسے تیسے ہی کو یقین ہوگا جو لا تطع کل حلاف مهين پر ایمان نہ رکھتا ہوگا۔

پھر الہام کسی واقعہ کے متعلق ہوتا ہے جس کا ظہور الہام کے لئے کسوٹی بن جاتا ہے۔ آپکے الہامات انت بمنزلة ولدی وغیرہ کون سے واقعہ کے متعلق ہیں۔ آپ کو آسمانی باپ کا لیپا لک کس نے مانا۔ الہام تو ہو گیا لیکن اگر ہم خود مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا درحقیقت مرزا جی خدا کے لیپا لک ہیں تو وہ اس کا جواب متحیر ہو کر نفی ہی میں دیں گے۔ فرمایئے جب خاص الخاص مریدین بھی الہام کے منکر ہیں تو غیر کیوں منکر نہ ہوں۔

مرزا جی کے الہامات واقعات کے متعلق اور واقعات کے پورا کرنے والے تو کیا ہوں گے، اگر ان کو غور سے دیکھا جائے اور جمع کیا جائے تو ایک بے معنی غیر منضبط بے سروپا لغویات و خرافات ہوگی۔ نبی بھی بن گئے، مسیح موعود بھی بن گئے، مگر آسمانی باپ نے جدید نبی کی بغل میں کوئی پشتارا (صحیفہ) دے کر نہ بھیجا جس میں امت کے لئے اصول و قوانین ہوتے۔ امام الزمان بن گئے مگر الہام کے گھڑنے کا سلیقہ نہ ہوا۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔ مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) پر ایمان لاتے تو وہ وہ اچھوتے الہامات کا گھڑنا بتا دیتا کہ ہرگز ٹکسال باہر نہ ہوتے اور پھر ہر طرح چاندی ہی چاندی تھی۔ مریدوں پر الہام نہیں ہوتا بلکہ وہ ابھی عالم رؤیا کے سبز باغ دیکھ رہے ہیں جن کا الحکم میں مسلسل چھپنا اور ان کی تعبیروں کا ملنا شروع ہوگا۔ ایک مرزائی کا خواب مشتہر ہوا ہے کہ کسی شخص نے پانچ سو روپیہ کی رقم کا فارم بھیجا ہے، جب رقم کو ضرب دی تو چھبیس ہزار روپیہ حاصل ضرب ہوا۔ (بلی کے خواب میں چھچھڑے) اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند یکم جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۵۔ جلد ۲۲و۲۴ ص ۱۔۲)

موت کی دھمکی

تمام انبیاء کرام علیهم السلام کی صفت بشیر ونذیر اور خود آنحضرت ﷺ کی صفت و ما ارسلناك الا رحمة للعالمین ہے۔وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام جناب باری کی شان جلال ورحمت کے مظہر ہیں، یہ دونوں صفتیں بالفعل لازم وملزوم ہیں جن کا ظہور اپنے اپنے موقع پر ضروری ہے، ورنہ دنیا یا تو سیر ہو جائے یا دلیر ہو جائے۔اور پھر ضرور ہے کہ دین ودنیا کا نظام درہم برہم ہو کیونکہ خدا تعالیٰ عین رحم ہے عین محبت ہے اور خلقت عالم اور بعثت آدم کا منشاء ہی رحمت وشفقت ہے شان رحمت ہی سے کائنات ومکونات ظہور میں آئے ہیں اسی شان رحیمی کے اقتضاء سے کسی نے ذات باری کو باپ قرار دیا کسی نے رب اور پروردگار۔

اس میں بالکل شک نہیں کہ قدرت الٰہی کا بازار ازل سے ابد تک گرم ہے جس میں صرف رحمت کو رواج ہے، قہر وغضب نام کو نہیں۔ان کے پیدا کرنے والے وہ انسان ہیں جو اس کی عظمت سے ناواقف اور اس کی رضا کے مطابق کام کرنے سے غافل اور اپنی فانی ہستی کے مقابلے میں اس کی ہستی کو بھولے ہوئے ہیں بلکہ انا و لا غیری کے نقارے بجا رہے ہیں۔

مرزا جی نے جو لوگوں کو موت کی دھمکیاں دیں اور طاعون کے خروج ونزول کو اپنی نبوت اور بروزیت کا باعث بلکہ تابع بتایا، تو کیا اس کے یہی معنی نہیں کہ موت میرے اختیار میں ہے، اور اگر تم مجھ پر ایمان لاؤ گے تو زندہ رہو گے ورنہ ہلاک ہو گے۔مگر مرزا جی نے کبھی یہ بشارت نہیں دی کہ آسمانی باپ تم کو ورثہ میں فلاں فلاں جائداد یا میراث یا نعمتیں دے گا۔باپ بیٹے کے پاس موت کے سوا کچھ نہیں طاعون تو مرزا جی کی خوش قسمتی سے چند ہی سال سے آیا ہے۔لیکن جب کہ آپ اپنی نبوت ورسالت ۳۰ سال سے بتاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس وقت طاعون نہیں آیا اور قبل از طاعون جو دھمکیاں عبداللہ آتھم وغیرہ کو دی گئیں وہ سب خطا گئیں موت کی گیدڑ بھبکیاں ہی رہیں۔

بھلا موت کا کسی سچے مسلمان کو جس کا ایمان اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون پر ہے، خوف ہی کیا۔موت تو ان کے لئے ایک نقل مکانی ہے۔جو لوگ خدا کو بھولے ہوئے ہیں

ان کی زندگی عین موت بلکہ موت سے بدتر ہے، اور جو لوگ ہر دم خدا میں جیتے ہیں ان کی موت بھی زندگی ہے۔ بلکہ وہ کبھی مرتے ہی نہیں۔ موت کی دھمکی صرف بزدلوں پر پڑتی ہے۔ جب بچے اپنے بڑوں سے سنتے ہیں کہ شادی آئی، بھئی شادی آئی، بیچا آئی، بھائی بیچا آئی، تو ڈر جاتے ہیں۔ یہی حال ان پیران نابالغ کا ہے جو موت سے ڈرتے ہیں۔

موت و ہلاکت سے ڈر کر مرزا جی پر ایمان لانے والے سب بچوں کی سی طبیعت رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا جی کی ڈیوٹی ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔

مرزا صاحب بجز اپنے نفس اور اپنے مریدوں کے کسی کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ جیسے مسیح مرگئے تمام انبیاء اور اولیاء اور شہداء خلاف فحوائے لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتاً .. مرگئے۔ ان کے تمام مخالفین اور منکرین موجودہ زمانے میں ان کے سامنے بذریعہ طاعون مرگئے، اور مرنے کا لگا لگ رہا ہے اور ابھی کیا ہے ساری دنیا مرے گی مرزا جی اور ان کے مرید ہی زندہ رہیں گے۔

مگر تعجب ہے کہ مرزا جی کے وہ مخالفین جو جعلی بروزیت ومہدیت کا دھڑ توڑ رہے ہیں، مثلاً حضرت مہر علی شاہ مؤلف کتاب سیف چشتیائی وغیرہ، اور حضرت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، اڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ جو مرزا جی کے عنان درعنان حریف ہیں اور حضرت منشی الٰہی بخش صاحب وحاجی صوفی محمد عبدالحق صاحب مؤلف کتاب عصا موسیٰ وغیرہ اور حضرت مولوی کرم الدین صاحب جنھوں نے مقدمہ فریب میں الہامات کی جڑ کاٹ دی اور حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اڈیٹر و مالک اخبار اہل حدیث امرتسر جو مرزا جی کے بغلی گھونسے ہیں اور ہر طرح ان کو نچار ہے ہیں، اور حضرت مولوی سید ابو محمد ڈاکٹر جمال الدین صاحب مالک نیو میڈیکل ہال صدر بازار پشاور، جنھوں نے بروزیت کے ہوائی قلعہ کو اپنی ہر قسم کی اعانت سے بذریعہ ضمیمہ شحنہ ہند اوڑا دیا، اور حضرت مولوی امام الدین صاحب مدرس بورڈ اسکول گجرات، اور تمام حضرات نامہ نگاران و معاونین وناظرین شحنہ ہند جن کی تعداد بے شمار ہے اور جن کی اعانت وسرپرستی سے ضمیمہ جاری ہے، ان میں سے کسی کا بال بھی بیکا نہ ہوا، اور نہ انشاء اللہ مرزا جی کی زندگی تک بیکا ہو۔ نہ کسی پر موت کی دھمکی پڑی۔ خدا نے چاہا تو سب کے سب مرزا جی کو مار کر بھی نہ مریں گے۔ مجدد السنہ مشرقیہ کی یہ پیشین گوئی جلی حرفوں سے لکھ کر مرزا

جی اور تمام مرزائی اپنی اپنی پاکٹ میں رکھ لیں اور پھر قدرت الٰہی کا چشم عبرت سے نظارہ کریں انشاء اللہ ایسا ہی ضرور ہوگا۔آمین

اور ہم حضرت مجدد السنہ مشرقیہ شوکت اللہ القہار کا ذکر خیر تو بھول ہی گئے ،انہوں نے تو مرزا جی کی وہ خدمت گزاری کی ہے کہ کوئی کر نہیں سکتا۔ ہر علم، ہر فن، ہر سبجیکٹ میں گویا گپ چپ کے لڈو کھلا دیئے۔گھٹنوں گھٹنوں مزہ چھکا دیا۔مرزا جی کے کان میں ہر سال آسمانی باپ کہہ جاتا ہے کہ ضمیمہ اب بند ہوا،اور اب بند ہوا۔ مگر آسمانی باپ ایسا جھوٹا اور فریبی ہے کہ جو کہتا ہے لیپا لک کے حق میں الٹی ہی پڑ جاتی ہے۔اب دیکھتے جاؤ منافقوں اور ملحدوں کی بولتی بند ہوتی ہے یا ضمیمہ بند ہوتا ہے۔

ہم حلفاً کہتے ہیں کہ مجدد اپنے حاسدوں اور بدخواہوں کا جو نہ صرف قادیان میں بلکہ بعض شہروں اور قصبوں میں عیسیٰ مسیح کو مارتے پھرتے ہیں جہال مطلق اور طفل مکتب سمجھتا ہے اکثر مرزائی ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ خلق سے پیش آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پوچھو کیا پوچھتے ہو مگر توبہ توبہ، زبان کھولتے ہوئے بروزیت اور میسیحیت کی قلعی کھلتی ہے۔ہاں بعض سیدھے سادھے علماء سے چھیڑ خانی کرتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کی حیات ثابت کرو جب ہم ان کو بھی مبہوت کرنے کا لٹکا اور حیوان ناطق متشخص بتا دینے کی صنعت بتاتے ہیں تو پھر میدان میں نہیں جمتے۔

جن لوگوں نے انبیاء سے سرکشی کی ہے ان کی تمام قوم ہلاک ہوگئی ہے جیسے طوفان نوح اور صرصر عاد ،مگر کیا وجہ ہے کہ بروزی نبی کی مخالفت کر کے نہ صرف ہندوستان کے ۳۰ کروڑ بلکہ دنیا کے ایک ارب کئی کروڑ آدمی ہلاک نہ ہوئے اور خود ایمان لانے والوں کی جماعت کثیر ہلاک ہوگئی۔کیا انبیاء کا معجزہ صرف ہلاکت ہے،زندہ کرنا ان کا معجزہ نہیں۔ہاں صاحب انبیاء کرام کیا معنی ،خدا تعالی قادر مطلق بھی اماتت ہی پر قادر ہے احیا پر قادر نہیں اور انبیاء کرام نے تو درحقیقت کوئی معجزہ ہی نہیں دکھایا چہ جائے کہ احیاء اموات۔مناسب تو یہ تھا کہ جس طرح احیاء خلاف فطرت ہے،اسی طرح اماتت بھی خلاف فطرت ہوتی۔لیکن مرزا جی کا ایمان ایک لاء آف نیچر Law of Nature پر ہے دوسرے پر نہیں۔

احیاء اس لئے خلاف ہو گیا کہ مرزا جی کے رقیب عیسیٰ مسیح مردوں کو زندہ کرتے تھے اور پھر غضب یہ

ہوا کہ وہ خود بھی زندہ ہیں اور دوبارہ آئیں گے۔ پس آسمانی باپ نے اپنے لیپا لک کے سچا کرنے کیلئے عیسیٰ مسیح کو مار کر لاز آف نیچر Laws of Nature کی تصدیق کر دی اور احیا کا نیچر منسوخ کر دیا کیونکہ اس سے خود لیپا لک منسوخ ہوتا تھا۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۵۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۴)

ہر دو کافر

اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ ضلع گورداسپور کے ایک بزرگ نے مزاحاً اس وقت لکھا تھا جب کہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مرزا صاحب قادیانی پر اور مرزا صاحب قادیانی، مولوی محمد حسین صاحب پر کفر کا فتوی لگاتے تھے۔ مصنف رسالہ نے دونوں صاحبوں کو کافر سمجھنے کی یہ وجہ تحریر کی تھی کہ چونکہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب عالم متبحر اور فرقہ اسلام کے مقتداء ہیں، پس ایسے بزرگ سے جھوٹ بولنے کی توقع نہیں کی جا سکتی، اور چونکہ ایسا مستند شخص مرزا صاحب قادیانی کی تکفیر کرتا ہے اس لئے مرزا صاحب کے کفر میں شک آرد کافر گردد۔

علی ہذا القیاس، مرزا صاحب قادیانی بھی فاضل اجل ہیں۔ مورد الہامات الٰہی ہیں، مثیل مسیح اور ظل محمدی ہیں۔ اور چونکہ ایسا قابل اور عالم بزرگ سوائے راستی کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا اور چونکہ یہ بزرگ مولانا مولوی محمد حسین صاحب کو کافر کہتا ہے، اس لئے و من شك فی كفر المو لوی فقد كفر۔ (زمین دار)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۵۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۵)

اخبار الحکم کی فریاد

وفا نمی کند امید مغفرت با یاس
نہ زانکہ عفو الٰہی بساز دم مغفور

اے برادران احمدیہ بعد الحمد و الثناء ا لاب الا کبر السما وی و ا لار ضی و الصلوۃ و السلا م علی النبی الذی هو امام الز ما ن و النبی البروزی و المسیح

الموعود و المھدی المسعود ادا م الله ظله علی الشر ذمه ا لا حمدی المحمود

میں اس سے پہلے آپ کے حضور کے حضور ایک اپیل اپنی نا کامی اور دردناک حالت کی نسبت پیش کر چکا ہوں مگر جیسی کہ امید تھی اور جیسی پھوٹی قسمت میرے گوش دل سے سرگوشی کر رہی تھی، بجائے اس کے کہ میری مدد کی جاتی اور ہمت اور ڈھارس باندھی جاتی، چار طرف سے یاس کے بادل امنڈ رہے ہیں، اور ناکامی کی بجلیاں خرمن دل پر کوندر ہی ہیں۔ آخر میری جانب سے آپ کی یہ غفلت اور بے پروائی اور طوطا چشمی اور بے اعتنائی کیوں ہے۔ اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے اور معقولیت کے ساتھ آپ کی ری پبلک (جمہوری گورنمنٹ) کا اجلاس وہ قصور مجھ پر ثابت کر دے، اور میرے سر پر اسی طرح الزام کا چارج دھر دے جس طرح حضرت امام العوام علیہ الصلوۃ والسلام پر لالہ چندولعل صاحب مجسٹریٹ کی عدالت نے دہر دیا ہے، تو میں اپنے قصور پر نادم ہوں اور گڑ گڑا کر اور ٹسوے بہا کر دانتوں میں تنکے لے کر آپ سے عفو کا خواستگار رہوں۔

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اخبار کی معمولی اور مستحکم اشاعت میں روڑے اٹکے ہوئے ہیں، مگر اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ہاں اتنا قصور ضرور ہے کہ میں نے اپنے تمام فرائض کو حضرت مسیح علیہ السلام کے سر پر تصدق کر دیا اور میں ان کی خدمت اور کاروبار میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا جیسے انسان کے ساتھ سایہ اور روس کے ساتھ جاپان اور سومالی ملاں کے ساتھ برٹش اور ہندوستان کے ساتھ طاعون اور ملک جاپان کے ساتھ زرد بخار جس کے پھیل جانے کا تمام یورپ کو خطرہ ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کی سعی کر رہا ہوں اور پرکار کی طرح میرا ایک قدم دارالامان کے اندر اور ایک باہر ہے اور کیا معلوم ہے کہ یہ گردش کب تک رہے۔

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

مناسب تو یہ تھا کہ میری اور بھی قدر کی جاتی اور میری عرق ریزی کی داد دی جاتی۔ مراتب اور مسالے بڑھائے جاتے۔ میری پاکٹیں، میرا کوٹھی کھٹلہ جھنا جھن کلدار علیہ السلام اور مبالغان علیہ الرحمۃ سے بھرا جاتا، اور مجھ کو ما یحتاج سے سبک دوش کیا جاتا۔ یہ تو سب چولھے میں گیا الٹا مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے، اور

بجائے اس کے کہ الحکم ہر ایک احمدی بھائی کے ہاتھ میں ہوتا، اور اس کی سر توڑ اور منہ پھوڑ اور دھکا پیل اور ریلم ریل اشاعت کی جاتی، بدبختی سے اب یہ ہو رہا ہے کہ الحکم کی اعانت اور اشاعت کی راہیں بند کی جاتی ہیں، اور ایک ایک احمدی مجھ سے منہ پھلائے بیٹھا ہے۔ میرے پیارے بھائیو ذرا انصاف تو کرو کہ میرے سوا حضرت مسیح علیہ السلام کی رفاقت کس نے کی۔ قادیان میں سب پردے کی بو بو بنے بیٹھے ہیں، اندر میں، باہر میں، کورٹ کچہری میں میں، اخبار کے آفس میں میں، جہاں دیکھو میں ہی میں۔ اس سے تو میں کے گلے پر چھری ہی پھر جاتی تو بہتر ہوتا۔

یک تیان و ہزار برق اندوہ

کا ہے چہ کند بہ آتشین کوہ

اگرچہ میں اس عرصہ میں نہ صرف حضرت اقدس کے جبروت کا ناموس قائم کرنے بلکہ دنیا پر تمام جماعت احمدیہ کے شان وشکوہ کا سکہ بٹھانے کے لئے سر گاڑی اور پاؤں پہیے بنا پھرتا رہا ہوں، لیکن آپ کے آرگن (الحکم) کی اشاعت کو بھی دانتوں سے پکڑے رہا ہوں۔ اگر دوسرے شخص پر اتنی ذمہ داریوں کا بار پڑتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی۔ اگر آپ الحکم کی اشاعت میں کبھی کبھی وقفہ ہو جانے سے غضب ناک ہیں، تو میں معقول عذر پیش کر چکا۔ یہ عذر ایسا نہیں کہ کوئی سامع اسکے سننے سے اپنے کانوں میں ٹھیٹھیاں دے لے، اور اگر آپ پر میری بعض معروضات ناگوار گذری ہیں۔ مثلاً ہر معاون دس خریدار پیدا کرے یا استطاعت رکھے والے بھائی...سالانہ دیں تو بجائے اسکے کہ آپ غضب ناک ہوتے ایسی گذارش کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کرنا آپ پر فرض تھا کیونکہ حضرت اقدس کی رضا مندی اسی میں ہے۔ بھلا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کیا میں کوئی تحریک حضرت اقدس کی مرضی اور منشاء کے خلاف کر سکتا ہوں۔ توبہ توبہ۔ بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد۔ اور اگر شک ہو تو حضرت کی خدمت میں عرائض بھیج کر تصدیق کرا لیجئے۔

اور میں تو میں دارالامان میں جس قدر صحابہ اور حواریین اور خاندان رسالت کے ارا کین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں کوئی بھی امام الزمان کے منشاء کے بغیر نہ چوں کر سکتا ہے نہ پوں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو تقرب بارگاہ امام الزمان میں مجھے ہے، وہ دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ اور

...جو کڑیاں میں نے جھیلی ہیں دوسرا نہیں جھیل سکتا۔ مجھ میں اور میرے نوزاد رقیب میں وہی نسبت ہے جو ہاتھی میں اور بھیڑ میں۔ کجا صاحب الفیل، کجا ابابیل۔ بھیڑ بکری کا اتنا تن توش بھی نہیں جتنی ہاتھی لید کر دیتا ہے۔

آپ کا الحکم حضرت اقدس علیہ السلام کے جسم مبارک پر گویا عربی قبا اور عبا ہے، اور نوزاد رقیب صرف ستر ڈھانکنے کی غرقی لنگوٹی ہے، دھوتی اور تہمد بھی تو نہیں جس سے جبراً قہراً نماز ہی ادا ہو جائے۔

صاحبو! ارزاں بعلت گراں بحکمت میرے ننھے رقیب کے دامن میں کوڑیوں کے سوا کچھ نہیں، اور گرانڈیل الحکم کی جیب میں گراں قیمت جواہرات بھرے ہیں جن کو جوہری ہی پرکھ سکتے ہیں۔ افسوس میرے کم سن رقیب کی تو بے پوچھے آؤ بھگت ہو رہی ہے، دھڑا دھڑ درخواستیں اور منی آرڈر گر رہے ہیں اور میں جو سب سے پہلے قتل خنازیر اور کسر صلیب کی منادی کرنے والا یعنی ڈھنڈورا اور مسیح موعود کے نشانوں اور تمغوں کا چمکانے والا اور منارۃ المسیح کی عمارت کو اپنے صفحات کے ذریعے فلک الافلاک کی چوٹی پر پہنچانے والا ہوں، مجھے سب نے نظروں سے گرا دیا۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے۔ افسوس اپنے ہی جسد کا خون فاسد ہو گیا اپنے ہی بدن کے اعضا دشمن بن گئے۔

میرے پیارے بھائیو! اگر میری اس فریاد پر بھی آپ کا دل نہ پسیجا اور آپ کو میری بے کسی اور یاس پر رحم نہ آیا تو خوب یاد رکھو کہ آسمانی ہائی کورٹ میں اپیل کروں گا اور پھر آپ کو عالم بالا کی سخن فہمی نکتہ رسی انصاف پسندی دقیقہ سنجی خود معلوم ہو جائے گی اور کلچڑی گنجی ہدہد بلکہ روح القدس بن کر آسمانی ہائی کورٹ کے اجلاس کا انصاف سب کے دلوں پر القاء والہام کر دے گی اپنا فرض تبلیغ حسب ارشاد حضرت امام الزمان ادا کر چکا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ فقط (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۵۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵۔۷)

مرزائی مذہب اور آریا مذہب میں کیا فرق ہے

جس طرح مرزا جی کا یہ منہ نہیں کہ عیسوی مذہب کی تردید کر سکیں، اسی طرح ان کا یہ بھی حوصلہ نہیں کہ آریا مذہب کی تردید کر سکیں۔ عیسائیوں نے عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ (خدا کا بیٹا) قرار دیا تو مرزا جی نے اپنے کو متبنّی (اللہ کا بمنزلہ ولد) (لے پالک) بنایا۔ آریا معجزات کے منکر ہیں، مرزا جی بھی منکر۔ وہ تناسخ کے قائل، مرزا جی بھی

اپنے بروزی نبی ہونے کے قائل۔ آریا کے نزدیک کوئی شئے نیچر کے خلاف نہیں ہوسکتی، مرزا جی کے نزدیک بھی لاز آف نیچر Laws of nature کا نقض محال ہے بلکہ مرزا جی بعض عقاید میں آریا سے بڑھے ہوئے ہیں

آریا مرنے کے بعد ایک دوسرے قالب میں زندہ ہوکر دوبارہ اٹھنے کے قائل ہیں، مگر مرزا جی قائل نہیں کیونکہ عیسی مسیح دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے نہ وہ زندہ ہیں۔ آریا حشر اجساد کے قائل نہیں، مرزا جی بھی قائل نہیں۔ آریا عموماً معجزات کے منکر ہیں، مرزا جی بھی معجزات قدرت کے منکر ہیں مگر اپنے ذاتی معجزات پر ایمان رکھتے ہیں۔ قانون فطرت صرف ہلاکت پر قادر ہے، زندہ کرنے پر قادر نہیں مگر مرزا جی احیاء اور اموات دونوں پر قادر ہیں۔

امریکہ کا ایک ڈاکٹر دعوی سے کہتا ہے کہ میں نے طاعون کے کیڑے ایک بکس میں جمع کر لئے ہیں جب چاہوں ان کو کھول کر دنیا کو ہلاک کردوں۔ اس کا یہ کہنا تو صحیح ہے اور یورپ وامریکا کے ڈاکٹر اور علماء اور حکماء تصدیق کرتے ہیں، مگر مرزا جی کا یہ دعوی غلط ہے کہ میری وجہ سے دنیا میں طاعون آیا ہے۔ اگر وہ سچے ہیں تو بتائیں کہ ہندوستان میں طاعون کب تک رہے گا، اور کب تک ان کو ۳۰ کروڑ آدمی نبی اور مسیح مان لیں گے کیونکہ طاعون تو مرزا جی کو نہ ماننے ہی کی وجہ سے آیا ہے۔ پس عیسائیوں اور آریا سے مرزا جی کا معارضہ مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۵۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

قادیانی کا الہامی ڈھکوسلہ

قادیانی مرزا نے ایک نئی گپ یہ ہانکی تھی کہ ام المرزائین کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ اخبار الحکم ۷ امئی ۱۹۰۴ء میں جلی حروف میں یہ الہام شائع کیا گیا کہ:

شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہوگا۔

اور اس الہام پر تمام مرزائیوں کی خاص نظر تھی۔ لیکن خدا کی شان کہ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء کو مرزا جی کے ہاں بجائے لڑکے کی لڑکی پیدا ہوگئی۔ خیر مضائقہ نہ دارد۔ لڑکا نہ سہی لڑکی سہی، آخر اولاد میں تو داخل ہے۔ لیکن اندیشہ یہ ہے کہ وہ شوخ وشنگ والا آسمانی لقب (جو اولاد ذکور کے لئے کسی قدر موزوں بھی ہوسکتا ہے) کہیں دختر نیک اختر

سے وابستہ نہ ہو جائے جو ہر طرح ناموزوں ہوگا۔اس الہام کے متعلق زید وعمر کا ایک مختصر مگر دلچسپ مکالمہ درج ذیل ہے:

زید۔ بھائی جان آج مرزائیوں میں کچھ عجیب اداسی چھائی ہوئی ہے، خیر تو ہے۔

عمرو۔کیا آپ نے نہیں جانتے کہ وہ شوخ وشنگ لڑکے والا الہام جو ابھی تازہ تازہ شائع ہوا تھا، غلط ہو گیا۔

زید۔الہام اور غلط ہو، ہم نہیں مانتے۔اس خبر پر کیونکر وثوق ہوسکتا ہے۔

عمرو۔یہاں مرزائی بے چارے اپنے منہ سے تصدیق کررہے ہیں کہ ام المرزائین علیھا ما علیھا کے ہاں لڑکی پیدا ہوگئی۔

زید۔کیوں کر ہوگئی۔کیا مرزا جی وہاں موجود نہ تھے۔

عمر۔جی ہاں مرزا جی بے چارے مقدمہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔اس روز گرداسپور تشریف رکھتے تھے۔۲۴ جون کو چھٹی ملی تو جاتے ہوئے یہ بشارت سنی کہ لڑکی ہوگئی۔

زید۔اس وقت مرزا جی کی حالت کیسی تھی۔

عمرو۔وہی جو قرآن نے بتایا ہے ا ذا بشر ا حد هم با لانثی ظل و جهه مسوداً و هو کظیم ۔ جب انہیں لڑکی کی خبر ملی پس غصے کے مارے منہ کالا ہو گیا۔

زید۔مرزا جی کو پہلے سوچ کر الہام کرنا تھا۔ یہ تو منجم، رمال، قیافہ شناس، طبیب بھی بتا دیتے ہیں کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ بلکہ تجربہ کار عورتیں بھی کہہ سکتی ہیں۔

عمرو۔اجی یہ تو سب کچھ سوچ بچار کر کے ہی الہام کیا گیا تھا کیونکہ ۷ امئی کو الہام ہوا اور ۲۴ جون کو تولد ہوا۔اور عین وضع حمل کے دنوں میں اسی لئے الہام کیا بھی گیا تھا کہ سارے تجربے کر لئے تھے۔مگر یہ عجیب قدرت ہے کہ خدا نے لڑکے سے لڑکی بنا دی۔

زید۔تو کیا ام المرزائین نے بوڑھے میاں کو نہ ڈانٹا ہوگا کہ کم بخت تو نے مجھے دنیا میں بدنام بھی کیا، اور بات بھی پوری نہ ہوئی۔کون ہے جو دنیا میں ڈھنڈورہ پیٹتا پھرتا ہے کہ میری عورت کچھ جننے والی ہے اور اسکے لڑکا ہوگا۔

عمرو۔نہیں ام المرزائین خود چاہتی ہیں کہ جب آپ کا شوہر ماشاءاللہ دعوی نبوت سے دنیا بھر میں شہرت حاصل

کر چکا ہے تو کیا زوجہ محترمہ کا حق نہیں کہ دنیا میں اس کی شہرت کا بھی ڈنکا بجے، خواہ کسی طرح سنیں۔ بدنام بھی گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

زید۔اب تو مرزائیوں کو خصوصاً قادیان کے رہنے والوں کو مارے شرم کے ڈوب مرنا چاہیے۔

عمرو۔نہیں نہیں۔شرم چہ کنی است کہ پیش ساکنان دارالامان بیاید۔ایسی باتیں روزمرہ پیش آتی رہتی ہیں۔ یہ تو بات ہی کیا ہے۔

زید۔مقدمہ کی کچھ سنائیے کیا ہو رہا ہے۔

عمرو۔بس زور سے چل رہا ہے۔مرزا جی دارالامان سے بدر گورداسپور میں فروکش ہیں۔پیشی روزانہ ہوتی ہے اور گھنٹوں کھڑا رہنا پڑتا ہے۔

زید۔دن بھر کہاں بسر ہوتی ہے۔

عمرو۔ریلوے سٹیشن سے اتر کر کچہری کو جاؤ۔راستے میں عین سڑک کے متصل جامن کے درختوں کے نیچے پگڑی اتار مسیح زمان بیٹھا ہے۔۔۔سبحان اللہ سڑک پر چلنے والوں کی جوتیوں کی ساری خاک مسیح زمان کی نذر ہوتی ہے، (خاکساری کے طفیل بسر و چشم)

زید۔کیا مرزا جی کو عدالت میں کرسی نہیں ملتی۔

عمرو۔کرسی تو کرسی بے چارے کو پانی پینا بھی نصیب نہیں۔کیا اخباروں میں پڑھ نہیں چکے۔

زید۔اوہو ایسا کیوں۔

عمرو۔بس سزئے اعمال ہے۔ یہ سب کچھ اللہ میاں سے اپنے کرتوتوں کی سزا مل ہی ہے۔

زید۔مگر اب بھی تو وہ فتح فتح پکارے جاتے ہیں۔

عمرو ۔جی ہاں پہلے جو کہہ چکا ہوں کہ: شرم چہ کنی است

زید۔تازہ الہام النا لك الحديد کا کیا مطلب

عمرو۔یہی کہ لوہا نرم کر دیا۔یعنی مجسٹریٹ کے دل کو موم کر دیا۔اسکا یہی نتیجہ ہے کہ پانی نہ ملے لوہا ہی موم ہوگیا۔

زید: یہ کون صاحب ہیں جنہوں نے ایک موٹی مرغی کو ایسا پھنسا دیا کہ قفس سے نکلنا محال ہوگیا۔

عمرو: آپ نہیں جانتے یہ ایک مولوی صاحب ہیں، اخباروں میں آپ نے سنا ہوگا ابوالفضل مولوی محمد کرم الدین صاحب رئیس بھیں ضلع جہلم ۔اور یہ اس قابلیت کے شخص ہیں کہ جس وقت عدالت میں ان کی تقریر کا وقت ہوتا ہے تو وکیل منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔عجیب ذہین اور طباع شخص ہیں۔ میں نے تو اپنی عمر میں ایسا قابل شخص نہیں دیکھا۔اور استقلال کا یہ حال ہے کہ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے کہ غیر ملک میں جھگڑ رہے ہیں اور کبھی آپ کے چہرہ پر ملال نہیں دیکھا۔

زید: بے شک معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو خاص تائیدایزدی ہے، ورنہ ایسی طاقت ور جماعت کا مقابلہ ہر شخص کا کام نہیں۔ہاں یہ تو بتاؤ کہ اب مقدمہ کون سے مرحلہ پر ہے۔

عمرو: مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد علی گواہان استغاثہ کی شہادتیں ہو چکی ہیں۔مولوی محمد حسن صاحب قاضی جہلم کی شہادت شروع ہے۔اس کے بعد مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال کی گواہی ہوگی۔اس کے بعد ڈیفنس کی باری آئے گی۔

زید: اچھا آئندہ حال کہتے رہنا۔ السلام علیکم

عمرو: بہت اچھا وعلیکم السلام

راقم: ایک سامع مکالمہ ۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۶۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

(درج بالا مضمون میں جامن کے درختوں کا ذکر ہوا ہے،جن کے نیچے مرزا صاحب دوران مقدمہ گورداسپور میں آرام فرمایا کرتے تھے اور اپنا دربار بھی لگایا کرتے تھے۔یہ درخت قادیانی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ان کا ذکر قادیانی اخبار البدر کی درج ذیل رپورٹ میں بھی موجود ہے۔ملاحظہ فرمایئے:

۲۱ تاریخ مئی ۱۹۰۴ء بوقت ۱ بجے بمقام کچہری گورداسپور درخت جامن کے نیچے بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے دریافت کیا کہ..ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ آپ لوگ احمدی جماعت کے جو یہ کہتے ہیں کہ طاعون سے ہم بچے رہیں گے اس کی وجہ کیا ہے۔حکیم صاحب نے اس کے جواب میں جو تقریر کی تھی وہ سنائی پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان من قرية الا نحن مهلكوها او معذبوها عذاباً شديداً یعنی طاعون کا عذاب دو طرح پر ہوگا کوئی بستی اس سے خالی نہیں رہے گی۔بعض تو ایسی ہوں گی کہ جن کو ہم بالکل ہلاک کر دیں گے اور ویرانہ اور تھہ (اجڑے ہوئے کھنڈرات) ہو جائیں گی ان کا کوئی نشان بھی نہ رہے گا...بعض قریئے ایسے ہوں کہ جن کو کم و بیش عذاب کر کے چھوڑ دیا جائے گا..اللہ تعالیٰ نے قادیان کو اسی قسم میں شامل کیا ہے (البدر یکم جولائی ۱۹۰۴ء ص ۳)

جواب سوالات

ہم نے جو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی علمی لیاقت کی نبض دیکھنے کو حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے معارضہ کے متعلق دو سوال کئے تھے، اور درصورت معقول جواب ملنے کے دوسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جب اس کے متعلق (جیسی کہ امید تھی) منارے کے گرانڈیل اور عریض وطویل مندر یا گنبد سے کوئی آواز نہ آئی، تو اب ہم مجبور ہو کر خود ہی جواب دیتے ہیں کیونکہ یہ سوالات ایسے نہیں جن کا جواب نہ دیا جائے۔ اگرچہ ان کا جواب دینا مرزائیوں کے امکان سے باہر ہے مگر مجدد السنہ مشرقیہ خدا کی عنایت سے ہر لاینحل عقدے کے کھولنے اور ہر سوال کا جواب دینے پر قادر ہے بحولہ و قوتہ

جب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ربی الذی یحیی و یمیت تو نمرود نے جواب دیا انا احیی و امیت یعنی تیرا خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے، تو میں بھی زندہ کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ خاموش ہو گئے تو کیا انہوں نے تسلیم کر لیا کہ نمرود بھی ویسا ہی محیی وممیت ہے جیسا خدائے واجب الوجود۔ کیونکہ السکوت فی معرض البیان بیان۔

جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے حقیقت سے سوال کیا تھا اور نمرود نے اس کا جواب اعجاز سے دیا، کیونکہ کسی بے گناہ کو قتل کر ڈالنا اور کسی واجب القتل کو چھوڑ دینا حقیقی احیا و اماتت نہیں۔ احیا اور اماتت کے وقوع کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً زمین کا زندہ کرنا یعنی پانی برسانا، رحم میں نطفہ سے جاندار انسان یا حیوان پیدا کرنا وغیرہ۔ قدرتی معجزات پر بجز فاطر برحق اور قادر مطلق کے کون قادر ہو سکتا ہے، مگر نمرود اس کو نہ سمجھا کیونکہ اس کی عقل اور اس کے مغرورانہ خیالات محدود تھے۔ پس حضرت ابراہیمؑ نے حقیقت اور مجاز کی بحث سے ہٹ کر اسکے سامنے وہی بات پیش کی جو مشاہدے میں آنکھوں کے سامنے موجود تھی اور آسانی سے اس کی سمجھ میں آسکتی تھی۔ پس فرمایا فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب۔ چنانچہ یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور ساکت محض ہو گیا۔

اس پر یہ سوال تھا کہ خدا تعالیٰ بھی مغرب سے مشرق میں آفتاب نکالنے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر قادر

ہے تو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا نیچر ٹوٹ گیا کیونکہ ان کے مذہب میں نقض قانون فطرت محال ہے۔ اور اگر خدا تعالی مغرب سے مشرق میں آفتاب نکالنے پر قادر نہیں تو نمرود اور خدا دونوں عدم قدرت میں برابر ہو گئے اور معارضہ ساقط ہو گیا کیونکہ نمرود کہہ سکتا تھا کہ مجھ سے ابراہیمؑ وہ بات چاہتا ہے جس پر خود اس کا خدا قادر نہیں

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو یہ دکھانا منظور تھا کہ میرا خدا وہ ہے جس کا بنایا ہوا قانون ٹوٹ نہیں سکتا و لن تجد لسنة اللہ تبدیلا اور نہ اس کا وعدہ کبھی خلاف ہو سکتا ہے و لن یخلف اللہ وعدہ اگر تجھ میں قدرت ہے تو بھلا اس کا قانون توڑ تو دے، اور آفتاب کو بجائے مشرق سے طلوع ہونے کے مغرب سے طلوع تو کر دے۔

دیکھو قانون قدرت کا ثبوت ایسا ہوتا ہے جیسا مجدد (احمد حسن شوکت) نے ثابت کر دکھایا نہ کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی طرح کہ خدا تعالی احیا پر قادر نہیں، جس سے خدا تعالی کی تمام قدرتیں معاذ اللہ سلب ہو گئیں کیونکہ اس کی مقدورات کی ایک جزئی احیاء بھی ہے جب وہ احیا پر قادر نہیں تو کسی جزئی پر قادر نہیں حالانکہ اس کی صفت علی کل شئی قدیر ہے۔ مرزا جی نے تو خدا کو خدا ہی نہ رکھا۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۶۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲-۳)

مرزا جی کی دھونس

کوئی فرد بشر ایسا نہیں جس کو دنیا میں خوشی غمی تکلیف و راحت کے واقعات پیش نہ آتے ہوں۔ اتنا فرق ہے کہ جن لوگوں کا ایمان خدا برحق پر نہیں، وہ تمام واقعات کو ظاہری اسباب اور توہمات کے حوالے کرتے ہیں، اور جو لوگ راسخ الاعتقاد ہیں وہ ایک ذرے کی چنک اور ایک قطرے کی سیرابی اور ایک پتے کی حرکت کو بھی خدا ہی کی جانب سے یقین کرتے ہیں۔ مگر ایک ہمارے قادیانی مرزا جی ہیں کہ انسانوں خصوصاً ان کے مخالفوں کو جو اذیتیں پیش آتی ہیں ان کو اپنی جانب سے بتاتے ہیں، اور جو راحتیں اور کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں ان کا ذکر تک نہیں کرتے کہ اللہ کی جانب سے ہیں یا غیر اللہ کی جانب سے۔ ان کی کامیابیاں اپنی جانب تو کیوں منسوب کرنے لگے۔

اصلی مسیح نے تو یہ فرمایا کہ جو شخص تیرے بائیں گال پر تھپڑ مارے تو اپنا دایاں گال بھی اس کے سامنے پیش کر دے، مگر نقلی مسیح زبان حال و مقال سے یہ وصیت کرتا ہے کہ جو شخص تیرے سامنے چوں بھی کرے تو اسکو تحت الثری میں پہنچا دے۔ اگر مرزا جی کا کوئی مخالف مر گیا تو مارے خوشی کے باچھیں چر کر کانوں تک آ گئیں۔ مریدوں میں بیٹھ کر کرامت بگھارنے لگے، اور مرزائی اخباروں میں اشتہار دینے لگے کہ میرا فلاں مخالف اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ طاعون کو ادھر مرزا جی نے انگلی دکھائی ادھر اس نے لوگوں کا ٹینٹوا دبایا۔ لیکن جب طاعون کسی جگہ سے رخصت ہو گیا تو یوں سمجھئے کہ اس نے مرزا جی کی عدول حکمی کی۔

نہیں جناب، یہ دھونس ہے کہ اگر تم مرزا قادیانی پر ایمان نہ لاؤ گے تو اگلے سال ٹنگڑی لوں گا اب تو چھوڑے جاتا ہوں۔ جاؤ بچہ کیا یاد کرو گے۔ ۳۶۰ دن ہیں کیا چیز ڈھلتی چھاؤں کی طرح گذر جاتے ہیں۔

لالہ چندو لعل مجسٹریٹ گورداسپور نے مرزا جی کو تعزیرات کے ارگڑے میں دھر لیا، اور فرد جرم سنا دی تو آسمانی باپ نے ان کو یہ سزا دی کہ تنزل کے ساتھ فوراً بدل دیا۔ اب بابو آتمارام مجسٹریٹ نے اگرچہ کوئی کارروائی ایسی نہیں جو مرزا جی کے خلاف ہو پھر بھی آسمانی باپ نے ایک پیشگی تھپڑ رسید کر دیا یعنی ان کے بیٹے کو بیمار کر دیا۔ یہ درحقیقت ایک دھونس ہے کہ خبردار جو میرے لیپا لک کیخلاف مقدمہ فیصل کیا ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ الغرض دھونس کے دم خم بدستور ہیں۔

بایں ہمہ مولوی کرم الدین صاحب کو چیتے کی طرح پھلایا۔ سبھی جتن کئے کہ کسی طرح مقدمات کے شکنجے سے رہائی ملے، مگر میرے شیر نے نہ ماننا تھا، نہ مانا۔ دھونس بھی ڈالی مگر کارگر نہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ آج کے روز مولوی صاحب سے بڑھ کر نہ مرزا جی کا کوئی دشمن ہے، نہ مرزا جی سے بڑھ کر مولوی صاحب کا کوئی دشمن۔ مگر ان کے پاس پھٹکتے ہوئے طاعون کی روح بھی خشک ہوتی ہے۔ بلکہ جب انہوں نے طاعون کو ڈانٹا اور اس پر اپنی عزیمت کی دھونس ڈالی، تو قادیان شریف آ کر لیپا لک کے سگوں کو بھنبھوڑنا شروع کر دیا۔ قدرت کے تماشے دیکھئے کہ طاعون جو لیپا لک کا اڈی کانگ تھا، مولوی صاحب کا حلقہ بگوش سرہنگ بن گیا۔ انقلاب قسمت اسی کا نام ہے۔

صرف ایک گورنمنٹ ہے جس پر دھونس نہیں پڑتی۔ اس کے سامنے تو دم ہی ہلائی جاتی ہے اور پاؤں

ہی چاٹے جاتے ہیں۔ باقی کوئی شخص ایسا نہیں جو دھونس سے محفوظ رہ سکے، کیونکہ طاعون تمام ہندوستان پر مرزا جی کی دھونس ہے۔ ہاں گورنمنٹ کے جبروت کی دھونس خود مرزا جی پر پڑی ہوئی ہے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۶۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۵)

مرزا اور مرزائی پچھلا خواب دیکھ رہے ہیں

ایک مرزائی نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے کچھ کلمات الحکم میں شائع کیے ہیں جو انہوں نے مرزا صاحب کی نسبت فرمائے تھے۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب مرزا جی مسیح موعود اور بروزی نبی اور آسمانی باپ کے لیپا لک نہ بنے تھے۔ صرف آریا سے مناظرہ تھا اور کتاب براہین وغیرہ میں یہ کہہ کر اعلان دیا تھا کہ اگر آریا اس کا جواب لکھیں تو میں اپنی بارہ ہزار کی جائداد دے دونگا۔ اس زمانے میں نہ صرف حضرت موصوف کو بلکہ بہت سے سیدھے سادھے لوگوں کو آپ سے حسن ظن ہو گیا تھا۔ لیکن وہ لاسہ تھا جو مرزا جی نے مسلمانوں کو پھانسنے کو تیار کیا تھا۔ فی الحقیقت بعض بڑے بڑے ذی علم اور مشائخ کو دھوکہ ہو گیا تھا مگر جس قدر طلسم کا تار و پود کھلتا گیا اسی قدر لوگ علیحدہ ہوتے گئے۔ اگر مرزا جی اسی حالت پر رہتے اور ان میں خلوص ہوتا تو اچھے رہتے، وہ برانڈی کی پوری بوتل کے متحمل نہ ہو سکے اور بہک گئے۔

قدم رکھنا سنبھل کر محفل رنداں میں اے زاہد
یہاں پگڑی اوچھلتی ہے یہاں پیمانہ چلتا ہے

بروزیت اور مسیحیت کی آڑ میں مرزا جی کا دست طمع تو دراز رہتا ہی ہے بقول: بدہ درویش را چیزے مگر درویش را۔ پس ذی حس لوگ تاڑ گئے، گانٹھ جس قدر کٹنی تھی وہ تو کٹ گئی مگر آئندہ کے لئے ہشیار ہو گئے۔

خود مرزا جی جواب دیں کہ سابق میں جن لوگوں کو آپ سے حسن نظر تھا اب وہ بدظن کیوں ہو گئے اور کیوں دشمن بن گئے۔ کیا وہ دشمن بننے کو آپ کی جانب رجوع ہوئے تھے۔ ایک پیر مہر علی شاہ صاحب کیا، ایسا تو ہمیشہ تانتا بندھا رہتا ہے کہ ناواقف لوگ علیك الصلوۃ و السلام کہتے ہوئے آتے ہیں اور لا حول پڑھتے ہوئے جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ کاٹھ کی ہانڈی ایک ہی دفعہ چڑھتی ہے۔ الحکم میں تو فخریہ الزامی طور

پر ایسے خطوط چھپتے ہیں مگر درحقیقت رسوائی ہوتی ہے کیونکہ باخبر لوگ یہی نتیجہ نکالتے ہیں جو ہم اوپر نکال چکے ہیں کہ حسن ظن والے اخیر میں بدظن کیوں ہو جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے خطوط کثرت سے شائع ہوں:

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

پیر صاحب موصوف اور دوسرے سچے اور خدا دوست مسلمانوں کا مرزا جی کے کیریکٹر کو خطرناک دیکھ کر علی الاعلان علیحدہ ہو جانا عین باقتضاء تدین وحق پرستی ہے۔ بہت سے مرزائی ایسے ہیں جو مرزا جی کے خوارق سے واقف ہو گئے ہیں مگر اب ان سے علیحدہ ہو جانے کو نک کٹی سمجھتے ہیں کہ لوگ ہمیں مطعون کریں گے کہ کیا سمجھ کر پہلے منڈے تھے اور کیا سمجھ کر اب مرزائیت کی رسی گلے سے نکالتے ہو۔ ایسے لوگ سچے مسلمان نہیں بلکہ منافق ہیں کیونکہ انسان پر جب باطل کا انکشاف ہو جائے تو حق کی جانب رجوع ہونا اور کھلم کھلا حق کی پیروی کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہاں ان شکم پرستوں کا ذکر نہیں جو روٹ کی خاطر ہاتھی کے پاؤں میں اپنا پاؤں اڑائے ہوئے ہیں اور دیدہ دانستہ اسلام کو دور سے سلام کر چکے ہیں۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۶۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵۔۶)

(احمد حسن شوکت نے جس قادیانی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیر مہر علی شاہ صاحب کا دفاع کیا ہے، وہ مضمون درج ذیل ہے:

جیسا کہ یہودی علماء پہچان چکے تھے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے دعوی نبوت میں سچے وراستی پر ہیں مگر علمائے اہل کتاب دنیاوی ننگ وناموس جاہ وجلال میں کمی آنے سے دلی اعتقاد ظاہر نہیں کرتے تھے اور اس راست بازوں کے سردار کے ساتھ لوگوں کے سامنے نفرت ظاہر کرتے تھے ویسا ہی آج کل کے اکثر ملا وعلماء وسجادہ نشین حضرت اقدس (مرزا قادیانی) سے بظاہر منکر ہو کر کنارہ کشی کر رہے ہیں چنانچہ خداوند تعالی ہر دو گروہ کی اندرونی حالت کا نقشہ قرآن کریم میں کھینچ کر بتاتا ہے الذین آتنا هم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناء هم و ان فریقاً منهم لیکتمون الحق و هم یعلمون ۔ یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے اپنی کتاب کا علم دیا ہے وہ پیغمبر خدا ﷺ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا کہ کوئی اپنے بیٹوں کو پہچان لیتا ہے اور بے شک اہل کتاب میں سے ایک گروہ سچ بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا برادرم بابو فیروز علی سٹیشن ماسٹر.. نے میرے آگے زبانی بھی ذکر کیا اور ایک خط میں مندرجہ ذیل بیان حلفاً لکھا ہے جو بجنسہ یہاں درج کیا جاتا ہے:

اللہ جل شانہ کے واسطے ایک سچی شہادت

بندہ غالباً سنہ ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء میں جن دنوں میں بمقام سٹیشن گولڑہ تعینات تھا اوس وقت میں سائیں پیر مہر علی شاہ کے مریدوں میں سے تھا۔ ایک ڈاک خانہ کا چپڑاسی جو باشندہ گجرات کا تھا جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا گو وہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) سے خادمانہ تعلق نہیں رکھتا

تھا لیکن مداح تھا، اس سے میں نے جب حضرت امام الزمان (مرزا) کی تعریف سنی اور کچھ مجمل طور پر دعوی مسیحیت کی بابت سنا تو میں نے گولڑہ میں جا کر میر مذکور سے در بارہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) استفسار کیا کہ آپ کا حضرت مرزا صاحب کے بارے میں کیا خیال ہے جس کے جواب میں پیر مذکور نے مفصلہ ذیل الفاظ بیان کئے جو بطور حلفی شہادت کے میں ارقام کرتا ہوں

پیر مہر شاہ کے الفاظ

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ بعض مقامات منازل سلوک میں ایسے ہیں کہ وہاں اکثر بندگان خدا پہنچ کر مسیح اور مہدی بن جاتے ہیں بعض اون کے ہم رنگ ہو جاتے ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا آیا یہ شخص (یعنی مرزا قادیانی) منازل سلوک میں اوس مقام پر ہے یا حقیقتاً وہی مہدی ہے جس کا وعدہ جناب سرور کائنات ﷺ نے اس امت سے کیا ہے۔ مذاہب باطلہ کے واسطے یہ شخص شمشیر براں کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے۔ انتہی

مذکورہ بالا بیان پیر صاحب گولڑوی کا ہے جو انہوں نے بابو فیروز علی کے روبرو کیا۔

اگر پیر مہر علی شاہ کا یہ اعتقاد نہیں تھا، یا اب تک اون کا دلی اعتقاد یہ نہیں ہے جو انہوں نے کئی دفعہ اپنے مریدوں کے روبرو بیان کیا تو ایک اشتہار اس قسم کا شائع کر دیں کہ خداوند تعالی جھوٹے کو پہلے موت دے۔ بس جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا۔ راقم: خاکسار محمد افضل احمدی چنگوی مقام چنگا تحصیل گوجر خان (الحکم قادیان ۲۴ جون ۱۹۰۴ء ص ۵)

اخبار پائنیر اور مرزا صاحب

مرزا جی لیٹ لیٹ کر گورنمنٹ کے آگے ناک رگڑتے ہیں اور چیخ چیخ کر گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ میں برائے نام غلام احمد ہوں مگر درحقیقت غلام گورنمنٹ ہوں۔ مگر پائنیر نے، جو نیم سرکاری اخبار ہے، مرزا جی کی خیر خواہی اور وفاداری، جس کا اظہار گورنمنٹ کی نسبت کیا جاتا ہے، کبھی تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ اس دعوی کا مخالف رہا ہے۔

مرزا جی کا مسیح بننا نہ صرف مذہب عیسوی بلکہ جمہور اسلام کے خلاف عیسی کو مارنا ہی پائنیر کے نزدیک پبلک اور گورنمنٹ کا بدخواہ بننا ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ بالکل آزاد ہے وہ کسی مذہب سے کچھ تعرض نہیں کرتی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمام مذاہب کو اچھا سمجھتی ہے، لیکن مرزا جی گورنمنٹ کے اصول کے خلاف منادی کرتے ہیں کہ تمام مذاہب باطل ہیں اور جدید مرزائی مذہب ہی حق پر ہے میں امام الزمان ہوں، جو شخص مجھے نہیں مانتا اور میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا، وہ سرزنش اور مکافات کا مستوجب ہے۔ اس عموم میں گورنمنٹ بھی آ گئی۔

فرمایئے خیرخواہی کہاں رہی۔

پانیئر نے لکھا تھا کہ غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں اور لاف زنی اور چٹی بوٹی ادویہ کے ذریعہ سے وبا کے زمانے میں بہت کچھ کرڈالا۔ آخرکار گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اس کارروائی کو بند کیا۔

دوا فروشی اور عطاری کی دوکان کھولنا اور گورنمنٹ کا دست اندازی کرنا تو ہم کو معلوم نہیں، البتہ کسی مرزائی نے مرہم عیسی تو ضرور تیار کیا تھا، اور اس کے اشتہارات دھوم دھام سے مرزائی اخباروں میں اور بطور خود شائع ہوئے تھے۔ چونکہ مرزاجی بھی عیسی ہیں، پس یہ پرانا مرہم جو بعض اطباء یونانی نے تیار کیا تھا، اب اس میں مرزاجی کا لقب ٹھونس کر یاروں نے پنسار ہٹا کھول دیا، اور بعض مقامات پر ایجنٹ بھی مقرر کر دیئے، اب مرزائیوں میں فروخت ہو رہا ہے اور خوب ٹکے سیدھے ہو رہے ہیں۔ سنا ہے کہ عیسائیوں نے کچھ تعرض بھی کیا تھا۔ شاید پانیئر نے اسی بنا پر مندرجہ بالا نوٹ کیا ہے۔

اس کے جواب میں اڈیٹر الحکم نے بجائے اس کے کہ پانیئر کو برا بھلا کہتا، عیسی مسیح پر عہد نامہ جدید کے حوالے سے خوب اپنی جبلی مرزائیت کا نزلہ جھاڑا ہے۔

کیا قہر طعن بو الہوس بے ادب ہوا
جرم رقیب قتل کا میرے سبب ہوا

آگے چل کر الحکم نے مرزاجی کو گورنمنٹ کا سچا خیرخواہ ثابت کرنے کے لئے ان جلسوں کا ذکر کیا ہے جو قادیان میں دربارہ انسداد طاعون ہوئے تھے اور گورنمنٹ پنجاب نے ان کا اعتراف کیا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسے جلسے بہت سے مقامات پر ہوئے ہیں، مگر کیا وہ سب مسیح موعود اور نبی اور امام الزمان ہیں۔ پھر جب آپ طاعون کا انسداد چاہتے ہیں تو اپنے ایڈی کانگ کو جو آسمانی باپ نے بھیجا ہے دھکے دیتے ہیں، بھلا آسمانی باپ خفا نہ ہو، تو کیا ہو۔

مرزاجی کے دلائل بھی عجیب وغریب ہیں۔ میرے زمانے میں طاعون آیا پس میں مسیح موعود ہوں۔ میں جہاد کا مخالف ہوں، اس لئے مسیح موعود ہوں۔ میں نے طاعون کو خود ہی بلایا اور خود ہی جلسے کر کے اس کی دم میں نمدا کرنا چاہا اس لئے مسیح موعود ہوں۔ عیسی مر گئے، میں اس لئے مسیح موعود ہوں۔ دنیا میں بدکاریاں ہو رہی

ہیں یہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھیں اس لئے میں مسیح موعود ہوں۔لوگوں کی ہلاکت کی پیشین گوئیاں کرتا ہوں اگر چہ کوئی پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی مگر میں ضرور مسیح موعود ہوں۔کشمیر میں عیسی کی قبر ڈھونڈھ لی،اس لئے میں مسیح موعود ہوں۔ ماشاءاللہ مرزاجی کیا ہیں مرہم عیسی سے بھی بڑھ کر بوالعجبیوں کے معجون مرکب ہیں۔اللہ سلامت رکھے یاروں کے لئے دل لگی کا مشغلہ تو ہے۔

دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں
ورنہ یاں بے رونقی سود چراغ کشتہ ہے

اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۶۔جلد ۲۲و۲۴ص ۶۔۷)

تسبیح یا عقد انامل

زنار باندھ سجہ صد دانہ توڑ ڈال
راہ رو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

مرزاجی سے کسی نے سوال کیا تھا کہ تسبیح ہاتھ میں لے کر بعد نماز ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا کیسا ہے۔، مرزاجی نے بڑے اینچ پیچ سے اس کا جواب گول مٹول دیا اور بالآخر کہہ دیا کہ یہ جو تسبیح ہاتھ میں لے کر بیٹھتے ہیں یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔غالباً اس کا مقصود یہ تھا کہ تسبیح کے ذریعہ سے خدا کا ذکر کرنا ریاء میں تو داخل نہیں،مرزاجی کے جواب سے یہ معلوم ہوا کہ ریاء میں داخل ہے۔مرزاجی ۴۴ کے ایر پھیر میں تو آئے مگر یہ نہ بتایا کہ عقد انامل مسنون ہے،سائل اس پر عمل کرے۔

ریاء بے شک بری چیز ہے اور شرک میں داخل ہے اسی واسطے ریاء کبھی مرزاجی کے پاس بھی نہیں پھٹکی۔تسبیح کا ہاتھ میں رکھنا تو ریاء ہے لیکن شیطان کی آنت سے لمبا منارہ تعمیر کرانا جو کوسوں سے زائرین (مرزائین) کو نظر آئے ریاء نہیں۔اپنی تصویریں کھچوا کر شائع اور فروخت کرنا اور مرزائیوں کو دینا کہ اپنے گھروں میں رکھیں اور مرد وعورت ہر وقت درشن اور ڈنڈوت کیا کریں ریاء نہیں۔پیشین گوئیوں کے لمبے چوڑے اشتہارات

شائع کرنا ریاء نہیں۔ آپ جواب دیں گے کہ میں مامور من اللہ ہوں یہ ریاء نہیں بلکہ تبلیغ ہے، اور آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ تصویروں اور اشتہاروں وغیرہ کے ذریعے سے اپنی بروزیت کو بانس پر چڑھاتے رہیں۔ لیکن سینکڑوں حماقتیں اور غلطیاں جو آپ سے سرزد ہوتی ہیں ان کی تبلیغ نہیں کی جاتی۔ انبیاء کرام کو بعض اوقات بذریعہ وحی تنبیہ ہوئی ہے مگر آپ انبیاء کرام سے بھی بڑھ کر معصوم ہیں۔ بھلا مرزا جی سے غلطیوں اور لغزشوں کا کوئی اقرار تو کرا لے۔ مرزائی اخبارات اور تمام مرزائی جان کو آجائیں اور قابو چلے تو تنبیہ کرنیوالے کو پھانسی پر لٹکا دیں۔ اجی حضرت مرزائی جہاز تو ریاء ہی کی بادبانی سے فریب کے سمندر میں چل رہا ہے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۶۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔ ۸)

نیچریوں پر مرزا کا سبّ وشتم

الحکم ۲۴ جون گزشتہ میں (بذیل مسیح موعود کی تعلیم) مرزا جی اپنے مریدوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

جب تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنی ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اون کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں، وہ مردے ہیں، خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ مضمون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں اور خدا کو ہر چیز پر قادر نہیں جانتے۔ وغیرہ

اس کے جواب میں نیچری کہیں گے کہ ہم تو کس قابل ہیں یہ سب کچھ حضور ہی اپنی تعریف فرما رہے ہیں۔ ہم نے قانون قدرت کو کبھی محدود نہیں کیا، حضور نے محدود کر دیا۔ آپ ہمارے ہی بتائے ہوئے نیچر کی نقل اتار رہے ہیں مگر بھونڈی۔ آپ ہمارے بعض خیالات کا خاکہ اوڑا رہے ہیں، مگر غلط۔ جس سے اوروں کی آنکھوں میں نہیں بلکہ اپنی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ ہم ادرک کی ایک گرہ لائے آپ نے بندر بن کر منارے کے مندر کے اندر پنساری کی دکان کھول دی، اور دنیا کے تجارتی بندروں پر بروزی دساور کی کھیپ بھجوا دی۔ آپ کے پاس جو کچھ ہے ہمارا ہی اولش اور فضلہ ہے جو تو ند شریف یکساں فی الربیع والخریف میں نہیں پچا اور بدہضمی ہوگئی اور بدہضمی تکمہ اور تخمہ کا کالرا (ہیضہ) بن کر تعدیہ کر گیا۔ الٰہی توبہ۔

آپ بخوبی اپنا اطمینان فرمائیے کہ ہم لوگ قانون فطرت وقدرت کو ہرگز محدود نہیں بتاتے۔ خدا تعالی فاطر السماوات والارض ہے۔ وہ فطرت کا پیدا کرنے والا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ جب وہ ہر شئے پر قادر ہے تو فطرت پر بھی قادر ہے۔ جس طرح حکمت وقدرت وغیرہ اس کی غیر محدود صفات ہیں اسی طرح فطرت بھی اوس کی ایک لامتناہی صفت ہے۔ ہاں حضور (مرزا قادیانی) نے اپنی محدود عقل کے موافق فطرت کو حد بست کر دیا ہے۔ کیا معنی کہ معجزات انبیاء احیاء اموات وغیرہ کے آپ منکر ہیں، حالانکہ وہ درحقیقت معجزات قدرت یعنی سب خدا کی طرف سے ہیں، کیونکہ کسی نبی نے اپنے اختیار سے معجزات دکھانے کا وعدہ نہیں کیا، ہر معجزہ میں لفظ اذن اللہ موجود اور ماخوذ ہے۔ بھلا انبیاء کرام ایسا شرک کب گوارا کر سکتے تھے جس کا ارتکاب خود بدولت فرمارہے ہیں کہ طاعون میں نے پیدا کیا ہے اور وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہتا ہے، میں اپنے منکروں کو ہلاک کرتا ہوں اور جو لوگ مجھ پر ایمان لاتے ہیں ان کو زندہ چھوڑتا ہوں۔ میں اس صورت میں محیی بھی ہوں اور ممیت بھی۔ قانون قدرت تو محدود ہے جو احیاء اموات نہیں کر سکتا مگر میری بروزی قدرت کا قانون غیر محدود ہے۔ اس نے عیسی مسیح تک کو مار ڈالا اور مرزائیوں کو زندہ کر دیا۔ یعنی جو لوگ مجھ پر ایمان لائے اون کو طاعون نہ مار سکا۔

ہم کو قانون قدرت کا کلیہ عطا کیا گیا ہے نہ کہ اوس کی تمام جزئیات کا علم جن کا احاطہ کوئی انسانی طاقت نہیں کر سکتی اور جو غیر متناہی غیر محدود ہیں ہم اس قانون کو جزئیات پر قیاس کر کے منطبق کرتے ہیں۔ یہ ہمارا قیاس استقرائی ہے جو مفید یقین نہیں مگر حضور (قادیانی) پیشین گوئیاں فرماتے ہیں اور بڑے وثوق کے ساتھ تحریروں اور تقریروں میں للکارتے ہیں کہ اسی طرح ہوگا اور میری پیشین گوئی غلط نہ ہوگی۔ اور چونکہ یہ پیشین گوئیاں قانون فطرت کے خلاف ہوتی ہیں، لہذا بدقسمتی سے ایک بھی پوری نہیں ہوتی۔ ہم ٹھیٹھ اسلام کے موافق نجومیوں اور رمالوں کو مردود سمجھتے ہیں، مگر نجوم اور جفر اور رمل پر حضور کا ایمان ہے کہ بروزی بیت الخلاء میں بیٹھ کر نصرۃ الداخل اور نصرۃ الخارج اشکال رمل کی لکیریں کھینچ دیں اور اون کو پیشانی کی لکیریں سمجھ لیا۔ یہ قانون قدرت کا بالکل خلاف اور اس سے صاف انحراف ہے کیونکہ انسان ہرگز غیب دان نہیں ہو سکتا، نہ کسی نبی اور ولی نے غیب دانی کا کبھی دعوی کیا۔

اور اگر آپ اپنی ساختہ و پرداختہ نیچر کے اقتضاء سے یہ کہیں کہ میں فرمائشی رسول ہوں اور قرآن میں وارد ہوا ہے لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول تو یہ فعل جناب باری کا ہوا، پس اسی پر معجزات انبیاء کو قیاس فرما لیجئے جس میں احیاء اموات بھی شامل ہے۔ اور ہم اوپر گذارش کر چکے ہیں کہ تمام معجزات انبیاء درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔

اللہ سلامت رکھے حضور (قادیانی) کی ذات بھی قابل نمائش مغتنمات سے ہے کہ انبیاء کرام کے جن معجزات کو قانون فطرت کے خلاف بتایا ان کو اپنی بروزیت کی اسٹیج پر نمایاں کیا۔ اس صورت میں آپ خاتم الخلفاء کیا معنی خاتم الانبیاء ٹھہرے۔ انبیاء تو نقض قانون قدرت کے مرتکب نہ ہوئے اور حضور ہوئے۔ اب ہم بجائے اس کے کہ آیت ھذا شئی عجاب فی البدا ھہ پڑھیں، مناسب ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھیں۔

ہم لوگوں سے آپ نے قانون قدرت، قانون قدرت رٹنا ہی سیکھ لیا ہے۔ قصور معاف، حضور کو تو نہ قانون کا علم ہے، نہ قدرت کا، نہ اس لفظ کی ترکیب اضافی کا۔ ہاں یا تو عیسیٰ کے مرنے کا علم ہے یا طاعون کے آنے کا۔ جس کی نسبت آپ فرماتے ہیں کہ آسمانی باپ نے چند سال قبل اس کے آنے کا علم عطا کر دیا تھا۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

مسلمان وہی ہے جو عیسیٰ مسیح کی موت کا قائل ہو

مرزا جی اپنے اخبار الحکم ۲۴ جون میں اپنے مریدوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم نہ اہل سنت ہو، نہ اہل قرآن جب تک عیسی کی موت کے قائل نہ ہو۔

لیجئے عیسی مسیح کی موت جز وایمان بن گئی۔ گویا کہ کروڑوں مسلمان جو موت مسیح کے قائل نہیں کافر ہیں اور جس طرح توحید و رسالت تمام مسلمانوں کا جز وایمان ہے تیسرا جز و موت مسیح ہے۔ مرزا جی نے یہ تثلیث نصاری کی تثلیث کے مقابلے میں گھڑی ہے۔ آپ کی مجددیت کے کیا کہنے ہیں۔

یہ آسمانی باپ کا الہام ہے ورنہ کتاب وسنت میں تو کہیں یہ حکم نہیں کہ جو شخص موت مسیح کا قائل نہ ہو، وہ کافر ہے۔ہم لکھ چکے ہیں کہ حیات مسیح متشابہات میں سے ہے۔ہم کو صرف حیات کا علم دیا گیا ہے، یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کیونکر زندہ ہیں اوران کی حیات کیسی ہے۔ یہ حیات ایسی ہی ہے جیسی شہداء کی حیات بل احیاء و لکن لا تشعرون ۔بس حیات مسیح کے باب میں یہی قول فیصل ہے۔اس کا قائل نہ ہونا کتاب وسنت کا منکر ہونا ہے، ملحد بننا ہے۔کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ عیسی مسیح اسی طرح زندہ ہیں جس طرح روغن بادام میں دم کئے پلاؤ اور سقنقوری اور جند بیدستری معجونیں کھا کھا کر مرزا جی ساٹھے پاٹھے زندہ ہیں۔

حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے آنے کی جو شہادت دی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا ماخذ ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی یہ شان ہرگز نہیں کہ قرآن مجید کے خلاف کوئی حکم دے سکیں۔اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسی مسیح تو اسی صورت میں آئیں گے جب کہ وہ زندہ ہیں۔مگر آپ اس کے منکر ہیں اور آنحضرت ﷺ کو معاذ اللہ کذاب یقین کرتے ہیں۔پس آپ کے اہل سنت اور اہل قرآن نہ ہونے اور ملحد بننے میں کیا شک رہا۔

ہاں یوں کہیے کہ جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں کیونکہ جب عیسی زندہ ہیں تو وہی آئیں گے آپ پر کون ایمان لائے گا اس لئے مرزائیوں کے لئے وفات مسیح جزو ایمان ہے۔پھر مداری کا تماشا تو دیکھئے کہ قرآن سے جب آپ مسیح موعود کا آنا ثابت نہیں کر سکتے تو حدیث کی جانب رجوع لائے اور بجائے حضرت عیسیٰ بن مریم کے جو حدیث میں صراحتاً موجود ہے خود مسیح بن گئے۔گویا مسیح کے واسطے حدیث کا انکار ہے اور اپنے واسطے اقرار۔حضرت عیسی مسیح کی موت تو قرآن سے لی اوران کا آنا (نہیں اپنا آنا) حدیث سے لیا ،اور دجالوں کا آنا حدیث میں ہے،اس پر ناک بھوں چڑھائی کیونکہ اس سے آپ بھی دجال بنتے تھے۔تعجب ہے کہ دجال تو اب تک بھی نہیں آیا اور مسیح موعود آ کودا۔دجالوں کے آنے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے تشریف لانے کی حدیث غلط اور پسر آلنقوا اور خدا کے بمنزلہ ولد (لیپا لک) کا آنا اور اپنی اردلی میں طاعون کا لانا صحیح ہے۔

ہر کہ شک آرد بروزی گردد۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۳)

مرزائے قادیانی کی رسالت

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اب مرزا قادیانی نے نبوت اور رسالت کا کھلے طور پر دعوی کر دیا ہے جیسا کہ اپنے تحریری بیان میں جو بمقدمہ مولوی کرم الدین صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی داخل عدالت کیا ہے، یہ بھی لکھایا ہے کہ میں نبی ہوں اس لئے میں اپنے مخالفین کو کذاب کہہ سکتا ہوں۔ ایسا ہی مولوی محمد علی گواہ نے اپنی شہادت میں لکھایا ہے۔ یہ امر کہ مرزا صاحب قادیانی کی تصانیف میں اس کی تردید خود موجود ہے اور فی زماننا دعوی نبوت کو آپ اپنے قلم سے کفر لکھ چکے ہیں، اسکی تشریح کسی دوسرے موقع پر لکھوں گا، فی الحال یہ لطیفہ ناظرین کو سناتا ہوں کہ ۱۵ جون کو حافظ عبدالقدوس قدسی (جو مرزائیوں کا گواہ بمقدمہ یعقوب علی ہے) شہادت دے رہا تھا، تو مولوی کرم الدین صاحب کے ایک سوال پر اس نے اپنا الہام یہ سنایا کہ

ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ خدایا مجھے مرزا جی کے بارے میں اطلاع بخش کہ وہ نبی ہیں کہ نہیں۔

مجھے الہام ہوا کہ لست مر سلاً (تو رسول نہیں)۔

حاکم نے پوچھا کہ کیا یہ خطاب آپ سے تھا۔ گواہ نے کہا کہ حضور میں نے دعوی رسالت کیا ہی نہیں تھا۔ اور نیز دریافت بھی مرزا کی نبوت کے بارے میں تھی۔ یہ الہام مرزا جی کی نسبت ہی میں نے سمجھا کہ وہ رسول نہیں ہیں۔ خوب ولی را ولی مے شناسد۔ مرزا جی بھی الہامی تھے، قدسی کا الہام ان کی ہی قلعی کھولنے لگا۔

یہ عجیب امر ہے کہ مرزا جی کو بجائے آیات قرآنی کے شعرائے جاہلیت (کفار کے) کلام کے الہام ربانی شروع ہوئے ہیں۔ چنانچہ تازہ الہام جو اخبار الحکم میں چھپا ہے

عفت الدیا ر محلھا و مقا مھا

یہ مشہور شاعر جاہلیت (کافر) لبید کا شعر ہے جو سبعہ معلقہ میں ہے۔ معاذ اللہ پھر تو کلام رحمانی (الہام) اور کلام شیطانی (جاہلیت کے اشعار) میں کچھ تمیز ہی نہ رہی، حالانکہ مرزا جی اپنے ان الہاموں کو وحی محفوظ قرار دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ راقم: از گرداسپور۔ (پیسہ اخبار)۔ (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء۔ ص ۳۔۴)

مرزائے قادیان

ہم عرصہ تک بذریعہ اخبارات وضمیمہ شحنہ ہند وغیرہ مندرجہ عنوان مرزا قادیانی اوراس کے وزیروں اورمشیروں کی خدمت میں عرض کرتے رہے کہ پاک لوگوں کو گالیاں دینا، انبیاء کرام کی شان میں کفر بکنا، قرآن مجید کی آیات کی توڑ پھوڑ، الٹے سیدھے الہامات گھڑنا، اورتمام مسلمانوں کی دل آزاری وغیرہ کرنا، بھلے آدمیوں کا کام نہیں۔ مگرحق بات کوتسلیم کرنا اوراپنے مشفق ناصح کا شکرگزارہونا تو بجائے خوداولٹا ہم کو یہ جواب ملتا رہا کہ معاذ اللہ قرآن مجید میں بھی گالیاں موجود ہیں۔ اس پربھی ہم خاموش نہیں رہے، برابر لکھتے رہے اور اگر بالفرض والمحال اگرتمہارا کہنا مان بھی لیا جائے تو خداوندتعالی کو جوحق اپنے بندوں پر ہے وہ ایک بندہ کو دوسرے بندہ پر کیونکر ہوسکتا ہے۔ اگرایک باپ اپنے بیٹے کو برا کہے یا مارے پیٹے، تو غیرآدمی کو کیا حق ہے کہ کسی دیگر شخص کے بیٹے کو برا کہے۔ (مرزاجی کہہ سکتے ہیں کہ میں لیپا لک ہونے اور بمنزلہ ولدی یا اولادی ہونے کے خودمختار ہوں، مگرہم کہتے ہیں کہ لم یلد و لم یو لد والی آیت نے اس مشرکانہ عقیدہ کومٹا دیا ہے)۔

خداوندتعالی کے ہاتھ میں تو ہرانسان کی موت وحیات ہے مگرمرزاجی نے تو باوجود بڑے بڑے دعووں کے کسی اخلاص مندمرید کے ضعف بصر، ضعف دماغ، ٹانگ کی کمزوری کا بھی علاج نہیں کیا۔ زنگی صفت کالے کلوٹے اخلاص مندوں نے خلاف حکم خداورسول مرزاجی کا کلمہ پڑھا، مگرجونورکالی گھٹائیں باندھ کراون کے مبارک چہروں پرآیا ہوا ہے، اس میں ذرہ بھربھی کمی نہ ہوئی بلکہ ترقی روزافزوں ہے اللھم زد فزد۔

خیرہمیں ان باتوں سے کیا تعلق، ہمیں توصرف یہ افسوس ہے کہ باوجود کہنے سننے کے بھی گالی گلوچ اورناحق کو سنے کو جناب موصوف نے جاری ہی رکھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طول طویل زمانہ سے آپ کو عدالتوں کی کارروائیوں سے فراغت ہی نہیں ملتی۔ کبھی وکلاء کے محنتانوں کی فکر، کبھی میڈیکل سارٹیفکیٹوں کے حاصل کرنے کے لئے سول سرجنوں کی فیس کا غم، کبھی معتبرگواہوں کے بہم پہنچانے کا اندیشہ، وغیرہ۔

دغا کا مقدمہ جومولوی کرم الدین پردائرتھا ڈسمس ہوا، اوردس بارہ الہاموں کا ناحق خون ہوگیا۔ مولوی صاحب والے مقدمہ میں جناب موصوف پرفردقراردادجرم لگ چکی تھی، مگرلالہ چندول صاحب کی

تبدیلی پرازسرنوتحقیقات شروع ہوئی اورنئی تحقیقات میں مرزاصاحب کی نازک حالت سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے ادعائے رسالت سے رجوع بحق کرلیا ہے مگر بظاہر زبان سے اقرار نہ کریں کیونکہ تقریر اور تاویل کا میدان تو بہت وسیع ہے۔اگرعبداللہ آتھم کارجوع بحق سمجھا جاوے تو مرزا جی بھی اس رجوع بحق سے بچ نہیں سکتے۔اگر مقدرسے بچ گئے تو بہت اچھلیں کودیں گے،اورکہیں گے کہ ہم نے اپنا الہام ظاہر کردیا تھا کہ آخرالامر ہماری ہی جیت ہوگی۔اگرکچھ ہرج مرج ہوگیا اور جرمانہ یا قید کی سزامل گئی،تو مریدان مخلصان یہ تاویل کرکے اپنے دل کوتسلی کرلیں گے کہ کیا پہلے پیغمبروں کوتکلیفات پیش نہیں آئیں؟اور بالخصوص کیا حضرت یوسفؑ اتنی مدت قید خانہ میں نہیں رہے۔گوایک ادنی سمجھ کا آدمی بھی جانتا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے ارتکاب فعل سے بچنے کے لئے رب السجن احب الیّ مما یدعوننی الیہ، قیدخانہ کواپنی ذات پرلازم کیا تھا مگرمرزا جی نے عمداً ایک خدا کے ماننے والوں،قرآن شریف پرایمان رکھنے والوں،آنحضرتﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کوصریح گالیاں دیں۔حضرت مولانا نذیرحسینؒ صاحب دہلوی حضرت پیرمہرعلی شاہ صاحب جیسے پاک لوگوں کے حق میں جوجوجگرخراش سخت کلمات مرزاصاحب کی قلم وزبان سے نکلے اون کااعادہ کرتے وقت بدن کے رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔کاش مسلمان جیتے جاگتے ہوتے اورمرزاصاحب قادیانی کی تصانیف پڑھ کردیکھتے کہ اوس میں کس قدرقرآن شریف کی ہتک کی گئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مرزاصاحب ان جرموں کی پاداش میں جس قدرسزائیں بھگتیں عین حق اورانصاف ہےاورخداوندتعالی جودیرگیراورسخت گیرہے،مرزاصاحب کوان بےادبیوں کامزاضرورچکھاوے گا۔چنانچہ حال ہی میں ایک خط خاص قادیان سے ہمارے ایک دوست کے نام آیا ہے جس میں مرزاصاحب کی نازک حالت بیان کی گئی ہے۔اس پرہم بغیرافسوس کے کیا کہہ سکتے ہیں۔وہ خط یہ ہے:

ازقادیان مغلاں یکم جون۱۹۰۴ء۔

پیارے بھائی...صاحب۔سلام علیکم۔خدا آپ کوخوش رکھے۔آج عنایت نامہ آیا،بہت خوشی ہوئی ۔حسب الحکم جناب کے مرزاصاحب قادیانی کےحالات درج عریضہ کرتا ہوں۔

وہ توآج کل گورداسپورکی عدالت میں صبح سے شام تک پیش رہتے ہیں۔عدالت برخاست ہونے

پر تاریخ ڈال دی جاتی ہے (پھر کل صبح) سبحان اللہ، بیچارے پیغمبر نہ ہوئے .... ہوئے ...جس کا دل چاہا عدالت میں لے گئے اور جناب مرزا صاحب کی اچھی طرح سے ...کی۔

مقدمہ صرف اس بات کا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں شائد کسی کے بارے میں سخت و سست لکھا تھا۔ آج کل زنانوں کو باغ و بہار کی سیر تو درکنار دو وقت کا کھانا بھی نہیں سوجھتا کیونکہ مرزا صاحب کیلئے رات دن دعا مانگی جاتی ہے کہ خداوند کریم ان کو خیریت سے لائے۔

سیر و تماشے تو جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے۔ سنا گیا ہے کہ عدالت میں منٹ منٹ کے بعد مرزا صاحب پانی مانگتے ہیں اور زبان خشک ہوتی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہاں تک سچ ہے، کیونکہ مجھ کو دیکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا اور نہ خدا کبھی ایسا کرے۔ یہاں گاؤں (قادیان) میں تو کچھ دنوں پلیگ خوب زوروں پر تھا بلکہ شہر میں ۳۵۰ کے قریب کیس ہو گئے ہیں۔

سنا گیا ہے کہ کئی مرید مریض یہاں سے روانہ کئے گئے ہیں خفیہ طور پر جن کو پلیگ ہو گیا تھا مرزا صاحب کے دولت خانہ میں ڈس انفیکٹ Disinfect کرنے کی انگیٹھیاں موجود ہیں۔ اور فنائل کی بوتلیں اور مشک کافور کے بکس۔ بارے بہت احتیاط کی جاتی ہے۔

حیرانی کی بات ہے کہ خدا اپنے پیغمبروں کو بھی خطرہ میں رکھتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مرزا صاحب اور ہم لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ مرزا صاحب کا فرمان تھا کہ قادیان دارالامان ہے، اگر واقعی یہ بات ہے تو پھر اتنی تکلیفیں کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جہاں تک معلوم تھا عرض کر دیا۔ راقم...

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔ ۷)

مرزا جی کی تعلیم

الحکم میں مرزا جی کی تعلیم کا جو سلسلہ چھڑ رہا ہے وہی پرانی دہرانی باسی تباسی دقیانوسی باتیں ہیں کہ زنا چوری، جعل سازی، دغا بازی وغیرہ کے مرتکب نہ ہو۔

ادنی سے ادنی مذہب والے بھی مذکورہ بالا افعال کو قبیح اور مذموم سمجھتے ہیں، آپ نے خاتم الخلفاء اور

بروزی اورامام الزمان بن کرکون سا تیر مارا۔حضرت عیسی مسیح کو مارا تو کیا کمال کیا، یہودی آپ سے پہلے اون کو مار چکے تھے۔آنحضرتﷺ کی جسمانی معراج اورانبیاء کرام کے دیگر معجزات کا انکار کیا تو کون سا نیا کام کیا، دہریہ وغیرہ ملحدین آپ سے بہت زیادہ اورزبردست دلائل کے ساتھ انکار کر چکے ہیں اوراب بھی موجود ہیں ۔نماز،روزہ، وغیرہ وہ باتیں ہیں کہ ہر نبی نے ان کا حکم دیا ہے۔البتہ یہ جدت ضرور دکھائی ہے کہ حج کو جانا اور بجز قادیان میں جھونکنے کے زکوۃ کا روپیہ مستحقین کو دینا اپنی امت پرحرام کر دیا ہے۔لیکن درحقیقت یہ بھی کوئی بڑی جدت نہیں، لاکھوں نئے تعلیم یافتہ مسلمان حج اورزکوۃ دینے کے خلاف ہیں۔آپ نے زکوۃ کوحرام تو نہیں کیا مگر یہ حکم دیا ہے کہ مجھے دو۔حج کے لئے ...یہ حکم دیا کہ قادیان کا حج کرو۔سو یہ بھی کوئی بڑی جدت نہیں۔.. لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جوحج کرنے اورزکوۃ دینے کوموت جانتے ہیں۔یہ قارون کے سگے آپ سے کہیں بڑھ کر مسیح موعود ہیں۔

اگرآپ نے اپنے کوآسمانی باپ کا لیپا لک بنایا تو اپنی مجددیت اور بروزیت کی لٹیا ڈبودی۔عیسائی تو عیسی مسیح کوحقیقی ابن اللہ بتا چکے ہیں آخرحقیقی بیٹا تو لیپا لک سے افضل ہی ہوتا ہے۔لیپا لک بنانا تو مجبوری کی حالت میں ہوتا ہے کہ کسی طرح دنیا میں نام تو قائم رہے۔ہاں آسمانی باپ پر احسان رکھنے کی یہ جدت ضرور دکھائی کہ اس کا نام باقی رکھا اور مقطوع النسل..ہونے سے بچایا، ورنہ وہی مثل صادق آتی کہ مرگئے مردود فاتحہ نہ درود۔عیسی مسیح معاذ اللہ ناخلف تھے کہ مرگئے آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے اورآسمانی باپ کی بادشاہی کوابدالآباد تک چلائیں گے۔

مرزا جی کوذرا حیا اورشرم نہیں کہ کتاب وسنت کولغو اورفضول قرار دے کر دنیا میں اپنی جدید اورملحدانہ تعلیم پھیلاتے ہیں۔کلام مجید میں وارد ہے الرحمن علم القرآن کیا قرآنی تعلیم سے بڑھ کرانسانی تعلیم ہوسکتی ہے۔...کتاب وسنت میں کون سی بات موجودنہیں لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین سنت قرآن مجید کی شرح ہے۔اس سے بڑھ کر کوئی شرح نہیں ہوسکتی جس کے متعلق محدثین اورمجتہدین فرما گئے ہیں اور ہرزمانے کےعلماء قیامت تک فرماتے رہینگے اورکسی جعلی نبی کی تعلیم کی مطلق ضرورت نہ ہوگی لفظ تعلیم سے صاف طور پرسمجھا جاتا ہے کہ مرزا جی کی کوئی جدید تعلیم ہے جو مذہب اسلام کی تعلیم کے

علاوہ ہے۔اور حقیقت میں بھی یہی بات ہے، ورنہ بجائے تعلیم کے لفظ تذکیر یا تفہیم ...ہوتا۔علماء دین برابر وعظ فرماتے ہیں مگر یہ کوئی نہیں کہتا کہ مولوی صاحب دین اسلام کی تعلیم فرما رہے ہیں کیونکہ تعلیم کا لفظ فقط بمقابلہ جہل کے بولا جاتا ہےاور جہل سے زمانہ جاہلیت اور زمانہ کفر مراد ہے۔خدا تعالی تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔مگر مرزا جی یہی سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب بھی زمانہ جاہلیت میں ہیں۔معاذ اللہ

اصول اسلام سے ہر مسلمان واقف ہے۔وہ خوب جانتا ہے کہ زنا چوری دغا بازی سود خوری شراب خوری وغیرہ افعال ممنوع اور درخور مکافات ہیں بلکہ جو لوگ شیطان کے اغوا سے افعال مذکورہ بالا کے مرتکب ہوتے ہیں وہ بھی ان کو برا سمجھتے ہیں۔پس علماء ہمیشہ اپنے وعظ میں افعال بد پر تنبیہ کرتے اور مسلمانوں کو ان سے بچاتے اور ان کی برائیاں اور وعید یاد دلاتے رہتے ہیں نہ یہ کہ وہ اسلام کی تعلیم دیتے ہیں۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء۔،جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

سوال و جواب

ہمارے ایک قدیمی دوست ہم سے پوچھتے ہیں کہ مدت سے آپ نے ضمیمہ شحنہ ہند میں لکھنا چھوڑ دیا ہے، کیا آپ طاعون سے ڈر گئے ہیں یا مرزا کے مشن کو درست سمجھنے لگے یا قادیانی کے مریدوں کی کثرت سے ڈر گئے۔وغیرہ

جواب: جناب من! سلمہ اللہ تعالی۔جواب تو اس قدر طویل ہے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتا ہے مگر کم فرصتی کے باعث مختصر کیا جاتا ہے۔اگر آپ نے اس بارے میں مفصل پوچھنا چاہا تو کسی خاص وقت میں گجرات تشریف لاویں اور اپنی تسلی کر لیں۔

ا۔ضمیمہ شحنہ ہند خداوند تعالی کے فضل و کرم سے نہایت عمدگی کے ساتھ چل رہا ہے اور مولانا شوکت قلم کے ایسے زبردست ہیں کہ اکیلے بس ہیں اور بقول سعدی

چو کارے بے فضول من بر آید　　مرا در دے سخن گفتن نشاید

علاوہ ازیں میں ایک محنت مزدوری کرنے والا آدمی ہوں۔ روزی کے دھندے سے کم ہی فرصت ملتی ہے۔ میں لوگوں کی جیبیں خالی کرا کر تر لقمے سے اپنی محنت مزدوری کی خشک روٹی کو ہزار گنا ترجیح دیتا ہوں۔

۲۔ طاعون سے (جو حکم ربی ہے) ڈرنے والے ایک طرح سے مشرک ہوتے ہیں اذا جاء اجلھم پر میرا پورا پورا ایمان اور یقین ہے۔ اس پر بھی خدا تعالی کا ہزار احسان اور لاکھ کرم ہے کہ باوجود اس عالمگیر بیماری کے یہ عاجز اب تک صحیح و سالم ہے، اور میرے تمام رشتہ دار بھی فضل خدا سے محفوظ ہیں اور جس موضع کا میں باشندہ ہوں اوس کا ہر ایک بشر آج تک بال بال بچا ہوا ہے۔ الحق۔ ذلك فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم

چونکہ موت ایک حکم ربی ہے اس کے حضور سر تسلیم خم ہوں۔ طاعون کا خوف سب سے زیادہ مرزائے قادیانی کو ہے جو ڈس ان فیکٹ disinfect کرنے کی انگیٹھیوں، فینائل کی بوتلوں وغیرہ سے کام لے رہے ہیں۔

۳۔ تیسری بات یعنی مرزا جی کے مشن کو درست سمجھنے کے بارے میں جو آپ نے تحریر کیا ہے، اس سے مجھے سخت صدمہ پہنچا۔ بھلا خداوند تعالی کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر جس کا ایمان ہے وہ کیوں کر ادعائی رسول اور جعلی نبی کے مشن سے ڈر سکتا ہے۔ مرزا جی کے مشن کو ابتداء سے لے کر آج تک میں نے دیکھا ہے۔ مرزا جی اور اگنی ہوتری (دیو دہرم کے بانی) ایک ہی پڑ دادے کی مٹی ہیں۔ اسکے ثبوت میں رسالہ ہندو باندھو یا... میں مرزا جی کے مضامین اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ضرور کامیاب ہو جاوے گا۔ مرزا جی نے چند صوفیوں کے اقوال کو... دیا اور قرآن مجید کی آیات کو توڑ کر ایسے الہاموں کے نام سے نامزد کیا جو پبلک کے سامنے پیش ہوتے رہتے ہیں اور حضرت مولانا روم کے اشعار جن کے حسب حال ہیں:

چند دزدی عشر از ام الکتب
تا شود رویت تلون ہم چو سیب
چند دزدی حرف مردان خدا
تا فروشی و ستانی مرحبا

رنگ بر بستہ تر گلگوں نہ کرد
شاخ بر بستہ ترا عرجوں نہ کرد
عاقبت چوں چا در مر گے رسد
از رخت ایں عشر ہا اندر فتد

میں نے عرصہ دراز تک اس نرالے اور انوکھے مشن کی کتابوں کا مطالعہ اور ان کے حال و چال اور اقوال کا موازنہ کیا، تو مجھے مولانا روم کے اس مقولہ کی تصدیق کرنا پڑی

ایں نہ مردانند ایں ہا صورت اند
مردہء ناں اند کشتہ شہوت اند

پس میں اس لم یلد و لم یو لد خدا کو چھوڑ، اور اس پاک کتاب کے احکام جس کی شان میں لا یأ تیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (فصلت۔ ٤٢) ہے، منہ موڑ، اور اس پاک اور معصوم رسول فداہ ابی وامی سے جس کی شان میں ہے محمد رسول اللہ محبت توڑ کر، اگر کسی اور جگہ کا رخ کروں تو کیوں کر دونوں جہان کی روسیاہی خریدوں۔ پس میں خداوند تعالی کی درگاہ میں نہایت عجز و زاری کے ساتھ دعا مانگتا ہوں کہ جو عقیدہ اپنا اوپر بیان کر آیا ہوں اسی پر میرا حشر ہو۔

۴۔ رہا مرزا جی کے مریدوں کا ڈر، سو اس کی بابت نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جس جس نے اس عاجز سے مکالمہ کیا، ہر ایک پر حق پیش کر دیا۔ مگر بعض کو اس قسم کا ضدی اور ہٹیلا پایا کہ باوجود ان کے لنگڑے عذرات توڑ دینے کے بھی انہوں نے اپنی ہٹ کو نہیں چھوڑا۔ ان پر خدا تعالی اپنا رحم کرے۔ پس ایسے لوگوں سے ڈرنا سراسر نامردی ہے۔ ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے، نہ کسی قسم کی صداقت۔ محض مولوی نور الدین کے چند عارضی فصیح الفاظ ہوتے ہیں جب وہ ختم ہو جاتے ہیں تو دم دبا کر بھاگتے ہیں اور میں آپ کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں

ہاں بتا سپر نے فگنی از حمہ فصیح
کورا جز این مبالغہ مستعار نیست
دیں در زو معرفت کہ سخنداں سجع گو

بر او صلاح دارد و کس در حصار نیست

راقم ۔ا۔د۔از گجرات ۔(مولوی امام دین گجراتی)۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۷۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

مرزا جی کا خروج فتنہ عظیم ہے

اگر خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نبوت کا دعوی نہ کرتا ،اور ۲۷۸ھ میں محمدان بن قرمط نے اپنے کو حکمۃ اللہ الموعود نہ بنایا ہوتا ،اور کعبہ پر حملہ کر کے کعبہ کا دروازہ نہ ڈہایا ہوتا ،اور چھیاسی سال تک اپنا فتنہ قائم رکھ کر بالآخر خلیفہ جوہر القائد کے ہاتھ سے فی النار نہ ہوا ہوتا ،اور اگر شیخ محمد خراسانی نے دسویں صدی میں عیسی موعود کا دعوی نہ کیا ہوتا ،اور حاکم سندھ کے ہاتھ سے قتل نہ ہوا ہوتا ،اگر المنصور کے زمانہ خلافت میں ابی عیسی اصفہانی مسیح موعود نہ بنا ہوتا ،اور پھر وہ اور اس کے تمام اصحاب شہر رے میں جدال وقتال کر کے قتل نہ ہوئے ہوتے ،اور اگر خود ہمارے زمانہ میں مہدی سوڈانی پیدا نہ ہوا ہوتا ،اور انگریزی فوج کے ہاتھوں قتل ہو کر اور پھر مزار اکھاڑ کر اس کی ہڈیاں تک نیل میں نہ بہائی جاتی ،تو شاید بعض لوگ یقین کرتے کہ مرزا جو اپنے دعووں میں منفرد سے سچا ہے ورنہ کیا معیار ہے کہ گزشتہ دجال تو جھوٹے تھے اور مرزا جی سچے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی سچے دجال تھے اور مرزا جی بھی ان سے کم نہیں ۔

تمام مذکورہ بالا دجالوں نے یہی دعوے کئے ہیں جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں ۔پس موجودہ زمانہ کا دجال گزشتہ دجالوں کا مقلد اور کاسہ لیس ہے ،اس میں ذرا بھی جدت نہیں ۔ہاں یہ جدت تو ضرور ہے کہ گزشتہ دجال سوڈان اور عرب میں پیدا ہوئے اور مرزا قادیانی ہندوستان میں جہاں مختلف مذاہب کی کا..

مرزا جی عیسائیوں کے واسطے آسمانی باپ کے لیپا لک بنے ،اور ہنود کے واسطے بروزی (تناسخی) کلجگ اوتار یا کرشن کنہا کی مورتی بنے ،مگر وائے حسرت کہ کسی نے اون کے نام کا کتا بھی نہ پالا ۔گزشتہ دجالوں کی تقلید تو کی مگر یہ نہ دیکھا کہ سوڈان اور عرب کے لوگ ایک ہی قوم اور مذہب کے ہیں ۔اسلئے وہاں دجالوں کی دال گل گئی ہندوستان تو مختلف مذاہب کا ملک ہے یہاں لوہے کے چنے چبانے معدے کو خرابی میں ڈالنا ہے ۔

مرزا صاحب اپنے مورثوں کی تقلید پر دعوی تو بڑے بڑے کر بیٹھے مگر وہ جذبہ وضبط وہ حوصلہ کہاں سے لائیں۔ مورثوں نے اپنی عیاری سے نقل کو اصل کر دکھایا، انہوں نے عام جوش پھیلا دیا۔ اس زمانہ کی گورنمنٹوں کو ہلا دیا۔ ہر طرح کا جلالی کرشمہ دکھایا۔ مرزا جی کو جلال کے نام سے لرزہ طاری ہوتا ہے۔ گزشتہ دجالوں نے ہر طرح کے سامان سے لیس اور چست اور کیل کانٹے سے ڈریس اور درست ہو کر گورنمنٹ کو ہی ڈانٹ بتائی اور کھلم کھلا جہاد وجدال (قتال) کیا مگر مرزا جی کا ضعف اور بزدلی دیکھئے کہ جہاد کے نام سے انہیں لرزہ چڑھتا ہے۔ گورنمنٹ کی غلامی کا بار بار اعلان اون کے مسیح موعود ہونے کی منادی اور نوٹس بلکہ دستاویز ہے۔ گزشتہ دجالوں نے کسی گورنمنٹ کو جوتی کی نوک کے برابر بھی نہ سمجھا، اور برٹش گورنمنٹ کی جوتی آپ کا تاج ہے۔

جب آپ خدا کی طرف سے امام الزمان اور حجۃ اللہ ہیں اور خدا کا ہاتھ آپ کے سر پر ہے، تو کسی کا کیا خوف۔ اور پھر ایسی ہی کمزوریوں نے تو مسیحیت اور مہدویت کو خاک میں ملا رکھا ہے۔ آپ خوش قسمتی سے برٹش جیسی آزاد اور آزادی بخش گورنمنٹ کے عہد میں مہدی بنے ہیں۔ کوئی دوسری متعصب گورنمنٹ ہوتی تو مزہ آتا۔

ہم نے جو فتنہ عظیم کا لفظ عنوان میں لکھا ہے تو مراد بالفعل دین اسلام میں فتنہ پیدا کرنا ہے نہ کہ سلطنت کے انتظام یا دنیا کے امن میں خلل ڈالنا۔ کیونکہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ ہاں خدا گنجے کو ناخن نہ دے، رفتہ رفتہ ایسا بھی ہو جائے تو کیا عجب ہے۔ چھوٹی سی چنگاری یا دیا بکس کی تیلی اوائل میں بالکل بے حقیقت ہوتی ہے جس کو جوتی سے رگڑ سکتے ہیں، لیکن تھوڑی سی غفلت میں عالم گیر آگ ہو جاتی ہے جس کا سمجھانا انسانی طاقت سے باہر ہو جاتا ہے۔

میرے پاس دو لاکھ قلم بند والنٹیئر ہیں۔ ہم کہتے ہیں دو لاکھ نہیں، دس لاکھ ہیں، مگر یہ کٹھ پتلیاں کس مرض کی دارو ہیں جبکہ اپنے جبروت سے مثل فوج مہدیاں گزشتہ دنیا پر سکہ نہیں جما سکتیں اور بزور تیغ امام الزمان کی مہدویت اور مسیحیت نہیں منوا سکیں۔ کوئی کیونکر سمجھے کہ آپ مہدی ہیں۔ کوئی مہدی ایسا نہیں، جس نے گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ایک تہلکہ اور انقلاب عظیم پیدا نہ کر دیا ہو، اور فرمان روا کو مشکلات اور مہمات میں نہ

ڈال دیا ہو۔ اب تو اریخ میں قادیانی مہدی کی لائف اور اس کے کارنامے آنے والوں نسلوں کے دل میں کیا وقعت پیدا کریں گے کہ قادیانی مسیح گورنمنٹ کا غلام تھا، جہاد کے نام سے کانپتا تھا۔ مرزا جی کے کانشنس میں مطلق حرارت نہیں،۔ جبن اور حیز پن نے مہدویت کے انجن کو سرد کر دیا ہے۔ اگر ان کے مورث مہدیان سابق بھی ایسے ہی ہوتے تو تو اریخ میں جلی حرفوں سے ان کی شان میں یہ شعر کیوں کر موزوں ہوتا

رستم رہا زمیں پہ نہ سام رہ گیا
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

کسی نبی نے آج تک اپنے کانشنس کے خلاف نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنے والا منافق ہے، حیلہ گر ہے۔ بدباطن ہے، دنیا ساز ہے نہ کہ نبی۔ لیکن مرزا جی برابر اپنے کانشنس کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ پیشین گوئیاں پوری نہیں ہوئیں مگر اقرار نہیں کرتے اور برابر تاویلیں چھانٹتے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ میں بار بار اپنی غلامی کا میموریل بھیجنا اور اپنی خیر خواہی وفاداری مشتہر کرنا ظاہری خوش آمد اور زمانہ سازی، بالکل کانشنس کے خلاف ہے۔ کیونکہ جب آپ مسیح موعود ہیں اور کسر صلیب اور قتل خنازیر کے لئے دنیا میں آئے ہیں تو صلیبی اور خنازیری گورنمنٹ کو کیوں اچھا سمجھنے لگے۔ مگر عصمت بی بی از بے چادری۔ اس میں بالکل شک نہیں کہ اگر آپ کا قابو چلے تو اپنے تمام مخالفین کو چن چن کر تہ تیغ کر ڈالیں۔ اڈیٹر۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۷۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۴)

آنحضرت ﷺ کا کسر شان

مرزا جی اپنے جہلاء اور حمقاء میں بیٹھ کر یہی کہتے ہیں کہ عیسی مسیح کے زندہ رہنے سے آنحضرت ﷺ کی توہین تھی کہ آپ تو وفات پا جائیں اور عیسی مسیح زندہ رہیں، لہذا میں نے ان کو مار ڈالا، گویا تمام صحابہ اور محدثین اور مفسرین آج تک آنحضرت ﷺ کی توہین کرتے رہے۔

جاننا چاہیے کہ تمام انبیاء کرام کی خصوصیات ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں۔ کسی کو کوئی معجزہ دیا گیا

ہے، کسی کو کوئی۔ مگر یہ آج ہی سنا کہ خصوصیات کے اعتبار سے ایک نبی کے مقابلے میں دوسرے نبی کی توہین ہوتی ہے۔ اگر تمام انبیاء کرام کو ایک ہی معجزہ دیا جاتا تو بہت سے انبیاء کے بھیجنے کی خدا تعالی کو کیا ضرورت ہوتی۔ معجزہ جس شئے سے عبارت ہے وہ درحقیقت خدا تعالی کی شان میں جمال اجلال کا ظہور ہے۔ گویا انبیاء کرام جناب باری کے صفات کمال کے مظہر ہیں، مگر اندھوں کو بجز خیالی منارے کے کیا سوجھے۔

جب دنیا میں شرک و کفر ریاء اور انانیت خودسری اور تکبر گمراہی اور الحاد وغیرہ پھیلتا ہے تو یہ درحقیقت خدا تعالی کی شان جلال و جبروت کا مظہر ہوتا ہے۔ آخر دوزخ کا شکم بھرنے کا بھی تو اس نے وعدہ کیا ہے یوم نقول لجهنم هل امتلئت فتقول هل من مزيد چونکہ انبیاء کی صفت انذار اور تبشیر دونوں ہیں، تو ان صفات کا وقوع بھی یکے دیگرے ضروری ہے۔ پہلے گھنگھور کھٹائیں اٹھتی ہیں، افق پر گھپ اندھیرا چھاتا ہے، کانوں کے پردے پھاڑنے والی اور دلوں میں زلزلے ڈالنے والی رعد کڑکتی ہے، آنکھوں کو چکا چوند کرنے والی بجلی چمکتی ہے، اور پھر باران رحمت کا نزول ہو کر مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت انبیاء کرام کے نازل ہونے کی ہے۔

ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ شرک اور کفر کے طغیان کا ہے اور رفتہ رفتہ اس حد تک پہنچا دیا ہے یعنی ایک دجال کے ساتھ بہت سے دجال پیدا ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور اہل اللہ جناب باری میں رات دن الغیاث کر رہے ہیں اور رو رہے ہیں گڑگڑا رہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں

بر خیز کہ شور کفر برزاست ۔ اے فتنہ نشان آفرینش
مگزار کہ پائمال گردیم ۔ زایں سران آفرینش

پس اب وقت آ پہنچا ہے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہو کر دجالوں کو واصل جہنم کرے، اور یہ جلد ہونے والا ہے انشاء اللہ تعالی، کیونکہ نہ صرف انبیاء کرام کا کسر شان ہو رہا ہے بلکہ خدا تعالی کی صفات اور آیات کا انکار اور اس کی قدرت کاملہ کی توہین ہو رہی ہے۔

حضرت عیسی مسیح کی حیات سے آنحضرت ﷺ کی توہین نہیں ہے، بلکہ مرزا قادیانی کے نبی اور خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بننے سے نہ صرف آنحضرت ﷺ کی بلکہ قرآن کریم اور خود خدا تعالی کی توہین ہے۔ لیپا لک

بننے سے خدایت وحدہ لاشریک لـم یلد و لم یو لد کی توہین ہے۔تصویروں کے رواج دینے سے توحید الٰہی کی توہین ہے۔ بروزی بننے اور تناسخ کا قائل ہونے سے مذہب ہنود کی تائید اور مذہب اسلام کی توہین ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ مرزا جی کی ذات اسلام، خدائے اسلام کی مجسم توہین ہے۔

آنخضرتﷺ نے جو حضرت عیسیٰؑ کے زندہ ہونے (دوبارہ دنیا میں آنے) کی بشارت دی، تو مرزا قادیانی کے نزدیک گویا آپ نے اپنی توہین کی۔معاذ اللہ۔اور مرزا قادیانی کا یہ دعوی کہ عیسی مسیح تو مر گئے میں مسیح موعود ہوں، کیا یہ آنخضرتﷺ کی تکذیب وتوہین نہیں۔ فا عتبروا یا اولی الا بصار۔اڈیٹر۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۴ءنمبر ۲۷۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۶)

آئینہ کمالات کے مندرجات پرسعداللہ کا فارسی کلام

جناب منشی سعداللہ لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ آئینہ کمالات اسلام (دافع الوساوس) کے صفحہ ۲۸ میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

یاد کن وقتے کہ در کشفم نمودی شکل خویش
یاد کن ہم وقتِ دیگر کآمدی مشتاق وار
آ نچہ ما را از دو شیخ شوخ آزارے رسید
یا رسول اللہ بہ پرس از عالم ذو الاقتدار
نام من د جا ل و فعا ل و کا فرے بنہا دہ اند
نیست اندر زعم شا ن چو ں من پلید و زشت و خوار
نام من دجال و ضال و کافرے بنہادہ اند
نیست اندر زعم شان چون من پلیدو زشت و خوار
ہیچ کس را بر منِ مظلوم و غم گین دل نسوخت

جز تو کاندر خواب ہا رحمت نمودی بار بار
یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آ ں جما لے آ ن ر خ آ ں سو رتے رشک بہا ر

اس پرندائے غیب

مرسل یزداں و عیسی نبی اللہ شدے
باز خواہی ضال و دجالت نخوانند اے حمار
ناصر مرتد چنیں الفاظ دارد بر زباں
اپنے مرسل کی مدد کر اے خدا لیل و نہار
ہیچ ظالم تر نباشد از تو زیر آسماں
افتراء بندی بذات ایزدِ ذو الاقتدار
اہل دین بعد از نصیحت کیف آ سے خوانده اند
مومنے باشد چگونہ کافرے را غمگسار
عیسی مریم شود آلنقوا زادے چساں
مہدی آل محمد چوں شود کس از تتار
گاہ خود را فارسی الاصل بنمودی و گاہ
حارثے گشتی و ذات بہر خود کردی وثار
آنکہ آوردست اخبار از حقیقت بے خبر
و آن حقیقت بر تو اے دجال گردید آ شکار
شعبدات و لہو و عجل سامری شد معجزات
برتر از عیسی نہی خود را از راہِ افتخار

امتیاز انبیاء با دیگران ز الہام و وحی
وحی خود را خواندہ ہمتائے وحی آں کبار
صاف ثابت شد کہ دعوائے رسالت میکنی
نیست ایں پوشیدہ پیش موموناں ہوشیار
من رسولے نیستم کاں جائے دیگر گفتہء
ہست رنگ آمیزی دجالی تو بر عذار
اے مسیلم در رسالت چوں شراکت خواستی
چوں منافق ایں شہادت ہا ترا آید چہ کار
دعوی تجدید دیں کردی و گردیدی نبی
واں نبوت را بہ لفظ جزء پوشانی خمار
ایں نبوت در حق خود از کجا آوردہء
چوں نبوت ختم شد بر احمد از پروردگار
بعد از وے کیست کو یابد نبوت از خدا
یافتند ایں منصب از وے بیشتر صد ہزار
گر محدث بودے آن فاروق بودی زیں گروہ
بعد ختم الانبیاء حاجت نماند این زینہار
بعض شاں رفتند و بعض آئندہ آ نند ایں ہمہ
بر خر دجالی خود ہم توے کشتی سوار
رشتہء ابنیت خود با خدا پیوستہء
از عبودیت بدل میداری اے ابلیس عار
از غلامی منحرف گشتی و خود احمد شدی

تخم احداث تو سندھی بیگ کفر آورد بار

گفت روح اللہ بعد از من بود احمد رسول

آن رسول احمد منم کردی بعالم اشتہار

اے ستمگر از جلال و از جمال او چہ کاست

تا کنندت بہر تبلیغ رسالت اختیار

مصطفیٰ در خواب و بیداریت نمودست رو

کذب میگوئی بذاتش جائے خود خواہی بنار

آنکہ تطہیرش نماید حق ز دست کافراں

برسر دارش کشی از دست ایشاں وزد دار

بر خے از ترساد و قدرے آوری از نفس خویش

اہل ایماں را یہودی گوئی اے مردار خوار

می ستائی چوں کن حق کاف و نونخویش را

میدھی اشراک خلق طیر عیسے را قرار

مصطفیٰ نفی صلیبش کردد ہم اثبات رفع

شاہد تبلیغ وے قرآن بود در ہر دیار

انّ عیسی لم یمت گفت و الیکم راجع

چوں امام عادلے باجاہ و سلطان و وقار

قول او مطلق مجاز و استعارہ ساختی

ایں قدر مغرور گشتی برحیات مستعار

پا بدل بنہاد کشفت موجب ذلت شدت

کرد تدبیر تو در عالم بر آوردت دار

حسب قول ایزدی نزد عباد مخلصین
گشتنت عیسی بہ عیسی کشتنت باور مدار

تک گروہ از امت احمد بود انصار دیں
تا قیامت منع شان چیز ے... انتصار

مرگ عنموائیل و آتھم زیست سلطان ببیں
چوں کشیدت روسیاہ و خوار و زار اندر حصار

دہ چہ شوخ و شنگ آمد دخترت جائے پسر
میوہء نورس خوشا باشد بہ کہنہ شاخسار

وائے اے رمال بر رمالی و حراثیت
چوں پسر کاری برآمد دخترے زان کشت زار

ایں قدر خوار و خجل باشی و نازاں ہم چناں
بے حیائی تو بیروں باشد از حد شمار

قادیانی ایمن از کید متین حق مباش
جانب املی لھم اے ہیچ گوش دل گمار

قادیانی را ز غیب آمد ندا ہا بارہا
سعدیا ایں بے سعادت ہیچ نگرفت اعتبار

ازالہ اوہام کے مندرجات پر سعد اللہ کا اردو کلام

(مرزا قادیانی کی تصنیف ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۴ کے مندرجات
کے متعلق منشی سعد اللہ لدھیانوی کا اردو کلام)

قادیانی تجھے اس بات کا جب ہے اقبال
ہے یہ ممکن کہ مسیح آئے بہ اقبال و جلال
یہ بھی ممکن ہے کہ ہو جائے نزول اس کی دمشق
پھر مسلماں تجھے کیوں نہ کہیں اب دجال
وہ تو موعود نہ ہو اور بنے تو موعود
تو معرا ہو سب اوصاف ہوں اس میں موجود
پھر تو مہدی بھی ہو حارث بھی ہو وہ کچھ بھی نہ ہو
اس کو تسلیم بھلا کون کرے گا مردود
تجھ کو دعوی نبوت بھی جزوی ہی سہی
وحی و الہام میں پھر کسر نہیں کچھ بھی رہی
میں پیمبر نہیں اور لایا نہیں کوئی کتاب
پردہ داری کے لئے تو نے ہے یہ بات کہی
دخل شیطان سے تری وحی منزہ اور پاک
انبیاء سے کہیں بڑھ کر ترا کشف و ادراک
جو قوامے تجھ کو ملیں ختم رسل کو نہ ملیں
کیوں خدا سے نہیں ڈرتا ارے ملحد بے باک
وحی و الہام سے انجام کے صفحات ہیں پر
کیا کتاب اس کو نہیں کہتے ارے احمق لر
قادح ختم نبوت ہے اگر وحی مسیح
قادیانی ہے تری وحی مگر گوز شتر

۱۶۔جولائی۱۹۰۴ء (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۷۔،جلد ۲۳ و ۲۴ ص ۶۔۸)۔

قطعہ تاریخ ولادت دختر قادیانی

ملقب بشوخ وشنگ لڑکا

(منشی سعداللہ لدھیانوی)

تئیس جون آئی یہ موسم کا حال ہے
راتیں تو بڑھ رہی ہیں دنوں کو زوال ہے
بن گی ہیں راہ چلتوں کو تکلیف کا سبب
پر نا لے... اچھے ہیں اب طر شگال ہے
مرزا جی ایک بھائی مخنث ہے بن چکا
اب لڑکا لڑکی بن گئی یہ کیا محال ہے
بیٹی نہیں یہ بیٹا ہے دھوکہ نہ کھایئے
الہام آپ کا ہو غلط کیا مجال ہے
دھندلا گیا مکاشفہ شاید جناب کا
ی کو الف سمجھ گئے، اتنا خیال ہے
کیوں ایسا غم ہے منہ پہ سیاہی ہے چھا رہی
بے چین ہو رہے ہو طبیعت نڈھال ہے
لڑکا اگر نہ اب کے ہوا لڑکی ہی سہی
بارش سے پہلے آندھی بھی اک نیک فال ہے
جھنجلایئے نہ گھر میں عبث جاکے بار بار
رمل آپ ہی کا آپ کی جان کا وبال ہے

پہلی ہی دھو رہے تھے ہوا اس پہ اور لک
کیسی سیاہ روئی علی الاتصال ہے
ہر سال زخم تازہ لگیں دینے لڑکیاں
اور زخم پہلا آپ کا بے اندمال ہے
آیا ہے گھر میں صورت دختر اگر پسر
ہے چونکہ شوخ و شنگ، یہ شوخی کی چال ہے
ارحام میں جو کچھ ہے وہ خالق ہے جانتا
قرآن سے قادیانیوں! کیوں اعتزال ہے
سعدی ہے لایا قطعہ تاریخ ماہ و سال
یہ لیجئے داد دیجئے اگر کچھ کمال ہے
اعداد جمع کیجئے چوبیس جون اور
دختر نما پسر (۱۹۰۴ء) کے یہ جننے کا سال ہے

ایضاً

لڑکی کو حیف مرزا تو نہ کر سکا لڑکا
رمل و نجوم حیلہ کیا کچھ نہیں کیا ہے
بک دیجئے پیشگوئی پوری ہوئی ہماری
کیوں منہ میں گھنگنیاں ہیں ہونٹوں کو کیوں سیا ہے
ہے گرچہ رو سیاہی جیتی رہے خدایا
لڑکا بشیر بھی تو آیا تھا کیا جیا ہے
معجونیں اور مربے حلوائے ریگ ماہی
پھر نو مہینے کیسا خون جگر پیا ہے

سال ولادت اس کا گر آپ چاہتے ہیں
وہ نوٹ بک میں ہم نے تحریر کر لیا ہے
سعدی بھی ہے معلم اس کی سنو ادب سے
اک شوخ و شنگ لڑکا لڑکی بنا دیا ہے
دختر نما پسر اور چوبیس جون (۱۹۰۴ء) اس میں
تاریخ و سال و خوبی سب کچھ دکھادیا ہے

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۴ء نمبر ۲۷۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

قادیانی، انبیاء کی مجسم توہین ہے

آریا کیوں برے ہیں؟ اس لئے کہ بے ادب گستاخ اور انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔ دہریئے کیوں برے ہیں؟ اس لئے کہ نہ صرف انبیاء اور اون کے معجزات بلکہ ذات الہی کے بھی منکر ہیں۔ عیسائی اہل اسلام کے نزدیک کیوں برے ہیں؟ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کو برا کہتے ہیں اور قرآن کو کلام خدا نہیں سمجھتے، وہ تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں، مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام ان کا سچا محسن اور شفیق مصلح ہے جو انسان پرستی اور تین خداؤں کے ماننے سے روکتا ہے اور ایک ہی خدا کی عبادت سکھاتا ہے، جس نے عیسیٰ کو کلمۃ اللہ بنایا اور عصمت مریم کی شہادت دی جس کے یہود منکر تھے، آنحضرت ﷺ نے تمام انبیاء کی عموماً اور مسیح کی خصوصاً جو عظمت کی ہے اور دنیا کو ان کی عظمت کرنے کی تعلیم دی ہے کوئی عیسائی کوئی چیپلن کوئی قسیس کوئی اسقف ایسی تعظیم نہیں کرسکتا، نہ ایسی تعظیم اپنے حواریوں اور معتقدوں کو سکھا سکتا ہے۔ تاہم انہوں نے انصاف سے چشم پوشی کی اور تعصب کی راہ لی۔

مرزا جی نے یہودی بن کر عیسیٰ مسیح کو برا کہا، عیسائیوں نے اس کے جواب میں اسلام اور پیغمبر اسلام اور خدائے اسلام کو گالیاں دیں۔ فرمایئے یہودیوں اور مرزا قادیانی اور مرزائیوں میں کیا فرق رہا۔ گویا مرزا جی

ہی بالواسطہ آنحضرت ﷺ کی توہین کرنے والے ٹھہرے۔ مرزاجی تو اپنے ہم پیشہ اور ملعون مورثوں (گزشتہ مکار مہدیوں) کی تقلید سے بھی منحرف اور مرتد ہو گئے، کیونکہ ان میں سے کسی نے انبیاء کو گالیاں نہیں دیں۔ وہ ایسے احمق نہ تھے کہ اپنے ہاتھوں اپنی جڑ کاٹتے، کیونکہ وہ بھی انبیاء کرام کی مثیل بنے تھے۔ مرزاجی کو شامت جو دھکا دیتی ہے، تو مثیل مسیح بنے، پھر کورنمکی اختیار کر کے مسیح ہی کو گالیاں دیں۔ کھوسٹ آسمانی باپ نے لایعنی اور مضر سرگوشیاں اور برباد کرنے والے الہامات کر کے حسرتوں کا خون کر دیا۔

بت پرست ہنود بھی انبیاء کرام کی توہین نہیں کرتے، بلکہ ان کو مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ اکثر مشائخ کے پاس آتے ہیں، بیماروں کے لئے تعویذ لے جاتے ہیں، ان کا دم کیا ہوا جھوٹا پانی اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں۔ ان کی اس خوش عقیدتی کو دیکھئے کہ چھوت چھات کی پابندی کو بھی، جو مذہب ہنود کا جزو اعظم ہے، طاق پر رکھ دیتے ہیں۔ بیشتر شہروں کی مساجد کے دروازوں پر ہنود اپنے برتنوں میں پانی لئے مغرب کے وقت کھڑے رہتے ہیں، اور جو نمازی مسجد سے نکلتا ہے، اس سے پانی پر دم کرا کرا اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں۔ علی ہذا، جن امور کو اکثر مسلمان معظم سمجھتے ہیں ہنود بھی ان کو معظم سمجھتے، بلکہ ان میں شامل ہوتے ہیں۔ ہنود تمام انبیاء کو ضرور اوتار سمجھتے ہیں۔

ایک ہمارے مرزاجی ہیں کہ باوصف دعوی مسلمانی بعض انبیاء کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور جو صفات ان کو خدا تعالی نے عطا کیں ان کا انکار کرتے ہیں۔

مذاہب غیر والے جو مذہب اسلام کے اصول اور اوس کی خوبیوں سے ناواقف ہیں جب مرزاجی کے خوارق اور پاکھنڈ دیکھتے ہیں تو یہی یقین کرتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام کے یہی خوارق ہوں گے جو مرزاجی کے ہیں، اور جس طرح چند خودغرض دنیا پرست چیلے یا حمقاء مرزاجی کے ساتھ ہوتے ہیں، اور لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکتے پھرتے ہیں، انبیاء اور ان کے حواریوں کے بھی یہی افعال ہوں گے۔ معاذ اللہ حاشا للہ۔ ہم نے اس لئے عنوان میں لکھا ہے کہ مرزاجی تمام انبیاء کرام کی مجسم توہین ہیں۔

مرزاجی نے دنیا کے ٹھگنے کو سبھی کچھ جتن کئے۔ تمام نبیوں اور تمام اوتاروں کے نقال بنے۔ مسیح موعود بھی ہیں، مہدی بھی ہیں، کلجگ اوتار (بروزی) بھی ہیں، امام حسینؓ سے بھی افضل ہیں، اولیاء اللہ کی تو حقیقت ہی

نہیں۔ الغرض تمام برگزیدہ انسانوں کی وقعت مٹانی چاہی، مگر خود اپنی ہی وقعت کو بے گور وکفن ذلت کے گڑھے میں ڈال دیا۔ یہ وہی ادبار ہے کہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ وکیلوں اور اہل کاروں کے سامنے ماتھا گھستے ہیں ۔ناک اور ایڑیاں رگڑتے ہیں۔ عدالت بھی خوب جنتری میں سے آپ کے بل نکال رہی ہے۔ عدالت کو آپ کے خدائی دعوی اچھی طرح معلوم ہیں۔ اب ہر فرعونے راموسی کا کرشمہ نظر آرہا ہے۔ بروزیت اور مسیحیت کے پاؤں اکھڑ رہے ہیں۔ نو گرفتار جانور قفس کی ٹوٹی ہوئی تیلیوں سے پھر ہو رہے ہیں۔ چندہ بھی کوئی نہیں دیتا۔ لوگوں کی چندیا پہلے ہی گنجی ہوگئی ہے۔ اب تو ام المرزائیین وغیرہ کا زیور مرصع بجواہرات اور سادہ لوحوں سے لوٹ گھسوٹ کا جمع کیا ہوا گڑا دبا خزانہ ضرور ہی نکالنا اور سقنقوری اور جند بیدستری معجونیں اگلنی پڑیں گی۔ بہت پھولی پھولی کھا کر رہے تھے، اب عدالت کے اڑگڑے میں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا۔ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ حالت دیکھ کر اکثر گاڑھے اور پکے چیلوں کی ارادت وعقیدت کا لنگوٹا کھل گیا ہے اور ان پر مسیحیت وبروزیت کی حقیقت آشکارا ہوگئی ہے، مگر چونکہ قول نہیں بلکہ ایمان تک ہار چکے ہیں، لہذا مجبور ہو کر سر دست قادیان میں دہرنا دیئے پڑے ہیں، اور منتظر ہیں کہ کوئی دم میں مرلیا باجے گی۔

مرزاجی کا برزخ اس وقت قابل دید ہوتا ہے جب پیشی کے وقت چپراسی آواز دیتا ہے کہ: گلام احمد کادیانی حاجر (حاضر)۔ اور مرزاجی کو سن کر دہڑکن پیدا ہوتی ہے۔ بھاگم بھاگ لسٹم پسٹم جاتے ہیں، تو ندڈھیلی ہو جاتی ہے۔ ازار بند کسک پڑتا ہے۔ سانس پھول جاتی ہے اور پھر ملزموں کے کٹہرے میں پہونچ کر کمان کی طرح دوہرے ہو کر سر جھکا کر ایٹرن بن کر عدالت کو دوہتھا سلام اور زمین دوز مجرے بجالاتے ہیں، اور عدالت بھی جواب میں ایک مکھی اڑا دیتی ہے۔ عبرت عبرت۔ یہ کیا ہے، وہی توہین انبیاء واولیاء وکبراء وعلماء ومشائخ کا ادبار ہے۔ اور ابھی کیا ہے، ذرا دیکھئے بروزیت اور مسیحیت کی پھوٹی قسمت میں کیا کیا لکھا ہے۔ مقربان الٰہی اور برگزیدگان خدا کی توہین کھیل نہیں۔

لیپا لک تو اپنے چیلوں کو بھی جھانسا دے رہا ہے کہ جلدی نہ کرو آسمانی باپ کا نشان ظاہر ہوگا اور... مصالحت کی ماکھو دوڑ رہی ہے۔ لیٹ لیٹ کر اور زمین پر اتو کھینچ کر معافی مانگنے کا تہیا کیا جاتا ہے۔ نوٹسیں شائع ہوتی ہیں کہ کسی طرح آسمانی باپ کا نشان ظاہر ہو، اور اس عرصہ میں جو گہرا گھاؤ پڑ گیا ہے اور پلاستر بگڑ گیا

ہے، کسی طرح اس کا اندمال ہو۔مگر میرا شیر کرم الدین ایک بھی نہیں مانتا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ نہیں اور دوسری مرتبہ گولڑہ جا کر مسیحیت ومہدویت سے توبہ کرو، اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے تجدید ایمان کرواور افتراء علی اللہ سے باز آؤ اور شوکت اللہ القہار کو مجدد مانو۔اور سب سے معافی مانگو۔مگر یہ کیونکر ممکن ہے، ناک کٹتی ہے اور تر لقمے ہاتھ سے جاتے ہیں، مسیحیت ومہدویت رخصت ہوتی ہے، اور قمار خانے میں تین کانے رہ جاتے ہیں اور عدالت زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ بچہ جی آسمانی بادشاہی کے وارث بن کر لوگوں کو بہت دھمکیاں دے رہے تھے اب آئے ہو اڑ نگے پر، گھسٹتے گھسٹے پلیتھن نہ نکل جائے اور بروزیت کا براز نہ نکل پڑے تو جبھی کہنا۔ ذرا تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ جان جوکھوں تو ہے نہیں، ہاں کایا کسٹ ضرور ہے۔اس لئے مقدمات کا شیرہ رہا ہے جب تک خوب توہین اور ذلت نہ ہو چکے گی اور انبیاءؑ اور اہل اللہ کی توہین کی قرار واقعی سزا نہ ملے گی اور خود مرزائیوں کی نظر میں مرزا جی ذلیل نہ ہو لیں گے اور وہ اون کو چھوڑ کر اپنی راہ نہ لیں گے اس وقت تک مصائب کی کالی گھٹاؤں کا سر سے ٹلنا اور مقدمات سے رہائی پانا غیر ممکن

مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشین گوئی آب زر سے لکھ لیجئے۔ یہ ضرور پوری ہوگی انشاءاللہ تعالی من اھا ن الانبیاء و الاولیاء اھا نہ اللہ عدالتوں کو خدا تعالی سب سے زیادہ عقل دیتا ہے۔اون کو قدرت الٰہی ... کشف عطا کرتی ہے۔انصاف کے لئے ان پر الہام ہو جاتا ہے۔ وہ سوسائٹی کی موجودہ حالت اور طبائع سے خوب واقف ہوتی ہیں۔اور ہم لکھ چکے ہیں کہ کوئی عدالت جب کسی ملزم کو سزا دیتی ہے، تو صرف ثبوت الزام ہی کو اپنا نصب العین نہیں بناتی بلکہ یہ بھی دیکھتی ہے کہ فلاں کیس کے فیصل ہونے سے سوسائٹی پر کیا اثر پڑے گا۔

اب خیال کرنا چاہیے کہ نہ صرف برٹش حکام، جن کو خدا تعالی نے بڑی عقل اور دماغ عطا کیا ہے، بلکہ ہر شخص جس کو کچھ بھی عقل ہے، یہی کہے گا کہ مرزا جی نے محض دنیا طلبی کے لئے مکر اور زور کی دکان کھول رکھی ہے، اور بڑی شیخی اور تعلّی جتا کر اپنے کو نبی بنا رکھا ہے۔کبھی بندگان خدا پر موت کی دھونسیں، کبھی کرامت اور معجزات کا دعوی، کبھی اپنے کو بڑا بنانے کے لئے تمام مذاہب کے بزرگوں پر سبّ وطعن،... کیا خود گورنمنٹ یہ باتیں نہیں سمجھتی کہ یہ کھلی ..تخویف ہے جس کے ساتھ مذاہب میں اشتعال پیدا ہو کر فساد کا بھی اندیشہ ہے۔پس اس کی روک تھام ضروری ہے اور پہلا انسداد یہ ہے کہ اس مکار اور عیار کو جہاں تک ممکن ہو ذلیل کیا جائے اور

دنیا کو دکھا دیا جائے کہ یہ جھوٹا ہے اس کی پیشین گوئیاں غلط ہیں۔ یہ ویسا ہی نجومی اور رمال سادھو بچہ ہے جیسے پنجاب میں بہت سے رمال قلمدان اور قرعہ ہاتھ میں لئے اور دھوکے دے دے کر سادہ لوحوں سے پیسے اور ٹکے سیدھے کرتے پھرتے ہیں۔ ورنہ لائیبل کیس کیا ہوا طومار یا شیطان کی آنت ہوا جس کو تقریباً دو سال ہو گئے کہ فیصل ہونے میں ہی نہیں آتا۔ نہ صرف ماتحت عدالتوں بلکہ چیف کورٹ کے دیوانی مقدمات بھی مات ہو گئے دو دو برس تک وہاں بھی مقدمات کا خمیر نہیں اٹھتا۔ پس اس حکمت عملی سے صاف ظاہر ہے کہ مقدمات کے تصفیہ میں جس قدر دیر ہوگی، اسی قدر مرزا جی کے شعبدات یا بدنفسی کا اثر کم ہوگا۔ خود مریدوں کے دلوں سے اون کی وقعت جاتی رہے گی۔ پس ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ اور دیر ہو اور جو ذلت مقدر ہے وہ پوری ہو جائے۔

عدالت کا عندیہ کسی کو معلوم نہیں کیونکہ انصاف کے پاؤں روئی یا ربڑ کے ہوتے ہیں جن کی آہٹ معلوم نہیں ہوتی، مگر انصاف کا پنجہ گویا فولاد کا ہوتا ہے جس کی گرفت سے بچنا محال ہے۔ اگر مرزا جی بری بھی ہو گئے تاہم جو سزا اون کو اس وقت مل رہی ہے عبرت کیلئے کافی ہے اور اس سے بھی بندگان خدا کو فائدہ ہی پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا انشاء اللہ تعالی۔ عدالت کی نیت پر کوئی حملہ نہیں ہوسکتا وہ جو کچھ کر رہی ہے انصاف ہے اور جو کچھ کرے گی وہ انصاف ہی ہوگا۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۲۸۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۴)

مرزائیوں کے کرتوت

مولوی محمد صاحب اہل حدیث لکھنوی جو ایک عالم با خدا ہیں اور عرصہ دراز تک گجرات پنجاب کے مسلمانوں کو اپنے علم و فضل اور ورع و تقوی سے مستفیض کرتے رہے ہیں، اب چند مدت سے کوئٹہ میں اقامت پذیر ہیں۔ جب اول اول قادیانی صاحب نے موعود مسیح کا دعوی کیا اور الہاموں وغیرہ کی سوجھی، تو مولوی صاحب نے اس مشن کی حقیقت سے مسلمانوں کو خوب واقف کر دیا اور گجرات میں بھی تین چار دفعہ ایسے پراثر وعظ کئے کہ گجرات کے لوگ اس مشن کی لگی لپٹی سے پورے پورے آگاہ ہو گئے۔ یہی باعث ہے کہ تا حال گجرات کا کوئی سمجھدار آدمی اس ادعائی مشن کو اچھا نہیں سمجھتا۔ آج کل قادیانی کے دو تین مریدوں نے گجرات میں یہ بہتان اڑانا شروع کئے کہ مولوی محمد صاحب موصوف بھی مرزائی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ الہی بخش کتب

فروش مرزائی نے اس بارہ میں ان کو ایک دل آزار خط بھی تحریر کیا۔

کسی راست باز عالم باعمل مسلمان کو جس کا ایمان اور یقین اللہ جل شانہ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے من جانب اللہ ہونے پر ہے یہ کہنا کہ تم مرزائی ہو گئے، دوسرے الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ گویا تم آنحضرت ﷺ خاتم المرسلین کے بعد کسی اور شخص کی نبوت پر ایمان لائے۔

اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسے الفاظ اس مسلمان کی دل آزاری کا موجب نہ ہوں گے مگر یہ مرزائی خدا کے بندے ان الفاظ کو معمولی بلکہ اپنے مشن کے فرض کا ادا کرنا جانتے ہیں۔

مولوی صاحب نے اس خط کا جو جواب دیا، قابل دید ہے اس لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:

مکرمی مولوی الٰہی بخش صاحب ...مزاج شریف

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ جناب نے مسیح موعود قادیانی کو قبول فرمالیا۔

مسیح موعود قادیانی تو کوئی شخص نہیں جس کو شرعاً ہم کو ماننا پڑے۔ہاں مرزا غلام احمد بن غلام مرتضی زمیندار قادیان مدعی ہیں کہ میں مسیح موعود یا مثیل مسیح موعود ہوں۔مگر یہ دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ مسیح موعود دو شخص ہیں۔مسیح الدجال۔مسیح ابن مریم۔

(مرزا صاحب) اول تو نہیں ہے، اس واسطے کہ اعور نہیں۔الخ ۔اور نہ ک ف ر کا سکہ ما بین آنکھوں کے رکھتا ہے تا کہ دلیل بین ہو کہ یہ وہی ہے۔

رہا دوسرا، تو وہ بھی نہیں ہے کیونکہ مثیل دو قسم کا ہوتا۔اسمی اور وصفی۔

اسمی تو اس واسطے نہیں کہ مدعی (مرزا قادیانی) کا نام عیسی نہیں، اور نہ اس کی والدہ کا نام مریم تھا، اور نہ بے باپ پیدا ہوا ہے، بلکہ والد ان کے مرزا غلام مرتضی، زمینداران قادیان سے گذرے ہیں۔

اور وصفی اس واسطے نہیں ہے کہ وہ خلق طیر، ابراء اکمہ وابرص، احیاء موتی، انبـاء مـایـد خـرو ن حسب منطوق آیت قد جئتكم بآية من ربكم ...سے بے نصیب ہے۔

میرے نزدیک مرزا صاحب حسب ارشاد نبوی منجملہ دجاجلہ کذابین موعودین سے ہے۔دیکھو حدیث صحیح قال رسول الله ﷺ لا تقوم السّاعة حتى يبعث كذابو ن د جالون

قريباً من ثلاثين ۔(ترمذی)۔

ربنا لا تجعلنا منهم و لا ممن تبعهم۔آمین۔

خادم الاسلام محمد لکھنوی از کوئٹہ، محلّہ غریب آباد ۴ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ۔

(ضمیمہ شحنہ ہندوطوطی ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اگست ۱۹۰۴ءنمبر ۲۸۔جلد ۲۲و ۲۴ص ۴۔۵)

مرزائیت سے توبہ

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ شیخ محمد عظیم کلرک پوسٹل ڈیپارٹمنٹ مرزائی دین سے دست بردار ہو کر از سر نو دین اسلام میں داخل ہوئے مرزائے قادیانی کی مسیحیت. ومہدویت کے بارہ میں شیخ محمد عظیم کے خیالات حسب ذیل ہیں:

مرزا صاحب مسیح ہیں مگر مرض کو بڑھانے والے مگر مقدمہ باز جھگڑالو، مہدی ہیں مگر نور ہدایت سے پس افتادہ۔ ملہم ہیں مگر اشاعت الہامات سے معاش حاصل کرنے والے۔

اس پر اردو اخبار حاشیہ چڑھاتا ہے۔واہ شیخ صاحب واہ! آپ نے ہمارے مقدس مرزا صاحب پر خوب زہر اگلا ہے۔جب آپ حضور انور کے زمرہ مریدوں میں داخل ہوئے تھے اس وقت تو جو کچھ تھے آپ کے خیال میں مرزا صاحب ہی تھے، یہ بے وفائی اور طوطا چشمی اچھی نہیں۔ہم کو افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو ایک مرید کی کمی سے رنج ہوا ہوگا، لیکن کیا پرواہ عنقریب بہت سے مرید اور ہو جائیں۔،

تعجب تو یہ ہے کہ بعض متعصب اڈیٹران اخبار مرزا صاحب کو مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتے جب تک دنیا میں جہالت ہے کئی مرسل اور پیغمبر نبوت کے مدعی پیدا ہوتے رہیں گے اور جدید سے جدید مذاہب کا دور دورہ رہے گا البتہ جہالت کے اختتام پر ہادی برحق ہوگا اس کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت نہ رہے گی۔

علی ہذا، غازی پور میں وہاں کے بعض علماء کی تلقین سے مرزائیوں کی جماعت تائب ہو کر از سر نو مشرف باسلام ہوئی جیسا کہ کرزن گزٹ سے معلوم ہوا اگر شہروں اور قصبوں کے علماء چاہیں تو.. یہ طلسم دم کے دم میں اپنی مسیحادمی سے توڑ پھوڑ کر سرد کر سکتے ہیں۔(ضمیمہ شحنہ ہندوطوطی ہند یکم اگست ۱۹۰۴ء۔ص ۵۔۶)

وہی حیات مسیح

حیات مسیح بڑے بڑے دلائل باہرہ وبراہین ظاہرہ یعنی قرآن وحدیث کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور ہم اپنے بیسیوں مضامین میں مختلف پیرایوں سے ثابت کر چکے ہیں مگر مرزا قادیانی اور مرزائی کب ماننے والے ہیں۔ وہ تو حیات مسیح کے ثبوت کو بھی اپنی موت سمجھتے ہیں۔ یعنی ادھر مسیح کی حیات ثابت ہوئی ادھر بروزیت وموعودیت فی النار ہوگئی۔ چنانچہ مرزا جی خود لکھتے ہیں کہ مسیح کو موعود سمجھنا ہی مجھے زندہ مسیح یقین کر لینا اور مجھ پر ایمان لانا ہے۔، حالانکہ جس طرح حیات مسیح اور مہدویت میں کوئی لزوم نہیں، اسی طرح ممات مسیح کے قائل ہونے اور مرزا جی کو مسیح موعود مان لینے میں بھی کوئی لزوم نہیں۔ کیونکہ لاکھوں آدمی جو حیات مسیح کو نہیں مانتے کیا وہ مرزا جی کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ اپنا دل خوش خوش کر و اور فقط گھر میں ام المرزائیین کا نام بہو بیگم رکھ لو۔

آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ کے بعد ہی جناب باری فرماتا ہے و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ یعنی ہر ایک اہل کتاب عیسی مسیح پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح زندہ ہیں اور جب وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ حیات مسیح تو جناب باری نے بل رفعہ اللہ سے ثابت کر دی، اب اس آیت سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اہل کتاب جوش میں پڑے ہیں اور اختلاف کر رہے ہیں جب مسیح دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو خود اختلاف کرنے والے ان پر ایمان لائیں گے اور اختلاف مٹ جائیں گے۔ سبحان اللہ مسیح کی حیات اور اون کے دوبارہ آنے کا کس قدر صاف اور صریح ثبوت ہے، مگر مرزا جی جعلی مسیح بننے کے لئے محض خود غرضی سے کتاب وسنت کا انکار کر کے مذہب اسلام سے مرتد ہو رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نون ثقیلہ استقبال کے لئے آتا ہے جو لیومنن میں موجود ہے۔ آپ اس کے معنی حال کے لیتے ہیں۔ جب ایجاد بندہ ہی ٹھہرا تو ماضی کے معنی کیوں نہیں لیتے تاکہ دعوی کی کل پوری پوری بیٹھ جائے۔ آپ کہتے ہیں کہ لیومنن بہ میں بہ کی ضمیر قتل اور صلب کی جانب ہے جو وما قتلوہ وما

صلبوہ میں موجود ہے۔ہم کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھما ہونا چاہیے، کیونکہ قتل اور شئے ہے اور صلب اور شئے، اور خدا تعالی نے بھی دونوں کو جدا جدا ذکر فرمایا ہے۔ پھر قتل اور صلب کیا ایسی چیزیں ہیں جن پر ایمان لایا جائے۔ اگر کہو کہ عیسی کے مصلوب ہونے اور نیز صلیب پر عیسائی ایمان رکھتے ہیں تو اولاً یہود اس سے خارج ہو گئے جن کے لئے مسیح کا قتل جزو ایمان نہیں اگر چہ وہ قائل ہوں۔ دوم مسلمان خارج ہو گئے جو عیسی کی حیات پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ آیت میں صرف اہل کتاب وارد ہوا ہے۔ اور جو معنی جمہور مفسرین بیان کرتے ہیں ان میں کوئی خرابی اور غبار نہیں۔ پھر مرزا جی اپنا مطلب بٹھانے کیلئے موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھیرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب مسیح کی موت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس پر یہ شبہ وارد ہوگا کہ امت محمدیہ کیوں ایمان نہیں رکھتی۔ اور قتل وصلب مسیح مسلمانوں کے لئے کیوں جزو ایمان نہیں۔ اگر آپ کہیں کہ امت محمدیہ کے لئے بھی جزو ایمان ہونا چاہیے تو یہود و نصاری میں اہل اسلام میں بھی داخل ہو گے جس طرح مرزا اور مرزائی قتل اور صلب پر ایمان لا کر عیسائی اور یہودی بن گئے ہیں اتنا فرق ہے کہ یہودیوں کو جس طرح عیسی سے ضد ہے اسی طرح مرزائیوں کو ضد ہے مگر عیسائی جس طرح عیسی پر ایمان رکھتے ہیں مرزا اور مرزائی نہیں رکھتے کیونکہ اس سے ان کی اپنی بنیاد اکھڑتی ہے اگر کہو کہ محض قتل اور صلب پر ہمارا ایمان نہیں بلکہ مشبہ بالمصلوب ہونے پر اور پھر طبعی موت سے عیسیٰ کے مرنے پر ایمان ہے تو یہ بتاؤ کہ کیا خدا نے کہیں حکم دیا ہے کہ عیسی کے مشبہ بالمصلوب ہونے اور پھر طبعی موت سے مرنے پر ایمان لانا ضرور ہے۔ مرزا جی تو ہر دم موت ہی موت پکارتے ہیں۔ مکھی اور مچھر کتے اور سور کی موت پر بھی ان کا ایمان ہے۔ گویا موت ان کی معبود ہے۔ موت ہی نے اون کو آسمانی باپ کا لیپا لک بنایا ہے۔ طاعون بھی موت ہی ہے۔ اگر طاعون نہ آتا تو مرزا جی کا موعود بننا محال تھا۔ ہاں حیات پر ایمان نہیں، خواہ کسی کی حیات ہو۔ گویا خدا تعالی کے محیی ہونے پر تو ایمان نہیں ممیت ہونے پر ایمان ہے یو من ببعض و یکفر ببعض

پھر بہ کی ضمیر خواہ قتل اور صلب کی جانب پھیری جائے خواہ موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی جانب، دونوں صورتوں میں قبل موتہ محض حشو اور بے کار ٹھہرتا ہے تعالی اللہ عن ذلك علوا کبیرا کیونکہ مرزا جی کے مفید مطلب تو صرف اتنی بات ہے کہ اہل کتاب مسیح کے قتل وصلب پر ایمان رکھتے ہیں قبل موتہ نے

مرزا اور مرزائیوں کے خرمن امید پر برق اجل گرادی، اب طرح طرح کی تاویلیں ہیں، رنگ برنگ کے حیلے بہانے ہیں، مگر ایک پیش نہیں جاتی۔ موت بہرنہج قسمت میں لکھی ہے، اسکے آثار عیاں ہیں انشاءاللہ اور یہی مرزا جی کی محبوب اور مطلوب بلکہ معبود ہے۔ بیٹھتے اٹھتے سوتے جاگتے ہگتے موتتے موت ہی نظر آتی ہے۔ چشم ما روشن دل ماشاد

واضح ہو کہ قتل اور صلب کو ایسا امر اہم نہیں جس پر ایمان لایا جائے کیونکہ دنیا میں ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ عیسی مسیح کا زندہ رہنا اہم واقعات اور قدرت الٰہی کے معجزات سے ہے و ان مــــن اهـل الـكـتـاب الا ليـومـنن به قبل مو ته کی شان نظم وسیاق وسباق ملاحظہ کیجئے۔ جملہ استثنائیہ پر لام تاکید یا نون ثقیلہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ قتل اور صلب کی جانب ضمیر نہیں بلکہ مہتم بالشان مشار الیہ یعنی عیسی کی جانب ہے جو زندہ ہیں۔ خدا کرے مرزا قادیانی اور مرزائی ہمارا مدلل اور نازک مضمون سمجھ سکیں جس کی ہم کو امید نہیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۲۸۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۸)

مرزائیوں سے سوال

آیت ولـن تـجـد لسنة الله تبد یلا ۔ دنیا ہی کیلئے ہے یا ہمیشہ کے لئے۔ اگر ہمیشہ کے لئے ہے تو احیاء اموات وغیرہ معجزات انبیاء کیوں خلاف سنۃ اللہ ہیں اور اگر دنیا ہی کیلئے ہے، تو کیا وجہ ہے کہ دنیا میں تو خدا تعالیٰ احیاء اموات پر قادر نہیں اور قیامت میں قادر ہو جائے گا۔

یہ ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ مرزا جی اور ان کے ہم خیال نئی روشنی والے حضرت ابراہیمؑ کے سوال کیف تحی المو تی کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سوال قیامت میں مردوں کے زندہ کرنے کی نسبت ہے نہ کہ دنیا میں۔ جو سنت اللہ کے خلاف ہے۔ اس سوال کا جواب دو اور... انعام لو۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۲۸۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

دس کا ایک رہ جانا معجزہ نہیں تو کیا ہے

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۴ کالم دوم میں مراسلہ نویس نے مرزا قادیانی کے بیانات عدالت پر ایک لطیفہ لکھا ہے کہ مرزا نے عدالت میں اس وقت اپنی عمر ۶۵ برس کی لکھائی ہے حالانکہ مرزا صاحب خود اپنی کتاب اعجاز احمدیہ کے صفحہ ۳ سطر ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت آپ کی عمر ۶۴ سال کی تھی جس کو اب پورے دس برس گذر چکے ہیں۔ پس آپ کی تحریر مندرجہ اعجاز احمدی اور عدالت کے بیان کے مطابق دس برس کے بعد آپ کی عمر فقط ایک سال بڑھی۔

پیسہ اخبار میں اس لطیفہ کے پڑھنے سے مرزا صاحب کی نسبت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ہمارے کرم فرما میاں علی محمد روغن فروش محلّہ سادھواں کی دکان پر دو تین مرزائیوں نے اخبار پڑھا، زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر ان کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مرزا صاحب کے اس بیان سے نادم ہیں۔

الغرض کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ سمجھتا ہے، مگر امر واقعی اور حق یہی ہے کہ پبلک میں اس وقت ایسی روشنی کے زمانہ میں کوئی بھی سمجھنے والا نہیں رہا۔ یہی باعث ہے کہ مرزا صاحب کی بات کی تہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ افسوس ہم کریں تو کیا کریں، کس کو سمجھاویں اور کس کا سر پاؤں میں دے ماریں۔ خود مرزائی بھی مرزا صاحب کی بات کو نہیں سمجھتے۔ ناحق ندامت اٹھاتے اور رسوا ہوتے ہیں۔ امر لاچاری دیکھئے بارہ اور بارہ چوبیس برس گذر گئے کہ مرزا صاحب پبلک کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے مگر پبلک میں سے کوئی نہ سمجھا۔

تاویلات کا سلسلہ مرزا صاحب ہی سے شروع ہوا ہے، اور آپ ہی اس علم کے موجد ہیں۔ کوئی قدر دان ہوتا تو قدر کرتا۔ فرمائیے پبلک نے کیا قدر کی۔ یہی نہ کہ عدالت میں چار چار گھنٹہ لگاتار کھڑے ہونا پڑا ، اور روپئہ کی زیر باری علیحدہ۔ عبداللہ آتھم کے وقت آپ نے کیا جھوٹ بولا تھا، پیشگوئی گو پوری نہ ہوئی تھی مگر تاویل نے تو پوری کر دی، پبلک نے ہی غلطی کھائی کہ اصل بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ ناحق دہائی مچائی اس میں آنجناب کا کیا قصور اور اب بھی عقل کا قصور ہے۔ اور اسی میں سراسر فتور ہے۔ چونکہ بہ باعث مقدمات مرزا جی کو ان دنوں چنداں فرصت نہیں، لہذا ہم ہی سر دست علم تاویلات کے مطابق دس برس کے اختلافات کا

جواب عرض کر دیتے ہیں۔ امید ہے کہ جناب مرزا صاحب اس کو ضرور پسند فرمائیں گے۔ پبلک کو عموماً اور روزانہ پیسہ اخبار کے مراسلہ نویس کو خصوصاً ہمہ تن گوش ہوش بن کر سننا چاہیے۔

مرزا صاحب عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت (۱۸۹۳ء میں جس کو اب پورے دس سال گذر چکے ہیں) واقعی ۶۴ سال کے تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۳ سطر ۱۵ میں لکھا ہے اور اب جو دس سال بعد ۱۹۰۳ء میں عدالت میں لکھایا ہے کہ وہ ۶۵ کے ہیں، یہ بھی عین سچ ہے۔ کیونکہ دس کے عدد کے ساتھ جو صفر ہے علم حساب میں صفر کی بذات خود کچھ ہستی نہیں، اس لئے جناب مرزا صاحب نے اس کو قلم انداز کر دیا۔ پس دس کی بجائے ایک رہ گیا۔ اور علم حساب کے مطابق مرزا صاحب کی عمر، عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت سے لے کر ۱۹۰۴ء تک بجائے دس سال کے فقط ایک سال بڑھی ہے۔ دیکھو اس کو کہتے ہیں علم تاویلات۔ اگر کسی کو سمجھ نہ ہو، تو مرزا صاحب کا کیا قصور۔

جناب من یہ تو کچھ بات ہی نہ تھی، اگر ہزار سال کا فرق ہوتا تو انشاءاللہ علم تاویلات کے ذریعہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں نکالا جاتا۔ واہ رے جھوٹ تیرا ہی آسرا ہے۔ انا للہ و انا الیہ را جعو ن۔

بندہ امام الدین۔ از لاہور۔ مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۰۴ء۔ (ضمیمہ شحنہ ہند ۸۔ اگست ۱۹۰۴ء۔ ص ا۔۲)

(قادیانیوں نے مرزا صاحب کی عمر کے متعلق اپنے اخبار میں یوں خامہ فرسائی کی۔ لکھا ہے:

مسیح موعود کی عمر پر اعتراض کا جواب۔

عنوان بالا کے تحت، قادیانی مضمون نگار صاحب، منشی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار کے خطاب میں لکھتے ہیں:

آپ نے ۳۰ جولائی کے روزانہ میں حضرۃ مرزا صاحب کے متعلق ایک خبر لکھی ہے؛ مرزا صاحب نے اپنی عمر ۶۵ سال کی لکھائی حالانکہ آپ اپنی کتاب اعجاز احمدی ص ۳ سطر ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ آتھم سے مباحثہ اور پیش گوئی کے وقت آپ کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔ وہ مباحثہ ۱۸۹۳ء میں ہوا... باوجود گذرنے دس سال کے سرف آپ کے سن میں ایک سال کی ترقی ہوئی۔

مرزائی مضمون نگار لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کی اصل عبارت یوں ہے:

اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھے۔ یعنی قریب ۶۴ سال کے۔ اگر شک ہو تو اس کے پنشن کے کاغذات دفتر سرکاری میں دیکھ لو کہ کب اور کس عمر میں اس نے پنشن پائی ۔،

اس عبارت سے یہ امر صاف عیاں ہے کہ حضرۃ مرزا صاحب نے کتاب اعجاز احمدی کی تصنیف کے وقت جو آپ کی عمر تھی، اوس کا مقابلہ عبد اللہ آتھم کی عمر سے کیا ہے۔ اعجاز احمدی ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے اور کتاب البریہ صفحہ ۱۴۶ حاشیہ کی سطرے میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اب میری

ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے اخیری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا۔

اب حساب کرلو کہ ۱۹۰۲ء میں آپ کی عمر ۶۴ سال کی ہونی چاہیے تھی یا کہ نہیں۔ (البدر۔۸۔اگست ۱۹۰۴ء۔ص ۵)

اس تحریر میں مرزا صاحب کی ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کی عمر ۱۹۰۲ء میں ۶۴ برس کے قریب تھی۔ اس کے چھ سال بعد یعنی ۱۹۰۸ء میں جب مرزا صاحب آنجہانی ہوئے تو ان کی عمر کتنے برس ہونی چاہیے۔ بہاء)

وہی حیات مسیح

مرزا اور مرزائی جو آیت لیو منن به قبل مو ته میں، به کی ضمیر قتل اور صلب کی جانب پھیرتے ہیں تو یہ اس صورت میں ممکن ہے جب کہ عیسی مسیح پر قتل اور صلب واقع ہو، حالانکہ کلام مجید میں دونوں کی نفی ہے کہ ما قتلو ہ و ما صلبوہ و لکن شبه لھم۔ یعنی نہ عیسی مسیح کو یہودیوں نے قتل کیا، نہ صلیب پر کھینچا بلکہ ان پر صلب اور قتل مشتبہ ہو گیا کیونکہ شبہ کا مفعول مالم یسم فاعلہ قتل اور صلب ہے۔ پس جب عیسی مسیح درحقیقت مصلوب و مقتول ہی نہیں ہوئے، تو قتل پر ایمان لانا چہ معنی دارد۔ اور اب یہ کہنا کہ مسیح کو قتل بھی کیا اور صلیب پر بھی چڑھایا لیکن قتل اور صلب کا نتیجہ ظاہر نہ ہوا بالکل ایسی ہی خانہ ساز بات ہے جیسے بروزیت اور مسیحیت اور جیسے خیالی منارہ کی خیالی تعمیر اور جیسے آسمانی منکوحہ سے خیالی ہمدوشی۔

ورنہ مرزا جی کی گھڑی ہوئی تاویل کے موافق نظم قرآن یوں ہونا چاہیے تھا: ارادو قتلــه و صلبه لکنه لم یقتل ولم یصلب یا یوں ہوتا لکنھم لم یقدرو علی قتله و صلبه یعنی یہود نے ہر چند ارادہ کیا مگر مسیح کے قتل وصلیب پر قادر نہ ہوئے۔ کیا خوبی اس میں ہے کہ مسیح کو صلیب پر چڑھایا مگر وہ سخت جان تھے نہ مرے، یا خوبی اس میں ہے کہ وہ درحقیقت صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے اور ایک دوسرا شخص ان کے مشابہ ہو گیا، جیسا کہ لفظ شبہ سے واضح ہے اور خدا تعالی نے مسیح کو اٹھا لیا۔

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی تو اس گنجی تاویل سے یہی بہتر تھا کہ وہ یہود کی طرح قتل اور صلب کے قائل ہو جاتے اور کہتے انــا قتلـنا المسیح کیونکہ جب مقصود مسیح کی موت ہے، تو قتل اور صلب کی موت سے ان کو مرزا جی کیوں نہیں مارتے۔ یہ تو سہل لٹکا ہے اور مشبہ بالمصلوب کر کے زندہ رکھنا اور پھر عمر طبعی سے مارنا

تاویل بعید ہے کیونکہ عمر طبعی سے مسیح کے مرنے کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔ آیات کی تاویل کر کے یہودی بننا بالکل فضول ہے کھلم کھلا کیوں یہودی نہیں بنتے۔ پھر مشبہ بالمصلوب ہونے اور عمر طبعی سے عیسی کے مرنے میں کون سی اہمیت اور عظم شان ہے۔ جس غلغلہ سے تمام دنیا گونج رہی ہے وہ تو یہی ہے کہ یہودیوں نے مسیح کے قتل کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا مگر خدا نے اون کو محفوظ رکھا اور اٹھالیا اور اب تک زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور مدعی مسیحیت و نبوت (دجال) کو قتل کریں گے۔ مرزا جی کو یہی تو خوف ہے، وہ دنیا کے دل سے مسیح موعود کا آنا بھلاتے ہیں اور اون کو دھڑکا ہے کہ میرا بھی کہیں وہی حال نہ ہو جو دوسرے دجالوں کا ہوا۔

و ان من اهل الكتاب میں جناب باری کی سچی پیشین گوئی ہے جو یقیناً و ایماناً قرب قیامت پر ظاہر اور واقع ہوگی جیسا کہ رفع مسیح مہتم بالشان ہے ایسی ہی یہ پیشین گوئی ہے۔

مرزا جی کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی ۱۹ سو برس سے مسیح کے صلب اور قتل کے قائل ہیں، مسلمان کون ہیں کہ تیرہ سو برس سے مسیح کے عدم قتل اور زندہ رہنے کے قائل ہوں۔

ہم کہتے ہیں کہ آپ اپنے دعوی کے موافق ليو منن کو خلاف قواعد و محاورہ عرب بمعنی حال بتاتے ہیں یعنی اہل کتاب قتل اور صلب پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ ایمان رکھنا صرف اسی زمانہ حال تک محدود رہا، نہ کہ آئندہ کے لئے بھی۔ اور چونکہ آپ موته کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھیرتے ہیں، تو قتل اور صلب پر ایمان رکھنے والے وہی لوگ ہوئے جو اس زمانہ تک زندہ رہے، اور جب وہ مرگئے تو پھر کوئی قتل و صلب پر ایمان لانے والا نہ رہا۔ حالانکہ یہ بداہت کے خلاف ہے۔ کیونکہ خود آپکے قول کے موافق ہر زمانہ کے یہود اور عیسائیوں کا ایمان قتل و صلب پر ہے ذرا غور سے سمجھئے۔ پھر ہر اہلکتاب اپنے نبی پر ایمان لاتا ہے نہ کہ ان حوادث یا ابتلاءات قتل و صلب وغیرہ پر جو اسپر طاری ہوتے ہیں۔

انبیاء کرام پر طرح طرح کے مظالم ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا، اور آپ کو کفار کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچیں، مگر ان حوادث پر ایمان لانے کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ حدیث میں۔ پس چونکہ ایمان انبیاء پر لایا جاتا ہے، نہ اون کے زمانہ کے حوادث پر، لہذا ليو منن به میں ضمیر عیسی مسیح کی جانب ہے جن پر اہل کتاب ایمان لائیں گے۔

آپ زیادہ تر چراغ پا اس لئے ہوئے ہیں کہ عیسی مسیح پر تو جو ایسا ویسا تھا تمام اہل کتاب ایمان لائیں، اور میرے نام پر کوئی پاپوش بھی نہ مارے۔ پس آپ کو ایسی تاویل کرنی پڑی جس کے جھلنگے کی کوئی چول ٹھیک نہیں۔

مرزا جی پر تین مصیبتیں پڑ گئیں۔ ایک تو مسیح کا زندہ رہنا۔ دوم ان کا دنیا میں مکرر آنا۔ سوم تمام اہل مذاہب کا ان پر ایمان لانا۔ پس ضد تو درحقیقت عیسی مسیح سے ہے۔ آپ عیسی مسیح کی مخالفت بلکہ دنیا سے ان کا نام تک مٹانے کو مسیح موعود بنے ہیں، حالانکہ چند روز میں خود بدولت ہی مٹ جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

خدا تعالی نے جو عظمت انبیاء کرام کو دی ہے وہ ابد الاباد تک ٹلنے والی نہیں۔ بلکہ تمام انبیاء سے بروزی کو ضد ہے۔ بعد ختم رسالت اپنے کو نبی بنانا آنخضرت ﷺ کا نام مٹانا، پس منبر پر چڑھ کر آنخضرت ﷺ کا نام لینا حمقاء کو دام میں پھانسنے کے لئے نری مکاری اور عیاری ہے۔ آپ نبی بنے ہیں تو ظاہر ہے کہ نبی، نبی سب برابر ہیں۔ بدمعاشی تو دیکھئے کہ اپنے کو نبی بھی بتاتا ہے اور آنخضرت ﷺ کا امتی بھی بھلا کوئی امتی بھی آج تک نبی ہوا ہے اور علی العکس، اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸۔ اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۲۹۔، جلد ۲۲و۲۴ ص ۲۔۴)

تفسیر سورہ جمعہ

ہماری نظر سے مندرجہ عنوان تفسیر گذری جو حکیم الامت المرزائیہ کے اختراعات سے ہے، پس جس قدر نور علی نور ہو بجا ہے، کیونکہ حکیم صاحب مرزا جی کے خلیفہ اول ہیں۔

حکیم جی کی نصب العین سورہ جمعہ کی صرف یہ آیت ہے

هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم ویعلمهم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

مطلب سعدی یہ ہے کہ اس آیت کے مصداق مرزا جی ہیں، جو رسول ہیں، اور یہ انہیں کی شان میں ہے۔ اوائل میں بڑی رنگ آمیزی کی ہے خدا تعالی کی صفت قدوسیت پر بحث چلائی ہے۔ آنخضرت ﷺ کی بظاہر بہت کچھ صفت بیان کی ہے اور اسی میں اپنے بروزی کی بروزیت کا ابراز کیا ہے گویا براز پر مشک وعنبر کا عطر

ملا ہے کہ تعفن سے لوگوں کو اذیت نہ پہنچے۔ ہر پھر کر لاگ لپیٹ کر کے مرزا جی کو رسول اور خاتم الخلفاء بنایا ہے بعث فی الا میین رسو لًا منھم یعنی بھیجا امیوں (اہل عرب) میں ایک رسول انہیں میں سے۔

فرمایئے کیا مرزا جی اہل عرب میں سے ہیں؟ وہ تو چینی مغل ہیں۔ کیا ہندوستان عرب میں ہے۔ پھر یتلوا علیھم ، یز کیھم ، یعلمھم تمام صیغے حال کے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی نسبت ہیں۔

آپ یہ جواب دیں گے کہ یہ استقبال کے صیغے ہیں۔ اس صورت میں گویا آپ اس آیت کے مصداق ہیں نہ کہ آنحضرت ﷺ حالانکہ دونبیوں پر ایک ہی وحی نازل ہو نہیں سکتی۔ خدا کو کیا ضرور ہے کہ فضول اور بے کار انبیاء بھیجے ہاں آسمانی باپ کے خوارق سے بعید نہیں کہ اپنے لیپا لک کو فضول اور مجہول نامعقول سمجھ کر مرزائیوں کے ماتھے مارے۔

عرب تو بے شک گمراہ تھے کیا بعد نزول قرآن اور بعثت نبی امی اور بعد فرمانے ارشاد اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کے بھی امت محمدیہ گمراہ ہی رہی، کہ مرزا جی کو آسمانی باپ نے اس گمراہی کے دور کرنے کو بھیجا ہے نعو ذ با للہ من ھذہ الھفوا ت

پھر بھی آنحضرت ﷺ کو اپنا سید اور مولی بتانا اور آپ کی ثنا اور صفت بیان کرنا کسقدر شرم کی بات ہے۔

پھر بلا وجہ اور بے محل سیدنا مسیح پر اس طرح تبرّ ا جھاڑا گیا:

> ہم مانتے ہیں کہ جب مسیح آئے اسوقت یہودیوں کی ایمانی اور اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی تھی لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کیا تبدیلی کی جب کہ وہ اپنے حواریوں کا بھی کامل طور پر تزکیہ نہ کر سکے تو اوروں کو کیا فیض پہنچتا۔

حضرت مسیح نے جو کچھ کیا انجیل مقدس کے موافق کیا کیونکہ وہ اسی وحی کی تبلیغ پر مامور تھے، اور وحی بھی وہ جس کی خود قرآن تصدیق کرتا ہے مصدق لما بین یدی من التوراۃ و ا لانجیل۔ مگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک انجیل بالکل ناقص تھی، اور عیسی مسیح پر بے سود نازل کی گئی۔ مذہب اسلام کے ٹھیٹھ اور صاف عقیدے کے موافق نہ کوئی نبی ناقص ہے، نہ کوئی آسمانی کتاب۔ ہر نبی اور ہر کتاب کا نزول قوم کی حالت کے موافق ہوا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ یہودیوں کی اصلاح عیسی مسیح سے نہ ہو سکی، خوب یاد رکھو کہ کوئی نبی

فاعل مختار نہیں۔

انك لا تهدی من احببت و لکن الله یهدی من یشاء

اور ما علینا الا البلاغ المبین ۔ اور یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك

ان آیات کے موافق ساری خدائی کو کوئی نبی پوری پوری ہدایت نہیں کر سکا، ورنہ سب سے پہلے ابو جہل اور ابو طالب، آنحضرت ﷺ پر ایمان لاتے، حالانکہ وہ آنحضرت ﷺ کی بڑی سعی و کوشش پر بھی ہدایت سے محروم رہے اور جناب باری نے یہ ارشاد فرمایا لعلك باخع نفسك علی آثارهم یعنی اے محمد تو شاید ان کے پیچھے اپنی جان کا ہلاک کرنے والا ہے۔ اللہ اللہ یہ معاملہ کس قدر نازک ہے۔ مگر آپ کے نزدیک اگر کوئی نبی بلکہ خود محمد ﷺ بعض انسانوں کو راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تو وہ ناقص تھے، اور جو وحی ان پر نازل ہوئی وہ بھی ناقص تھی۔ معلوم نہیں آپ کے بروزی نبی کیا تیر مار رہے ہیں۔ گزشتہ انبیاء کے تو کروڑوں امتی موجود ہیں آپ باوصف امام الزمان اور خاتم الخلفاء اور بروزی ہونے کے ایک عیسائی ایک آریہ ایک سکھ کو بھی اپنی تیس برس کی مزعومہ بعثت میں مرزائی نہ بنا سکے۔

مرزائیوں کا گویا یہ نیچر ہو گیا ہے کہ ہر رسالہ، ہر باب، ہر کتاب، ہر مبحث میں اپنے بروزی کو بڑھاتے اور عیسی مسیح بلکہ تمام انبیاء کو گھٹاتے اور اون کو گالیاں دیتے ہیں۔

اکثر مرزائی رسالوں میں مرزا جی کے نبی ہونے پر اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے

لیستخلفنهم و لیمکنن لهم دینهم

یعنی خدا تعالی ان (انبیاء) کو خلیفہ بنائے گا اور ان کا دین ان کے واسطے ٹھکانے لگائے گا۔

اول تو آیت میں دینهم کا لفظ موجود ہے، مرزا جی اگرچہ نیا مرزائی دین لے کر آئے ہیں مگر وہ اپنے کو بظاہر آنحضرت ﷺ کا امتی بتاتے ہیں نہ کہ صاحب مذہب و بانی دین جدید۔

دوم، لیستخلفنهم کا وعدہ قیامت تک ہے حالانکہ مرزا جی اپنے کو خاتم الخلفاء بتاتے ہیں۔ پس استخلاف ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ تو خاتم الخلفاء نہ ہوں اور مرزا جی ہوں۔

پھر آیت یہ بھی کہتی ہے کہ نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم نہ ہوگا وہ قیامت تک آتے رہیں گے مگر یہ

ناقص نبی ہوں گے نہ کہ کامل۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کامل خلافت کا خاتمہ کس پر ہوا خود مرزا اور مرزائیوں کے قول کے موافق آنحضرت ﷺ پر ہوا۔ تو مرزا جی خاتم الخلفاء کیوں کر ہوئے کیونکہ دو خاتم نہیں ہو سکتے۔

اور اگر کہو کہ آنحضرت ﷺ پر تو خلافت کاملہ کا خاتمہ ہوا ہے اور مرزا جی پر خلافت ناقصہ کا، تو یہ عجیب حماقت ہے کہ خلافت کاملہ کے ہوتے خلافت ناقصہ قائم رہ سکے۔ گویا خلافت (نبوت) میں کمال اور نقص دونوں موجود رہے اور اجتماع ضدین ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے تو نہیں بلکہ آسمانی باپ نے انسانوں کو دو متضاد نبوتوں کی شریعتوں کا مکلّف بنایا۔

کس کس حماقت و تناقض کا رونا رویا جائے۔ عقل سلیم اور ذہن مستقیم تو مرزائی طلسم کو طرفۃ العین میں توڑ سکتا ہے۔ گھامڑوں اور ہاتھی کے روٹ میں حصہ لگانے والوں کی ہم کہتے نہیں نہ وہ سمجھ سکتے ہیں۔ ان سے تو خدا ہی سمجھے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸۔ اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۲۹۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔ ۶)

تیرہ سو برس میں کس قدر مجدد آئے

کتاب عسل مصفی جو مرزا جی کے ایک مرید کے خیالات و افکار کا نتیجہ ہے، ایک بسیط کتاب اور بائیبل کی طرح ایک مجموعہ ہے جس میں الم غلم بجز صداقت کے سب کچھ بھرا ہوا ہے۔ مگر جس طرح ٹپے اور ٹھمری اور خیال اور دہرپت وغیرہ ایک ہی سم اور سر پر ختم ہوتے ہیں اگرچہ بیچ میں بہت سے ٹھیکے اور گتیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کے تان اوڑاتے ہیں، اسی طرح اس کتاب کے تمام ابواب و مباحث مرزا جی کی مجددیت اور نبوت وغیرہ کے ثبوت پر ختم ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں نام بنام بتایا ہے کہ کہ ہر صدی میں کتنے مجدد آئے۔، پہلی صدی میں ۴۰۔ دوسری میں ۱۱۔ تیسری میں ۱۰، چوتھی میں ۱۱۔ پانچویں میں ۶ ،۔ چھٹی میں ۷۔ ساتویں میں ۷۔ آٹھویں میں ۴۔ نویں میں ۳ ۔ دسویں میں ۳۔ گیارھویں میں ۳ بارھویں میں ۷ تیرھویں میں ۵۔ یہ سب ۸۱ مجدد ہوئے۔

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کو صاحب عسل مصفی نے مجدد بنایا ہے مثلاً شاہ عبدالعزیز صاحب ،شاہ رفیع الدین صاحب، شاہ عبدالقادر صاحب جن کو کسی نے مجدد نہیں مانا۔

علاوہ ۸۱ مجددوں کے ہزاروں مجدد گذرے ہیں۔ وہ کون ہیں، علماء و فضلاء، وہ حقانی علماء جو محض خلوص سے حسبۃً للہ لوگوں کو کتاب وسنت کے موافق وعظ و تلقین کرتے ہیں اور بھولی ہوئی توحید وسنت یاد دلاتے ہیں یعنی عقائد عامہ کی تجدید کرتے ہیں شرک و بدعت سے روکتے ہیں۔

ذرا یہ تو بتائیے کیا مذکورہ بالا مجددوں میں سے کسی نے قرآن وحدیث کی ترمیم کی ہے۔ کسی نے آیات قرآنی کا مورد و مصداق بجائے آنحضرت ﷺ کے اپنے کو بتایا ہے۔ کیا کسی نے تصویر پرستی کو رواج دیا ہے۔ کیا کسی نے فرائض حج وغیرہ کو ساقط کیا ہے۔ کیا کسی نے نبوت و مہدویت و مسیحیت اور غیب دانی کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کی موت کی پیشین گوئیاں کی ہیں جن میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔

جب آپ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ۸۱ مجددوں کو پیش کرتے ہیں تو یہ ثابت کرنا بھی آپ کا فرض ہے کہ تمام جددوں نے یہی دعوے کئے ہیں جو میں نے کئے ہیں۔ پھر حماقت تو دیکھئے کہ مرزا جی اپنے کو عیسیٰ مسیح سے افضل بتاتے ہیں، حضرت امام حسین تو کوئی چیز ہی نہیں ان سے تو آپ ہر طرح افضل ہیں (یہ منہ اور گرم مسالا) اور مجددوں کو اپنی تصدیق کے لئے پیش کرتے ہیں۔ انبیاء تو بہر نہج مجددوں سے افضل ہی ہوتے ہیں کیونکہ مجدد ان کے امتی ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام مجدد آنحضرت ﷺ کے امتی تھے، حالانکہ خود بدولت نبی ہیں۔ گویا اپنے کو ترقی سے تنزل میں گرا رہے ہیں۔ نبی اور مجدد میں عام خاص کی نسبت ہے۔ یعنی ہر نبی مجدد ہے اور ہر مجدد نبی نہیں اور نہ کسی مجدد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ برخلاف مجددین کے جن مکاروں دجالوں نے نبوت اور مہدویت کا دعویٰ کیا اور فی النار ہوئے۔ مثلاً مسیلمۃ الکذاب اسود عنسی اور مہدیان کذاب عرب وسوڈان وغیرہ۔ آپ نے ان کا مطلق ذکر نہیں کیا، نہ کسی مرزائی کتاب میں ان ملحدین مرتدین کا ذکر ہوتا ہے۔ منصب مرزائی تو اس امر کا مقتضی تھا کہ آپ اپنے ہم پیشہ دجالوں کا ذکر کرتے۔ مگر کیوں کرتے، پانی مرتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی اور مرزائی دجالوں اور جھوٹے مہدیوں کی تفصیل بھی کسی کتاب میں اسی طرح لکھیں جس طرح مجددوں کی تفصیل لکھی ہے تو ہم ایک سو روپیہ دینے کو تیار ہیں و لن تفعلوا انشاء اللہ تعالی

خوف یہ ہے کہ جب آپ گزشتہ دجالوں کی لائف شائع کریں گے تو خود مریدین ہی ان کے کیریکٹر کو آپ کے کیریکٹر سے ملائیں گے اور سر مو فرق نہ پائیں گے پس بروزیت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا اور اس

وقت جس قدر پنجرے میں کبوتر ہیں پھر ہو جائیں گے۔

انبیاء کرام بھی برے، اولیاء بھی برے، آئمہ بھی برے، مگر جھوٹے نبی اور دجال اچھے اور سب مرزا جی کے جدامجد اور مورث جبھی تو ان کے نام لینے سے بھی زبان مفلوج ہوتی ہے گویا وہ مرزائیوں کے یقینی اور روحانی مسلم مہدی اور موعود تھے۔

اگر مذکورہ مجددوں کو اسلامی جمہور نے مان لیا ہے تو دجالوں کو بھی ایک جم غفیر نے مہدی اور موعود مان لیا تھا پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ایک جمہور کے مسلم مہدیوں کو تو نہ مانیں دوسرے جمہور کے مسلم مجددوں کو مانیں ذرا غور سے سمجھو مجدد السنہ مشرقیہ کیا سمجھا رہا ہے۔

عیسی مسیح کو معاذ اللہ کوئی مجدد فی الدین تو کیا مارتا آپ کے اعلی مورثوں (دجالوں) نے بھی نہیں مارا۔ مجدد بن کر یہ تجدید آپ نے ضرور کی۔ بھلا دجالوں کی روحیں کیا خوش ہوں گی کہ آپ اون کے نقش قدم پر نہیں چلے۔ وہ تو ضرور آپ پر لعنت بھیجتے ہوں گے اور افسوس کرتے ہوں گے کہ کیسا کلوٹا فرزند ہمارے صلب سے پیدا ہوا جس نے ہم کو بدنامی کے گڑھے میں بے گور و کفن ٹھونس دیا۔ مر گئے مردود، فاتحہ نہ درود۔

مجدد ایک انسان ہوتا ہے جو مثل انبیاء کرام غلطی اور خطا سے محفوظ نہیں ہوتا۔ اوس کا مرتبہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا مجتہد کا۔ پس اس کا قول شریعت میں قطعی اور یقینی واجب العمل نہیں ہوتا جب تک کتاب وسنت کی کسوٹی پر نہ کسا جائے اور نہ کسی مجدد نے ایسا دعوی کیا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ واجب العمل ہے اور جو شخص میرے قول پر نہ چلے گا وہ گمراہ اور ناری ہوگا۔ صرف آپ ہی ایسے مجدد ہیں کہ اپنے اقوال کو باعتبار واجب العمل ہونے کے قرآن وحدیث سے بڑھ کر بتاتے ہیں اور علی الاعلان دعوی کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں، امام الزمان ہوں، جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ دنیا میں واجب القتل اور عاقبت میں جہنمی ہے۔

بتاؤ ۱۸ مجددوں میں سے کس کے قول پر علماء اور فضلاء فتوی دیتے تھے۔ اہل اسلام زیادہ سے زیادہ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ حالت جذب یا سلوک میں فرما گئے ہیں وہ ان کے حالات تھے جن کی تعبیر ہم عملاً نہیں کر سکتے اور ناموس شریعت کو دھبہ نہیں لگا سکتے۔ ہاں اون کے جو افعال اقوال مطابق کتاب وسنت ہیں وہ واقعی واجب العمل ہیں۔

مرزا جی نبی بن کر مجدد کیوں بنتے ہیں اور اپنے کو عالم بالا سے کیوں گراتے ہیں، اپنے کو انبیاء پر کیوں نہیں منطبق کرتے۔ وجہ یہ ہے کہ انبیاء نے معجزات دکھائے اور آپ کو معجزات کے نام سے جاڑہ چڑھتا ہے۔ نیچرآ موجود ہوتا ہے۔ عیسی مسیح اس لئے برے ہیں کہ ان کی صفت ابری ء ا لا کمه و ا لا بر ص و ا حی الموتی با ذن الله۔ اور آپ اپنی تقریر میں فرما بھی چکے ہیں کہ اگر میں بھی چاہوں تو عیسی کی طرح (مسمریزم وغیرہ) کے بہت سے شعبدات دکھا سکتا ہوں، مگر آپ نے اب تک خیر سے مداری کا پھنک ایک، پھنک دو، بھی نہ دکھایا۔ پس معجزے کا نام آتا ہے، تو آپ..مجدد بن جاتے ہیں، اور جب آپ کے کیریکٹر کے مقابلہ میں مجددوں کے افعال واقوال پیش کئے جاتے ہیں تو آپ نبی بن جاتے ہیں کہ مجھے سب کچھ جائز اور روا ہے اور تمام مجددین ومفسرین محدثین غلطی پر ہیں تو آپ کا حال بالکل مولانا روم کے اس شعر کے موافق ہے

گر نہی با رش بگوید طائرم ۔ در پر گوئیش گوید اشترم

یعنی شترمرغ پر اگر تو بوجھ لادے گا تو وہ بازوئیں پھٹپھٹا کر یہ عذر کرے گا کہ میں طائر ہوں، اور طائر پر کوئی بوجھ نہیں لادتا۔ اور اگر یہ کہے گا کہ اڑ، تو وہ بلبلا کر اور ہنڈا سا منہ کھول کر یہ کہے گا کہ میں اونٹ ہوں، اور اونٹ اڑ نہیں سکتا۔

پس آپ ہے کے قول سے ثابت ہو گیا کہ نہ آپ نبی ہیں نہ مجدد ہیں بلکہ ایک حیلہ گر، دین بدنیا فروش ہیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸۔ اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۲۹۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۸)

مرزا قادیانی پر فرد جرم کی تکمیل

یوں تو مرزا صاحب پر مقدمہ لائیبل میں رائے چندولال صاحب مجسٹریٹ نے فرد قرارداد جرم لگا دی تھی، لیکن مرزائی صاحبان اس کے قائل نہ ہوتے تھے کیونکہ مرزا جی کی غیر حاضری میں فرد جرم لگی تھی۔ آخر مرزا جی کی دعوات سحری نے مجسٹریٹ موصوف کو (بقول ان کے مریدوں کے) تبدیل کرا دیا، اور ان کی جگہ بابو آتما رام صاحب تشریف لائے۔ مرزا جی نے دفعہ ۳۵۰ ضابطہ فوجداری کی آڑ میں دوبارہ تحقیقات ہونے کی درخواست کی اور خیال کیا کہ اس لمبی دوڑ میں ممکن ہے کہ فریق مقابل تھک جائے اور یوں مقدمہ سے نجات

ملے ۔لیکن بہادر حریف نے پھر بھی حوصلہ نہ ہارااور مردانہ وار مقابلہ کرتا رہا۔آخر شہادت استغاثہ دوبارہ ہوئی اوروہ مرحلہ پہونچا جہاں مرزا.جی مارے ڈر کے مرض شدید میں مبتلا ہو گئے تھے۔ چنانچہ ۲۹ جولائی کومولوی غلام محمد صاحب آخری گواہ استغاثہ کی شہادت ختم ہوگئی اور فرد جرم کی نوبت پہنچ گئی۔ جونہی شہادت ختم ہوئی تو مرزا.جی کے وکلاء نے دہائی مچادی کہ ملزمان کواسی مرحلہ پر بری کیا جائے اور صفائی طلب نہ ہو۔اس بارہ میں ملزمان کی طرف سے ایک درخواست بھی گزری اور ایک لمبا چوڑا تحریری بیان بھی داخل کیا گیا۔اور علاوہ ازیں مرزا.جی نے خود بھی اس روز زبان کھولی اور کچھ معذرت ظاہر کی کہ میں نے جو کچھ لکھا نیک نیتی سے لکھا اوراپنے بچاؤ کے لئے لکھا وغیرہ۔لیکن مجسٹریٹ نے فرد قرارداد جرم مرتبہ مجسٹریٹ سابق مرزا.جی کوسنادی اور جواب بھی لے لیااور وکلاء ملزمان کوکہا کہ میں آپ کو بحث کا موقع دونگا۔چنانچہ بحث کے لئے ۳۔اگست ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

اس تاریخ کودور دراز مواضع سے مرزائی صاحبان جمع ہو گئے تھے کیونکہ مرزائیوں میں یہ مشہور ہوگیا تھا کہ آج مرزا.جی کو بری ہو جانا ہے (شاید کوئی الہام ہوا ہوگا) لیکن برعکس اسکے اس تاریخ کو مجسٹریٹ نے خود قرار داد کی تکمیل کر کے ملزمان کا بیان لے لیا کہ وہ صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ملزمان نے لکھایا کہ صفائی پیش کریں گے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی لکھایا کہ گواہان استغاثہ پر بھی جرح کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ زیر دفعہ ۳۵۶ ضابطہ فوجداری گواہان ذیل مکرر جرح کے لئے طلب ہوئے۔مولوی برکت علی صاحب بی اے منصف بٹالہ، مولوی غلام محمد صاحب قاضی چکوال،مولوی محمد جی صاحب قاضی جہلم۔تاریخ پیشی مقدمہ ۱۵، ۱۸، اگست مقرر ہوئی۔اس کے بعد گواہان صفائی کے لئے تاریخ ہوگی۔(پیسہ اخبار)(ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶۔اگست ۱۹۰۴ء ص ۱)

مرزا.جی کا انوکھا الہام

حضرت جبریل علیہ السلام کا زمین پرآنا اور تمام ملائکہ کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔صحیح بخاری میں ہے فغطنی فبلغ منه الجهد یعنی جبریل نے مجھے سینے سے لگا کرایسا نچوڑا کہ میں پسینے پسینے ہوگیا اور پوری طاقت صرف ہوگئی۔اورحدیث حنظلہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں

و الذی نفسی بیده لو تدو مو ن علی ما تکو نو ن عندی لصا فحتکم الملا ئكة

علی فر شکم و فی طرقکم ولکن یا حنظله ساعة و ساعة ثلا ثمرات فا شار الی ان الاحوال لا تدوم ۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسی حالت میں رہو جس میں میرے حضور رہتے ہو تو ملائکہ تمہارے بچھونوں تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ (آپ نے تین بار ساعۃ ساعۃ وساعۃ فرمایا) پھر اشارہ فرمایا کہ حالات (تجلیات) کو دوام نہیں،

لیکن مرزا جی زمین پر حضرت جبریل کے نزول کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اپنے اوپر الہام اور وحی کے دونگڑے برسنے کے مدعی ہیں۔ جی بجا ہے، آسمانی باپ نے فلک الافلاک سے ٹیلی فون لگا رکھا ہے جسکے ذریعہ سے بذات خاص لیپا لک کے ساتھ کانا پھوسی کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ اپنی آسمانی کتاب توضیح المرام میں لکھتے ہیں:

کہ جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر اور روشن نیر سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور خدا اور بندے کی محبت کے نر و مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اسی کا نام روح القدس ہے اور وہی روح امین ہے، اسی کا نام شدید القوی اور ذوالافق الاعلی اور رای مارای ہے۔ اور جبریلی نور آفتاب کی طرح انسان پر اسکے حسب استعداد اپنا اثر ڈالتا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو، حتیٰ کی مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقع ہے۔ اور جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجہ کا بدکار باہر نہیں حتیٰ کہ کنچنیاں بھی۔ بس ادنی سے ادنی مرتبے کے ولی پر بھی جبریل ہی وحی کی تاثیر ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہتا ہے۔ فرق صرف آرسی کے شیشے اور بڑے آئینے کا ہے۔،

وہی بات کہ بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔ الہام اور وحی میں نر اور مادہ اور رنڈیوں کا ذکر آپ کی فطرت کا اظہار کر رہا ہے۔ آپ آسمانی باپ کے لیپا لک ہیں نا۔ پھر نر اور مادہ کا ذکر کیوں نہ ہو۔ بے شک آسمانی باپ جو لیپا لک پر الہام کرتا ہے اور شیطان جو ایک کنچنی پر الہام کرتا ہے ان دونوں الہاموں میں کچھ فرق نہیں۔ لیکن اولیاء اور انبیاء کے الہام کو ایسا کہنا درست نہیں،... اور مرزا جی نے درحقیقت اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ جو آسمانی باپ رنڈیوں پر الہام کرتا ہے، وہی اپنے لے پالک پر کرتا ہے خدا اور بندے کی محبت کے (معاذ اللہ) ملنے ہونے سے تیسری چیز روح القدس پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے یہ تثلیث اپنی امت کے لئے گھڑی ہے،

فرمایئے عیسائیوں کے لئے کیا باقی چھوڑا۔ لا حول و لا قوۃ۔ کس قدر لغو اور گندے اور فحش خیالات ہیں ۔شرم چہ کنی است ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۳۰۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

نبی اور ولی کے الہام میں فرق

مرزا جی اپنی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۴ و ۲۲۹ میں لکھتے ہیں کہ

جیسے ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف نہیں ہوتا اسی طرح اولیاء کا الہام شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف نہیں ہوسکتا اور اس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے۔

اس سے مرزا جی کی یہ مراد ہے کہ نبی اور ولی کے الہام میں کچھ فرق نہیں۔ افسوس ہے کہ اس ادعا سے مرزا جی اپنا مرتبہ نبوت پست کررہے ہیں، یعنی اپنے کو بجائے نبی کے ولی بنارہے ہیں اور تمام اولیاء کا مرتبہ بڑھارہے ہیں یعنی ان کو انبیاء قرار دے رہے ہیں۔

اول تو یہ اولیاء پر اتہام اور تفسیر قول ما لا یرضی به القائل ہے کیونکہ کسی نبی خصوصاً خلفاء اور صحابہ کرام نے بھی اپنے کو نبی قرار نہیں دیا اور کیوں کر ممکن تھا کہ وہ باوصف امتی ہونے کے نبی بن جاتے اور اپنے کو انبیاء خصوصاً خاتم النبیین کا ہمسر بناتے۔

دوم کلام مجید میں ہے ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءهم۔ اس سے یہ بات مستنبط ہوئی کہ اولیاء پر شیاطین وحی کرسکتے ہیں، نہ کہ معاذ اللہ انبیاء پر۔ کیونکہ انبیاء کا یہاں ذکر نہیں بلکہ قرآن مجید میں انبیاء کرام کی نسبت فینسخ الله ما یلقی الشیطان وارد ہوا ہے۔ یعنی انبیاء پر شیطان جو القاء کرتا ہے خدا تعالی اس کو رد کردیتا ہے۔

تعجب ہے کہ مرزا جی، حضرت عیسی مسیح سے تو اپنے کو افضل بتائیں بلکہ ان کی مذمت و توہین کریں اور حضرت امام حسینؓ پر بھی اپنے کو فضیلت دیں اور بدبختی سے اولیاء کی صف میں بیٹھیں۔ اولیاء اللہ تو لاکھوں گزرے ہیں، مرزا جی بھی انہیں میں رہے تو کیا کمال کیا۔ ان کا منصبی فرض تھا کہ جس طرح مسیح کو گالیاں دیں اسی طرح تمام اولیاء اللہ کو بھی اس سرے سے لے کر اس سرے تک توہین کی ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے تاکہ مرزا

ئیوں کے دل میں ان کی وقعت بڑھتی کیونکہ ان کی نبوت اور مسیحیت اور بروزیت کا اقنوم اعظم سبّ ولعن ہے اور اسی سے دنیا میں ان کی شہرت ہورہی ہے اور فرض تبلیغ ادا ہورہا ہے۔

انبیاء کرام کی تو توہین کی جاتی ہے اور اولیاء کی تعظیم۔ حضرت عیسی مسیح تو جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں نبی کیا معنی ولی بھی نہ ٹھہرائے جائیں اور اولیاء اللہ کو نبی بنا دیا جائے۔ اس کی لم یہ ہے کہ چند روز میں جس قدر مرزائی ہیں، ولی کیسے نبی بن جائیں گے۔ اور مرزا جی جو بالفعل اپنے کو خاتم الخلفاء کہتے ہیں خاتم الانبیاء ہوں گے۔ اور ان کے اس قول کا ظہور ہوگا کہ انبیاء ناقص قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے مگر نبی کامل بجز مرزا جی کے کوئی نہ ہوگا۔

سنو سنو! نبوت ختم ہوگئی مگر اولیاء اللہ کے وجود باجود سے کوئی زمانہ خالی نہ ہوگا۔ یعنی آفتاب نبوت کی روشنی سے ذرے اکتساب نور کرتے رہیں گے۔ لیکن مرزا جی سے کوئی اقرار تو کرالے کہ ان کے زمانہ میں کسی ولی کا وجود پایا جاتا ہے۔ یا تو خود بدولت ولی ہیں یا شاید اپنے کسی مرزائی کو کامل ولی اور ناقص نبی بنا دیا ہو۔ سینکڑوں مرزائی اس الہام کے منتظر ہیں کہ کب آسمانی باپ ہم کو کامل ولی اور ناقص نبی بناتا ہے۔ ہم کو یقین کامل ہے کہ سب سے پہلے کامل ولی اور ناقص نبی ہونے کا الہام حکیم الامۃ المرزائیہ کے حق میں ہوگا۔ اولیاء اللہ کو سب مسلمان مانتے ہیں، لہذا مرزا جی نے بزعم خود ان کے خوش کرنے کے لئے تمام اولیاء اللہ کو انبیاء بنا دیا۔ لیکن جب عیسی مسیح کو گالیاں دینی شروع کیں تو مرزا کو ملعون سمجھنا مسلمانوں کا فرض ہوا اور ان کو یقین ہوگیا کہ انبیاء کو جو مردود گالیاں دیتا ہے وہ اولیاء کو کیوں گالیاں نہ دے گا۔

معلوم نہیں اولیاء اللہ کا ذکر بار بار کیوں کیا جاتا ہے اور کیوں ان کو نبی بنایا جاتا ہے، حالانکہ محض دعوی سے نہ کوئی نبی بن سکتا ہے نہ ولی، جب تک بارقہ توفیق وتصدیق الہی اس کے ساتھ نہ ہو۔ میں نبی ہوں، میں مثیل المسیح ہوں، اور بایں ہمہ میں ویسا ہی ولی ہوں جیسے اور اولیا گزرے ہیں، محض ایک خبط اور مالیخولیا اور متناقض دعوی ہے۔ خوب یاد رکھو ولی کو نبی بنانا غلام کو آقا بنانا ہے اور باعتبار امتی ہونے کے عام مسلمانوں اور اولیاء اللہ میں مطلق فرق نہیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۳۰۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۴)

آئینہ کمالات میں قادیانی اشعار کے جواب میں

منشی سعد اللہ کا فارسی کلام

الا اے قادیانی یاد کن روز قیامت را
چگونہ ترک کردی راہ اسلام و سلامت را
نفاق از دل فگن بگذار شوخی و شرارت را
بدہ در سینہ جا اخلاص و تقوی وطہارت را
بدر کن از دماغ خویشتن زعم نبوت را
مبر در سر چو ترسا رہ خیالات نبوت را
دگر کورانہ می پنداری ایں اجماع امت را
نہ جہل خود نداری با در اخبار شریعت را
مگستر دام دعوئے مسلمان پئے خوردن
مکن شائع چو تجار فرنگ اعلان بیعت را
بہ صدق دل مریداں مرسل یزدانیت خوانند
عبث سنہفت اے دجال دعوی رسالت را
بہ جز مدئی ایروزی ملتبس دعویء خود سازی
بایں مکر و حیل خدمت کنی اہل بلادت را
ز دجالان موعود آمدی دجالے اے مردک
بلاء و امتحان اہل ایمان و صداقت را
نزول وحی بر خود مثل وحی انبیاء گوئی
صداہا بہر خود داری . منم ما مور دعوت را

و زان الہام و وحی خود سیہ اوراق گردانی
رسولے نیستم، میگوئی اے دجال خدعت را

نیاوردم کتابے حسب عادت ہم غلط گفتی
بلے تبدیل کردن خر دشوار ست عادت را

گزینی جائے ابنیت کنی ترک عبودیت
کہ ایں نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را

(یہ مصرع مرزا قادیانی کا ہے۔ چونکہ ہر اہل عبادت کو نخوت ابلیس
بنادیتی ہے اس لئے قادیانی نے عبادت چھوڑ کر ابنیت اختیار کی ہے۔ سعداللہ)

یہودی باشد آن کو بر صلیب آرد مسیحا
پئے عیسی شدن گشتی مخالف دین و ملت را

ز پیر نیچری مرگ و صلیب عیسی آوردی
نہادی چوں علم بر دوش تجدید امامت را

خداوندا پناہت زیں یہودی کیش عیسی کش
کہ بر روح و رسولت تہمتے بندد اذیت را

چو عجل سامری لہو و لعب گوید با مجازش
بہ حق آں مکرم مے پسندد ایں مزلت را

بخواند انّما الاعمال بالنّیّات باز ازکیں
ہمی بد ذات گوید عالمان نیک نیت را

چو چشم حق شناسی نور عرفان ش نہ بخشیدند
بہ گفت امی و مشرک ازخباثت خیر امت را

اگر عمرے تو ہشتادست(۸۰) یا پانچ و نود(۹۵) سندھی

ز درگاہ خدا کید متین پندار مہلت را
منہ دل در تنعم ہائے دنیا گر خدا خواہی
مخور بادام روغن جائے روغن عیش و عشرت را
مسلماناں پئے دارین امن و عافیت خوانند
بہ حرص مال و جاہ ایدوں تو می خواہی مصیبت را

(مرزا قادیانی کے درج ذیل شعر کا جواب آگے لکھا ہے:

ہمہ در دور ایں عالم امان و عافیت خوانند
چہ افتاد ایں سر مارا کہ میخواہد مصیبت را)

اگر ممکن بود از سینہء ات برداشتن پردہ
بہ بیند اندراں ہر کس نفاق و خبث طینت را
ز خوف حاکم ضلع آنچناں در باختی زہرہ
کہ گفتی الوداع دائمی رمل و کہانت را
نخواہم در حق کس ہیچ گاہ الہام انذاری
نخواہم بر کسے گاہے دعائے بد اجابت را
بعیسی در رہ تعلیم دین ناکام شد گوئی
بذات وے نہی صد عیب تحصیل فضیلت را
حقیقت ہائے دجال و خر وے بر تو روشن شد
ز فہم مصطفیٰ بر تر گماری آن حقیقت را
شدی دوراز عبادت باوجود قرب عبداللہ(غزنوی)
چہ سود از رہبر کامل تہیدستان قسمت را
مسیح و مہدی و حارث نبی گشتی ولد

گشتی شکم سیرت نمی گردد بہ ہیچ اے چو بہ متھرا

(متھرا کے چوبے پرخوری میں مشہور ہیں۔گذشتہ دجالوں میں سے کسی نے صرف عیسی بننے کا دعوی کیا کسی نے صرف مہدی کا، کسی نے صرف نبی کا۔یہ کم بخت سبھی کچھ بن کر، علاوہ براں ابن اللہ بن کر شکم سیر نہیں ہوتا۔سعد اللہ)

بشیر ناتواں کانرا تو عنموائیل مے گفتی
کانّ اللہ نازل ز آسماں شد داغ فرقت را
بہ پیش گوئیء ایں بچہ و نیز آتھم و سلطان
سیاہی ہا ز رمالی بہ رخ ما لیدہء تترا (پے در پے)
بشیرت دخترے آمد ز بار اولیں پیدا
پسر از بار ثانی آمد آبادی تربت را
برآمد ہفت بر نہ سال و عموائیل نامد باز
بگو اکنوں چہ داری حیلہ آں نہ (۹) سالہ مدت را
تو شیر نیستان بے حیائی آمدی
ز اول بہ مکر شید و خو نمودی ایں اضافت را
چہ مے سوزی زبہر زوجہ الہامیت ناداں
بدل گر غیرتے داری بغیران وصل و قربت را
زنِ الہامیت در خانہ سلطان ست بار آور
چہ مے باشد لقب ہم چوں تو دونِ بے حمیت را
پسر گفتی و پے در پے دو دختر باز زائیدی
بہ بخت و ...گو نش دائما راہ ہست نکبت را
چہ گونہ ابن مریم گشت سندھی بیگ را بنگر
کشادہ آلنقوا در بیوگی باب ولادت را

ز شر فتنہ دجالی سوئے حق پناہ آور
دعا کن سعدیا کو وعدہ فرمود استجابت را

مناجات

(منشی سعداللہ لدھیانویؒ)

الٰہی دور دار از بندۂ مسکین ہر آفت را
براہ خود مدہ از کس رہے سویش مخافت را
شرف دادی بہ اسلامم ز ہدیء احمد مرسل
بہ فضلت با خود آرم در قیامت ایں شرافت را
عمل ہائے مرا در دین و ہم در دین مبارک کن
بدہ توفیق نیکی پاک سازم خوئے و خصلت را
بضاعت ہر چہ در بارم ہمہ مزجاۃ ناکارہ
امید بخشش از فضل تو بس این بے بضاعت را
ازیں دنیائے فانی چوں بمن وقت رحیل آمد
ادا سازم بتوحید از زبان و دل شہادت را
چو در گورم نہند احباب سوئے خانہ رو آرند
دراں وحشت کدہ کن مونسی من رحم و رافت را
پل دوزخ کہ تیز از تیغ و راہے بس دراز آمد
مدد فرما کہ طے چوں برق سازم ایں مسافت را
محمد را مقامے دہ کہ محمودش لقب کردی
چو سر در سجدہ پیش تو نہند اذن شفاعت را

به فضل خویشتن او را فضیلت ده وسیلت ده
که حکمت شد به هر کس ابتغائے آں وسیلت را
تحیات و سلام از ن بر و حش و آں اصحابش
به آن نوعے که ماموریم تسلیم و تحیت را
یکے از امتش و از بندگانت آمده سعدی
کشاده دارد ابواب اذن ده رضوان جنت را
به فردوس بریں با بندگانت میهماں باشم
به دیدارت نظر بالا کنم اکمال نصرت را

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۳۱۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۴)

وہی حیات مسیح

قادیانی اخبار الحکم مطبوعہ ۱۷ و ۲۴ جولائی میں حکیم الامۃ المرزائیہ نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں آیت و ان من اھل الکتاب الا لیو منن به قبل مو ته و یو م القیامة یکو ن علیهم شهیداً کے وہی معنی کئے جو تمام مرزائی کرتے ہیں کیونکہ... جدھر بروزی کا منہ ادھر ہی سب کا منہ۔ کیا معنی کہ جب خود بروزی کو حیات مسیح میں اپنی موت نظر آتی ہے تو بروزیوں کو کیوں نظر نہ آئے۔

ہم گزشتہ ضمیمہ میں دو خرابیاں لکھ چکے ہیں جو مرزائیوں کے گھڑے ہوئے معنی لینے سے پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی تمام اہل کتاب عیسی کے قتل پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان رکھتے ہیں۔ اگر به کی ضمیر قتل کی جانب اور مو ته کی ضمیر اہل کتاب کی جانب ہے، تو یکو ن علیهم شهیداً کی ضمیر کس کی جانب ہوگی۔ مرزائی بھی بجز اس کے چارہ نہیں دیکھتے کہ یکو ن کی ضمیر عیسی کی جانب پھریں کہ قیامت کے روز عیسی اہل کتاب کے ایمان لانے پر گواہ ہوں گے، اور اگر اب به کی ضمیر قتل کی جانب ہوگی تو علیهم کی جگہ علیه ہونا چاہیے، ورنہ آیت کے کچھ معنی نہ ہوں گے کیونکہ عیسی مسیح کس بات کے گواہ ہوں گے۔ اگر کہو قتل وصلب کے گواہ

ہوں گے تو قرآن مجید اس کی نفی کر چکا ہے وما قتلوہ و ما صلبوہ اور و ما قتلوہ یقیناً اور اگر کہو یکون کی ضمیر قتل کی جانب ہے، تو قتل کا گواہ ہونا چہ معنی دارد۔ کیا قتل بھی کوئی وجود مشخص ہو جائے گا۔ پھر لیو منن کے معنی حال کے اور یکون کے معنی استقبال کے لینے سے کلام باری میں نقص پیدا ہوتا ہے۔ معنی یہی ہوں گے کہ کل اہل کتاب قتل اور صلب پر ایمان رکھتے ہیں اور عیسی مسیح یا قتل وصلب قیامت میں گواہ ہوں گے قتل وصلب تو یہ کہیں گے کہ ہاں ہم نے قتل کیا اور عیسی مسیح کہیں گے کہ میں مقتول ومصلوب ہوا۔ کس قدر لغو معنی ہیں کیونکہ جب حسب آیت و ما قتلوہ یقیناً عیسی قتل ہی نہیں کئے گئے، تو شہادت کیسی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اہل کتاب تو قتل وصلب پر ایمان رکھتے ہیں نہ کہ مسیح پر۔ اور ان کے ایمان لانے کی شہادت دیں گے عیسی مسیح۔ ماریئے گھٹنا پھوٹے آنکھ اور ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ایمان انبیاء پر بولا جاتا ہے نہ کہ اون کے زمانہ کے حوادث پر۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ عیسی مسیح جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے یعنی جو اہل کتاب مر گئے ہیں کیا وہ بھی دوبارہ زندہ ہوں گے۔

کتنا لغو اعتراض ہے۔ مقصود اس زمانہ کے اہل کتاب کا ایمان لانا ہے جو مسیح موعود کے وقت ہوں گے کیونکہ عیسی مسیح کے باب میں اہل کتاب کے مابین اختلاف رہا ہے جیسا کہ و ان الذین ا ختلفوا فیہ .. سے ثابت ہے۔ اب مسیح کے دوبارہ آنے پر وہ اختلاف مٹ جائے گا اور تمام اہل کتاب جو اس وقت موجود ہوں گے یکساں بلا نکیر ایمان لائیں گے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں پر دوسری مصیبت یہ آپڑی کہ عیسی مسیح زندہ بھی ہیں اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان بھی لائیں گے اور اون کے مقابلہ میں بروزی صاحب چندروز میں مر بھی جائیں گے اور کوئی اہل کتاب ان کے نام پر اٹھارواں ولایتی بوٹ بھی نہ مارے گا۔ بروزی صاحب جو عیسی مسیح کو مارتے ہیں تو آپ اپنی توہین کرتے ہیں۔ ان کا فخر اس میں تھا کہ خود قیامت تک زندہ رہتے اور جب عیسی بھی وفات پا گئے اور مرزا کے لئے بھی یہی دن دھرا ہے، تو بروزیت کا کون سا تیر مارا اور کس منہ سے بنکارتے ہیں کہ میں عیسی سے افضل ہوں۔ پس لیپا لک کا کام ہے کہ آسمانی باپ سے ایسا لٹکا سیکھے کہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہ

کر عاقبت کے بوریئے سمیٹے۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اہل کتاب کی نسبت و القینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ وارد ہے تو تمام اہل کتاب عیسی مسیح پر کیونکر بالاتفاق ایمان لا سکتے ہیں یہودی تو مسیح کین نبوت کے بھی قائل نہیں بلکہ اون کو معاذ اللہ ملعون ٹھہراتے ہیں اور عیسائی اون کو خدا بناتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ یہی مسیح کے مکرر آنے کا اعجاز ہوگا کہ تمام اہل کتاب متفق ہوجائیں اور وہ اختلاف جو اوپر کی آیت میں جناب باری نے بیان فرمایا ہے، مٹ جائے گا جیسا کہ ہم ابھی ابھی لکھ چکے ہیں۔

دوم، کسی قوم کا ایک نبی پر بالاتفاق ایمان لانا فروعی اختلاف کا مانع نہیں تمام یورپ و امریکا مسیح پر ایمان رکھتا ہے مگر ان کے آپس میں اختلاف ہے کوئی پروٹسٹنٹ کوئی رومن کیتھولک، کوئی گریک۔ خود مسلمانوں میں ۷۲ فرقہ ہیں مگر خدا اور رسول پر ایمان لانے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ مرزائیوں میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ بعض تو مرزا جی کو نہ صرف رسول بلکہ خاتم الرسل یقین کرتے ہیں اور بعض اون کے منکر ہیں۔ دیکھو گھر میں ہی پھوٹ ہے و القینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ کے مصداق ہیں اور اگر ہمارے سامنے تقیہ کرتے ہیں تو شیعہ ہیں نہ کہ مرزائی۔ مرزا جی کا کام ہے کہ ایسے منافقوں کو پکے مرزائی بنائیں۔ یہ جواب ہم نے الزامی طور پر دیا ہے ورنہ درحقیقت حقیقی مسیح موعود کے آنے پر تمام اختلافات مٹ جائیں گے اور سچے دین کی روشنی ساری دنیا میں پھیل جائے گی اور اس وقت جو شب کوران شپر سیرت موجود ہوں گے سب کونوں کھدروں میں گھس جائیں گے بلکہ کافور ہوجائیں گے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۳۱۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔ ۶)

حیات مسیح

جس زمانہ میں مرزا صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ لکھی، اہل اسلام کے موافق حیات مسیح کے قائل رہے جیسا کہ براہین احمدیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسوقت مسیحائی کا دعوی نہ کرسکے۔ لیکن جب عوام کالانعام نے تعریفوں کے پل باندھے اور مریداں مے پرانند کا زور شور ہونے لگا، تو مرزا صاحب جامہ

سے باہر ہو گئے اور مسیحائی کا دعویٰ کر بیٹھے۔

زمانہ سابق میں شاید آپ کو یہ الہام ہوا ہو گا کہ حضرت عیسےٰ زندہ موجود ہیں، پھر دوسرا الہام اس کا ناسخ یہ ہوا کہ وہ فوت ہو گئے اور خود بدولت ان کے قائم مقام ہوئے۔ گویا حق تعالیٰ نے جو پہلے خبر دی تھی پھر خود بخود اس کی تکذیب فرمائی۔ معاذ اللہ۔ اس لئے کہ نسخ احکام وانشائیات پر وارد ہوتا ہے، اخبار وواقعات پر نہیں ہوتا۔

آمدم برسر مطلب آیہ کریمہ و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم الخ میں اگر انصاف سے نظر کی جائے تو معلوم ہو جائے حضرت مسیح فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ موجود ہیں۔ اس لئے کہ آیت مذکورہ میں بظاہر تین صورتیں ہو سکتی ہیں کیونکہ یہاں حق تعالیٰ نے قتل کی نفی فرمائی ہے اور نفی کیلئے ضروری ہے کہ یا تو مفعول پر مقصور قرار دی جائے یا فاعل پر یا فعل پر۔ اگر آیت مذکورہ میں نفی کا قصر صرف مفعول پر مانا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ یہود نے صرف حضرت مسیح کو قتل نہیں کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا، اس کے خلاف یہ ہو گا کہ مسیح کے سوا کسی اور شخص کو قتل کیا۔

اگر نفی کا قصر فاعل پر قرار دیا جائے کہ یہود نے مسیح کو قتل نہیں تو اس کے خلاف یہ ہو گا کہ یہود کے سوا کسی اور شخص نے قتل کیا۔

اور اگر نفی کا قصر فعل پر قرار دیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ عیسیٰ نہ قتل کئے گئے، نہ سولی دیے گئے بلکہ اور کسی وجہ سے مر گئے۔

ان وجوہ ثلاثہ میں سے صرف وجہ اول صحیح و درست اور باقی ناموزوں و غلط ہیں کیونکہ نفی قتل کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا و لکن شبہ لھم۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قتل کی نفی مفعول یعنی حضرت مسیح پر مقصور ہے کیونکہ شبہ پیدا ہونے کا یہی موقع ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح قتل کئے گئے یا کوئی شخص مارا گیا، یہود کے لئے اشتباہ کا موقع یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ قتل کرنے والے وہ لوگ یعنی یہودی تھے یا کوئی اور شخص تھا۔ ایسا ہی یہ بھی موقع اشتباہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح قتل کئے گئے یا کسی اور وجہ سے مر گئے۔ اگر آیت کا یہ مطلب ہے کہ مسیح کو یہود نے نہیں مارا بلکہ اور کسی نے مارا تو اس صورت میں فعل کی اسناد اس فاعل و قاتل کی جانب ہونی چاہیے اور

یہود کا ذکر یا تو باسم ظاہر ہونا چاہیے، یا ضمیر منفصل کے ساتھ یعنی و ما قتله الیهود یا و هم ما قتلوه اور اگر یہ مطلب ہے کہ مسیح قتل نہیں کئے گئے بلکہ اور وجہ سے مر گئے، تو اس صورت میں یہ کہنا کافی تھا ما قتله احد یعنی ان کو کسی نے نہیں مارا۔ یہ کہنا کہ یہود نے ان کو قتل نہیں کیا، بالکل فضول ہے۔

آیت کریمہ کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا لیکن کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو ان کے لئے از روئے مکر کے مسیح کا ہم شکل بنایا گیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا و مکروا و مکر الله یعنی یہود نے مسیح کے بارہ میں مکر کیا اور قتل کرنا چاہا۔ اللہ نے ان کا مکر توڑا یعنی اور شخص مسیح کا ہم شکل بنایا۔

جب اللہ تعالی نے مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے کی نفی فرمائی تو اس سے وہم ہوسکتا تھا کہ قتل و صلب ایسا امر ہے جو دیکھنے میں آتا ہے محض خیالی و فرضی نہیں۔ جب یہ امر مانا گیا کہ قتل و صلب کا وقوع ہوا تو مصلوب و مقتول کوئی شخص ہونا چاہیے۔ اگر حضرت عیسی نہیں تو اور کوئی ہونا چاہیے۔

تو اس وہم کو دفع کرنے کیلئے اللہ تعالی نے و لکن شبه لهم فرمایا۔ پر اس کے بعد زبان تصریح کے ساتھ فرمایا و ما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه۔ فعل شبه لهم کے پہلے قتلوا محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے و ما قتلوه و ما صلبوه و لکن قتلوا من شبه لهم یعنی یہود نے مسیح کو نہیں مارا بلکہ اس شخص کو مارا جو ان کا ہم شکل بنایا گیا تھا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حرف لکن مخففہ جب واؤ عاطفہ کے ساتھ مفعول ہوتا ہے، تو اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جملہ معطوف الیہ کامل طور پر مذکور اور معطوف کا ایک حصہ محذوف ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا و لکن رسول الله و خاتم النبیین یعنی و لکن کان رسول الله ۔ اسی طرح آیت مذکورہ کی تقدیر یوں ہے و لکن قتلوا من شبه لهم ۔ (باقی آئندہ)

راقم۔ محمد عبدالجبار عمر پوری از کلکتہ۔ (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۴ء نمبر ۳۱۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۷)

حدیث میں رجل فارس سے کیا مراد ہے

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:

لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس

ترجمہ: ایمان اگر ثریا کے ساتھ بھی لٹکا ہوا ہوگا تو اوس کو فارس کا ایک رجل حاصل کرے گا۔

مرزا صاحب براہین احمدیہ میں اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۳ میں دعوی کرتے ہیں کہ اس حدیث کے موافق رجل فارس میں مراد میں ہوں۔ حالانکہ آپ ہندی نژاد ہیں اور اپنے کو چینی الاصل مغل بتاتے ہیں، باوجودیکہ محدثین کبار بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ دارقطنی حاکم بیہقی سب کے سب رجل فارس تھے۔ تعجب ہے حدیث شریف کے مصداق وہ تو نہ ہوں اور مرزا جی ہوں۔

اب ہم مرزا جی سے پوچھتے ہیں کہ حدیث شریف میں جو دجالون ثلاثون بطور پیشین گوئی وارد ہوا ہے، تو اسکے مصداق کون لوگ ہیں۔ کیا وہی نہیں جنہوں نے مرزا جی کی طرح مہدی اور مسیح بننے کے دعوے کئے اور حمقاء اور سفہاء کا جم غفیر ان کے ساتھ ہولیا اور بالآخر چند روز میں فی النار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کو مہدی بتایا مگر دجال نکلے۔ پس کیا ثبوت ہے کہ مرزا جی دجال نہیں ہیں۔ اگر وہ مہدی تھے تو مرزا جی بھی مہدی ہیں۔ خود مرزا جی ایمان سے کہیں کہ وہ دجال نہ تھے۔ ۱۳ سو برس میں جس قدر دجال گذرے کسی نے اپنے کو دجال نہیں کہا حالانکہ حدیث شریف کی پیشین گوئی کے مصداق تھے پھر مرزا جی جو اون کی سنت اور نقش قدم پر چلنے والے ہیں اپنی دجالیت کا اقرار کب کرنے والے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کی پیشین گوئیوں کے مصداق تو بہت ہوئے مگر دجالون ثلاثون کا مصداق ۱۳ سو برس میں ایک بھی نہ ہوا، طلب کی حدیث پر تو ایمان اور جو حدیث مطلب کے مخالف ہو اس کا انکار یو من ببعض و یکفر ببعض

کیا موجودہ زمانہ ایمان کے معلق بالثریا ہونے کا زمانہ ہے ایمان اور اسلام تو دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ علماء اور مشائخ ہر جگہ موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اسلام کا آفتاب بعض ان ممالک کو بھی روشن کر رہا ہے جہاں کفر اور شرک کی ظلمت چھائی ہوئی تھی۔ پس ظاہر ہے کہ موجودہ زمانی حدیث شریف کا مصداق نہیں بلکہ وہ زمانہ قرب قیامت پر ہوگا جب کہ تمام دجالوں کا پیر مرشد اور گرو گھنٹال یعنی دجال اکبر آئے گا۔ جس قدر دجال آج تک تک آچکے اور آئندہ آئیں گے یہ سب بڑے دجال کی لینڈوریاں اور ذریات ہیں اور جس طرح یکے بعد دیگرے یہ سب فنا ہو رہے ہیں اسی طرح طرح ان کا مورث اعلی خود حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں نہنگ قہر

الٰہی کا طعمہ ہوگا مرزا جی کیسا ہی زور لگائیں مگر یہ ہمارا ذمہ ہے کہ وہ دجال اکبر نہیں ہیں اور مجدد کی یہ پیشین گوئی خدا کی عنایت سے جلد پوری ہونے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴۔اگست ۱۹۰۴ء۔ص ۷۔۸)

مرزائی مقدمات

اخبار اہل حدیث امرتسر کا نامہ نگار لکھتا ہے:

خوش قسمتی سے خاکسار ۱۵۔اگست ۱۹۰۴ء کو گورداسپور پہنچا اور زہے قسمت عدالت کے کمرے میں بینچ پر بیٹھ کر مرزا صاحب کی زیارت سے بہرہ ور ہوا۔

مرزا صاحب بحیثیت ملزم ایک خاص ممتاز کھڑے تھے اور ان کے مقابل ان کے حریف مستغیث۔ اتنے میں تیسرے حریف مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری بلائے گئے۔مولوی صاحب موصوف پر مکرر جرح جو بعد فرد جرم لگنے کے ملزم کا حق ہوتا ہے، باقی تھی، اس لئے حاکم نے ان کو پہلی دفعہ کہا تھا کہ ایک دفعہ آپ کو پھر آنا ہوگا۔ چنانچہ ۱۵۔اگست کو مولوی صاحب موصوف بذریعہ سمن حاضر عدالت ہوئے۔

حاکم نے خوش اخلاقی سے پوچھا کہ آپ کتنے دن کا ارادہ کر کے آئے ہیں۔مولوی صاحب نے جواب دیا کہ جب آپ اجازت دیں گے، جاؤں گا۔یہ کہہ کر یہ لطیفہ (مگر نہایت ہی پر معنی جو اپنے اندر نہایت غامض راز رکھتا ہے) کہا کہ میرا آنا تو آپ کی پیشگوئی تھی جو سچی ہوگئی۔اگر بیٹے کی پیش گوئی ہوتی تو پوری نہ ہوتی۔

یہ کہنا تھا کہ خواجہ کمال الدین وکیل نے بڑے زور سے فریاد کی کہ حضور دیکھئے عدالت میں کھڑا ہو کر ہم پر طنز کرتا ہے۔ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے۔ہم پر ذاتی حملہ کرتا ہے۔خواجہ صاحب نے یہ سمجھا کہ مولوی صاحب نے مرزا جی کی ولادت فرزند کی پیش گوئی کی طرف اشارہ کیا جو آخرکار بیٹی سے متبدل ہوگئی۔ جب وکیل صاحب نہایت جھلائے تو عدالت نے کمال انصاف مگر بڑی سختی کے ساتھ خواجہ صاحب کو ڈانٹ بتلائی کہ انہوں نے میرے سوال کا جواب دیا، تمہیں اس سے کیا، نہ تمہارا نام لیا نہ تمہارا ذکر کیا۔

اس لطیفہ کے علاوہ ایک اور لطیفہ یہ ہوا کہ خواجہ کمال الدین نے کہا کہ اربعین غزنویہ پیش ہونی چاہیے مستغیث نے عذر کیا کہ اوس کو مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ بعد کسی قدر بحث کے حاکم نے فیصلہ دیا کہ وہ

پیش نہیں ہوسکتی۔غرض میرے سامنے مرزاجی اور مرزائی پارٹی کوئی پے درپے فاش ذلتیں ہوئیں۔آخر کار اس کا سبب سوچا تو معلوم ہوا انی مهین من اراد اهانتك یعنی مرزاجی کا الہام مولوی صاحب کے حق میں سچا ثابت ہوا کہ جو تیری اہانت کرے گا خدا اوس کی اہانت کرے گا۔مرزائیو ! گنتے جاؤ

اربعین پیش نہ ہوئی ۔ایک ذلت ۔ بیٹے کی پیشین گوئی کا ذکر عدالت میں ہوا دوسری ذلت ۔ تمہارے وکیل نے شور مچایا تیسری ذلت۔حاکم نے اس پر ڈانٹ پہلائی چوتھی ذلت۔

اب تمہیں کہو کہ انی مهین والا الہام مرزاجی کے حق میں ہے یا اون کے مخالفوں کے حق میں۔

پیسہ اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے:

۱۵۔اگست کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ،مولوی برکت علی صاحب منصف بٹالہ پر جرح ملزمان ختم ہوگئی۔۱۵۔اگست کو مستغیث پر جرح ہوئی۔یعقوب علی کے مقدمہ میں مولوی فضل دین صاحب مالک اخبار وفادار لاہور کی شہادت ہوئی اور مرزائیوں کی طرف سے جرح بھی کی گئی۔فریق ثانی کے مکرر سوالات بھی ۱۵۔اگست کو ختم ہو گئے۔مولوی محمد حفیظ صاحب گواہ صفائی کو عدالت نے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا باوجودیکہ ملزمان کی استدعا تھی کہ یہ گواہ ضرور طلب ہونا چاہیے۔۲۴۔اگست کو بحث ہوئی۔

مرزائی صاحبہ بھی معہ متعلقات ۱۳۔اگست کو رونق افروز گورداسپور ہوگئیں۔اور ۱۴ کو..کی سیر کو تشریف لے گئیں۔اور جناب مسیح الزمان بھی ہمراہ تھے اور مسیحنی صاحبہ کے جلوس میں بہت سی دیگر مستورات بھی تھیں۔ جن سے دو گاڑیاں پر تھیں۔بعد سیر وسیاحت بہر شام کے قریب جلوس واپس آ گیا۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۲۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

قادیانی،اپنے کاذب ہونے کے مقر ہیں

مرزاجی انبیاء کرام کے تمام معجزات اور خوارق عادات کا انکار کرتے ہیں کیوں کہ خود کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے مگر اپنے کذب کے ساتھ تمام انبیاء کے کاذب ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ میں ہی اپنے دعووں میں ایک جھوٹا نہیں بلکہ معاذ اللہ تمام انبیاء جھوٹے ہیں۔اس سے دو باتیں نکلیں۔

اول: انبیاء میں صفات ناقصہ بھی ہوتے ہیں۔

دوم: ایک نبی دوسرے نبی کی صفات کاملہ کا تو اتباع نہیں کرتا ہاں صفات ناقصہ کا اتباع کرتا ہے۔

آپ آتھم وغیرہ کی پیشین گوئیوں کے پورا نہ ہونے کی نسبت انجام آتھم صفحہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ میں لکھتے ہیں کہ انبیاء کے وعدے میں تخلف کا ہونا سنۃ اللہ ہے۔

یعنی خدا خود اپنے نبیوں کو جھوٹا کرتا ہے تو اس سے تمام روحیں جھوٹی اور تمام آسمانی کتابیں باطل ہو گئیں اور خدا بھی جھوٹا ہو گیا۔ خاک در دہانت۔

ذرا خیال کرنا چاہیے کہ کوئی شخص تمام عمر سچ بولتا رہا۔ صرف ایک دفعہ جھوٹ بولا تو وہ درحقیقت جھوٹا ہی رہا کیونکہ نجاست کے ایک قطرہ سے کسی ظرف کا سارا پانی نجس ہو جاتا ہے اور کسب حلال کی ساری کمائی میں اگر ایک حبہ بھی کسب حرام کا مل جاتا ہے تو ساری کمائی حرام ہو جاتی ہے، اور زہر کا ایک قطرہ تمام جسد انسانی کو فاسد اور تباہ بلکہ ہلاک کر دیتا ہے۔ راویان حدیث کو دیکھو کہ کسی راوی نے تمام عمر میں ایک جھوٹ بولا بس اس کی روایت ساقط ہو گئی۔

عبرت کا مقام ہے کہ کذب اور قول الزور بلاء بد ہے۔ خدا تعالی نے جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے یعنی فرمایا لعنة الله علی الکا ذبین مگر مرزا جی کو انبیاء کی صفت اور سنۃ اللہ قرار دیتے ہیں۔

کلام مجید میں ہے و لن تجد لسنة الله تبد یلا ۔ جس کے معنی آپ کے مزعوم کے موافق یہ ہوئے کہ انبیاء کا صادق ہونا محال ہے کیونکہ کذب سنۃ اللہ ہے۔ شکل اول یوں مترتب ہوئی کذب انبیاء سنۃ اللہ ہے اور سنۃ اللہ کا بدلنا محال ہے۔ حد اوسط دور کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ کذب انبیاء کا بدلنا محال ہے۔

دوسری عبارت میں مرزا جی کے دعوی کے یہ معنی ہوئے کہ کذب انبیاء فطرت میں داخل ہے۔ اب کوئی نبی سچا نہ رہا سب جھوٹے ہو گئے نعوذ باللہ من ھذا الالحاد و الا رتداد ۔ پھر جب کذب انبیاء کی فطرت ٹھہری جو اشرف الناس ہیں تو کذب کی ضد یعنی صدق کس کی فطرت ہے۔ یہ محض ایک ایسا کلی مفہوم ٹھہرا جس کے لئے کوئی جزئی نہیں یوں سمجھئے کہ صدق دنیا سے اڑ گیا اوس کا وجود نہیں اور یہ حدیث بھی غلط ہو گئی کہ الصدق ینجی والکذب یھلك کیونکہ صدق تو کوئی چیز ہی نہیں۔ پس نجات محال ہو گئی اور چار طرف

ہلاکت ہی کی عمل داری ہوئی۔

بے شک مکاروں عیاروں دجالوں کیلئے سنۃ اللہ یہی ہے کہ اون کے وعدے میں تخلف ہو اور وہ حسب فحوائے حدیث مذکورہ بالا ہلاکت کے غار میں دھکیلے جائیں اور کذب اون کا نیچر بن جائے۔ مرزائیو! کیا اب تم بھی اپنے کاذب نبی کے ساتھ ہلاکت کے دوزخ میں ٹھونسے جاؤ گے۔ نجات تم سے بھی رخصت ہوگئی

جتنے مسیح اور مہدی آج تک گذرے وہ سب کذاب ہیں جن پر شیاطین القاء کرتے ہیں اور سنۃ اللہ اسی پر جاری ہے کہ ان کے وعدوں میں تخلف ہو۔ چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے

هل انبّئكم على من تنزّ ل الشيا طين. تنزّ ل على كلّ افّا كٍ ا ثيم. يلقو ن السمع و اكثر هم كا ذبو ن (شعراء ۲۲۱-۲۲۳)۔

ترجمہ: ہاں میں تم کو آگاہ کروں ان لوگوں پر جن پر شیاطین اترتے ہیں، وہ اترتے ہیں ہر ایک جھوٹے گناہ گار پر جو کانوں ڈالتے ہیں سنی سنائی بات اور ان میں کے اکثر جھوٹے ہیں۔

اس کی تفسیر میں بیضاوی لکھتے ہیں :

اى ا لا فا كين يلقو ن السمع الى الشيا طين فيتلقو ن منهم ظنو نا و اما را تٍ لـنقصا ن عليهم كما فى الحد يث الكلية يخطفها الجتى فيقرء ها فى اذن و ليه فيز يد فيها اكثر من مأة كذ بة

یعنی وہ جھوٹے جو کان لگاتے ہیں شیطانوں کی باتوں پر پس ان سے لیتے ہیں گمانوں اور علامات کو کیونکہ شیاطین کو بھی پورا علم نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں سے جنات کوئی کلمہ اچک لیتے ہیں پس اسکو اپنے دوست کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں پس وہ اس میں ایک سے زیادہ جھوٹ بڑھا دیتا ہے۔

اصل یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے کو کاہن بتاتے تھے وہ شیطانوں کی نذر و نیاز دے کر اور ان میں مل کر فرشتوں کے پاس جاتے اور ان کی ایک آدھ بات سن لیتے تھے۔ فرشتے ان پر انگارے مارتے تھے جسکو شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ تاہم جو ایک آدھ بات سنتے وہ لوگوں میں لا ڈالتے اور لوگ اون کے قائل ہوجاتے حالانکہ

آئندہ کی باتیں شیاطین کو بھی معلوم نہیں۔ پس فرشتوں سے اے بات اوڑی ہوئی سنتے اور اس میں اپنی طرف سے بیس ملا دیتے تھے۔،

مرزا جی کی رسائی شیطانوں تک تو نہیں نہ ان کو شیطانوں کا تقرب حاصل ہے ورنہ پورے کاہن ہی نہ بن جاتے۔ ہاں رمل اور نجوم میں جوان کا شاید دآبائی پیشہ ہے کچھ دخل ہے پس اٹکل کے بہت تیر لگائے ایک آدھ بھولے سے نشانے پر جالگا باقی ہوا میں اڑ گئے پس یہی ان کے الہام اور وحی کی کائنات ہے اور ادرک کی اسی سڑی گلی تھوتھی گرہ پر پنسار ہٹا کھول بیٹھے ہیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۲۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۴)

سیدنا المسیح علیہ السلام

حضرت مسیح کا وجود باوجود معجزات قدرت الٰہی کا عجیب مجسم نمونہ تھا۔ ایسا نمونہ دوسرے جسد میں نہیں پایا گیا۔ اگر پایا جاتا یا آئندہ قیامت تک پایا جائے تو صفات مسیح پر معجزے کا اطلاق غلط ہوگا، بلکہ معمولی اور عادتی امکان اور تکوین میں داخل ہو جائے گا۔ پس عیسی مسیح سے ہم سری کا دعوی کرنے والوں اور اپنے کو مثیل مسیح بنانے والوں کو اسکے سوا کچھ نہ سوجھا کہ آپ لے معجزات اور صفات کا انکار کریں اور اس میں نیچر کا اڑنگا لگائیں۔ ان لوگوں کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے جنہوں نے اپنے کو عیسی کا مثیل بنایا اور ان کی صفات و معجزات کا انکار کیا۔ ظاہر ہے کہ ہر شئے اپنے تشخصات اور صفات سے ممتاز ہوتی ہے جب مسیح بننے والے اپنے میں وہ صفات ہی نہیں بتاتے تو اپنے دعوی میں کیونکر سچے ہو سکتے ہیں۔

مرزا جی کے خوارق تو دیکھئے کہ عیسی مسیح میں بہت سے نقص اور برائیاں بتاتے ہیں اور بایں ہمہ اچھے خاصے مثیل مسیح اور موعود ہیں۔ دنیا نے تمام انبیاء کو ان کی صفات اور کمالات اور معجزات کے باعث مانا ہے۔ مرزا جی کو یہی تو جلن ہے کہ میں فرمائشی مسیح ہوں، مجھے دنیا کیوں نہیں مانتی۔ پس معجزات کا انکار کرتے ہیں بلکہ خودغرضی ..سے مسیح کو صفات ذمیمہ کا مورد بتاتے ہیں۔ اور جس طرح دوسرے منکرین نے نیچر کی آڑ پکڑ کر عیسی کے روح اللہ ہونے اور بغیر باپ کے پیدا ہونے سے انکار کیا ہے، مرزا جی بھی اس انکار سے بڑھ کر اپنی بساط

میں کچھ نہیں کر سکے، مگر خدا تعالیٰ نے مسکت جواب دے کر ان کی گردن توڑ ڈالی کہ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب یعنی بے باپ پیدا ہونے میں عیسیٰ کی مثال ایسی ہے جیسے آدم کی مثال کہ بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے۔ عیسیٰ مسیح اگر صرف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تو تعجب کی کون سی بات ہوئی اور وہ بھی مٹی ہے جس میں انسانی تولید کی صلاحیت ہی نہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! اگر نہ صرف یہود بلکہ ساری خدائی متفق ہو کر زور لگائے تو جناب باری کا یہ استدلال نہیں توڑ سکتی۔

پھر مرزا جی اپنا گھڑا ہوا نیچر عیسیٰ مسیح کے کس کس معجزات وصفات میں ٹھونسیں گے اور کہاں تک آیات قرآنی کو توڑیں مروڑیں گے کہ بے باپ کے پیدا ہونا نیچر کیخلاف ہے اور عیسیٰ کا باپ یوسف نجار تھا اور احیاء اموات سے مراد احیاء قلوب (ہدایت) ہے اب ذرا کلام مجید سے وہ معجزات سنتے جاؤ جن کا دعویٰ خود مسیح نے بنی اسرائیل کے سامنے کیا۔

انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ۔ و ابرئ الاکمہ و الابرص و احیی الموتی باذن اللہ۔ و انبّئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم۔ ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مومنین ۔(آل عمران۔۴۹)۔

ترجمہ۔ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے لئے مٹی سے جانور بناتا ہوں پھر اس میں جان ڈالتا ہوں پھر وہ خدا کے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا ہے۔ اور میں خدا کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتا ہوں۔ اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور تم جو کچھ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ رکھتے ہو اس کو بتاتا ہوں۔،

اب مرزا جی مٹی کے پتلے میں جان ڈالنے اور کھائی ہوئی اور گھروں میں دھری چیزوں کے بتانے کی کیا تاویل کریں گے۔ اسی کے مطابق خدا تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی اطلاع دی

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم ۔قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب ۔ترجمہ قیامت کے روز جب خدا تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور امتوں کی سرگزشت ان

سے پوچھے گا اور وہ اسکا علم خدا تعالی کی طرف تفویض کریں گے،

تو خدا تعالی ان نعمتوں کو جو حضرت عیسی اور اون کی والدہ پر اس نے نازل کیں یوں یاد دلائے گا

اذ قال اللہ یاعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیك و علی والدتك اذ ایّدتك بروح القدس تکلّم النّاس فی المهد و کهلًا۔ و اذ علّمتك الکتاب و الحکمة و التّوراة والانجیل۔ و اذ تخلق من الطّین کهیئة الطّیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیراً باذنی و تبرئ الاکمه و الابرص باذنی۔ و اذ تخرج الموتی باذنی۔ و اذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتهم بالبیّنات فقال الّذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مّبین ۔(مائدہ۔۱۱۰)۔

ترجمہ: اے عیسی بن مریم میرے احسانات یاد کر جو تجھ پر اور تیری ماں پر کئے جب کہ میں نے روح القدس سے تجھ کو مدد دی اور تو لوگوں سے ماں کی گود اور بڑی عمر میں یکساں باتیں کرتا تھا اور جب کہ تجھے کتاب اور حکمت اور توریت وانجیل سکھائی اور جب کہ تو میرے حکم سے جانور کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونکتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تو میرے ہی اذن سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا اور میرے ہی اذن سے مردوں کو قبروں سے زندہ نکالتا تھا اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے روکا جب تو ان کی طرف معجزات لے کر گیا لیکن جب تو یہ تمام معجزات لیکر ان کے پاس آیا تو جو لوگ ان میں سے کافر ہو گئے وہ بول اٹھے کہ یہ تو جادو کے سوا کچھ نہیں ہے،

اب فرمائیے اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا اور مادرزاد اندھوں کو بینا کرنا نیچر کیخلاف ہے، تو خدا تعالی کس بات کے احسانات عیسی مسیح اور ان کی والدہ پر جتلائے گا۔ وہ تو نیچر کے خلاف کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ کیا خدا تعالی کا یہ احسان جتانا بھی نیچر کے خلاف ہوگا۔ لا حول و لا قوة الا باللہ۔اڈیٹر

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۲۔ جلد ۲۲و۲۴ ص ۴۔۶)

حیات مسیح

مرزا صاحب اوران کے حواری آیہ کریمہ و ما قتلوہ و ما صلبوہ کے متعلق عجیب رنگ آمیزی وابلہ فریبی سے کام لیتے ہیں لیکن وہ تار عنکبوت سے زیادہ پائیدار نہیں ہوتی۔ لکھتے ہیں کہ ما صلبوہ کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھائے گئے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ صلیب پر نہیں مارے گئے کیونکہ مصلوب اس کو کہا جاتا ہے جس کی موت صلیب پر واقع ہو۔ اور و لکن شبہ لھم سے ایک وہم کو دفع کیا گیا ہے جو کلام سابق سے پیدا ہوا وہ یہ کہ ما صلبو ہ سے سولی پر چڑھائے جانے کی بالکل نفی وتردید پائی جاتی تھی لیکن چونکہ سولی چڑھایا جانا درست تھا اور سولی پر مرجانا غلط، اس لئے بواسطہ حرف استدراک اس وہم کو دفع کیا گیا یعنی سولی کا نتیجہ (موت) واقع نہیں ہوا، صرف سولی کی صورت اور مشابہت پائی گئی، وغیرہ۔

یہ تقریر جہالت سے معمور سفاہت سے بھرپور ہے۔ اس لئے کہ صلب کے معنی لغت میں سولی پر چڑھانا ہے۔ چڑھا کر مارنے کا کتب لغت میں پتہ ونشان نہیں۔ مرزا صاحب اوران کے حواری بتائیں کہ جب صلیب کے معنی سولی پر چڑھا کر مارنے کے ہیں تو صرف سولی پر چڑھانے کیلئے عربی میں کونسا لغت ہے۔ اگر کوئی لغت نہیں تو معلوم ہوا کہ زبان عربی ناقص ہے ورنہ آپ کا قصور ہے۔ و نیز افعال کے لئے جو الفاظ موضوع کئے گئے ہیں ان کے اصلی اور واقعی معنی وہی ہوتے ہیں جو ابتدائی اور نتیجہ سے خالی ہوتے ہیں۔ نتیجہ اور ثمرہ ہرگز معنی میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے لفظ زیادہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً نکاح کے اصل معنی ایجاب وقبول کے ہیں اور ہم بستری یا تولد اولاد اس کا نتیجہ ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں مرد نے فلاں عورت سے نکاح کیا تو اس سے متبادر ایجاب وقبول ہوتا ہے اولاد کا تولد ہرگز مفہوم نہیں ہوتا۔ اور اس کی مثالیں بہت ہیں۔

اور و لکن شبہ لھم کی نسبت جو لکھا ہے کہ دفع وہم کے لئے آیا ہے، تو پہلے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ما صلبو ہ سے وہم کیونکر پیدا ہوا۔ جب صلب کے معنی صرف سولی پر چڑھانا ہے، چڑھا کر مارنا ہرگز نہیں، تو نہ وہم مذکور پیدا ہوتا ہے نہ اس کے دفع کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس بارہ میں وہی بات درست ہے جو ہم پچھلے

شمارہ (ضمیمہ ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء) میں بیان کر چکے ہیں۔ سخت افسوس کا مقام ہے کہ حق تعالیٰ حضرت مسیح کے بارہ میں اس طرح فرماتا ہے و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنك . الخ ..یعنی ہم نے یہودیوں کو تیری طرف سے روک دیا اور ہٹا دیا۔ یعنی تجھ کو وہ لوگ ہاتھ بھی نہ لگا سکے اور اس کے صریح خلاف مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح معاذ اللہ سولی پر چڑھائے گئے۔ یہ کلام الٰہی کی صریح تکذیب ہے۔ آیہ مذکورہ میں حق تعالیٰ نے کففت فرمایا نجیت نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ نجات دینے کی یہ صورت بھی ہوتی ہے کہ مصیبت اور رنج کے مبتلا ہونے کے بعد بچالینا۔ جیسے حضرت یونس کو مچھلی کے شکم میں پہونچنے کے بعد نجات دی گئی۔ اسی واسطہ فرمایا و نجینا ہ من الغم اور حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالے جانے کے بعد نجات دی گئی۔ کففت سے یہ مطلب ہے کہ مصیبت آنے نہیں پائی، پہلے ہی دور کی گئی۔ راقم محمد عبدالجبار عمر پوری از کلکتہ

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۲۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔ ۷)

احسن امروہی میرٹھ میں

عرصہ سے مرزائیوں میں کھچڑیاں پک رہی تھیں سب اوچھل کود رہے تھے کہ ہمارے مولانا واولنا رونق افروز ہونے والے ہیں، اپنے بروزی نبی کی بروزیت کا ابراز کریں گے، اور سارے میرٹھ کو مرزائی بنا کر چھوڑیں گے۔ بالآخر ۲۶ اگست۔ ۱۹۰۴ء کو آپ نے آب کاری کے ایک ملازم کے مکان پر تشریف کا بغچہ کھول ہی دیا۔ ۲۸۔ اگست ایک فہرست مشتہر ہوئی کہ مولوی صاحب بعد نماز مغرب مرزا جی کے دعووں پر تقریر کریں گے، سب صاحب آئیں اور سنیں۔ بعض اکابر اہل اسلام بھی رونق افروز ہوئے۔ تقریر شروع ہوئی مگر ذرا بھی دلچسپ نہ تھی، بلکہ بالکل لغو اور پریشان اور لچر تھی۔ کبھی وفات مسیح کا ذکر کیا۔ کبھی آیت استخلاف پر، کبھی آیت سبعـاً مـن المثـا نی پر بحث کی کہ قرآن قیامت تک لوٹ لوٹ کر نازل ہوتا رہے گا۔ جس طرح جمعہ اور عیدین لوٹ لوٹ کر آتے ہیں (یا جس طرح روحیں تناسخ کر کے آتی ہیں کہ انسان بھی سور بن کر کبھی دجال بن کر اور سور کبھی کتا بن کر کیونکہ مرزا صاحب بروزی ہیں اور بروزیت کا یہی حصہ ہے) دو ڈھائی گھنٹے تک مغز پچی رہی۔ سامعین کا وقت ضائع کیا۔ ایک ہی بات بار بار بیان کرتے تھے۔ اخیر میں بیان کیا کہ میں میرٹھ میں اسی غرض سے آیا

ہوں کہ مرزا صاحب کے مامور من اللہ وغیرہ ہونے میں کسی کو شک ہو تو میں رفع کروں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ادھر سے مولوی حکیم محمد میاں آپ کی نبض دیکھنے کو جھپٹے، ادھر سے خواجہ غلام الثقلین اڈیٹر عصر جدید و وکیل ہائی کورٹ ان کی مزاج پرسی کو بڑھے اور شرائط مناظرہ کی تنقیح ہونے لگی۔ امروہی صاحب نے وہی نے وفات مسیح کا لاسا لگانا چاہا۔ ہم نے کہا کہ جب تم قرآن کی رو سے عیسے کو مارتے ہو، تو پہلے قرآن کی رو سے ان کا آنا ثابت کرو۔ پھر قرآن ہی سے یہ ثابت کرو کہ وہ مسیح موعود مرزا جی ہیں۔ امروہی نے کہ کہ جس طرح تم خلفاء اربعہ کی خلافت ثابت کرو گے اسی طرح ہم مرزا صاحب کی خلافت ثابت کریں گے۔ ہم نے کہا نے کہا خلفاء اربعہ میں سے کسی نے نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس پر امروہی صاحب مبہوت ہو گئے۔

خواجہ غلام الثقلین نے کہا نبوت ختم ہو چکی۔ امروہی نے کہا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (حدیث) خواجہ صاحب نے فرمایا رؤیا وغیرہ دوسروں کے لئے حجت نہیں۔ ہم نے کہا کہ المبشرات صفت ہے، اس کا موصوف بیان کرو۔ اس پر بھی امروہی صاحب غت ربود ہو گئے۔ آخر کار امروہی صاحب پر ایسا رعب پڑا کہ حواس غائب ہو گئے۔ بعینہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پنجرے میں کوئی نو گرفتار ہے۔ پھر تو چیخ اٹھے کہ دوہائی تہائی ہے، مجھ غریب کو مسافر سمجھ کر سب دباتے ہیں۔ میزبان نے کہا کہ وقت تنگ ہو گیا۔ حکیم محمد میاں نے کہا احقاق حق کے لئے اگر صبح بھی ہو جائے تو ہم حاضر ہیں۔ میزبان نے کہا مولوی صاحب ضعیف آدمی ہیں ان کی آواز بیٹھ جائیگی۔ الغرض خدا خدا کر کے انکی جان بچی اور لاکھوں پائے۔ مناظرہ کی شرطیں طے نہیں ہوئیں۔

دوسری شام کو پھر حکیم صاحب اور خواجہ صاحب نے جالیا، مگر کوئی بات نہ بنی۔ مولوی احمد علی صاحب پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ نے خط بھیجا کہ آپ (امروہی) جن شرائط پر رضامند ہوں میں تحریری یا تقریری مناظرہ کے لئے حاضر ہوں۔ مگر صاف انکار۔ الغرض جز خفت و ذلت کے امروہی صاحب کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایک شخص رحیم الدین نام جو مرزائی ہو چکا تھا امروہی کا عجز دیکھ کر ۳۰۔ اگست کو بعد نماز مغرب مولوی حاجی احمد علی کے ہاتھ پر تائب ہوا اور از سر نو مشرف باسلام ہوا۔ اور سنا ہے کہ چند اور مرزائی بھی مرزائی عقیدے سے مذبذب اور متزلزل ہو گئے ہیں الحمد اللہ ہم مفصل کیفیت آئندہ لکھیں گے اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند یکم ستمبر ۱۹۰۴ء ص ۷۔۸)

ان دونوں میں کون سچا مسیح ہے

خوش بود تا محک تجربہ آید بمیاں
تا سیہ روئے شود کہ دروغش باشد

پیسہ اخبار (لاہور) لکھتا ہے:

اگر چہ حضرت عیسی روح اللہ علیہ السلام کے معتقدین اس وقت مہذب وغیر مہذب دنیا کے ہر حصہ میں کروڑوں روپیہ صرف کر کے اور ہزاروں جانوں کے نقصان سے دین عیسوی کے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں اور اپنے پاک مقصد تبلیغ کی پیروی میں لاکھوں مربع میل رقبہ اور کروڑوں نفوس آبادی یوروپئن سلطنتوں کو دلا چکے ہیں۔ مگر مشرقی حصہ عالم میں حضرت ممدوح کو جو شہرت ایشائی شعرا نے دی ہے اور جس طرح آپ کے نام مبارک کو اپنی انشاء پردازی کا جزو لاینفک بنالیا ہے اس کی مثال پادریوں راہبوں کی کوششوں میں نہیں ملتی۔ حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر رسول کریم ﷺ تک صدہا نبی ہوئے اور ان میں حضرت نوحؑ ، حضرت داؤدؑ ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ابراہیمؑ ،حضرت موسیٰؑ صاحبان شریعت یا خاص ذریعہ شہرت بھی گذرے مگر السنہ شرقیہ میں کسی کا نام اتنا کثیر الاستعمال نظر نہیں آتا۔.. اردو فارسی عربی میں نظم کے ٹکڑے ایسے بمشکل ملیں گے جن میں حضرت ممدوح کا اسم گرامی کسی نہ کسی طرح وارد نہ ہوا ہو، اور آپ کے اعجازِ جاندہی کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو۔ لوگ مسیحا، مسیح، عیسی روح اللہ، اعجاز عیسوی، دم عیسی، شفائے مسیحا وغیرہ الفاظ سے اس قدر گوش آشنا ہیں اور حضرت موصوف کو اتنا مظہر قدرت الہی ومصدر فیوض غیر متناہی جانتے اور لائق توقیر واحترام مانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خود کو آپ کے نام سے نسبت دیتا ہے تو اس کی ذات میں بھی ایک نوع کی دلچسپی ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ بخیال تعظیم وتکریم اور کچھ بغرض تحقیر وتذلیل اس کے درپئے رہتے ہیں جس سے بمصداق شعر

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام بھی گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا

کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچتا ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آج کل اسی مسیحی نسبت سے

مدّ نظر خلائق بنے ہوئے ہیں۔ اور تقریباً ملک کے ہر حصہ میں کسی نہ کسی خیال سے یاد کئے جاتے ہیں، لفظ مسیح کا اسلامی لٹریچر پر اتنا اثر ہے کہ گو آپ نے ایک ساتھ مسیح معہود و مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اور خود کو مہدی اصلی ہونے کے ساتھ مسیح کا صرف مثیل قرار دیا ہے مگر لوگ آپ کے القائے مہدیت پر اتنی توجہ نہیں کرتے جتنی میسحیت پر کر رہے ہیں۔ دراں حالیکہ علماء کے نزدیک مہدی آخر الزمان کی فضیلت مسیح موعود پر ثابت ہے جو لوگ حروف مقطعات میں عجیب عجیب معنی پیدا کرتے ہیں اور لفظوں کی تاثیروں کے قائل ہیں، انہیں شائد اس کے تسلیم کرنے میں کچھ تامل نہ ہوگا کہ حضرت عیسی کے دم معجز نما کی کچھ تاثیر اس لفظ میں بھی آ گئی ہے اور اس نے کم از کم اردو فارسی عربی لٹریچر میں حیات جاوید پائی ہے کیونکہ ایران میں جو فرقہ بابیہ.. ہے اس نے اپنے بانی مدعی مہدویت محمد علی عرف باب کے زمانہ میں اتنی ترقی نہیں کی جتنی ان کے جانشین بہاء اللہ کے عہد میں اسے نصیب ہوئی۔ شاہ بہاء اللہ بھی میسحیت کے مدعی تھے اور اپنی فصاحت و بلاغت سے مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے ۔ان کا مقولہ تھا

مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے ۔ان کا مقولہ تھا

اعجاز جان دہی ہے ہمارے کلام کو زندہ کیا ہے ہم نے مسیحا کے نام کو

سننے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے سنگدل ان کی تقریر کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اور ہر مجلس میں سینکڑوں آدمی یک لخت ان کے مسیح ولقائے رب ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ انہوں نے مسیح کی نسبت سے فرقہ بابیہ میں جان ڈال دی اور لوگوں کو ایسا قوی الاعتقاد بنایا کہ سلطنت کی مخالفت اور کشت وخون کے باوجود وہ اپنے عقیدے سے نہ پھرے۔ اور اسے دین حق کہتے رہے حتی کہ اس وقت ایران۔ ترکستان۔ ایشائے کوچک اور روس وغیرہ میں بلاد عالم میں کئی لاکھ بابی موجود ہیں۔ ان لوگوں نے ہر قسم کے شدائد وعتاب کا مقابلہ بڑی مردانگی سے کیا۔ اور ہر موقع پر ثابت قدمی کا سخت سے سخت امتحان رہا۔ اس لئے اگر وہ اپنے مقتداء شاہ بہاء اللہ کو سچا مسیح کہیں اور کسی ایسے شخص کا دعوی اس کے مقابلہ جھوٹا سمجھیں جس نے یہ کرشمے نہ دکھائے ہوں تو کسی قدر حق بجانب کہے جاسکتے ہیں۔ فرقہ بابیہ کے لاکھوں مرید زبان حال سے بآواز بلند جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف مخاطب ہوکر کہہ رہے ہیں کہ

اشارہ اس نگہ کا روح افزا ہو نہیں سکتا
کہ جادو گر سے اعجاز مسیحا ہو نہیں سکتا

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب اوران کے مریدان بااختصاص کوآزمائش کے وہ صعب وخطرناک موقع بھی پیش نہیں آئے جو باب والوں کو آچکے ہیں اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی ادھر وہ بات نہیں جوان کے ہاں سنی جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ انہیں جناب مرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت میں کلام ہو۔حسن اتفاق سے جیسا کہ پیسہ اخبار میں پہلے لکھا جا چکا ہےان دنوں لاہور میں ایک صاحب حکیم مرزامحمود نامی ایرانی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جوفرقہ بابیہ کےایک مقتدر عالم اور مشنری ہیں۔آپ نے اسی غرض سے سفر دور دراز کی صعوبت اور صرف گوارا کیا ہے کہ ہندوستان میں اپنے عقائد کورواج دیں۔قبل ازیں وہ جملہ ادیان کے پیرؤوں کو بحث کا صلائے عام بھی دے چکے ہیں۔اور چونکہ آج کل جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت ومہدویت بھی اتفاقاً یہاں رونق افروز ہوئے ہیں، اسلئے لوگوں کوایرانی مدعی مسیحیت اور ہندوستانی مدعی مسیحیت میں حق و باطل کا فیصلہ کرنے کا اچھا موقع ہے۔حکیم مرزا محمود ایرانی نے خود پہل کی ہے اوراپنی یہ خواہش بذریعہ اخبار ظاہر کرنے پر زور دیا ہے کہ وہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کے ادعائے مسیحیت ومہدویت میں بحث کرنے کوآمادہ ہیں۔حکیم صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد اپنی قیام گاہ یاکسی دوسرے مکان یا مسجد وغیرہ میں ایک مجلس عام منعقد فرماویں اوراس میں اپنے مریدوں کے علاوہ عام لوگوں کوشرکت کی اجازت دیں تو میں ان کے اعتراضات کا جواب دوں گا اور (فرقہ بابیہ کے بہاءاللہ کے دعاوی کی نسبت) ان کے شبہات رفع کردونگا۔ یہ نہیں تو ایک ایسی مجلس خاص مقرر کریں جس میں طرفین کے علاوہ چند غیر اصحاب بھی بطور حکم بلائیں جائیں اور جانبین کے دلائل سنیں۔

یہ درخواست سراسر معقول ہے، اس لئے میں اپنی رائے پیسہ اخبار میں درج کر کے متوقع ہوں کہ مرزا صاحب بھی اسے منظور فرمائیں گے اور خواہ دفتر اخبار ہذا کی معرفت یا براہ راست حکیم مرزا محمود صاحب سے گفتگو کا وقت مقرر کرلیں گے۔

اڈیٹر شحنہ: مرزا صاحب سے یہ امید نہ رکھنی چاہیے کہ وہ کسی سے مناظرہ کریں حضرت بہاءالدین

ومحمد علی باب تو دنیا سے رخصت ہو گئے اب تو لندن میں مسٹر پگٹ اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی مسیح موعود اور سمالی لینڈ میں ملا عبداللہ مہدی ہے پس مرزا جی کی ان تینوں سے دو دو چونچیں ہونی چاہییں کہ کون سچا ہے حالانکہ چاروں دجالوں کذابوں میں داخل ہیں۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸۔ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۳۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۳)

(اس کے جواب میں مرزا صاحب کہتے ہیں: آج پرچہ پیسہ اخبار ۲۷۔اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم مرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں، وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں، دعوی کرتے ہیں اور مجھ سے مقابلہ کے خواہش مند ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے اس قدر شدت کم فرصتی ہے کہ میں ان کی اس درخواست کو قبول نہیں کر سکتا کیونکہ کل ہفتہ کے روز جلسہ کا دن ہے جس میں میری مصروفیت ہوگی۔اور اتوار کے دن علی الصباح مجھے گورداسپور میں ایک مقدمہ کے لئے جانا، جو عدالت میں دائر ہے، ضروری ہے۔ میں قریباً بارہ دن سے لاہور میں مقیم ہوں۔اس مدت میں کسی نے مجھ سے ایسی درخواست نہیں۔اب جب کہ میں جانے کو تیار ہوں اور ایک منٹ بھی مجھے کسی اور کام کے لئے فرصت نہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس بے وقت کی درخواست سے کیا مطلب اور کیا غرض ہے۔ (لیکچر لاہور۔ٹائٹل کا اندرونی صفحہ)

یہ فرار کی ایک مثال ہے۔ مان لیا کہ بروز تحریر، یا بروز جلسہ ان کے پاس فرصت نہیں تھی، وہ دو، چار، دس روز بعد کا وقت دے سکتے تھے۔لاہور نہیں تو قادیان یا کسی اور مقام پر انہیں بلا سکتے تھے۔ یا اپنے آئندہ دورہ لاہور تک گفتگو کو مؤخر کر سکتے تھے، کیونکہ ایرانی عالم نے وقت مناظرہ مقرر کیا تھا، نہ مقام۔ بلکہ مرزا صاحب سے درخواست کی تھی کہ وہ خود کوئی جلسہ یا نجی مجلس منعقد کر کے انہیں بحث کا موقع دیں۔ بہاء)

بقیہ: احسن امروہی میرٹھ میں

سب لوگ سمجھ رہے تھے کہ امروہی صاحب کوئی ذی علم اور بالیاقت اور ذہین و فطین عالم و فاضل اور قابل ہیں مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ وہ تجربہ سے اس قابل بھی ثابت نہ ہوئے کہ خود اپنا منشاء اور ماحصل واضح طور پر بیان کر سکیں۔تقریر میں انتشار اور الجھن۔ایک ہی بات کا بار بار دہرانا پھر بھی کسی کی سمجھ میں نہ آنا۔اظہار مدعا کے لئے طول طویل تمہید اٹھانا اور پھر تھکے اونٹ کی طرح کیچڑ میں بھک سے بیٹھ جانا کسی بات کے کہنے کا ارادہ کرنا اور منہ سے کچھ اور نکلنا

یہ حالت ہے تو کیا حاصل بیاں سے
کہے کچھ اور کچھ نکلے زباں سے

یہی وجہ ہے کہ علماء میرٹھ نے ہر چند سر مارا کہ آپ تقریری مناظرہ کریں مگر کسی طرح رضامند نہ ہوئے کیونکہ آپ کو اپنی قوت ناطقہ اور لیاقت کی بساط معلوم تھی میرٹھ آ کر آپ نے نہ صرف اپنی وقعت ہی برباد کر دی بلکہ بروزی کی بروزیت اور نبوت اور موعودیت کے تمام دعوی خاک میں ملا دیئے بڑا غضب یہ ہوا کہ

ایک شخص چندسال سے پکا مرزائی ہوگیا تھا مگر امروہی صاحب کو علماء سے ...کھاتے ہوئے دیکھ کر مرزائیت سے تائب ہوگیا خدا تعالیٰ اون کو پوری ہدایت دے الحمد للہ کہ میرٹھ میں امروہی صاحب کا آنا اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مفید ہوا۔ عدو شود سبب خیر خدا خواہد۔ خدا کرے آپ پھر تشریف کا گٹھا میرٹھ میں کھولیں اور مرزائیت کا بالکل صفایا بول دیں۔ خس کم جہاں پاک

بیک آمدن ربودی ہمہ آبروئے مرزا

چہ شود اگر بدنیا دو سہ بار خواہی آمد

امروہی صاحب نے اپنے دعویٰ میں و لقد آتیناك سبعاً من المثا نی پر بہت زور دیا یعنی یہ ثابت کرنا چاہا کہ قرآن قیامت تک لوٹ لوٹ کر نازل ہوتا رہے گا۔ امروہی صاحب نے آ تیناك میں جو کاف خطاب بجانب آنحضرت ﷺ ہے اس کو نظر انداز کر دیا،

دوم۔ آ تینا ماضی کا صیغہ ہے نہ کہ مستقبل کا۔ پس قیامت تک لوٹ لوٹ کر قرآن مجید کا نازل ہونا کہاں ثابت ہوا۔ سبعاً من المثا نی کا اتیان آنحضرت ﷺ پر زمانہ ماضی میں ہو چکا۔

سوم، بالفرض اولیاء اللہ اور مشائخ اور علماء و صلحاء پر بعض آیات کا کبھی کبھی الہام ہو مگر اس سے وہ نبی نہیں بن سکتے نہ کسی صاحب الہام نے ایسا دعویٰ کیا۔

چہارم، جب الہام کے لئے صرف قرآن مجید ہے تو آسمانی باپ اپنیلیے پالک یعنی آپ کے بروزی نبی پر دوسرے بے معنی فقرے کیوں الہام کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر تو یہی قرآن مجید الہام ہوا تھا، اور سب کچھ اسی میں ہے معلوم ہوا کہ بروزی کیلئے قرآن مجید کافی نہیں بلکہ آسمانی باپ کے شیطانی الہام کی بھی ضرورت ہے،

پنجم، اگر جناب باری کو قیامت تک بار بار قرآن کا الہام کرنا منظور ہوتا اور آنحضرت ﷺ کی تخصیص نہ ہوتی تو بجائے آتیناك (لھمنا سبعاً من المثا نی) فرماتا۔

ششم۔ الہام کے مختلف درجات ہیں جیسے انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کے مختلف طبقات ہیں اور جب قرآن ہی سب پر بار بار الہام ہونے لگا تو امتیاز اور تفریق اٹھ گئی اور سب کے سب انبیاء بن گئے۔ آنحضرت ﷺ اور دوسرے انسانوں میں کچھ فرق نہ رہا تمام تابع متبوع اور تمام امتی نبی صاحب کتاب بن گئے۔ اب تو لنگوٹے

چھتر پھر گیا کہ میں بھی نبی ،تو بھی نبی ۔ پھر یہ بالکل مدعی سست اور گواہ چست کا معاملہ ہے ۔اولیاءاللہ میں سے کسی نے نبوت کا دعوی نہیں کیا البتہ چند دجالوں (جھوٹے مسیحوں اور مہدیوں) نے کیا اور چندروز میں فی النار ہو گئے ان میں کون سا سرخاب کا پر تھا کہ مرزا جی میں نہیں ہے مرزا جی تو ہر طرح آٹھوں گانٹھ کمیت ہیں بلکہ تمام گزشتہ دجالوں سے بڑھ کر طرح طرح کے روپ بدل رہے ہیں کبھی مجدد، کبھی مستقل نبی، کبھی ناقص نبی، کبھی مثیل مسیح، کبھی اصیل مسیح، کبھی خاتم الخلفاء وغیرہ ۔ایسے رنگ کسی دجال نے نہیں بدلے ۔ پھر بھی ہم یہی کہیں گے کہ مرزا جی دجال اکبر نہیں ہیں نہ ان میں وہ کرشمے اور طاقتیں ہیں جو دجال اکبر میں ہوں گی س جال اکبر تو ابھی تک کمین گاہ کے غار میں بیٹھا ہوا اپنے بیٹوں پوتوں پڑپوتوں کی بکر کود کا تماشا دیکھ رہا ہے اور وقت کا منتظر ہے ادھر وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر نکلا ادھر تمام خر بچے دم دباتے لید کرتے بھاگے ۔

ششم ۔ جب قرآن بار بار الہام ہوتا رہے گا تو امروہی نے اس دعوی سے اپنے بروزی کی ناک پر استرا چلایا بروزی کس منہ سے کہتا ہے کہ میں مسیح سے افضل ہوں حسین سے افضل ہیں کیوں کہ اب تو سب بروزیت کی ایک ہی لاٹھی سے ہانکے گئے ۔

ہفتم ،اتیان کے معنی الہام آسمانی باپ کی کون سی لال کتاب میں لکھے ہیں اتیان کے معنی لانا اور الہام کے معنی کسی کے دل میں کچھ ڈالنا ہے الہام فسق وفجور کی باتوں کو بھی شامل ہے خدا تعالی فرماتا ہے اے محمد ہم نے تجھ کو سات آیتیں (الحمد) عطا کی ہے اول تو الہام خیر وشر دونوں کے لئے ہے ۔دوم محض الہام دوسروں کے لئے قطعی اور یقینی نہیں یہاں اتیان کی قطعت جو آتیناك . .اچھی طرح ثابت ہے ۔الغرض ایسی ہی لغویات و خرافات سے آپ کی تقریر معمور تھی ۔

۲۹ ۔اگست ۱۹۰۴ء کو مولوی حکیم محمد میاں اور خواجہ غلام الثقلین نے مناظرہ کی شرائط طے کرنے لئے امروہی کو پھر جالیا ۔اور حکیم صاحب نے کہا کہ جن شرائط پر آپ رضامند ہوں ہم ان کو بجالائیں گے ۔اور جس قدر روپئہ آپ فرمائیں ہم خرچ کرنے کو تیار ہیں ۔مگر وہاں تو ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا ۔شب گزشتہ کے شکنجہ میں سب نکل چکا تھا ۔پس امروہی صاحب کے منہ جو نہیں کا کلمہ نکل گیا تھا غیر ممکن تھا کہ وہ ہاں سے بدلا جاتا مشتاقان مناظرہ یہ شعر پڑھ رہے تھے

جھڑ کی سہی ادا سہی چیں جبیں سہی
یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

اثناء گفتگو میں امروہی صاحب نے بوکھلا کر یہ بھی فرمایا کہ میں مرزا صاحب کا مقلد نہیں۔ امر حق کو ضرور تسلیم کروں گا۔مگر ان کا یہ کہنا: کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور کا مصداق تھا اور اگر انہوں نے واقعی صدق اور یقین سے ایسا کہا ہے تو اپنے بروزی نبی سے منحرف ہو کر اچھے خاصے مرتد اور باغی بن گئے یعنی مرزائی نہ رہے،ہم مرزا جی سے کہتے ہیں کہ یہ آپ کے مار آستیں ہیں ان کو نکالئے ورنہ گھر کے بھیدی بن کر ایک نہ ایک دن بالضرور لنکا ڈھادیں گے۔

کیوں امروہی صاحب یا تو آپ کا یہ دعوی تھا کہ میں اپنے نبی کے تمام دعوے ثابت کرنے کو موجود ہوں جس کا جی چاہے آئے اور مرزا صاحب ایسے ہیں اور ویسے ہیں نبی ہیں خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں وغیرہ یا اب آپ ان کے مقلد بھی نہ رہے۔ یا بایں شوراشوری یا بایں بےنمکی۔ دیکھئے ہیبت حق اور سطوت علماء حقانی اس کو کہتے ہیں۔ جادو وہ کہ سر پر چڑھ کے بولے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند ۸۔ستمبر۱۹۰۴ء نمبر۳۳،جلد۲۲و۲۴ص۴۔۵)

اتمام حجت

یعنی کھلی چٹھی از جانب مولوی حاجی احمد علی پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
بنام جناب مرزا غلام احمد بیگ صاحب قادیانی ومولوی حکیم نورالدین صاحب

جناب من۔ السلام علی من اتبع الھدی ۔مولوی محمد احسن صاحب امروہی میرٹھ میں تشریف لائے تو میں اور تمام مسلمانان میرٹھ بہت خوش ہوئے کہ اب احقاق حق اور ابطال باطل کا وقت آ گیا اور مولوی مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں ۲۸۔اگست کو اعلان عام بھی دیا کہ اگر کسی صاحب کو مرزا صاحب کے دعووں میں کلام ہو تو آئیں اور بذریعہ مناظرہ کے اپنا ارمان نکالیں۔ خاکسار نے دوسرے روز مولوی صاحب کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ آپ جس طرح اور جن شرائط پر رضامند ہوں میں احقاق حق کے لئے حاضر ہوں۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ عریضہ پر اپنی مہر

ثبت کر کے بھیجو۔ میں نے مہر بھی ثبت کر دی۔ مگر بالآخر یہی جواب ملا کہ مجھے مناظرہ کرنے کی ضرورت نہیں، حالانکہ خاکسار نے سبقت نہ کی تھی۔ مولوی صاحب نے مقابلہ پر آنے سے غالباً سمجھ لیا ہو گا کہ چند روز پیشتر جو کیفیت ڈیرہ دون میں ہوئی، وہی میرٹھ میں بھی ہوگی جس سے ڈیرہ دون کے ہزاروں مسلمان خصوصاً مسلمانان افغانستان ہمراہیان وارا کین سردار محمد یعقوب خان صاحب سابق امیر کابل اچھی طرح واقف ہیں۔ پس وہ میرٹھ میں مناظرہ کرنے سے گریز نہ کرتے تو تعجب ہوتا۔ اب میں جناب والا کو اعلان دیتا ہوں کہ آپ بذات خود یا مولوی نورالدین صاحب میرٹھ میں رونق افروز ہو کر حیات مماۃ مسیح پر یا جس معاملہ میں چاہیں خاکسار سے اتمام حجت کریں۔ اگر مجھے قائل کر دیں تو ۵۰۰ روپیہ لیں اور اگر خود قائل ہو جائیں تو ایک حبہ کا مطالبہ بھی میری جانب سے نہ ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امید ہے آپ میری کھلی چٹھی کے مطالبہ سے اعراض نہ فرمائیں گے کیونکہ آپ مدعی نبوت ہیں اور نبی کا یہ منصب اور فرض ہے کہ تحدی سے اغماض نہ کرے اور اپنا معجزہ یا آسمانی نشان خاص وعام کو دکھائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اخبار الحکم اور البدر میں مناظرہ کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر کے جواب باصواب مشتہر فرمائیں گے۔

خاکسار احمد علی پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ معروضہ ۶۔ ستمبر ۱۹۰۴ء

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸۔ ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۳۔ جلد ۲۲و۲۴ ص ۵۔۶)

خط بابت دعاوی میرزا قادیانی

بخدمت جناب مولوی محمد احسن صاحب محدث امروہی۔ قادیانی

جناب مولانا صاحب تسلیم۔

اس عاجز نے ۲۸۔ اگست ۱۹۰۴ء کی شام کو نہایت شوق سے جناب کا وعظ سنا۔ بلحاظ عبور بر آیات قرآنی وطلاقت بیان وتسلسل تاویلات کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اس وعظ سے محظوظ یا جناب کی لیاقت

کا قائل نہ ہوا ہوگا۔ مگر جو دلائل آپ نے مرزا صاحب قادیانی کو مسیح ثابت کرنے کے لئے پیش کئے وہ مذہبی یا منطقی اصول سے لائق تشفی نہیں۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ چند وجوہ عرض کرتا ہوں۔

ا۔ آپ کا یہ دعوی کہ مرزا صاحب کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ حضرت عیسی ابن مریم کی وفات وحیات پر بحث ہو جائے ایک غیر متعلق سی بات ہے کیونکہ اگر حضرت عیسی کی حیات کو مان لیا جائے (اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ تمام شہداء زندہ ہیں) تو آپ کے لئے کچھ مضر نہیں اس لئے کہ مرزا صاحب عیسی بن مریم ہونے کا دعوی نہیں کرتے وہ تو کہتے ہیں کہ میں ان جیسا ایک شخص ہوں۔ مشبہ کے وجود کے لئے یہ لازم نہیں کہ مشبہ بہ معدوم ہو جائے۔

۲۔ نہ حضرت عیسی کو زندہ ماننا آپ کے لئے مضر ہے کیونکہ یہ بات بالکل ممکن ہے کہ ایک انسان زندہ ہو اور دوسرا انسان اسی قسم کی صفتوں والا موجود ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ بھی مماثلت کاملہ اور تشبہ تامہ کے قائل و مدعی نہیں کیونکہ اس صورت میں آپ کو بنی اسرائیل اور مرزا صاحب کو ابن مریم ثابت کرنا پڑے گا اور یہ خود آپ مان لیں گے کہ محال ہے۔

۳۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کو مردہ مان لیا جائے جیسا کہ آپکے دعوی سے پہلے سرسید احمد تہذیب الاخلاق میں لکھ چکے ہیں اور بعض قدیم معتزلہ کی بھی یہی رائے ہوئی ہے، تو یہ لازم نہیں آتا کہ محض دعوی کرنے سے کہ میں عیسی ہوں کوئی شخص عیسی ہو جائے کیونکہ اصلی عیسی تو فوت ہو گئے اور تمثلی عیسے جو کوئی آئے گا اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑے گا کہ میں تمثیلی یا موعود عیسی ہوں۔ ایک شخص کے مرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا جو اپنے آپ کو مثیل ظاہر کرے یا اپنے تئیں موعود بتائے وہ محض اس دعوی سے کامیاب ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ سکندر اعظم مر گیا۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سکندر اعظم یا سکندر ثانی ہوں تو صرف اس بات کا ظاہر کرنا کافی نہیں کہ پہلا سکندر مر چکا ہے۔

۴۔ پس ان وجوہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وفات عیسی یا حیات عیسی کی بابت خواہ کوئی رائے ہم رکھیں آپ کے عقیدہ پر اس کا اثر مطلق نہیں پڑ سکتا۔ اور اس مسئلہ پر بحث کرنا بالکل غیر متعلق ہوگی۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ بحث کی جاوے کہ مثلث کے دو اضلاع تیسرے سے بڑے ہوتے ہیں یا

نہیں کیونکہ اس سے بھی آپ کے دعوی پر اثر نہیں پڑ سکتا اور اقلیدس کا ایک مسئلہ ذہن نشین ہو جاوے گا۔

۵۔اب میں آپ کے دلائل کے متعلق جہاں تک مجھ کو یاد ہے مختصر عرض کروں گا۔

الف۔حدیث میں آیا ہے کہ مہدی نہیں مگر عیسی۔سو یہ حدیث ان تمام احادیث کے خلاف ہے جو امام مہدی کے متعلق ہیں۔علاوہ اس کے محققین نے اس کو موضوع لکھا ہے۔تعجب ہے کہ ملہم مسیح، ایک موضوع حدیث کی بنیاد پر اپنے تئیں علاوہ مسیح کے مہدی موعود بھی قرار دے۔

ب۔آیت استخلاف سے مرزا صاحب کی مسیحیت ثابت ہے تو اس میں کہیں مہدویت یا مسیحیت کا ذکر نہیں، نہ مرزا صاحب کا، حسن بن صباح، مہدی سوڈانی، محمد علی باب، الحاکم بامر اللہ۔اور ہر مسلمان والی ملک اس آیت کو اپنے لئے پیش کرسکتا ہے۔پھر اسی آیت میں یہ ہے کہ دین کو مضبوط اور خوف کو ان سے بدل دینے کے واسطے استخلاف ہوگا۔اسلام کا خوف مرزا صاحب کی وجہ سے کم نہیں ہوا بلکہ امور باعث خوف جو آپ نے بتائے ہیں ان میں ایک معنی سے مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا علماء کی کوشش سے مرزا صاحب کے دعووں سے قبل ہی جاتا رہا تھا۔یا بہت کم ہوگیا تھا۔آریا سماج ہو جانا۔یہ خوف مرزا صاحب کے زمانہ میں اور ان کی تمکین کے بعد ہوا ہے لہذا ان کے دعوے سے اسلام میں تفرقہ اور خوف اور بھی بڑھ گیا ہے۔زائل نہیں ہوا۔علاوہ ازیں آیت عام ہے۔اور تخصیص نہیں، اس لئے آپ کے لئے مفید نہیں۔

ج۔تیسری دلیل یہ کہ مرزا صاحب چودھویں صدی ہجری میں آئے ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ موسیٰ سے چودہویں صدی میں آئے تھے۔تشبیہہ بالکل غلط ہے۔موسی، عیسی دونوں صاحبان شریعت نبی اولوالعزم تھے۔کیا آپ حضرت ﷺ کے مقابل اپنے حضرت عیسی (مرزا) کو بھی صاحب کتاب نبی سمجھتے ہیں۔

علاوہ اس کے قرآن وحدیث میں کہیں چودہ سو برس کی کوئی شرط نہیں۔اسلام کے انحطاط وبداخلاقی کے شیوع کو جو آپ نے فرمایا، سوکئی سو برس سے حالت خراب ہے، نئی بات نہیں جیسا کہ ماہران

تاریخ جانتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ثابت نہیں کہ موسی سے عیسی ٹھیک چودہ سو برس بعد آئے۔ قیاس آپ کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت داؤد سے عیسی تک ۲۸ نسلیں ہیں اور حضرت داؤد سے ابراہیم تک ۱۴۔ کل ۴۲ نسلیں اور بحساب اوسط عمر تہائی صدی فی نسل جیسا کہ عام انسانی دستور ہے، ۱۴ سو سال کی مدت ہوئی۔ حضرت ابراہیم سے موسی تک کم سے کم ۴۰۰ برس کا زمانہ لینا چاہیے۔ کیونکہ اسحاق یعقوب یوسف یہ دو نسلیں ہوئیں اور پھر تیں کی تعداد سے بڑھ کر ہزار ہا بنی اسرائیل مصر میں ہو گئے۔ اس حساب سے موسی، عیسی سے ایک ہزار برس قبل ہوئے۔ ایک ہزار کا قرن مانا جاوے تو اکبر بادشاہ کا دعوی کہ اب میں (اک ہزار ہجری میں) خلیفۃ اللہ ہوں، بموجب آیت استخلاف درست ہوگا۔ یہ حساب عقلی ہے۔ نقلی حساب یہ ہے کہ بموجب تاریخ یہود حضرت عیسی سے ۱۶۳۵ء سال قبل بموجب شمسی سال حضرت موسی پیدا ہوئے جو قمری حساب سے ۱۶۸۴ سال ہوتے ہیں۔ آپ اپنے مسیح کا آنا مثیل موسی سے ۱۴۰۰ سال بعد بتاتے ہیں (اگر چہ دراصل سترہ سو برس ہوئے) اس ۳۸۴ یا ۲۸۴ کا فرق کس طرح نکلا۔ (باقی آئندہ)۔ راقم منور علی مینیجر عصر جدید میرٹھ۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸۔ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۳۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۸)

(بقیہ: خط بابت دعاوی مرزا قادیانی مندرجہ ضمیمہ شحنہ ہند مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۹۰۴ء)

د۔ آپ کی یہ دلیل کہ مجدد ہر صدی کے شروع میں آویگا۔ سوصدی سے مراد اگر بعد بعثت (نبوی ﷺ) مراد ہے اور یہ تسلسل ثبوت سے ہے تو اس کی ابتداء ۱۲۸۸ھ کے قریب ہوئی جبکہ تہذیب الاخلاق شائع ہوا۔ علاوہ ازیں مجدد کا درجہ ایک مسیح سے بہت کم ہے۔ عیسے بقول آپ کے موجودہ اور صرف ایک ہے، اور مجدد سینکڑوں آئیں گے۔ دعوی خاص اور دلیل عام۔ اور ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ کی نسبت بھی آسانی سے یہی پیش گوئی صادق آسکتی ہے۔ اگر اسلام کی شرط ہو تو صبح ازل بابیوں کا امام زندہ اور سید بھی ہے اور مدعی مہدویت بھی ہے۔ اس کو کس واسطے مہدی نہ سمجھا جائے۔ اس سے بھی تخصیص نہیں ہوتی کیونکہ قاعدہ ہیئت کے موافق اس شرط کا دورہ بھی ہوا کرتا ہے۔

آخر میں ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے مفصلہ ذیل امور پر جو زبانی فرمائے تھے جب

ان پر غور کیا جاوے یعنی

ا: یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب ایک حکم بھی رسول خدا کو نہ ترمیم کر سکتے ہیں نہ بدل سکتے ہیں نہ کوئی شرع لا سکتے ہیں نہ شرع میں فرق کر سکتے ہیں (حالانکہ جہاد کے بارہ میں یہ حکم بند کر دیا گیا ہے)

۲۔ یہ کہ ان کو صرف الہام یا القاء ہوتا ہے اور بعض انکشاف سے حق بات معلوم ہوتی ہے۔

تو نتیجہ لازمی یہ نکلے گا کہ ان کا دعوی اور ان کی دلیل بعینہ ایک ہے اور ان کو جمہور اسلام کو کوئی علاقہ نہیں اور ان کا حکم ملت پر نافذ نہیں مامور من اللہ کے معنی اگر صاحب شریعت کے ہیں تو بقول آپ کے وہ صاحب شریعت نہیں اگر اس کے معنی ایسے شخص کے ہیں جس کو خدا تعالی سے خاص علاقہ ہو تو اپنے اپنے درجہ کے موافق ہر شخص بلکہ ہر مخلوق ذی روح یا غیر ذی روح اس ذات سے علاقہ رکھتا ہے اس صورت میں بھی مرزا صاحب کی تخصیص نہ رہی نہ ضرورت رہی۔

ہاں اگر وہ ایسی تعلیم دیں جو فی نفسہ ضرورت زمانہ کے لائق ماننے کے قابل ہو مگر قرآن شریف میں نہ ہوا گر وہ پرانے ادیان کو منسوخ کر سکیں کہ مسلمانوں کو یا کل عالم کی ہدایت یا نجات کیلئے ان کا ماننا لازم ہے صرف تفسیر کر دینا یا نئے یا اچھے معنی بتانے کے لئے کسی ناقص نبی کی حاجت نہیں علماء کافی ہیں تو ان کو علم نبوت یا خلافت بلند کرنے کا حق ہو سکتا ہے ورنہ نبوت کا دعوی تو محدود گروہ میں کرنا اور خلافت سے بوجہ پولیٹکل کمزوری کے روحانی مراد لینا، کبھی صوفیوں کی انکشافات میں پناہ گزین ہونا اور کبھی موضوع احادیث سے مدد لینا یا بچوں کی سی تاویلات کرنا اور غیر واقعی پیشین گوئیوں کو امر واقعی قرار دینا، کبھی اپنے کو مثیل مسیح اور کبھی خود مسیح، کبھی عیسی، کبھی مہدی، کبھی خاتم الخلفاء (جسکے یہ معنی ہوئے کہ تمکین دین کا دروازہ آئندہ کو بند ہو گیا)، کہیں باوجود حنفی اور مقلد امام ابوحنیفہ قرار دیئے جانے کے امام حسین سے اپنے تئیں افضل قرار دینا (حالانکہ ان کی روحانی برکت کا ایک شمہ بھی میسر ہو جاوے تو انسان انسان بن جاوے) کبھی مجازی طور پر اپنے کو ابن اللہ اور ابو اللہ قرار دینا کبھی خلاف جمہور آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کو اپنے واسطے قرار دینا کبھی اپنے تئیں مغل کبھی بنی اسرائیلی جتانے کی کوشش کرنا اپنی غلط پیشین گوئیوں کو بزور مجادلہ یا مناظرہ صحیح کرنا، یہ

باتیں جماعت مسلمین میں پریشانی اور گھبراہٹ ڈالتی ہیں۔

کیا مسلمانوں میں ہزاروں تمدنی برائیاں ایسی نہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ضرور ہیں، پھر کیا صرف اس بات سے اصلاح ممکن ہے کہ ایک شخص کی تعریف کے بے اندازہ پل باندھے جاویں اور اسی کا نام دین رکھا جاوے۔ نبی بھی دین کا خادم ہوتا ہے آپ کو ثابت کرنا چاہیے کہ علاوہ مذاہب دیگر کے جو ایک جزوی اور بعض لحاظ سے غیر ضروری کام ہے، مرزا صاحب نے مسلمانوں کے لئے کیا کام کیا ہے۔ہم اس وقت ان کے دعاوی پر لحاظ کرنے کو تیار ہیں۔فقط۔

منور علی۔مینجر عصر جدید۔میرٹھ۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۵۔،جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

حیات مسیح

مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں نے وفات مسیح کے اثبات کے لئے طرح طرح کے حیلے کئے کبھی آیات قرآنیہ میں لغو اور بے بنیاد تاویلیں کیں۔ جب اس سے کام نہ چلا تو فلسفی مغالطے دینے شروع کئے، اور حضرت مسیح کے آسمان پر تشریف لے جانے کو خلاف قانون قدرت اور خلاف عقل بتانے لگے۔یعنی ایک جسم خاکی کا زمین سے آسمان پر صعود کرنا ممکن نہیں اس لئے کہ زمین اپنی بے انتہا قوت سے کشش کرتی ہے اور انسانی جسم جو زمین کے مقابلہ میں کمتر اور بہت کوتاہ ہے اس کی پرزور اور بے انتہاء قوت کو کس طرح مغلوب کر سکتا ہے اور کیوں کراوپر جا سکتا ہے اور کرہ ہوائی سے باہر جا کر بغیر ہوا کے کس طرح زندہ رہ سکتا ہے۔، وغیرہ۔

لیکن مرزا صاحب کی یہ لغو باتیں دروغ گورا حافظہ نباشد کی مصداق ہیں۔خود بدولت سرمہ چشم آریہ میں صاف طور پر لکھ چکے ہیں کہ قانون قدرت کسی طرح محدود نہیں اور عقل انسانی کے احاطہ میں نہیں آسکتا۔ بہت سی باتیں اس قسم کی ہیں کہ انسان کوتہ اندیشی کے سبب سے اون کو غیر ممکن اور خلاف قیاس تصور کرتا ہے لیکن جب ان کا ظہور ہو جاتا ہے تو آنکھیں کھل جاتی ہیں ملک فرانس میں ایک بار زلزلہ کے سبب سے ایسی آگ پیدا ہوئی کہ پتھر کو جلا کر خاک کرتی تھی لیکن لکڑی کا اسے بال بھی بیکا نہ ہوتا تھا اس ظہور سے پہلے اگر اسکا

تذکرہ کیا جاتا تو عقل کیخلاف بتایا جاتا اگلے فلسفہ نے جو باتیں بیان کیں پچھلے فلسفیوں نے ان میں سے بہت باتوں کو غلط کر دکھایا ایسے ہی جو باتیں اب زور شور کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں آئندہ وہ بھی غلط قرار دی جائیں گی اس سے صاف طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ فلسفہ محض ظنی اور خیالی ہے اور مذہب اسلام بحمداللہ یقینی اور آفتاب سے بڑھ کر روشن ہے اور اوس کی کوئی بات قیامت تک غلط نہیں ہوسکتی۔

اب مرزا صاحب کو کیا خواب نظر آیا کہ قانون قدرت اون کے نزدیک محدود ہو گیا اور اون کی ذرا سی کھوپڑی میں سما گیا۔ جسم خاکی کا آسمان کی طرف صعود کرنا محال سمجھا جاتا ہے اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ انسان اپنی ضعیف قوت سیمٹی یا پتھر کا ڈھیلا اوپر پھینکتا ہے تو وہ زمین کی بے انتہاء قوت اور کشش کو مغلوب کر کے دور تک پہنچ جاتا ہے پرند جانور پرواز کرتے کرتے اوپر پہنچ جاتے ہیں جب انسانوں اور پرندوں کی قوت کا اس قدر اثر نمایاں ہوتا ہے تو قادر مطلق رب العالمین کی نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ اپنی قدرت سے حضرت مسیح کو آسمان پر نہیں پہنچا سکتا کس قدر جہالت اور حماقت بلکہ جنون ہے مرزا صاحب وغیرہ کی یہ باتیں نئی نہیں بلکہ انبیاء کے مقابلہ میں کافروں نے ہمیشہ اسی قسم کی جہالتوں کو سپر بنایا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے

و قالوا أاذا کنا عظاماً و رفاتاً أأانا لمبعو ثو ن خلقاً جدیدا

یعنی جب ہم مرنے کے بعد ریزہ ریزہ اور بوسیدہ ہو جاویں گے تو دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں

کرہ ہوائی سے باہر جا کر زندگی محال سمجھی جاتی ہے لیکن یہ نہیں خیال کیا جاتا کہ رحم میں چند ماہ تک بچہ کیوں کر زندہ رہتا ہے اور بیضہ کے اندر کیوں کر جاندار پیدا ہو جاتا ہے۔

ز ترتیب نظام آفرینش
حوادث را ز تاثیر نجوم آسماں بینی
فلسفی را چشم حق بیں سخت نا بینا بود
گر چہ بیکن باش و یا بو علی سینا بود

(باقی آئندہ)۔ راقم محمد عبدالجبار عمرپوری از کلکتہ (ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۵۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۳)

لاہور میں مرزا جی کا لیکچر

اخبار اہل حدیث امرتسر لکھتا ہے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور میں مرزا صاحب کا لیکچر پڑھا گیا جسکا کئی دنوں سے شور و غوغا تھا لیکچر کا عنوان تھا اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب۔ اس لیکچر کے دو حصے تھے ایک حصے میں عیسائی مذہب اور آریہ مت کی تحقیق کی کہ ان مذاہب میں کسی طالب حق کو تسلی نہیں ہو سکتی عیسائیوں میں تو یہ عیب ہے کہ وہ گناہوں کا علاج کفارہ بتاتے ہیں جو بجائے خود گناہ ہے آریوں میں یہ خرابی ہے کہ ویدوں کے بعد تمام دنیا کو مکالمہ الٰہیہ کی نعمت سے محروم جانتے ہیں نیز اس میں ایک اخلاق کا بیخ کن مسئلہ ہے یعنی نیوگ۔ دوسرے حصے میں لیکچرار نے اپنے دعوی کا ثبوت دیا کہ میں مسیح موعود کیوں ہوں باقی دلائل جو ہیں وہ عام طور پر سب کو معلوم ہیں مگر ایک نئی دلیل یہ ہے کہ قرآن کی آیت و نفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعاً کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کریں گے تو مسیح موعود آئے گا چونکہ اس وقت دنیا بھر کے مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں اسلئے میں مسیح موعود ہوں۔ یہ ہے مسیحائی لیکچر کا خلاصہ جو چون صفحوں پر چھپ کر قیمتاً تقسیم ہوا اس دلیل بازی سے بچوں کو بھی ہنسی آتی ہے بعینہ وہی مشہور دلیل ہے جو کسی فلاسفر نے بیان کی ہے کہ زمین اس لئے گول ہے کہ چاول سفید میں۔ چلو چھٹی شد۔

۳ کو لیکچر دے کر ۴ کو گورداسپور پہنچے ۵ کو دو گواہ استغاثہ کی مکرر جرح کے لئے طلب تھی۔ باقی ۶۔۷۔۸۔۹۔۱۰۔۱۱ کو گواہان صفائی گزریں گے۔ پھر بعد غور حکم سنایا جائے گا۔ غالباً اکتوبر کے وسط میں فیصلہ ہوگا۔ کیا ہوگا؟ العلم عند اللہ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۵۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۴)

مرزا قادیانی

پبلک میگزین امرتسر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے ۳ ستمبر کو ایک لیکچر لاہور تھیٹریکل ہال میں اپنے مرید خاص مولوی عبدالکریم سیالکوٹی سے پڑھوایا۔ اس کے ابتدائی حصے میں اسلامی فضیلت اور باقی حصوں میں عیسائی اصول اور آرین سدھانتوں کی نسبت دریدہ دہنی سے کام لیا۔ لیکن اس تحریری لیکچر میں جس کا مضمون،

ہندوستان کے دیگر مذاہب اور اسلام، تھا زیادہ تر اور جا بجا مرزا نے اپنی مسیحیت منوانے پر زور دیا اور اعتراضات اور دلائل کی تردید کی کوشش کی جو مرزا کے مسیح موعود ہونے کیخلاف ان کے مسلمان بھائی پیش کرتے ہیں۔

اس تقریر میں خواہ تصنع ہو، لیکن سنجیدگی موجود تھی۔ اپنی اصلاح کی ضرورت اور عظمت بتلاتے ہوئے آریا کے بزرگوں کے طریقہ کی تعریف کی کہ وہ بنوں اور جنگلوں میں جا کر اپنی اصلاح کرتے تھے، خود عامل بن کر دوسروں سے عمل کراتے تھے۔ مرزا صاحب نے یہ خدا کی طرف سے ظاہر کیا جانا بیان کیا کہ راجہ رام چندر اور کرشن بھی خدا کے راست باز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے جو شخص ان کی توہین کرے مرزا صاحب اس سے بیزار ہیں اس کو کنوئیں ک مینڈک سمجھتے ہیں جو سمندر کی وسعت سے ناواقف ہو۔ شاید خدا سے ظاہر ہونے کی سند کافی خیال نہ کی کہ مرزا صاحب نے ان آرین بزرگوں کے واقعات زندگی پر استدلال کر کے فرمایا کہ جہاں تک ان لوگوں کے صحیح سوانح معلوم ہوتے ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں مجاہدات کئے اور کوشش کی کہ اسی راہ کو پائیں جو خدا تعالی تک پہنچنے کی حقیقی راہ ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے خیالات کی تائید میں اس آیت قرآنی کا حوالہ دیا جس میں ہر ایک قوم اور امت میں پیغمبر بھیجنے کی خبر درج ہے۔ آیت مذکور سے رام اور کرشن کو آریا قوم کی پیغمبری کے دعوی کا بقول مرزا استحقاق ہے جو اسکے خلاف مانے وہ قرآن کی خلاف کہتا ہے لیکن جب یہ آرین پیغمبر ہادی یا نذیر خدا تعالی کی یاد سے اوتر گئے اور صرف عرب کے ہمسایہ علاقوں کے نبیوں اور پیغمبروں ہادیوں اور پیشواؤں کی فہرست میں ان کا نام درج ہونے سے رہ گیا تھا اور خدا نے قرآن میں لاعلمی فروگذاشت یا کسی اور وجہ سے ان کی پیغمبری اور ان کے نذیر ہونے کی تصدیق نہ کی تھی تو آج تیرہ سو سال بعد یقین نہیں کہ مرزا صاحب اسکی تلافی کر سکیں اور سری رام چندر جی اور سری کرشن چند جی کا نام مسلمان پیغمبروں کی ضمیمہ فہرست میں داخل کرنے پر رضامند ہوں۔

مرزا صاحب نے مہاتما نانک دیو کی نسبت فرمایا کہ آپ اون کو خدا پرست سمجھتے ہیں اور ان کی برائی آپ کو پسند نہیں۔ مرزا صاحب گورونانک کو ان انسانوں میں سے سمجھتے ہیں جن کے دل میں خدا تعالی اپنی محبت آپ پیدا کر دیتا ہے۔ خاتمہ پر مرزا صاحب نے ان مبارک روحوں کی پیروی سے دلوں کو روشن کر کے دوسروں

کی اصلاح کی ہدایت کی۔

اڈیٹر: مرزا جی کو دریائے راوی سے چپنی بھر پانی لے کر اور کچھ نہیں تو ناک کی نوت ہی ڈبو لینی تھی کہ ایک ہندو اخبار مذہب اسلام کی نسبت کیا لکھ رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ تمام مذاہب کے بزرگوں کو جو مرزا جی نے گالیاں دی ہیں اور زبان کی درانتی سے سب کو گھاس پھوس کی طرح کاٹا ہے اور اسکا مزہ چکھا ہے تو اب ان کا کانشنس conscience ملامت کر رہا ہے کہ نا معقول..تو نے کیا جھک مارا، رام چندر رام چھمن گورونانک سب اچھے ،مگر عیسی برے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ کلجگ اوتار ہیں اور مذکورہ بالا دیوتاؤں کی روح نے آپ میں حلول کیا ہے۔ آپ مسیح موعود بھی ہیں مگر مسیح موعود کی روح نے آپ کی ذات میں حلول نہیں کیا۔ خدا نہ کرے کہ مقدس روح ناپاک جسم میں حلول کرے۔ ایسے لیکچر سے صرف بے دال کے بودم ہی خوش ہوتے ہوں گے یہ صلح کل لیکچر آپ سے مقدمات مرجوعہ نے دلوایا۔ لیکن یاد رہے کہ ارتداد اور الحاد کے جو سخت ترین گناہ آپ سے سرزد ہوئے ہیں، یہ لیکچر کسی طرح اون کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔ (ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۴ء۔ص ۴۔۵)

نظم قرآن کے متغیر کرنے میں مرزا جی کا کفر

جس معجز سیاق وسباق اور نظم سے قرآن مجید منزل من اللہ ہے جمہور امت محمدیہ ﷺ کا اسپر اتفاق ہے کہ اس میں تغیر وتبدل کرنا خواہ کسی طرح سے ہو مثلاً کسی آیت میں کمی بیشی کرنا یا ایک لفظ یا جملہ کہیں سے اور دوسرا کہیں سے چن کر اپنی جانب سے دونوں کو کلام مربوط قرار دینا بالکل کفر ہے۔ اگر اسلامی عمل داری میں کوئی مرتد ایسا کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ مگر مرزا جی آزاد برٹش گورنمنٹ کو دعا دیں جس کی عمل داری میں قرآن مجید بلکہ تمام اسلامی شریعت کی ترمیم کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی ترمیم کرنے والا اپنے کو خدا اور رسول سے بڑھ کر سمجھتا ہے کیونکہ متکلم سے مصلح اور مرمم کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔

پھر یہی نہیں بلکہ ترمیم شدہ اور متغیر شدہ جملوں کو الہام اور وحی خاص بتایا جاتا ہے گویا خدا تعالی نے پہلے کچھ الہام کیا اب یہ کچھ۔ آنحضرت ﷺ نے تو اہل کتاب کی اصلاح فرمائی۔ مرزا جی خود مقدس اسلام کی اصلاح کر رہے ہیں۔ گردن میں پلاسٹر لگا کر اس شخص کو پاگل خانے کیوں نہیں بھیجا جاتا۔ ہماری رائے میں

ابھی تک تو اسکا دماغ اصلاح پذیر ہے، چندروز میں جب مادہ پک گیا اور موجودہ مالیخولیا پورا قطرب ہو گیا تو اصلاح قطعاً محال ہو جاوے گی ایسا بہت جلد ہونے والا ہے۔ انشاءاللہ

براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ میں مرزا صاحب پر یہ الہام ہوا:

الم نشرح لك صدرك الم نجعل لّك سهولة فی كلِّ امر بيت الفكر و بيت الذّكر و من دخله كان آمنا ۔

اپنی مزخرفات ٹھونس کر کلام الٰہی کی کیسی توہین کی ہے۔ ذرا خبط تو ملاحظہ فرمایئے کہ بیت الفکر اور بیت الذکر آپ (مرزا قادیانی) کے دو گھر ہیں اور آپ خود لکھتے ہیں کہ بیت الفکر سے مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف میں مشغول رہا ہے اور رہتا ہے، اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا صاحب کا خدا واحد تثنیہ میں بھی تمیز نہیں کر سکتا ورنہ ومن دخلها كان آمنا کہتا کیونکہ بیت الفکر اور بیت الذکر دو مکان جدا جدا ہیں۔ آپ کہتے ہیں:

من دخله كان آمنا صرف مسجد کی صفت ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ صفت اور موصوف کے گھڑنے کا بھی مرزا صاحب کے ملہم کو شعور نہیں، ورنہ عبارت یوں ہوتی و بيت الذكر من دخله كان آمنا۔

کیا وجہ ہے کہ آپ کا بیت الذکر تو دارالامن ہو، اور بیت الفکر دارالامن نہ ہو بلکہ دارالحزن و دار الکفر ہو۔ جناب باری نے تو تمام مکہ کو دارالامن قرار دیا ہے مگر وہ تو تیرہ سو برس کے بعد دارالامن نہ رہے، اور مرزا صاحب قادیانی کا جھونپڑا دارالامن بن جائے۔

پھر فی كل امر بيت الفكر و بيت الذكر کتنا فصیح جملہ ہے۔

ارے بودم! تتابع اضافات مخل فصاحت ہے۔ الم نشرح لك صدرك کے ساتھ اس خانگی عبارت کو ملانا ایسا ہے جیسے کوئی خبیث سندس واستبرق کے بہشتی حلّے میں ناپاک ٹاٹ کا پیوند لگا دے۔

پھر بدمعاشی اور بے ایمانی اور بدنیتی دیکھئے کہ جناب باری نے

الم نشرح لك صدرك ۔و وضعنا عنك وزرك ۔الّذى انقض ظهرك۔ ورفعنا لك

ذکرک (الشرح: ۱۔۴) میں آپ ﷺ پر اپنے احسانات جتائے ہیں۔یعنی کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا؟ کیا ہم نے تیرا بوجھ نہیں اٹھایا جس نے تیری کمر توڑ ڈالی تھی (تکلیف دے رکھی تھی) کیا ہم نے تیرا ذکر آسمانوں اور زمینوں میں بلند نہیں کیا؟

یہ مربوط اور مضبوط معجز کلام ملاحظہ فرمایئے اور مرزا صاحب کی خانگی لغویات دیکھئے۔مرزا کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مدارج نبوت تکلیفوں اور سختیوں کے جھیلنے کے بعد ملے اور مجھے نہایت سہولت کے ساتھ گھر بیٹھے چھپر پھاڑ کر مل گئے۔میں خدا کا چہیتا ہوں۔اور مجھے آنحضرت ﷺ پر ترجیح اور تفضیل ہے۔

آنحضرت ﷺ کا رفع ذکر تو اس طرح ہوا کہ ساری خدائی میں اسلام پھیل گیا۔آج کے روز بھی جب کہ دہریت اور الحاد کا زور ہے یورپ ایشیا امریکہ افریقہ میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں آپ کی رسالت کا جھنڈا بلند نہ ہوا ہو،اور لاکھوں عیسائیوں کو مسلمان کیا،اور ہو رہے ہیں۔لیپا لک نے اگر ایک عیسائی کو بھی اپنی سی سالہ بعثت میں مسلمان بنایا ہو تو اس کا حوالہ دے۔

اور (مرزا قادیانی کی) حماقت دیکھئے،کلام مجید میں ہے:

یاآدم اسکن انت وزوجك الجنة ،

آپ اس پر یوں اضافہ فرماتے ہیں

یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة ۔یا مریم اسکن انت و زوجك الجنة ۔ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة ۔ (براہین احمدیہ۔ص۴۹۶)

خود بدولت نے آدم اور مریم اور احمد سے اپنے کو مراد لیا ہے۔اور زوج سے اپنے رفیق اور جنت سے مراد جنت کے وسائل۔لیکن مرزا صاحب کا ملہم شاید بھول گیا،کیا معنی کہ جب مرزا صاحب کے رفقاء مراد تھے تو یااحمد اسکن انت و ازواجك الجنة ہونا چاہیے تھا۔آیت یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة میں تو زوج سے مراد حضرت حوا ہیں۔پس تقابل پر لحاظ کر کے یہی لازم آتا ہے کہ تمام مرزائی مسخ ماہیت ہو کر،یعنی مرد سے عورت بن کر،آپ کی جوروئیں بن گئے ہیں جس طرح مرزا جی الہام میں مریم بن گئے ہیں۔پھر حضرت مریم کا کوئی زوج نہ تھا (گو آپ یہودی بن کر یوسف نجار کو ان کا زوج بتاتے ہیں) مریم،حضرت

عیسی کی ماں تھیں، یہاں آپ کی زوج مریم ہے (گویا مرزا، یوسف نجار کے مثیل ہوئے۔ بہا) اور چونکہ آپ مسیح موعود ہیں تو اپنی زوجہ (مریم) کے شکم سے پیدا ہوئے ہیں۔

ہمارے ناظرین تھوڑی دیر کو فرمائشی قہقہہ تو اوڑائیں۔ یہ آپ کا الہام ہے جس کو سن کر خرد جال مارے خوشی کے گھونٹا اکھاڑ کر دولتیاں جھاڑنے لگے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء ص ۵۔۷)

مرزا جی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں

چونکہ مرزا جی کی کوئی پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی اور رمالوں اور نجومیوں سے بھی ہیٹے نکلے، لہذا ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۸۷ اور ۶۹۲ میں اپنی طرح تمام انبیاء کرام کو کذاب اور خاطی بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں،

اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے ہو بہو منکشف نہ ہوئی نہ دجال کے گدھے کی حقیقت کھلی، نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی، نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی، اور صرف امثلہ قریبہ کے طرز بیان میں اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اور اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ حرف نہیں،۔

اب ہم کہتے ہیں کہ جب آپ کی پیشین گوئیاں پوری نہ ہوئیں اور آتھم میعاد کے مابین نہ مرا، اور آسمانی منکوحہ سے پیشین گوئی کیخلاف بغل گرم نہ ہوئی، تو لاطائل تاویلات کیوں کی گئیں کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کے دل میں خوف طاری ہو گیا تھا یعنی وہ دل میں مرزائی بن گیا تھا اور آسمانی منکوحہ کبھی نہ کبھی ہتھے چڑھے گی، اور ام المرزائین کے شکم سے اب اگر خلاف پیشین گوئی لڑکی ہوئی تو آئندہ لڑکے کے آنے کا سد باب نہیں ہو گیا، نہ دروازہ پر قفل ٹھکا،۔ آئندہ کبھی نہ کبھی سال کا سا پورا ضرور نکلے گا۔ گویا پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی۔ اصرار ہے، دنیا سے جنگ وجدل ہے رسالے شائع ہوتے ہیں کہ ان معنوں سے پیشین گوئی ضرور پوری ہو گئی۔

ان جھوٹی تاویلوں پر اڑے رہنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی تو اپنی پیشین گوئیوں میں

جھوٹے نہیں ہاں انبیاء جھوٹے ہیں،۔ ہر پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے پر تاویلات کا دریا بہایا گیا ہے، کبھی اقرار نہیں کیا گیا کہ فلاں پیشین گوئی درحقیقت غلط نکلی اور آسمانی باپ نے لیپا لک کو دھوکا دیا کسی پیشین گوئی کے غلط ہونے پر مرزا جی کے پھوٹے منہ سے یہ کلمہ نہیں نکلا کہ انبیاء نے بھی اپنے اجتہاد میں غلطی کی ہے میں نے کی تو کیا بھس میں خر دجال نے منہ مارا۔ ہاں بعد میں جھوٹے کا خدا نے منہ کالا کر دیا اور جھک مار کر اپنے منہ پر تھپڑ مارنا اور اقرار کرنا پڑا کہ میری پیشین گوئیاں اسلیئے غلط ہوئیں کہ انبیاء کی پیشین گوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ کیا اجماع امت میں سے کسی کو آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی میں کبھی شک واقع ہوا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی اور آپ کی نبوت پر معاذ اللہ کسی نے حرف گیری کی ہے حالانکہ دنیا کو مرزائی پیشین گوئیوں کے غلط ہو جانے کا کامل یقین ہے۔ یہ ہے جھوٹا، ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ ساری دنیا مجھ جیسی جھوٹی ہو جائے۔ پس اگر مرزا اپنے ساتھ انبیاء کو جھوٹا بنائے تو کسی مسلمان کو برا نہ ماننا چاہیے اگر انبیاء کی پیشینگوئیاں اور معجزات غلط ہونے لگیں تو ان میں اور عام انسانوں میں کیا فرق رہے اور دنیا کیوں ان کا کلمہ پڑھے۔

دجال اور اسکے گدھے اور یاجوج ماجوج وغیرہ کی حقیقت آنحضرت ﷺ پر تو منکشف نہ ہوئی، مگر اب تیرہ سو برس بعد چینی مغل پر منکشف ہوگئی۔ یہ آنحضرت ﷺ پر تبرّا نہیں تو کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے الہام و اجتہاد تو غلط اور مرزا قادیانی کا اجتہاد صحیح اور واقعی۔ یہ اپنا مرتبہ بڑھانا اور آنحضرت ﷺ کی شان گھٹانا نہیں تو کیا ہے۔ پھر بھی منبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کی ثنا اور صفت بیان کرنا منافقانہ نہیں تو کیا ہے۔ چندروز میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کا کھلم کھلا انکار کیا جاوے گا اور حمقاء کے پھانسنے کا جو پردہ ذرا ظہور پڑا ہوا ہے وہ بھی جلد اٹھنے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالی۔ بے حیائی تیرا آسرا۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔ستمبر۱۹۰۴ء ص ۷۔۸)

نظم بر مرزا قادیانی

(منشی سعد اللہ لدھیانویؒ)

ہر کسے کامروز شد پیغمبرے
الحق آن دجال گشت و کافرے

کرد بر ذات مہیمن افترا
ظالمے دو نے مہینے خود سرے
مے شمارد وحی و الہام خودش
طاہر و برتر ز دخل ہر شرے
قادیانش حسب قول او دمشق
شد یزیدی خصلتاں را مصدرے

(ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۷ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ جب مرزا قادیانی وہاں کا کرسی نشین رئیس ہے، تو یزید کیوں نہ ہوا۔ اسی لئے حسینؑ سے افضل بنتا ہے۔ سعداللہ)

پس یزید آمد رئیس ش لا جرم
آنکہ شد کرسی نشین و مہترے
از ہمیں جوید فضیلت بر حسین
کاحمد مرسل جدش اب حیدرے
مرگ عیسی خواند پیر نیچری
بر پیش کردش غرض کور و کرے
بر سر خلق خدا جائے ہما
بفگند تا سایہ بوم و شپرے
حق بہ قراں از صلیبش پاک کرد
زیں دو بے باکاں صلیبش معبرے
قادیانی ! گوہر خود را بہ بیں
بہر پاکاں ایں نباشد مظہرے
شرم دار از ابن مریم گشتنت

ایکہ بود آلنقو ایت مادرے
مہدی آل محمد چوں شوی
تو کہ میداری پدر بوزنجرے
فارسی الاصل خود آب تو نیست
چوں تو از تاتار داری گوہرے

بن کے یہ سب کچھ ہے پھر حارث بھی تو
الغرض ہیں تیرے طرفہ ماجرے

ایں چنیں بے ہودگی ہا را یقیں
خارج از امکانست از دانشورے
گشتنت عیسی بہ عیسی گشتنت
ہیچ اہل دیں ندارد باورے
گوہر خود بر برِ گوہر شناس
کے شوی عیسی بہ تصدیقِ خرے
بود چوں گوسالہ اعجاز مسیح
دانیش چوں سامری افسوں گرے

قابل نفرت ہوں ان کے معجزے
وضع ہو بے باک رحمت سے پرے
کس زبان سے تو بنا ان کا مثیل

نام جب ہر کام پر ان کے دھرے

کے مثیل عیسی مریم شوی
زوجہ ات غرقِ لباس و زیورے
خانہء عیسی نبود اندر جہاں
تو ہمہ مشغول دیوار و درے
یاد داری بود چوں باریک تر
امتیازت خود بہ کشفی منظرے
اتحادت بود چندان با مسیح
تو و او دو پارہء یک جوہرے
فطرتت باوے تشابہ داشت بس
کز درخت او تو ہم بودی برے
شد مبدل فطرتت اکنوں چناں
بے پری بالاش بے بال و پرے

ان سے افضل اب تو کیسے بن گیا
کیوں نہیں خوف خدا تجھ کو ارے

پائے عیسی ہم نہ بالائش رسد
ایں چنیں آوردی اعلی منبرے

انبیاء تو نے بنائے مزمرسٹ
بے ادب تجھ کو خدا غارت کرے

کے تو مے کردی بایشاں اتہام
گر تو بودی نیک و نیکو محضرے

جس نے دیکھیں تیری پیشنگوئیاں
اب وہ گیدڑ بھبکیوں سے کیا ڈرے
تو جسے مارے جیئے وہ دیر تک
جس کو زندہ چاہے تو جلد مرے
اور جسے شاداب چاہے خشک ہو
جس کو سوکھیں تو کہے وہ ہوں ہرے

چوں پسر زائی بمیرد زود تر
گر پسر خوانی برآید دخترے
ملہمت گفت آں یکے را شوخ و شنگ
زآید از وے فتنہ و شور و شرے
شد بسر سی ماہ و مے بنی ہنوز
زو جہء الہامیت با شوہرے
آتھم ترسا دران مدت نہ مرد
بر رگ جانت ازاں صد نشترے

واں نشان ہم لیکھ رام از تو چہ دید
قتل و مرگش ہست امرِ آخرے

بالکوں کو اپنے ہے اس کے سوا
کیا سبق تو نے پڑھایا مسخرے
ابن مریم چڑھ کے سولی مر چکا
میں ہی عیسے ہوں قیامت سے ورے

قائلے بایں ہمہ کائد مسیح
با جلال ظاہر و کرّ و فرے
یک جہ باشد دو ہزار آمد تواں
در ازالہ صفحہ ص ، د ، و رے
انتظار آن مسیح از آسمان
دارد اندر سینہ ہر نیک اخترے

ملحف و مدبر ہے تو کیسا مسیح
مال مردم سے جو پیٹ اپنا بھرے

از سہ صد اجزاء تو دادی سی و پنج(۳۵)
شد براہین حیلہ جمع زرے
اے دغا باز آنچہ گفتی یادکن

لا جرم شد ختم بر پیغمبرے
تو کدامی قسم پیغمبر شدی
در دہانِ گندہ ات خاکسترے
آہ با اسلامیاں کردی فریب
داشتی با خود نبوت مضمرے
ہر رسولے آفتاب صدق بود
ہر رسولے بود مہر انورے
ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہم چو خاکے کاوفتد بر ہر درے
در براہین بود ایمانت چنین
بر ہمہ کس حجتے روشن ترے
اے کہ عیسی را تو باشی خاک در
ہائے مرتدا نہ گشتی ہمسرے
ہمسرے نہ بلکہ از وے بہترے
اے منافق بودی او را چاکرے
ایں فضیلت ہا بہ عیسے جستنت
و ایں رسالت شد بدینت صرصرے
خالی از ایمان و دین بگذاشتنت
پر عفونت مردہ بے جاں پیکرے
دعوی تجدید دین بودت نخست
خویشتن را کردی آخر ابترے

گشتی از ابنیت و تصویر خویش
بت ستاؤ بت فروش و بت گرے
موجب گستاخی و ہتک مسیح
در کف از شرب الیہودت ساغرے
مے کنی تغلیط تفسیر سلف
ناخلف رفتی براہ دیگرے
چوں صیغ اسلمی باشد ترا
کادیانی حاجت یک عمّرؓ ے
کز تو سازد دور الحاد و کجی
درہ آں باشد بہ پشتت مسطرے
قابل ایماں حدیث مصطفیٰ
نیست نزد تو بہ قرآن اکثرے
وحی عیسی قادح ختم الرسل
داری از الہام و وحیت دفترے
بہر دجال شقیء ایں زماں
خامہ سعدی ست گویا خنجرے
گر چہ یا رب بندہء بے توشہ ام
نیست غم با چوں تو بندہ پرورے
جز تو پیش کس فرد ناید سرم
عبد خود را اے تو کافی یاورے
آگہ از اعلان و اخفائے منی

اے کہ در علم تو ہر خشک و ترے
چشم بر عفو تو دارم چوں توئی
مستعانے مہربانے داورے
خائف از قہر تو ام دائم ولے
رحمت تست از غضب زور آورے
قابل التّوبِ و غفار الذنوب
مغفرت گردان بہ فرقم مغفرے
زینہار تو ز دجال زماں
سیّما زاں کافر آید اعورے
حرز جان دارم براہ مصطفیٰ
در برے قرآن حدیثش در برے
التجا دارم دراں تاپ و تپش
جامے از دستش کنار کوثرے
جنت خلدت بود سیمانیم
ہم زر منوانت تبارک افسرے
احمد مرسل بہ نفع ما حریص
بہر ما از رحم و رافت غم خورے
آں شہ دنیا و دین کز مقدمش
شد زمیں را بر فلک صد مفخرے
سائل و محتاج وے شاہنشہاں
صاحب و خدمت گزارش قیصرے

دست کس نرسید و ہم ترسد بآں
دادہء زیر نگینش کشورے
از من شید اسلامش مے رساں
آنکہ سالار ست و مارا سرورے
ہم بہ ہر یک یک از آدم تا مسیح
در بریت برگزیدہ معشرے
نیز بر اصحاب و آل آں تمام
رحمت بر ہر یکے دیں گسترے
کار ایشاں بود در راہ خدا
امر معروفے و نہی منکرے

الحمد لله رب العالمين وسلام على المرسلين ،۔لدھیانہ

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۶۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۴)

مرزا کے نزدیک تمام مذاہب حق ہیں

لاہور کے لیکچر نے تو مرزائیت کی کایا ہی پلٹ دی۔ بروزی رنگ برنگ کے روپ آج تک بدلتا رہا، اب سب کو چھوڑ کر اوس نے کچھ اور ہی نیرنگ دکھایا۔ یوں کہو امام الزمان کے حقیقی معنی اب سمجھا۔ ۳۰ سال تو صرف مرزائیوں کا امام رہا، مگر اب دو لاکھ دانوں کی تسبیح سے نکل کر مالاؤں اور زناروں میں منسلک ہو کر تمام ہندؤوں اور سکھوں لال بیگیوں کا امام (لال گرو) بن گیا۔

زاہدا شرک خفی کی بھی خبر ہے کہ نہیں
زیر ہر دانہء تسبیح کے زنار بھی ہے

لعنت ہے اس خود غرضی اور مداہنت پر کہ ہر قوم کی مورتی کے مندر میں ماتھا ٹیکا۔ تمام اوتاروں کو سجدہ

کیا، پھر بھی کسی آریا، کسی سناتن دھرمی، کسی سکھ، کسی لال بیگی کو دس ہزار آدمیوں کے مجمع میں مرزائی نہ بنا سکا۔ اب تو تمام مرزائیوں پر مرزا قادیانی کی حقیقت کھل جانی چاہیے کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور اس کے کیا پاکھنڈ ہیں۔کوئی پوچھے جب تمام مذاہب حق پر ہیں تو آسمانی باپ نے لیپا لک کو کس کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ پھر بھی آپ نہ صرف مسلمان بلکہ اسلامی مجدد اور نبی وغیرہ۔کلام مجید تو یوں ناطق ہو و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه اور یہ مکار تمام مذاہب کو حق پر بتاوے۔ کیا یہ مختلف مذاہب درحقیقت خدا نے پیدا کئے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھا دنیا کو لڑوا رہا ہے خون خرابہ کرا رہا ہے۔ خدا کا تو یہ کام نہیں، اس نے تو ایک سیدھی راہ صراطاً سویاً بتادی ہے۔ اور سیدھی راہ ایک ہی ہوتی ہے۔ البتہ آسمانی باپ چودھویں صدی میں اپنا لیپا لک بھیج کر ساری خدائی سے جنگ کرا رہا ہے۔

آپ کے قول کے موافق آریا کے رشی منی حق پر تھے، مگر نیوگ کا مسئلہ خراب ہے۔ عیسائی حق پر ہیں، مگر کفارہ برا ہے۔ پھر حق کہاں رہے۔ بات یہ ہے کہ جھوٹے کو بھاگتے راہ نہیں ملتی، اور قدرت الٰہی اس کا حافظہ بھی سلب کر لیتی ہے۔ مرزا کو یہ خبر نہیں کہ مختلف رسالوں میں آریا اور عیسائیوں اور ان کے بزرگوں اور خود عیسی مسیح کی نسبت کیا جھک مار چکا ہے، اور اب اسکے خلاف کیا ابراز کر رہا ہے۔ قصور درحقیقت کھوسٹ آسمانی باپ کا ہے کہ لیپا لک پر متناقض الہام کرتا رہتا ہے۔ آپ نے دیگر مذاہب کے اوتاروں کو خدا پرست اور راست باز بندگان خدا ہی نہیں قرار دیا بلکہ ان کو نبی بھی بنا دیا، اور سند میں یہ آیت پیش کی و ان من امة الا خلا فیها نذیر یعنی کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا (نبی) نہ آیا ہو۔ اس دلیل سے ہنود اور سکھوں کے اوتار ہی نہیں، بلکہ حلال خوروں چماروں وغیرہ ذلیل اور کمینہ اقوام میں بھی نبی گذرے ہیں، اور قیامت تک گذریں گے۔ حالانکہ اس آیت میں گزشتہ امتوں اور انبیاء کا ذکر ہے کیونکہ خلا ماضی کا صیغہ ہے۔ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نذیر (نبی) نہ آئے گا۔ یہ اپنے بڑے بھائی امام الدین کا اتباع ہے جو حلال خوروں کا گرو بنا تھا۔ کیوں نہ ہو آخر ہیں تو دونوں ایک ہی جھاڑ و کی تیلیاں۔ معلوم نہیں اب لیپا لک نے کیوں .. دیر لگا رکھی ہے، کھلم کھلا امرتسر کے دربار میں جا کر کیوں گرنتھ جی کو سجدہ نہیں کرتا۔ کیوں عملی طور پر مندروں میں جا کر ہنود کے اوتاروں کی مورتی کو ڈنڈوت بجا نہیں لاتا۔

پہلے تو یہ پالیسی رہی کہ میں عیسی اور موسی اور تمام انبیاء اور اوتاروں سے اچھا ہوں، اور سب برے ہیں۔ جب چاروں طرف سے منہ پر تھپڑ پڑنے لگے تو اب کیدانی نے کید کی یہ پالسی ٹھہرائی کہ میں اچھا اور میرے ساتھ سب اچھے۔ جیسے اور لوگ نبی اور اوتار تھے، میں بھی ایسا ہی ہوں۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ جیسا میں مکار اور دنیا پرست مرغ بادنما ہوں، تمام انبیاء اور اوتار بھی ایسے ہی تھے۔ اور میری طرح سب ہاتھی کے روٹ میں حصہ لگاتے تھے۔

لاہور میں آپ کا لیکچر سننے کو لوگ اسی طرح جمع ہوئے تھے جس طرح کسی مداری کا تماشا یا کسی کمپنی کا ناٹک دیکھنے یا اس کا ڈرامہ سننے کو جمع ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ محض اس لئے گئے کہ دیکھیں اب گنبد سے کیا صدا نکلتی ہے۔ اور چونکہ آپ دو سال تک مقدمات کے اڑگڑے میں جت چکے ہیں، لہذا دیکھیں اب بھی وہی غرے ڈبے ہیں یا کچھ معقول ہوگئے ہیں۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ لوگوں کا عندیہ صحیح نکلا اور ایک گرگ باراں دیدہ عین موسم بارش میں بھگی بلی بن کر نظر آیا۔

مرزائی اخبار لکھتے ہیں کہ اس مجمع میں مرزا جی سے کئی سو آدمیوں نے بیعت کی۔ واہ رے مرزائیو! تمہاری چال کے کیا کہنے ہیں۔ ناظرین نے لاہور امرتسر دہلی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں چند لوگوں کو اپنی چیزوں کا نیلام کرتے دیکھا ہوگا کہ وہ بڑھا چڑھا کر آپس میں نیلام کی بولی بولتے ہیں۔ ناواقف لوگ اس دام میں آجاتے ہیں اور بولی بڑھا کر نیلام کی چیزیں خرید لیتے ہیں۔ پس چند مرزائیوں نے لوگوں کے پھانسنے کو دس قدم بڑھ کر بیعت دہرائی ممکن ہے۔ دیکھا دیکھی چند الو اور بھی پھنس گئے ہوں گے۔ پس یوں سینکڑوں کی تعداد پوری ہوگئی۔ گھر کے صوفی، گھر کے قوال۔ اڈیٹر۔ (ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۶)

مرزائی مقدمات

پیسہ اخبار کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ ۶ ستمبر کو مولوی محمد صاحب کی شہادت ختم ہوئی۔ ۷ ستمبر ۱۹۰۴ء کو شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور کے بعد ۸ کو منشی عزیز الدین صاحب تحصیلدار دینانگر اور میاں حسین بخش صاحب پنشنر بٹالہ کی شہادتیں ہوئیں۔ ۹ ستمبر کو مجسٹریٹ صاحب خزانہ کے کام میں مصروف رہے، اور مقدمہ کی

سماعت نہ ہوسکی۔ ۱۰ استمبر کو ڈاکٹر محمد الدین صاحب گواہ مسغیث میڈیکل پریکٹشنر لاہور حاضر عدالت ہوئے۔ اول خواجہ کمال الدین صاحب وکیل مدعا علیہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو واقعات مقدمہ سے آگاہ کیا۔ مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے کوئی وکیل مقدمہ کی پیروی نہ کرتا تھا وہ آپ ہی جرح کرتے رہے اور حق تو یہ ہے کہ کوئی وکیل اس سے بہتر جرح نہیں کرسکتا۔ پھر لفظ کذاب پر بحث ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کذاب کے معنی بسیار دروغ گو بیان کئے۔ عادت اور استمرار کا اس سے کچھ تعلق نہیں ثابت کیا۔ مگر مولوی صاحب نے ... گرامر میں کذاب کے معنی عادی دروغ گو دکھایا۔ ڈاکٹر صاحب نے عادی دروغ گو کی تشریح یوں کی کہ عادی دروغ گو اس شخص کو کہتے ہیں جو مجبوراً جھوٹ نہ بولے بلکہ خوشی سے اور بغیر دباؤ کے، اور مولوی صاحب فقط اتنی ہی بات میں کذاب ثابت ہوئے جس قدر اس مقدمہ کے متعلق تھی، اور عادی دروغ گو نہ قرار پائے گئے۔ پھر دروغ کے جواز پر بحث ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ فوجی افسروں اور وزراء کے لئے جھوٹ مباح ہے کیونکہ اس کو مصلحت وقت تصور کیا جاتا ہے، لیکن اگر کوئی عالم جو صداقت کی تلقین کے لئے مامور ہے اور اس حرکت نازیبا کا مرتکب ہو تو نہایت شرم کی بات ہے۔ مولوی صاحب نے شیخ سعدی کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا جس میں سومنات کے مندر میں برہمن بن کر رہے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے سے آپ کا یہ مدعا تھا کہ جب سعدی جیسے علامہ نے بت کدے کے اسرار معلوم کرنے کی خاطر جھوٹ سے احتراز نہ کیا تو مجھے مرزا صاحب کی ملہمیت کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے جھوٹ بولنا ممنوع نہ تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ سعدی ہو یا کوئی اور، جھوٹ جھوٹ ہی ہے۔ مولوی صاحب کا لئیم ہونا ان کی حرکات تک محدود رہا، ذات سے کچھ تعلق ثابت نہ ہوا اور نہ یہ ثابت کرنے کا کسی کو موقع تھا۔ مہین یعنی اہانت کنندہ بھی ثابت ہو گیا۔ پھر مولوی صاحب نے مرزا صاحب کے دعوی نبوت و مسیحیت و خدائی کا حوالہ دے کر ڈاکٹر صاحب سے کہلوایا کہ مدعا علیہ باعتبار مذہب کافر ہے، گو ان کی فضیلت و علمیت قابل ادب ہے جیسی کہ ہر ایک فاضل کی ہونی چاہیے۔ اس مقدمہ میں مرزا صاحب نہایت تحمل ظاہر کیا۔ پانچ چھ گھنٹے پاؤں پر کھڑے رہے۔ مجسٹریٹ صاحب نے وکیل مدعا علیہم کو تنبیہ کی کہ اس طرح گفتگو نہ کریں جس سے گواہ کی شہادت پر اثر پیدا ہو۔

مرزا جی کے مقدمہ میں شہادت استغاثہ پر جرح مکرر بھی ختم ہو چکی، اب اون کے گواہان صفائی گذر

رہے ہیں ۔ چنانچہ ۷ ستمبر کو شیخ علی احمد وکیل گورداسپور کی شہادت ہوئی ۔ آپ نے اپنی شہادت میں یہ بھی لکھایا کہ الفاظ استغاثہ مزیل حیثیت عرفی ہیں، اور دشمنی کی حالت میں کسی کی نسبت یہ الفاظ شائع کرنا حرام ہے، اور دشمنی کا اعتراف بھی ہو تو لکھنے والا سخت سزا کے لائق ہے ۔ دوسرے گواہ منشی عزیز الدین صاحب دینا نگری پنشنر تحصیل دار کی شہادت ۸ کو گذری ۔ انہوں نے بھی مانا کہ الفاظ استغاثہ بے شک ہتک کے الفاظ ہیں اور مضمون اخبار متنازعہ کی نسبت انہوں نے لکھایا کہ کاتب مضمون نے جو کچھ کہا اپنے فرقہ کے مسلمانوں کو مرزائی فرقہ کے ضرر سے بچانے کے لئے کیا ۔ اسی تاریخ کو میاں حسین بخش صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنشنر ..کی شہادت ہوئی ۔ انہوں نے بھی کہا کہ واقعی الفاظ استغاثہ کردہ مزیل حیثیت ہیں اور مستغیث کی ازالہ حیثیت عرفی ان سے ہوئی ہے ۔ اخبار کے مضمون کے متعلق لکھایا کہ کاتب مضمون نے اپنے دل کی تسلی کے لئے یہ کاروائی کی ہے اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں اور یہ بھی لکھایا کہ کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحے ۲۹ پر جو مضمون لکھا ہے اس میں سراج الاخبار یا خطوط کا کوئی ذکر نہیں ۔ ان گواہان کی مفصل شہادتیں بعد ملنے نقول کے غالباً شائع ہوں گی ۔ ۹ ستمبر کو مقدمہ پیش ہو کر تاریخ پڑ گئی ۔ آج دس کو ڈاکٹر محمد الدین صاحب لاہوری چودھری نصر اللہ خان و مولوی فیروز الدین سیالکوٹی کی شہادتیں ہوں گی ۔ آئندہ کی کاروائی سے پھر اطلاع دی جائے گی ۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۶۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۸)

وہی وفات مسیح

جب ایک نبی وفات پا گیا ہے تو دوسرا نبی مبعوث ہوا ہے اور سنۃ اللہ اسی طرح جاری ہے، یہاں تک کہ انبیاء کا سلسلہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا ۔ لیکن آج تک کسی نبی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ چونکہ فلاں نبی مر گیا ہے، اس لئے میں اس کی جگہ آیا ہوں ۔ اور اے لوگو فلاں نبی کو مردہ سمجھ لینا ہی مجھے نبی مان لینا ہے ۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ چونکہ فغفور چین مر گئے ہیں، لہذا میں اون کا جانشین ہوں ۔ اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ لوٹ لوٹ کر ایک ہی تشخص اور صفات کے انبیاء کو بھیجتا ہے، اس کے پاس انبیاء کے ڈھالنے کا دوسرا سانچا ہی نہیں ۔ یا پہلے ایک ناقص نبی بھیجا، اس کے بعد کامل ۔ یا پہلے ایک کامل بھیجا اس کے بعد ناقص ۔ خدا کو کوئی

ضرورت نہیں کہ پہلے ناقص نبی بھیجے اور پھر کامل۔ اس سے حکیم علی الاطلاق کی قدرت وحکمت پر حرف آتا ہے، ناقص نبی ہو نہیں سکتا۔

پس مرزا جی کا یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں خود اپنی توہین کرنا اور اپنے کو خاک عجز پر گرانا ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ کانا ٹٹو اور بدھو نفر اس وقت تک چل ہی نہیں سکتا جب تک اپنے کو اوروں کا فضلہ خوار اور راتب خوار نہ بنائے یعنی دنیا چونکہ مسیح کو مانتی ہے لہذا میں مثیل مسیح بنوں کیونکہ انہیں اپنی حیثیت و وجاہت اچھی طرح معلوم ہے لیکن کیا کوئی اپنے کو نبی بنانے سے نبی بن سکتا ہے۔

توریت اور انجیل میں لکھا ہے کہ (تسلی دینے والا) آئے گا، مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے کو مسیح موعود قرار نہیں دیا بلکہ محض رسول ہوئے کیونکہ اس میں وہی خرابی تھی جو ہم نے اوپر بیان کی۔ قرآن میں ہے و ان من امة الا خلا فیھانذیر ۔ پس مسیح و عیسیٰ بننے میں جس طرح آنحضرت ﷺ کی توہین تھی اسی طرح انبیاء بنی اسرائیل کی تھی بلکہ خود مسیح نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا

یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ الآیہ (صف:٦)

یعنی اے بنی اسرائیل میں تمہاری ہی طرف رسول ہوں، نہ کہ بنی اسماعیل کی طرف، کیونکہ آنحضرت ﷺ بنی اسماعیل میں سے ہیں۔ اب ذرا خیال کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کو تو بنی اسرائیل میں بھی آنحضرت ﷺ کا مبعوث ہونا منظور نہ ہوا، اور مرزا قادیانی خود امت محمدیہ میں ہو کر اپنے کو نبی اور مسیح بنائیں۔ ماحصل یہ ہے کہ اگر مسیح بننے میں کوئی خوبی اور ترجیح ہوتی تو آنحضرت ﷺ اپنے کو مسیح موعود قرار دیتے۔ کاش مرزا اور مرزائی ہمارے اس مضمون کا محمل سمجھیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔ ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۶۔ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

مرزا غلام احمد قادیانی

مولوی ممتاز علی اڈیٹر اخبار تالیف واشاعت نے مرزا جی کے لاہور والے لیکچر کی کیفیت حسب ذیل لکھی ہے جس میں کچھ آپ بیتی رام کہانی بھی ہے ہم مضمون کا انتخاب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ (اڈیٹر)

ہر چند مرزا صاحب کی شہرت ہندوستان سے متجاوز ہو عرب ومصر وروم وشام تک پہنچی ہے مگر خاکسار بدقسمتی سے اب تک شرف اندوز زیارت نہ ہوسکا اور اب پہلا موقع زیارت کا ملا۔

مرزا صاحب نے اپنی تقریر پہلے سے قلم بند کر لی تھی اور شاید سامعین کی آسانی اور فائدہ کے لئے چھاپ کر شائع کرنا چاہتے تھے۔ افسوس کہ بعض اہل مطابع نے کسی وہم ووسوسہ سے اس لیکچر کے طبع کرنے میں تامل کیا۔ آخر خاکسار کے مطبع نے اس خدمت کو جس سے پہلو تہی کرنا بالکل تنگ دلی اور کم حوصلگی تھا نہایت خوش دلی سے ادا کیا۔

مرزا صاحب نے کسی وجہ سے لیکچر کو خود پڑھنا مناسب نہ سمجھا بلکہ ان کی طرف سے مولوی عبدالکریم نے جوان کے ارشد خلفاء سے ہیں پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ جس مضطربانہ اشتیاق سے لوگ کشاں کشاں جلسہ میں شریک ہوئے تھے لیکچر کے سننے سے ان کو نہایت افسوس ناک دل شکنی اور مایوسی ہوئی۔ کچھ شک نہیں کہ لیکچر میں اول تو اقتضائے موقع ومحل کی مطلق رعایت نہ کی گئی۔ ثانیاً اسلام کی خوبیوں کے مقابلے میں دیگر مذاہب کی بابت جو کچھ کہا گیا چنداں مدلل اور محققانہ نہ تھا۔ علی ہذا، طول عبارات لاطائل تکرار نے سامعین کو بالکل تھکا دیا۔ مگر یہ اعتراض ان کے سارے لیکچر پر عائد نہیں ہوتا، آخری حصہ نے جو مرزا صاحب کی عجیب وغریب کرامتوں اور خوارق پر مشتمل تھا کسی قدر سامعین کو تفریح کا کام دیا۔ جب کرامات کے ذیل میں یہ فرمایا کہ مرزا صاحب کی دعا سے فلاں شخص کے بدن پر بہت سی پھنسیاں نکل آئیں، تو جو لوگ بہت دیر سے اونگھ رہے تھے وہ بھی بہت ہنسے اور غنیمت سمجھا کہ آخر کا حصہ دل خوش کن تھا جس نے تھکان کی بخوبی تلافی کر دی:

اے تو وقت خوش باد کہ وقت ما خوش کردی

اس لیکچر کے بعد میرے پاس دوستوں کے بہت سے خطوط بدریافت اس امر کے آئے کہ میرا عقیدہ مرزا صاحب کی نسبت کیا ہے اور میں ان کے دعاوی کو کیسا سمجھتا ہوں۔

میں اوائل عمر سے مرزا صاحب کی کتابوں کو بہت غور اور شوق سے پڑھتا رہا اور مجھے ان کی تصانیف سے ہمیشہ ایسا لطف آیا ہے کہ اون کی بعض ایسی تحریروں کو بھی جن میں مطلق مغز ومعنی نہ تھا پڑھ کر بہت حظ اٹھایا۔ براہان احمدیہ کو میں نے بہت شوق وذوق سے پڑھا اور اس کتاب کی محبت میرے دل میں بخل کی حد تک پہنچ

گئی۔ میں چاہتا تھا کہ اور لوگ بھی میرے ہم خیال ہو جاویں مگر اپنی کتاب کسی کو دینا نہ چاہتا تھا، اور اس کو عزیز رکھتا تھا۔ جن زینوں کی راہ سے مرزا صاحب فلک چہارم..تک پہنچے وہ مرزا صاحب کی کتابوں کے پڑھنے والوں پر بخوبی ظاہر ہیں۔ میں ہمیشہ ان کی نسبت ایسی عقیدت مندی رکھتا تھا کہ اون پر سہو یا لغزش کو نہایت حسن ظن پر محمول کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ یادالٰہی میں شب بیداریوں اور ریاضت روحانی کی مشقتوں سے مزاج میں ایسی کیفیتیں پیدا ہو جانا بالکل ممکن ہیں، مگر کبھی لحظہ بھر کیلئے بھی مرزا صاحب کے خلاف اس گمان کی جرأت نہ ہوئی کہ اون کا کوئی برا سے برا امر بھی کسی فساد نیت پر مبنی ہے۔

چھ سات سال کا عرصہ ہوا جب کہ مرزا صاحب کے دعوے اس حد تک پہنچ گئے تھے جنہیں معقول سے معقول آدمی بھی لغویت سے تعبیر کرتا ہے، اور اہل شریعت ظاہرہ کفر سے، تب بھی مجھے خواب و بیداری کسی حالت میں کوئی خیال برائی کا اون کی نسبت پیدا نہ ہوا۔ خواب بھی دیکھا تو بے انتہا حسن ظن کا۔ چنانچہ ایک مرتبہ میں نے (یا قادیانی مجاہدہ میں یوں کہنا چاہیے کہ مجھے یوں دکھایا گیا) کہ میں اور مرزا صاحب ایک کوٹھڑی کے اندر بیٹھے ہیں۔ وہ کوٹھڑی متوسط طول و عرض کی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے فرش و اسباب وغیرہ اٹھالیا ہے۔ اس کوٹھڑی کے بیچوں بیچ خس و خاشاک کا ایک چھوٹا سا ڈھیر تھا، جس سے مرزا صاحب کچھ چیزیں کرید کرید کر نکال رہے تھے اور مجھے دیئے جاتے تھے۔ جب میرا ہاتھ بھر جاتا میں انہیں اپنی گود میں ڈال لیتا تھا اور پھر ہاتھ ان کے آگے پھیلا دیتا تھا۔

ایک اور خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ ایک عالی شان مکان میں جو فرش و فروش سے ہر طرح مرتب تھا، بہت سے آدمی بیٹھے تھے اور مرزا صاحب کو سب قرآن شریف سناتے تھے۔ اور سنانے میں عجیب و غریب بات یہ تھی کہ آپ زمین سے قریب ڈیڑھ فٹ اونچے ہوا میں معلق سب سامعین کے روبرو ایک حرکت دوری تلاوت کے ساتھ کرتے نظر آتے تھے۔

ان خوابوں کی اطلاع میں نے اپنے نہایت مخدوم اور واجب التعظیم دوست بلکہ بزرگ مولوی نور الدین صاحب کے ذریعہ سے مرزا صاحب کو اسی وقت دی۔ یہ امور حقیقت میں خواہ کچھ ہی معنے رکھتے ہوں لیکن جن قرائن سے عموماً خوابوں کی تعبیر کہی جاتی ہے ان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مجھے ضرور کوئی فیض

روحانی خاص مرزا صاحب سے پہنچنے والا ہے۔ کم از کم میرے دل کی یہ کیفیتیں میرے گہرے حسن ظن کو بخوبی ظاہر کرتی ہیں۔

میں بارہا سرسید مرحوم سے گھنٹوں مرزا صاحب کی نسبت دریافت کرتا رہا اور اس بات پر لڑتا رہا ہوں کہ وہ صادق النیت ہیں۔ سرسید احمد خان نے جب کبھی مجھ سے میرا عقیدہ مرزا صاحب کی نسبت دریافت کیا، تو میں نے یہ بیان کیا کہ جب امت محمدیہ کے علماء کے لئے انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل ہونا احادیث سے ثابت ہوتا ہے، تو مرزا صاحب کا مثل مسیح ہونا فی الجملہ تصدیق حدیث ہے، اور ہر عالم محمدی کیلئے یہ راہ بخوبی کھلی ہوئی ہے کہ وہ کسی نبی کی شریعت اور اس کی تعلیم پر غور و غوض کرتے کرتے اس قدر محو و مستغرق ہو جائے کہ اس کا مثیل بلکہ عین تک کہنا بجا ہو، اور من تو شدم تو من شدی کا درجہ حاصل ہو جائے۔ جب ہمارے وہ علماء جن کے دل تعصب کے زنگ سے سیاہ ہو رہے ہیں اور راہ حق سے گمراہ اور دنیا کے حادثات نے ان کے دلوں کو اپنے اندر جذب کر رکھا ہے پھر بھی مماثلت انبیائے سابقین کے حق دار بنے ہوئے ہیں تو اگر ایک نیک بندہ بھی جو سراسر طالب حق اور رضائے الٰہی کا جویا ہے اور جس کی زندگی کا ایک ایک نفس خدمت اسلام میں گذرتا ہے اپنے تئیں مثیل انبیاء کہے تو کیا اشکال و استبعاد ہے۔

سرسید احمد خان میرے اس جواب پر ہنسنے لگتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم بھی کسی کے مثیل ہیں۔ میں کہتا کہ آپ نماز پر مداومت رکھیں تو مثیل کیا آپ عین مثیل احمد ہیں۔

یہ میرا حسن ظن جناب مرزا صاحب کے باب میں تھا جو میں نے بیان کیا لیکن باوجود اس تمام فضیلت کے جو میں مرزا صاحب کو دیتا تھا یا یوں کہو کہ خدا کی طرف سے دی ہوئی سمجھتا تھا بالطبع ان زینوں کو نہیں بھول سکتا جن کی راہ سے انہیں یہ عروج مسیحی حاصل ہوا تھا۔ جتنا اون کی بزرگی کا خیال میرے دل میں جمتا تھا ، اتنی ہی بزرگی میرے دل میں اس دوسرے عظیم الشان شخص کی تھی جس کی نسبت مجھے یہ ظاہر ہوا تھا کہ وہ جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہے۔ وہ خداوند کی راہ صاف کرنے والا تھا، وہ اپنی فروتنی سے اپنے تئیں مسیح کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق بھی نہ سمجھتا تھا، مگر مسیح اسی سے مسح کرا کے مسیح اور اسی سے برکت پا کر مبارک بنا۔

ان دو برگزیدوں کی بندگی میرے دل کے کانٹے میں تل رہی تھی ، جوش محبت اور اضطراب میں شوق

میزان قلبی کو برکت دے دیتے تھے، تو کبھی ایک پلڑا جھک جاتا تھا کبھی دوسرا۔ مگر غور و انصاف اور سکون کے بعد وہ پلڑے اپنے اعتدال پر آجاتے تھے۔ جب تک کسی امر نے میرے ان دو خیالوں کو آپس میں نہیں ٹکرایا میرا ایمان اور ایقان کل یوم ھو فی شان کا مصداق بنا رہا۔ مگر افسوس یہ حالت زیادہ عرصہ نہ رہی میں نے سنا کہ مرزا صاحب نے، پکارنے والے کی آواز سے کان بہرے کر لئے۔ اس کی برکت سے انکار کر دیا۔ اس کی عظمت نہ صرف اپنے دل سے کھو دی بلکہ اور عقیدتمندوں کے دلوں میں بھی اس کو سبک بنا دینے کی کوشش کی۔ مدت تک اس بات کی طرف میرا خیال نہ گیا لیکن مظنہ پاکاں، کا جو اثر عالم اسباب میں نوامیس الٰہی نے مقرر کر رکھا ہے اس کا ظہور بڑے زور شور سے ہونے لگا تو میری توجہ بھی ادھر کھنچ گئی قوم کے جو عالم باعمل و فاضل بے بدل مرزا صاحب...(نامکمل) (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم اکتوبر ۱۹۰۴ء ص ا تا ۳۔ باقی صفحات موجود نہیں)

سعد اللہ سعدی لدھیانوی کا اردو کلام

وقد یصدق الکاذب آتا ہے صادق
مسیحا فلک پر اٹھائے گئے ہیں
پئے قتل دجال اعور یہودی
وہ پھر بھیجنے کو بلائے گئے ہیں
وفات ان کو حق دے گا جب آئیں گے پھر
ابھی موت سے وہ بچائے گئے ہیں
مدینے ہی میں آپ کا ہوگا مرقد
جہاں شاہ خوباں سلائے گئے ہیں
وہ زندہ ہیں گو کافروں کی طرف سے
بہت تیر تکّے چلائے گئے ہیں
مصدق ہوں ان کے مبشر تھے جن کے

مسلمان یہ نکتہ سمجھائے گئے ہیں
ہوا ذائقہ اور ذاقـــــــــــــــت برابر
یہ کیا صرف پڑھ کر گنوائے گئے ہیں
کتابیں پڑھیں بوجھ سے ان کے لیکن
یہ لادے عجب چارپائے گئے ہیں
خـــــلـــــت کو سمجھتے ہیں مـــــاتـــــت ہمیشہ
لغت بھی نئے ہی سکھائے گئے ہیں

(قد خلت کا ترجمہ مرزا صاحب قد ما تت کرتے ہیں۔سعداللہ)

جو یوں سنۃ اللہ مـــــــــاتــــــــت کہیں گے
راہ راست سے کیا بھلائے گئے ہیں
ہمیں ان اماموں سے مالک بچائے
جو داعـــــی الـــــنّـــــار پائے گئے ہیں
امامت ہے کیا یاں بہ تخت نبوت
عجب گاؤ تکئے جمائے گئے ہیں
نبی ہیں ازالے میں یزداں کے مرسل
لقب یہ بعنوان لکھائے گئے ہیں
رسول و نبی کیا کہ ابن خدا کا
سبق موحیوں سے پڑھائے گئے ہیں

(انّ الشّیا طین لیوحون الی اولیاء ھم)

کھلے وہ حقائق و اسرار اس پر
جو ختم الرسل سے چھپائے گئے ہیں

سراج و براہین کا نام لے کر
ٹکے پیٹ بھر بھر کمائے گئے ہیں
سقنقور کا حلوا، اور بادام روغن
روپے یوں ہزاروں اڑائے گئے ہیں
بآں غربت و انکسار و توکل
منار و مکاں کیا چنائے گئے ہیں
وہ آیات و انوار و ایثار سب کچھ
بیاد تنعم بجھائے گئے ہیں
تکلف ذرا دیکھنا مطنجوں کا
کہ واں کھانے کیا کیا پکائے گئے ہیں
مسیحن کے پھر وہ لباس اور زیور
کہ کیا کیا سِلائے گھڑائے گئے ہیں
سقنقور اور جند اور ریگ ماہی
پئے قوتِ باہ لائے گئے ہیں
جو عیسے نے ہرگز نہ دیکھے بھی ہوں گے
وہ حلوہ و معجون کھائے گئے ہیں
مسیح اور میں اک شجر کے ہیں دو پھل
یہ گیت ایک مدت سے گائے گئے ہیں
اور اب کہتا ہے ان کے اعجاز بالکل
تھے مکروہ مجھ سے چھڑائے گئے ہیں
بدیں وجہ عطر زنِ فاحشہ میں

مسیحا کے کپڑے بسائے گئے ہیں
غضب ہے کہ اس پر بھی عیسے بنا کر
خرِّ قادیانی دکھائے گئے ہیں
بڑی شامت اعمال کی کس قدر ہے
کہ کعبے کے حج سے ہٹائے گئے ہیں
زمین اپنی جورو کے قبضے میں کردی
تمسک رجسٹر کرائے گئے ہیں
کہ ورثہ نہ کچھ پاسکیں رشتہ والے
جو رستے میں کانٹے بچھائے گئے ہیں
وہ ہشیارپور میں ہوئے کیوں نہ ساعی
جہاں برسوں آنسو بہائے گئے ہیں
ہوئے متفق اہل پٹّی سے کیوں یہ
بس اس کی سزا میں رولائے گئے ہیں
رقیبان پٹّی بایام خبطت
بہت دھمکیوں سے ڈرائے گئے ہیں
جو ڈر سے نہ کچھ کام نکلا تو آخر
بڑی محنتوں سے منائے گئے ہیں
نہ منت سے بھی جبکہ وہ باز آئے
تو خطہائے جعلی منگائے گئے ہیں
کہ ثابت ہو جن سے وہ کچھ ڈرگئے تھے
کہوں کیا عجب گل کھلائے گئے ہیں

اڑھائی برس پر بھی دس اور گذرے
مئے وصل سلطان پلائے گئے ہیں
چنے تھے یہ لوہے کہ ایام سختی
بڑی سختیوں سے چبائے گئے ہیں
ترے سر پہ برسوں سے او قادیانی
مصیبت کے پتھر ڈھلائے گئے ہیں
پہ ٹلتے نہیں گو کئی بار پہلے
سیاہی سے مکھڑا رنگائے گئے ہیں
کئی کانے لنگڑے جو چیلے ہوئے ہیں
وہ دامِ طمع میں پھنسائے گئے ہیں
بہت شرم والے جو شرطیں لگا کر
نصاری سے ڈاڑھی منڈائے گئے ہیں
کب اسلام پر ایسے رمالیوں سے
مخالف بھلا کیوں ہنسائے گئے ہیں
خدا بھی بنے تھے نبی اور علی بھی
بہت ایسے دجال آئے گئے ہیں
ثمود آل فرعون عاد اہل مدین
ڈبوئے دھنسائے کھپائے گئے ہیں
یہ ہے دورہء مہدی قادیانی
مسلمان باہم لڑائے گئے ہیں
نیا کوئی فتنہ نہیں سعدیا یہ

کہ بندے صدا آزمائے گئے ہیں
خداوند جبار کر جبر نقصان
وہ پھر دے جو کچھ ہم گھٹائے گئے ہیں
بچا دست و جان رہزن سے ہم کو
جہاں اہل شقوت لٹائے گئے ہیں
یہ ہیں زلزلے کفر و بدعت کے یا رب
ترے بندے عاجز ہلائے گئے ہیں
عنایت سے بھیج ان پہ اک ابر رحمت
جو سر سبز ہو کر سکھائے گئے ہیں
ملے موجب زندگی جام کوثر
جب ایمان سے ہم جلائے گئے ہیں
ہو فردوس میں مرحمت ظل ربی
بہت دور تک جس کے سا ئے گئے ہیں

آمین یارب العالمین (شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ ۸۔ کتوبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۸ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۲ تا ۴)

تیس دجالوں کا خروج

آنحضرت ﷺ نے جس طرح اپنے اشراق قلب اور پیشین گوئیوں سے جن کی مخبر غیب نے آپ کا خبر دی اکثر واقعات آئندہ کا اظہار فرمایا، اسی طرح دجالوں کا بھی اظہار فرمایا۔ چنانچہ مشکوۃ شریف میں حضرت ابن عمر سے متفق علیہ روایت ہے:

ثم ذکر الدجال فقال انی انذرکموہ و ما من نبی الا و قد انذر قومہ لقد انذر نوح قومہ و لکنی اقول لکم فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ تعلمون انہ

اعور و ان اللہ لیس با عور ۔

ترجمہ: پھر آپ نے فرمایا میں تم کو ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ چنانچہ نوح نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا۔ اور میں تم کو اس کا ایک خاص نشان بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتایا۔ یعنی وہ کانا ہے حالانکہ خدا کانا نہیں۔،

مطلب یہ ہے کہ وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور خدا کی شان یہ نہیں کہ وہ کانا ہو، خدا تو جملہ عیوب سے پاک ہے۔ ابن صیاد جو دجال کا نمونہ تھا بعض صحابہ نے شدت مشابہت سے یقین کرلیا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے یہاں تک کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے حلف اٹھایا اور بقول اون کے عمرؓ نے، مگر آنحضرت ﷺ نے انکار فرمایا اور خود ابن صیاد نے جابرؓ اور ابن عمرؓ کے زعم کی تردید ابوسعید خدریؓ کے سامنے کی اور کہا کہ اے ابوسعید کیا تو نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی حالانکہ میری اولاد موجود ہے، اور کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہے، حالانکہ میں مسلمان ہوں، اور کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہوگا، حالانکہ میں مدینہ سے مکہ کو جارہا ہوں وہ حدیث یہ ہے

عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکۃ فقال لی ما لقیت من الناس الا یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللہ ﷺ یقول انہ لا یولد لہ و قد ولد لی ۔

اور چونکہ مشکوۃ میں عبیدۃ بن الجراح سے روایت ہے:

لعلہ سیدرکہ بعض من رانی او سمع کلامی

یعنی قریب ہے کہ پائیں گے دجال کو بعض وہ لوگ جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے۔

لہذا ان پیشین گوئیوں کا خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور ہوگیا۔ چنانچہ مشکوۃ میں فاطمہؓ بنت قیس کی حدیث سے ثابت ہے کہ تمیم داریؓ نے دجال سے ملاقات کی اور اسکی زبانی اطلاع دی کہ وہ مسیح الدجال ہے جو مشرق سے نکلنے کے لئے مامور ہوگا۔ اور مکہ مدینہ کے سوا چالیس شب میں تمام زمین کا گشت کرجائے گا ۔ چنانچہ خود نبی ﷺ نے صحابہ کو جمع کر کے یہ واقعہ سنایا اور اس کی تصدیق فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ اصفہان

کے ۷۰ ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں۔

اور مشکوۃ کی کتاب الرقاق میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

فالدجال شر غائب ینتظر الساعة و الساعة ادھی و امر۔

یعنی دجال سب سے زیادہ شروالا (فسادی) غائب اور انتظار کردہ شدہ ہے، یا قیامت جو نہایت تلخ ہے غائب اشیاء میں سے شریر تر ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے:

حدثنا رسول اللہ ﷺ ان الدجال یخرج فی ارض بالمشرق یقال له خراسان یتبعه اقوام کان وجوھھم المجان۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا اور اس کے تابع ایک قوم ہو گی جس کے منہ ڈھال جیسے ہوں گے یعنی ہیبت ناک چوڑے۔ (ازالہ الخفا)

اور حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے:

قال رسول اللہ ﷺ عمران بیت المقدس خراب یثرب و خراب یثرب خروج الملحمة و خروج الملحمة فتح القسطنطنیه و فتح القسطنطنیه خروج الدجال ثم ضرب علی فخذ معاذ بن جبل او علی منکبه ثم قال ان ھذا الحق کما انت ھھنا او کما انت قاعد۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک بڑے فتنہ کے ظہور کی علامت ہے جو قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح خروج دجال کی علامت ہے پھر آنحضرت ﷺ نے میری ران یا کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ بات ایسی ہی حق ہے جیسے تو یہاں ہے یا جیسے تو بیٹھا ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

مرزا جی نہ صرف اپنے دجال ہونے کی نفی کرتے ہیں بلکہ تمام دجالوں (جھوٹے مسیحوں اور مہدیوں) کے آنے کے منکر ہیں اور قیامت تک انبیاء کے آنے کے مقر ہیں۔ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں

صرف حدیث نزول مسیح کو مانتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں منجملہ ۳۰ دجالوں کے دجال نہیں ہوں بلکہ مسیح موعود ہوں۔ دجال سے مراد ریلیں ہیں گو یا ریل بھی اعور ہوتی ہے۔ آنکھوں کے اندھے، نام نین سکھ۔ مرزا جی کی خودغرضی کے عجیب خوارق ہیں کہ اپنے مطلب کی ایک حدیث یا ایک آیت مان لی، باقی کا انکار۔

مرزا قادیانی کے دجال ہونے کی ایک اور دلیل پیش کی جاتی ہے جس کو یقین ہے کہ تمام مرزائی بے چون و چرا دل سے مان لیں گے گو بظاہر نہ مانیں۔ یعنی حضرت ابو ہریرۃؓ سے ایک بڑی حدیث میں مروی ہے

فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر و یدعوا الناس الی الاسلام و یھلك الله فی زمانه الملل کلھا الا الاسلام و یھلك الله فی زمانه المسیح الدجال ثم یقع الامنیة علی الارض حتی ترتع الاسود مع البقر و الذیاب مع الغنم و تلعب الصبیان مع الحیات لاتضرھم فیمکث اربعین سنة ثم یتوفی و یصلی علیه المسلمون و یدفنونه۔ ترجمہ: عیسیٰ مسیح صلیب کو ریزہ ریزہ اور سوروں کو قتل کریں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اور خدا تعالیٰ اون کے زمانہ میں بجز اسلام کے تمام ملتوں کو نیست و نابود کرے گا اور وہ اپنے زمانہ میں مسیح الدجال کو ہلاک کریں گے۔ پھر ایسا امن ہوگا کہ شیر اونٹ کے ساتھ چریں گے، اور چیتے اور گائیں اور بھیڑیے اور بکریاں باہم مل کر رہیں گے، اور چھوٹے بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ پس چالیس سال عیسیٰ زمین پر رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھ کر ان کو دفن کریں گے۔

اور دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے:

قال رسول الله ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیزوج و یولد و یمکث خمساً و اربعین سنة ثم یموت و یدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی و عمر۔ (مشکوۃ)۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زمین پر عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور نکاح کریں گے اور اولاد ہوگی اور ۴۵ سال زمین پر رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر (مقبرے) میں دفن ہوں گے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ احادیث مندرجہ بالا میں جو علامات فرمائی گئی ہیں کیا وہ سب پوری ہوگئیں ۔اور کیا مرزا جی آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہوں گے ۔توبہ توبہ، انہوں نے تو حرمین شریفین جانے سے اپنی امت کو بھی منع کر دیا ہے، خود کیا جائیں گے ۔قادیان کو مکہ اور مدینہ بنا دیا ہے ۔کیوں بھی مرزائیو! کیا صلاح ہے، اگر مرزا جی مرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہوئے تو وہ مسیح موعود ہیں ورنہ جھوٹے اور ان کا پیر اور لال گرو جھوٹا ۔کہو لعنت الله علی الكاذ بين

یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ احادیث کی پیشین گوئی کو تیرہ سو برس گزر گئے مگر اب تک دجال نہیں آیا ۔، کیونکہ مراد دجال اکبر ہے جو قرب قیامت پر آئے گا اور اس کی ذریات (۳۰ دجالوں) کا آنا اپنے اپنے وقت پر حسب منطوق احادیث ضروری ہے جن کا سلسلہ برابر جاری ہے دجال اکبر کے خروج پر ختم ہوگا ۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا

خير القرو ن قر نی ثم الذين يلو نهم ثم الذين يلو نهم ثم يفشوا الكذ ب ۔

یعنی بہتر زمانوں میں میرا زمانہ ہے ۔پھر وہ لوگ جو اون کے بعد ہوں ۔پھر وہ لوگ جو اون کے بعد ہوں، پھر جھوٹ پھیلے گا ۔

دیکھ لیجئے اب تک کتنے جھوٹے مہدی اور مسیح پیدا ہو چکے ہیں ۔یہ پیشین گوئی بھی برابر پوری ہو رہی ہے ۔ما حصل یہ ہے کہ دجالوں کے فتنہ کا آغاز خیر القرون کے بعد ہوا اور ان کا کامل اختتام دجال اکبر پر ہوگا جس کو مسیح علیہ السلام قتل کریں گے ۔پس حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ ۔۸۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء ص۔۷)

آنحضرت ﷺ کی احادیث کا قادیانی مزخرفات سے موازنہ

سچا کلام خود کہہ دیتا ہے کہ میں کیسے جذبے والے قلب اور قوت قدسیہ والے کی زبان سے نکلا ہوں، اور ہر جھوٹا اور مصنوعی کلام بھی خود کہد یتا ہے کہ میں کیسے دکاندار جعل ساز مفتری کی من گھڑت ہوں ۔
آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

انی اری ما لا ترون و انی اسمع ما لا تسمعون و انی لاعلم ا خر اهل الجنة

دخو لاً و ا خر اهل النار خرو جاً (مشکوۃ)

یعنی میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

دوسری جگہ اسی مشکوۃ میں ہے: فعلمت ما فی السما وا ت و الار ض۔

یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

یہ حدیث آیت و علمك ما لم تكن تعلم کی شرح ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی اس آیت کی تفسیر میں حسب ذیل لکھتے ہیں: ای العلم التفصیلی التا م و علم ا حکا م التفا صیل و تجلیات الصفات مع العمل به

اور صحیح مسلم میں حضرت ثوبان سے روایت ہے:

قا ل رسو ل الله ﷺ ان الله زوی بی ا لا ر ض فر أیت مشا ر قها و مغار بها و ان امتی سیبلغ ملکها ما زوی منها و اعطیت الکنز ا لا حمر و ا لا بیض

یعنی خدا تعالی نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر دیا۔ پس میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا۔ اور ضرور میری امت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین اکٹھی کی گئی ہے، اور مجھ کو سرخ اور سفید دو خزانے عطا کئے گئے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

اور صحیح بخاری میں ہے: انا شهید علیکم و انی و الله لانظر الی حو ضی ا لآ ن و انی اعطیت مفا تیح خزا ئن ا لا ر ض۔ ترجمہ: میں تم پر گواہ ہوں اور قسم ہے خدا کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور میں زمین کے تمام خزانے عطا کیا گیا ہوں۔

اور مشکوۃ شریف میں ہے :انکم ترو ن انه یکفی علیّ شئی مما تصنعو ن و الله لاری من خلفی کما اری من بین ید یّ۔

ترجمہ: کیا تمہارا خیال ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو مجھ پر کوئی شئے مخفی رہ سکتی ہے۔ قسم ہے خدا کی میں اپنے پیچھے بھی ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے دیکھتا ہوں۔

اب ان کے مقابلے میں مرزا جی کی مزخرفات سنئے:

انت بمنز لة ولدی ۔ انت منی و انامنك ۔انا انزلنا ہ فی قا دیا ن ۔

ان جعلی فقروں کا اہمال ہی آپ کی نبوت اور نبوت کی قلعی کھول رہا ہے۔ بھلا جس بے ہنگم طریق سے مرزا جی آیات کلام اللہ کوتوڑ پھوڑ کر اپنے لئے الہام تراشتے ہیں، احادیث رسول اللہ میں بھی معاذ اللہ کہیں یہ اسلوب پایا جاتا ہے۔احادیث کا رنگ کلام الٰہی سے بالکل جدا گانہ ہےاور کتنا دل کش ہے کہ روحی فداہ۔پھر جس طرح کلام الٰہی معجز ہے یعنی اس کی نظیر پیدا نہیں ہوسکتی نہ کوئی لفظ اوٹھ یا بیٹھ سکتا ہے، یہی رنگ حدیث کا ہےالحق۔انی او تیت بجوا مع الکلم ۔

اب مرزا جی کے الہامات دیکھئے کہ اونٹ کی طرح کوئی کل سیدھی نہیں۔صلات میں غلطی عبارت غیر مربوط،اور اکثر بے معنی۔گویا سرقہ کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔سب کچھ بگڑا ہوا ہے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند۔۸۔اکتوبر۱۹۰۴ء ص ۷۔۸)

مرزا سزایاب ہوگیا

آخر اس عظیم الشان جنگ میں جو مرزائی جماعت کی طرف سے عرصہ دو سال سے گورداسپور میں ہو رہا تھا،مرزائیوں کوخوب شکست ملی۔ انا للہ و انا الیہ را جعو ن ۔

یعنی مسیح قادیانی اوراس کا حواری حکیم فضل دین ۸۔اکتوبر۱۹۰۴ءکوسزایاب ہوگئے۔اس روز خلقت خدا بے حد جمع ہوگئی تھی اورسب لوگ پیغمبری کے مدعی کا حشر دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ مرزا قادیانی نے بذریعہ متواتر الہامات اپنی فتح وظفر کے الہام ظاہر کرر کھے تھےاور مریدوں کواپنی بریت کا یقین دلا رکھا تھا ۔

صاحب مجسٹریٹ نے انتظام کیلئے گارڈ پولیس منگوالی تھی، جو اپنی ہیبت ناک وردیاں پہنے ہتھ کڑیاں ہاتھوں میں لئے کمرہ عدالت کے اردگرد گھوم رہے تھے۔

۳۔بجے کے بعد اردلی نے زور سے پکارا۔مولوی کرم الدین اورمرجا گلام احمد وگیرا حاجر۔مرزا جی افتاں و خیزاں کمرہ عدالت میں مع اپنے چیلے فضل دین کے پہنچے۔رنگ فق تھا، چہرہ پرزعفران چھارہی تھی۔دم گھٹا جاتا تھا۔عدالت نے حکم سنایا کہ تم پر جرم ثابت ہےاور تمہارا جسٹیفیکیشن justification بہت غلط ہے۔ پانچ سو روپئہ جرمانہ کی تم کوسزادی گئی ہےاوراگر جرمانہ ادانہ کروگےتو چھ ماہ قید رہوگے۔اورفضل دین کوحکم سنایا کہ دوسو

روپئہ جرمانہ اور بصورت عدم ادائے جرمانہ پانچ ماہ قید۔اسی وقت جرمانہ وصول کیا گیا اور مرزا جی اپنا سامنہ لے کر کمرہ سے باہر نکلے۔تمام فتح وظفر کے الہامات خاک میں مل گئے اور جھوٹی نبوت کی ناک کٹ گئی۔صاحب مجسٹریٹ نے ۴۸ صفحہ کا فیصلہ انگریزی میں لکھا اور فیصلہ میں لکھ دیا ہے کہ مرزا اس جرم کا عادی ہے۔ پہلے بھی اس کو مسٹر ڈوئی صاحب اور مسٹر ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنروں نے ہدایت کی تھی کہ باز آوے،لیکن باز نہیں آیا اور یہ اس قابل ہے کہ اس کو سزائے قید دی جائے کیونکہ بجز اس کے انسداد جرم ہو نہیں ہوسکتا ،لیکن محض ضعیف العمری پر رحم کر کے اس سے نرم سلوک کیا جاتا ہے۔

کہیے مرزا جی آئندہ بھی عبرت حاصل کرو گے یا نہیں۔

مرزائی کہتے ہیں کیا ہوا جرمانہ ہوا،قید تو نہیں ہوئی۔ ہاں بے شک۔مثل مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص بے گار میں پکڑا گیا۔اوس نے کچھ شوخی دکھائی،افسر کے ساتھ پیش کیا گیا۔اوس نے کہا کہ اس کے پانچ جوتے لگاؤ۔فوراً تعمیل ہوئی۔وہ شخص سر جھکائے باہر نکلا اور کہنے لگا کیا مضائقہ ہے،جوتے تو لگے لیکن کنگھا تو نہیں ٹوٹا۔خدا نے عزت رکھ لی۔

بہت اچھا حضرات ہم بھی کہتے ہیں کہ مرزا جی قید سے بچے،لیکن یہ تو فرمایئے کہ الہاموں کی دھجیاں تو اڑ گئیں۔خود ہی مقدمہ بازی کا سلسلہ مرزا جی نے چھیڑا تھا آخر لینے کے دینے پڑ گئے۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں مرزا جی تقریباً دو سال کش مکش میں مبتلا رہے۔نہ دن کو آرام،نہ رات کو نیند۔تصانیف بند،الہامات منقطع۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں روزمرہ آپ کو متواتر چھ چھ گھنٹے پاؤں پر کھڑا رہنا پڑا۔

اور یہ وہ مقدمہ ہے جس کے غم وخوف سے اثناء تحقیقات میں مرزا جی پر طرح طرح کی بیماریوں نے سخت حملے کئے،اور مختلف پیشیوں پر ناگہانی غشی سکتہ وغیرہ طاری ہوتے رہے۔

ہاں یہ وہ مقدمہ ہے جس میں آپ نے شدت پیاس سے گھبرا کر پانی کا مطالبہ کیا تھا،لیکن نصیب نہ ہوا۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس نے مرزا جی کو اپنے دارالنعیم (قادیان) سے معہ زن وفرزند نکالا دے کر گورداسپور میں رولایا۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں اپنی صفائی کیلئے مرزا جی نے ۱۸ کس شریفوں کو گواہی کی تکلیف دی۔ لیکن صفائی کے بدلے آپ کی مجرمیت ثابت ہوئی اور سزایابی کا خلعت عطا ہوا۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں آپ کے مخلص جان نثار وکیل دو سال لڑے، لیکن ناکامی اٹھائی۔ مرزا جی اب ہزار دوہائی مچائیں، مسیحائی کوسوں بھاگ گئی ملہمیت خاک میں مل گئی۔

ہاں آپ کے حریف بے نظیر پہلوان بے مثل فاضل مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح کا نقارہ دنیا میں بج گیا اور دنیا قائل ہوگئی کہ اتنی بڑی جماعت کا تنہا مقابلہ کرنا اور آخر مخالف کو زک دینا شیر دل آدمی کا کام ہے۔

الغرض یہ مقدمہ کوئی معمولی مقدمہ نہیں بلکہ محض خداوند کریم کی قدرت کا کرشمہ ہے جس سے خلق خدا کو یہ دکھانا منظور تھا کہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کو بڑی ذلت دی جاتی ہے۔ مرزائیوں کے لئے یہ عبرت کا مقام ہے اور ان کو چاہیے کہ غور کریں اور ایسے شخص سے قطع تعلق کر لیں جس نے جھوٹے وعدے دے دے کر ان کا روپیہ مقدمہ بازی میں برباد کیا اور خود ذلت اٹھائی۔ فقط، راقم۔ ایک ثالث بالخیر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۹ جلد ۲۲و۲۴ ص ۱۔۲)

(مرزا صاحب کی سزایابی کی خبر قادیانی اخبار البدر میں بایں الفاظ شائع ہوئی:

مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی میں

قریباً دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد ان مقدمات کا (جو عدالت گورداسپور میں دائر تھے) عدالت ابتدائی میں فیصلہ ہوگیا۔

مقدمہ اڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وفقیر محمد جو ۲۶۔ اگست ۱۹۰۴ء کو ختم ہو چکا تھا اس کا حکم ۸۔ اکتوبر کو سنا دیا گیا۔ مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین وفقیر محمد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارے عذرات غلط۔ اس لئے کرم الدین پر ۵۰ روپیہ جرمانہ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ دو ماہ قید محض۔ اور فقیر محمد پر ۴۰ روپئے جرمانہ، بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑھ ماہ قید محض۔

اور حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے خلاف جو مقدمہ تھا اس میں بھی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنا دیا۔ حضرت اقدس کے خلاف پانچ سو روپیہ اور حکیم فضل دین صاحب کے خلاف دو سو روپیہ جرمانہ کیا۔ جو اسی وقت دیا گیا (البدر نمبر ۳۵۔ جلد ۳۔ ۱۹۰۴ء ص ۸)

آسمانی باپ نے لیپا لک سے کیسا سلوک کیا

بظاہر تو کھوسٹ باپ لیپا لک سے یہی کہتا رہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے دشمنوں کو یوں اور

ووں کرڈالوں گا۔کسی کی کیا طاقت ہے کہ بری نظروں سے تجھے دیکھ سکے۔میں نے تیرے دشمنوں ہی کے لئے طاعون بھیجا ہےاور وہ سب کو یکے بعد دیگرے چٹ کررہا ہےاور کرے گا،لیکن در پردہ جڑ کھودتا رہا،اور آخرکار یہودی بن کر لیکھرام کوسزا دلوائے بغیر نہ چھوڑا۔بھلا ایسے منافق جانی دشمن باپ کو کیا کوئی چولھے میں ڈالے یا دوزخ میں جھونکے۔منجملہ دوسری علامتوں کے یہ بھی خروج دجال کی علامت اورنحوست ہے کہ باپ بیٹے کا دشمن بن جائے اورخون سفید ہوجائے۔ڈہارس تو یہ کہ جہاں تیرا پسینہ گرے گا میں اپنا خون گرادوں گا،اور خوارق یہ کہ تعزیرات ہند کی سولی پر لٹکا دیا۔مجدد السنہ مشرقیہ کو معصوم اورشیرخوار لے پالک کے ساتھ ہمدردی اور منافق آسمانی باپ کے ساتھ لاگ ڈانٹ ہے۔بھلا یہ کیا انسانیت ہے کہ لے پالک کی مصیبت پر ساری دنیا خوش ہورہی ہے۔مجدد کو تو اس وقت خوشی ہوتی جب لیکھرام اپنے باپ سے عاق ہوکر اس کو چھوڑ بیٹھتا اور تبنیت اور مسیحیت ومہدویت ونبوت کا تمغہ اتار کر آسمانی باپ کے منہ پر مارتا اور خدائے وحدہ لاشریک کا سچا بندہ بن جاتا ورنہ ہم کہے دیتے ہیں کہ بکرے...کی خیر نہیں ایک نہ ایک روز پھانسی دہری ہے۔

اہالی موالی جدے خوش ہورہے ہیں کہ اوہ،سات سو روپئہ کی کیا اصل ہے،اگر (پیشاب کی) دہار مار دی جائے تو روپئوں بلکہ اشرفیوں کے توڑے بہنے لگیں۔دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع تو جب تھا کہ خدانخواستہ ہمارا نبی اور بروزی قید ہوجاتا۔لیکن اگر قید ہوجاتا تو شاید یہ کہتے کہ پھانسی تھوڑی ہی لگی ہے،اس سے تو بچ گئے۔جی بچا ہے۔ناک کٹی مبارک،سرمنڈا اسلامت،بے شک جب تک صلیب کی معراج نہ ملے مسیح سے پوری مماثلت ہو نہیں سکتی۔

خیر عدالت نے معصوم اور بے گناہ لیکھرام کو سزا تو دی ہے مگر اوس کا صبر بھی ایسا پڑے جیسے آسمان سے بجلی کم ازکم اپنے اڈی کا نگ طاعون کو ذرا بھی انگلی دکھادی جائے تو چھٹی تک کا کھایا پیا لبوں پر آجائے آج کے تھوپے آج نہیں چلتے۔دیکھو سابق مجسٹریٹ گورداسپور سے کئی منزل دور پھینکا۔مجسٹریٹ حال بھی لیکھرام کا جانی دشمن تھا،جیل خانے میں جھونکے بغیر نہ رہتا۔یوں کہو اس کے دل پر ایسا ہی خوف طاری ہوگیا جیسا آتھم کے دل پر ہوگیا تھا۔جس کا جی چاہے کانشنس میں اپریشن کرکے دیکھ لے۔آتھم کے معاملے میں تو مرزا جی نے دس ہزار روپئہ کی بازی بدی تھی کہ اگر آتھم بحلف صالح اقرار باللسان وتصدیق بالقلب کرلے کہ میرے دل پر

خوف غالب نہ ہوا تھا تو دس ہزار لے، اب مرزا جی یقیناً ایک لاکھ روپیہ کی بازی بدیں گے کہ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور نے جو بجائے قید کرنے کے مجھے جرمانے کی سزا دی ہے، حلف کریں کہ میرے دل پر خوف طاری نہ ہوا تھا، تو دو لاکھ پھٹکاریں۔ ہمیں امید ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی اس شرط کے بدلنے سے ہرگز نہ چوکیں گے، کیونکہ یہ سب نشانوں سے بڑھ کر لاثانی آسمانی نشان ہوگا۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء ۔ص ۲۔۴)

مجدد کا الہام اور رؤیا صادقہ

ناظرین کو یاد ہوگا ہم نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک سبزہ زار وسیع میدان ہے اور ایک مقدس بزرگ کہہ رہے ہیں کہ پہلے یہاں ایک بڑا خاردار درخت تھا مگر اب نہیں۔ ہم نے خواب کی یہ تعبیر بیان کی تھی کہ وہ سبزہ زار مذہب اسلام ہے اور خار دار درخت لیپا لک کا وجود بے بہود ہے۔ اب اس خواب کا کسی قدر حصہ پورا ہوا اور باقی پورا ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ

الہام یہ ہوا تھا یقطع الجناح یعنی بازو کاٹا جائے گا یہ بالکل پورا ہوا۔ کیا معنی کہ مرزا جی کے تمام فتح ونصرت کے الہامات پٹ پڑے اور جرمانہ کا آرڈر سر پر دھرا گیا۔ اس سے ضرور کچھ معتقدین بددل ہوکر ففروا ہو جائیں گے اور زور گھٹ جائے گا۔ پس یہی بازو کا انقطاع ہے۔

ہم بارہا لکھ چکے ہیں اور اب پھر لکھتے ہیں کہ تمام مرزائیوں کو مجدد السنہ مشرقیہ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے کیونکہ انیسویں صدی میں تو حسب زعم مرزا و مرزائیاں مجدد وہی ہے جسکے الہامات اور پیشین گوئیاں پوری ہوں۔ اندھیر ہے نا کہ مرزا جی تو باوصف پیشین گوئیوں اور الہامات کے پورا نہ ہونے کے مسیح اور مہدی اور بروزی اور امام الزمان بنے رہیں اور شوکت اللہ باوصف اپنی پیشین گوئیوں اور الہام کے پورا ہونے کے مجدد بھی نہ بنے۔ مرزائیو انصاف تو کرو، کیا آسمانی باپ کے گھر میں اتنا بھی انصاف نہیں۔ کیا اس کا جھونپڑا بالکل ہی پھک گیا ہے۔ خدا نے تمہیں آنکھیں دی ہیں، عقل دی ہے، لیپا لک اور مجدد کے الہاموں کو تجربہ اور مشاہدے پر کس لو۔ : خود سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء ۔ص ۴)

دونوں فریق کو سزا

صاحب مجسٹریٹ بہادر گورداسپور نے نہ صرف فریقین بلکہ تمام مسلمانوں پر اپنے کریمانہ انصاف سے احسان کیا ہے، یعنی فریقین کو سزا دے کر آئندہ کے لئے مقدمات اور نزاعات کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔ اپیل کی گنجائش بھی نہیں چھوڑی۔ کیا معنی کہ مرزا جی اور حکیم فضل دین صاحب کے ساتھ مولوی کرم الدین صاحب پر ۵۰ روپئے جرمانہ اور سراج الاخبار کے اڈیٹر صاحب پر ۴۰ روپئے جرمانہ کیا ہے۔ اب دفعہ ۲۱۱ فوجداری عدالت دیوانی میں ان کے لئے جانا منقطع ہو گیا کیونکہ آئندہ چارہ جوئی کے لئے جائیں گے تو فریقین ہی جائیں گے جو مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ ایک خوف دو جانب ہوتا ہے۔ پس بظاہر تو غالباً کوئی ایسی جسارت نہ کرے گا اور اگر کوئی فریق بدستور اپنی ہٹ پر قائم رہا تو بہت افسوس ہوگا اور بجز ضرر اور تفضیح کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ ان مقدمات میں فتح کسی کو بھی نہیں ملی۔ فریقین کو شکست ہی ملی ہے۔ ہاں مرزا جی اپنی فتح کے نقارے ضرور بجائیں گے اور الہامات کی تاویلات کا دریا بہائیں گے کہ میری ناک کٹی تو کیا ہوا، فریق مخالف کے بھی کان تو کٹ گئے۔ مرزا جی اور ان کے حواری اسی لئے قابل ملامت ہیں کہ مقدمات پہلے اون کی جانب سے دائر ہوئے۔ البادی هو الا ظلم

مصلحت یہی ہے کہ فریقین اس انصاف کو مغتنم اور فوز عظیم سمجھیں اور دلوں سے ضرر رسانی اور انتقام اور کینہ توزی کے خیالات دور کر دیں اور اگر مرزا جی سمجھیں تو مسیحیت اور موعودیت اور بروزیت کی استروں کی مالا گلے سے اتار ڈالیں اور خدا تعالیٰ کے ادنی بندے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی اور اسم بامسمی غلام بن جائیں اور بابو آتمارام صاحب مجسٹریٹ کو دعا دیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء۔ ص ۴۔ ۵)

ہر ایک دجال دوسرے دجال کا منکر ہے

آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کے موافق متواتر طور پر دجال آرہے ہیں اور قرب قیامت پر ۳۰ دجال کی تعداد پوری ہوگی۔ جس شخص کا ایمان آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ہے اس پیشین گوئی پر بھی ایمان ہے۔ بھلا کوئی دجال یہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں دجال ہوں، پس دجال کے آنے کا منکر دجال ہی ہیں اور جب تک دجال اکبر نہ آئے گا تمام چھوٹے چھوٹے دجال اس کے منکر رہیں گے۔

یہ عجیب بات ہے کہ دجال کی ذریات اپنے مورث کے منکر ناخلف بن رہے ہیں۔ مرزا صاحب کا یہ دعوی کہ میں خاتم الدجاجلہ ہوں، ہرگز قابل سماعت نہیں۔ ہم اطمینان دلاتے ہیں کہ مرزا جی میں نہ وہ کرشمہ ہے، نہ وہ جذبہ، نہ وہ قوت جو دجال اکبر کو نصیب ہوں گی۔ آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی توڈنکے کی چوٹ پر پوری ہورہی ہے کہ دجال برابر آرہے ہیں اور آئیں گے، مرزا جی کے پاس کیا مسالا ہے جس سے وہ اپنے کو خاتم الدجاجلہ یعنی دجال اکبر ثابت کرسکیں۔ ذرا منہ تو دھو رکھیں۔

دجال اکبر تو بڑا اجبار اور قہار اور صاحب سطوت اور جبروت ہوگا۔ اس کے پیشاب میں چراغ جلیں گے۔ اس کے مقابلہ میں ذرا سے خوف سے مرزا جی پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے جیسا کہ دوران مقدمہ میں مشاہدہ کیا گیا کہ حضور مجھے ذیابیطس ہے، اختلاج قلب ہے، ضعف مثانہ ہے، ضعف دل وجگر ہے۔ بھلا ایسا بزدل.. کیوں کر دجال اکبر ہوسکتا ہے۔ ایسے غریب اور مجبور بچھیا کے باوا کو لوگ ناحق نکّو بناتے ہیں۔ خبردار جو کسی نے آئندہ مرزا جی کو خاتمۃ الدجاجلہ کہا اور نہ مجدد السنہ مشرقیہ بری طرح پیش آئے گا۔

مرزا جی خلیفۃ الدجال ضرور ہیں، ہاں خاتم الخلفاء الدجال نہیں ہیں اور جس کو شک ہو وہ سومالی لینڈ جاکر ملا عبداللہ کو اور لندن جاکر مسٹر پگٹ کو اور پیرس جاکر ڈاکٹر ڈوئی کو دیکھ لے۔ حال کو حجت نہیں اور یقین کامل ہے کہ موجودہ زمانے کے لوگ اپنی زندگی میں بہت سے خلفاء دجال کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

ہم نے عنوان میں لکھا ہے کہ دجال ہی دجالوں کے منکر ہوں گے اس کا ثبوت حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے جو ازالۃ الخفا صفحہ ۱۸۱ میں درج ہے یعنی

قال خطبنا عمر فقال یا ایھا الناس سیکو ن قو م من ھذہ ا لا مۃ یکذ بو ن بالر جم و یکذ بو ن بالد جال و یکذ بو ن بعذا ب القبر و یکذ بو ن بالشفاعۃ و یکذ بون بقو م یخر جو ن من النار بعد ما استحشوا ۔

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے خطبہ پڑھا اور پیشین گوئی فرمائی کہ اے لوگو اس امت میں ایک قوم عنقریب پیدا ہوگی جو رجم کی تکذیب اور دجال معہود کا انکار کرے گی اور عذاب قبر کو جھٹلائے گی اور شفاعت کی منکر ہوگی اور اس قوم کا انکار کرے گی جو آگ میں جلنے کے بعد (آنحضرت ﷺ کی سفارش پر) دوزخ سے نکالی جائے گی۔،

صاف ظاہر ہے کہ اس پیشین گوئی کے مورد مرزا جی اور ان کے دوسرے بھائی ہیں جو نقض قانون قدرت کو اکثر لے دوڑتے ہیں۔

اور خود آنحضرت ﷺ نے حدیث فرمائی جو ثوبان سے ابوداؤد اور ترمذی اور مشکوۃ میں مروی ہے

سیکو ن فی امتی کذا بو ن ثلا ثو ن کلھم یز عم انہ نبی اللہ ۔

ترجمہ۔عنقریب میری امت میں ۳۰ جھوٹے پیدا ہوں گے ان میں کا ہر شخص دعوی کرے گا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا نبی ہوں۔

کیا یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور مرزا جی نے اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح نبی ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ انہوں نے تو یہ کمال کیا کہ قیامت تک انبیاء کے آنے کا تانتا باندھ دیا۔ گویا یہ ظاہر کیا کہ نبی میں ہی نہیں ہوں، بلکہ قیامت تک ہزاروں لاکھوں نبی (بعد ختم رسالت) آئیں گے۔ حالانکہ کسی دجال نے یہ نہیں کہا کہ میرے بعد دوسرا دجال بھی آئے گا۔ یقیناً مرزا جی کے وجود کا نیچر تمام دجالوں کے نیچر سے نرالا گھڑا گیا ہے

مرزا جی کو ساری دنیا سے تو کیا مطلب اپنے دعوے سے صرف یہ دکھانا اور ثابت کرنا مقصد ہے کہ خاص مرزائی امت میں میرے بہت سے خلفاء نبی ہوتے رہیں گے کیونکہ مرزائیوں اور مرزا جی کے سوا در حقیقت کوئی مسلمان ہی نہیں چہ جائے کہ نبی ہو جس شخص کے کانشنس میں کچھ بھی حس ہے وہ ایسے طفلانہ دعووں اور لچر دلائل پر مضحکہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے متفق علیہ روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثون۔

ترجمہ: قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کہ تقریباً ۳۰ جھوٹے دجال آ چکیں گے۔

مرزا جی ہی فرمائیں کیا اب تک ۳۰ دجال آ چکے ہیں۔ آپ کے عقیدہ کے موافق تو ایک دجال بھی نہیں آیا، نہ قیامت تک آئے گا۔ ہاں نبی بے شمار آئیں گے۔ مرزا جی اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحے ۴۸۶ میں لکھتے ہیں کہ دجال، جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں زندہ موجود ہونے کا ہے، وہ فوت ہو چکا ہے وہ دجال اوس کا مثیل ہے جو گرجا سے نکل کر مشارق ومغارب میں پھیل گیا یعنی گروہ پادریاں۔

کیا خوب تاویل ہے۔ ہاں جناب جب عیسیٰ مر گیا تو دجال کیوں نہ مرے۔ لیکن عیسیٰ کو تو آپ اسلئے مارتے ہیں کہ وہ آپ کا حریف ورقیب ہے، دجال کو کیوں مارتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ عیسیٰ بھی ہیں اور دجال بھی۔ یہ عجیب ان نیچرل un-natural گورکھ دھندا ہے۔ شاید عیسیٰ اور دجال دونوں کے مرنے کا الہام آسمانی باپ نے کیا ہے۔ پھر مرنے والا دجال ایک تھا آپ کے یہ ہزاروں دجال کیوں نکل پڑے۔ پھر یہ دجال تو انیس سو برس سے ہیں نہ کہ ۱۳ سو برس سے۔

پھر مرزا جی ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۵ میں آیت ھو الذی ارسل رسولہ اور آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے تحت میں لکھتے ہیں کہ یہ درحقیقت اسی مسیح بن مریم (قادیانی) سے متعلق ہے اور آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسی مثیل (مرزا قادیانی) کی طرف اشارہ ہے اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنی کی رو سے ایک ہیں اور آخری زمانہ میں برطبق پیشین گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا اور کہا کہ کیا وہ حی قیوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں کر سکتا ۱۳ سو برس قبل اس آیت کا تعلق آنحضرت ﷺ سے نہ تھا بلکہ یہ پیشین گوئی چینی مغل کی نسبت تھی۔ آیت کا تعلق آنحضرت ﷺ سے تھا بھی تو وہ منقطع ہو گیا کیونکہ وفات پا گئے جس طرح عیسیٰ مسیح وفات پا گئے میں زندہ نبی ہوں مجھ پر ایمان لاؤ مردہ پرست نہ بنو۔

ہاں صاحب خدائے حی قیوم کو یہ تو طاقت ہے کہ ایک انسان کا دوسرے انسان میں بطور تناسخ حلول

کر دے لیکن اس میں یہ طاقت نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ وہ دجالوں کا سلسلہ منقطع کر سکتا ہے مگر انبیاء کا سلسلہ منقطع کر دینا اس کے نزدیک بھی محال ہے۔

جس طرح مسیح اور مہدی کے آنے کا ثبوت احادیث سے ہے اسی طرح دجالوں کے آنے کا ثبوت بھی ہے۔ لیکن مرزا جی دجالوں کے آنے کا قطعاً انکار کرتے ہیں مگر مسیح موعود اور مہدی بن بیٹھے ہیں۔ مرزا صاحب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ نہ مہدی ہیں نہ مسیح وغیرہ ہیں، اگر ہیں تو ویسے ہی جیسے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب وغیرہ تھے۔ مگر چونکہ چند حمقاء کو انہوں نے پٹیل لیا ہے لہذا اون کے حلقہ میں بن آئی ہے۔

مرزا جی کا عمل آنحضرت ﷺ کی احادیث پر تو ہے نہیں، ہاں اپنے مورثوں دجالوں کی سنت پر ہے۔ یعنی جس طرح کسی دجال نے یہ نہیں کہا کہ میں دجال ہوں اسی طرح مرزا جی بھی اپنے کو دجال نہیں کہتے اور جس طرح وہ نبی بن بیٹھے تھے، اسی طرح مرزا جی بھی نبی بن بیٹھے۔ کیسے صاف طور پر نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے کہ کلھم یزعم انہ نبی جس شخص کو خدا تعالی نے ظاہری اور باطنی نور بخشا ہے اس کے لئے یہ حدیث صدق و کذب دونوں کا آئینہ ہے۔

بھلا کسی نبی نے بھی طاعون کو اپنے نزول کی علامت اور آسمانی نشان بتایا ہے انبیاء کرام تو دنیا کی مجسم رحمت بن کر نازل ہوئے نہ کہ زحمت بن کر مرا جی طاعون ملعون کو دعا دیں جس کی بدولت وہ نبی بن گئے اور پیشین گوئیاں اور آسمانی نشان ظاہر ہونے لگے۔ لاہور والے لیکچر میں آپ نے فرمایا کہ طاعون عموماً پھیلنے والا ہے اور کیا معلوم کہ فلاں ماہ تک دنیا کی حالت کیا ہوگی۔ ایک بچہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ہر سال موسم سرما میں طاعون کا زور بڑھ جاتا ہے آئندہ موسم سرما میں بھی ضرور بڑھے گا بھلا اس میں آسمانی باپ نے کیا تیر مارا کہ اپنے اکلوتے پر اس شئے کا الہام کیا جو سب کے سامنے موجود ہے منہ پر کی تو خوش آمد ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ باپ بیٹے دونوں نرے بے دال کے بودم اور نرے بچھیا کے باوا ہیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء۔ ص ۵۔۸)

مرزا جی کی اپیل

ہم نے لکھا تھا کہ مصلحت یہی ہے کہ اب طرفین کان بند کر کے.. بے حس وحرکت گھر بیٹھ رہیں کہ جان بچی لاکھوں پائے، جرمانہ ہی پر ٹل گئی۔ سخی کے مال پر پڑے کنجوس کی جان پر۔ مگر مجدد السنہ مشرقیہ کی تنبیہ پر کان نہ دھرے گئے۔ چنانچہ اب بعض مرزائیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ مرزا جی اپیل کریں گے اور وکلاء نے مشورہ دیا ہے کہ مجسٹریٹ گورداسپور نے ناانصافی کی، اور ساری مثل بے ضابطگیوں کا تودہ ہے۔ فریق ثانی کے ارادے کی نسبت ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ مرزا جی نے اپیل کی، تو غیر ممکن ہے کہ وہ بھی اپیل نہ کریں۔ ورنہ دفعہ ۲۱۱ اور دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند کے اڑنگے میں آ جانے کا خوف ہے۔ پھر وہی سلسلہ، وہی سر گاڑی اور پاؤں پہیے ہیں۔

مرزا جی کا اپیل کرنا تو آسمانی باپ کے الہام کے موافق فرض ہے۔ کیونکہ لیپا لک کی چکھوتیاں اور گرم بازاری اسی میں ہے کہ چار طرف سے چندے آئیں۔ چنانچہ اس عرصہ میں دو سال تک قادیان میں خوب ہن برسا اور روپیہ کی خوب ریل پیل رہی۔ کچھ رقم مقدمہ میں خرچ ہوئی، باقی سقنقوری معجونیں اور مستورات کے زیوروں میں کام آئیں۔..اور بڑی وجہ یہ ہے کہ الو کے پٹھوں کو آسمانی نشان کے ظاہر ہونے پر ایمان تھا نصر من الله و فتح قریب اور فتح من الله و نصر قریب کے ڈنکے بج رہے تھے کہ حضرت اقدس مقدمے سے کورے ہی نکلیں گے اور آنچ تک بھی نہ آئے گی، اور تمام مرزائیوں کے ایمان جو چھوئی موئی ہو رہے تھے بہت جلد تر و تازہ ہو جائیں گے۔ لیکن آپ جانئے منافق آسمانی باپ تو اپنے لیپالک سے بازی کھیل رہا ہے، اور گردن توڑ ڈالنے کی فکر میں ہے۔ لہذا کہا تو کچھ، اور کیا کچھ۔ پھر اسنے رہا سہا پلیتھن نکالنے کو یہ بھی کانوں میں پھونک دیا کہ ھم من بعد غلبھم سیغلبو ن پس اب اپیل کا ہونا ضروری ہے اور اگر ججی نے بھی سوکھی ہی سنائی تو پھر چیف کورٹ کی باری ہے۔ الغرض یہ سلسلہ یوں ہی سال ہا سال تک جاری رہیگا اور چندوں کی بدولت خوب مزے رہیں گے... بلکہ ہمارے خیال میں اب تو مرزائی پہلے سے کہیں بڑھ کر اپنی گانٹھ کٹوائیں گے کہ کسی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو، ورنہ رہے سہے الو بھی پنجرے سے پھر ہو جائیں گے

حضرت مرزا محمد عبدالقادر بیدل نے اپنے نکات میں کیا خوب فرمایا ہے

بچنیں زبونی دست و دل ز صنائع املم خجل

کہ سر خسر اگر ش دہم بہزار خا نہ ستو ں کند

یعنی باوصف دست ودل کے عاجز ہو جانے کے میں اپنی امید کی صنعتوں سے شرمندہ ہوں کہ اس کو ایک تنکا بھی دوں تو وہ اس تنکے کو ہزار گھروں کا ستون بناتی پھرتی ہے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴ اکتوبر۱۹۰۴ء ۔ص۱)

تازیانہ عبرت

ایک ماہواری دوورقی والے نے مرزائیوں سے راتب اور گھاس دانہ مانگنے کو ڈھیچوں ڈھیچوں لگائی اور تھان پر بندھ کر مجدد پر اپنے خیال میں دولتی چلائی مجدد کے مقابلہ کی تاب مرزائیوں اور ان کے گرو گھنٹال کو تو اب تک نہیں ہوئی یہ بچونگڑا اسب کا پشتیبان بننے چلا ہے چونکہ اس نے اپنی دوورقی میں ایک اشتعال انگیز تصویر بھی دی ہے لہذا ہم کو تازیانہ پھٹکارنے کی ضرورت ہوئی جو ضمیمہ کے کالموں میں آئندہ ناظرین کی نظر سے گزرے گی یہ جزاء سیة سیئة مثلها ہے مرزائی مذہب کی اشاعت نے تو تصویر کشی اور تصویر فروشی بلکہ تصویر پرستی کو فرض کر دیا ہے مگر ہم جواب میں محض الضرورات تبیح المخظو رات پر عامل ہوں گے اور ضرورت کے وقت انسان پائخانے میں بھی چلا جاتا ہے لہذا امید ہے کہ ناظرین معاف فرمائیں گے کیونکہ یہ ایک اضطراری فعل ہے اور چونکہ مرزا قادیانی نے تصویر کشی کو فرض جان کر اسکا ارتکاب کیا۔لہذا یہ اسی کا وبال ہے جو اس پر پڑے گا۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴۔اکتوبر۱۹۰۴ء نمبر۴۰ جلد۲۲و۲۴ص۲)

(مرزا صاحب قادیانی نے اپنی تصویر والے معاملے کو بعد میں بدعت تسلیم کیا۔اور کل بدعة ضلالة و کل ضلا لة فی النار کا مصداق ہوئے۔ قادیانی اخبار البدر میں لکھا ہے:

تصویر کی طرف کثرت توجہ پر حضرت مسیح موعود کی نارضامندی

۲۳۔اکتوبر۱۹۰۴ء کو ظہر کے وقت مفتی محمد صادق نے حضرت اقدس (مرزا) کی خدمت میں ایک شخص کی تحریری درخواست بذریعہ کارڈ کے ان الفاظ میں پیش کی کہ یہ شخص حضور کی تصویر کو خط وکتابت کے کارڈوں پر چھاپنا چاہتے ہیں اور اجازت طلب کرتے ہیں۔اس پر حضور (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ میں تو اسے ناپسند کرتا ہوں۔

یہ الفاظ جا کر میں (یعنی اڈیٹر البدر) نے اپنے کانوں سے سنے۔لیکن حضرت مولوی نورالدین اور حکیم فضل دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس سے پیشتر آپ نے (یعنی مرزا نے) یہ الفاظ فرمائے کہ: یہ بدعت بڑھتی جاتی ہے۔ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔،

حضور (مرزا) کی یہ ناپسندیدگی آپ کے خدام والاشان کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی شبیہ مبارک کو بہ حیثیت امام اور مجدد اور خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہونے کے ایک خاص مصلحت سے طیار کروایا، جس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ یورپ اور امریکہ وغیرہ بلاد کے قیافہ شناس دماغ، جن کو انسان کی شکل وشباہت دیکھ کر اس کے تقوی طہارت راستی اور روحانی بلوغ کے اندازہ کرنے کا ملکہ ہے، وہ اس سے مستفید ہوں اور عدم معرفت کی وجہ سے صرف حضور (مرزا) کے دعاوی سن کر انکار کر دینے سے ٹھوکر نہ کھاویں۔ وغیرہ۔لیکن اس کے بعد آپ (مرزا) کے بعض مریدین کا خیال جن میں سے ایک میں خود بھی ہوں اس کی کثرت استعمال اور تجارتی منفعت کی طرف منتقل ہوگیا...اب خود حضرت امام الزمان کی زبان مبارک سے اس کی کثرت کا بدعت ہونا کھل گیا۔الحمدللہ کہ ایک بڑے غلط خیال کی اصلاح ہوئی۔(البدر۔یکم و۸نومبر۱۹۰۴ء ص ۹)

عجیب معمے

اڈیٹر صاحب تالیف واشاعت (مولوی ممتاز علی) عرصہ تک مرزا جی کے معتقد رہے۔ وہ خود لکھتے ہیں کہ سرسید احمد مرحوم سے بھی مرزا جی کے بارہ میں اکثر میرا معارضہ رہا، مگر بالآخر وہ طلسم ٹوٹ گیا۔ چنانچہ اڈیٹر صاحب نے مرزا جی کے لاہور والے لیکچر پر اپنے قلم سے مضحکہ اڑایا۔

اور جب ہم نے یہ لکھا کہ مرزا صاحب کے باب میں جو کچھ آپ پر القاء یا الہام یا آپ کے کانشنس میں کوئی خیال پیدا ہوتا تھا، وہ شیطانی القاء تھا، تو اڈیٹر (مولوی ممتاز علی) صاحب نے اس پر ناک بھوں چڑھائی۔

اچھا صاحب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ شیطانی القاء نہ تھا بلکہ رحمانی الہام تھا، تو آپ اپنے مرشد سے کیوں منحرف ہو گئے۔آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ شیطانی اور رحمانی الہام دونوں انسانوں ہی پر ہوتے ہیں۔ پڑھو آیت و نفس وما سو ھا فا لھمھا فجو ر ھا و تقوا ھا

دیکھو تقوی اور پرہیزگاری دونوں کی نسبت الہام کا لفظ موجود ہے۔ممکن ہے کہ انسان پر پہلے شیطانی القاء ہو، اور پھر رحمانی القاء ہو، جو خرابی اور غلطی میں پڑنے سے بچالے۔ یہ اچھے لوگوں کی صفت ہے نہ کہ ان لوگوں کی جن کا دل بالکل مسخ ہو گیا ہے پھر آپ نے کیوں برا مانا۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴۔اکتوبر ۱۹۰۴ء ص۲)

سچے اور جھوٹے مسیح کی پرکھ

جھوٹے مسیحوں یعنی دجالوں کی پرکھ حسب احادیث سب مسلمانوں کو ہوگئی، مگر نہ ہوئی تو مرزا جی کو، کیونکہ انکی پرکھ تو خود بدولت کو اس وقت ہو جب خود اپنی پرکھ کریں۔

خرابی تو یہی ہے کہ مرزا جی اپنے کو بھولے ہوئے ہیں اور سکتے میں ہیں۔ مجدد بار بار آئینہ دکھاتا ہے مگر روحانی حس و حرکت کا پتہ نہیں چلتا۔ ہونٹوں سے بڑبڑانے کی صدا نکلتی ہے کہ

انا المسیح انا المسیح

چیلے چاپڑ اقرار کرتے ہیں کہ آمنا و صدقنا انت المسیح بن المسیح بن المسیح

اور آسمانی باپ کہتا ہے انت بمنزلۃ و لدی بل عین و لدی

آسمانی باپ یہ نہیں کہتا کہ انت المسیح، کیونکہ مسیح (معاذ اللہ) ناخلف تھا۔ اس میں طرح طرح کے عیب تھے۔ پس وہ ناخلف کے نام سے بھی اپنے لیپا لک کو پکارنا عار سمجھتا ہے۔

حدیث شریف نے تو بڑی وضاحت سے جھوٹے مسیحوں اور دجالوں کی پرکھ بتادی کہ

کلهم یزعم انه نبی ولا نبی بعدی

اب ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ ختم نبوت کے بعد نبی نہیں بنے۔ اور جس قدر دجال آج تک گزرے کیا انہوں نے یہی دعوی نہیں کیا جو آپ نے دنیا میں کیا ہے، اور کیا سب کے سب فی النار نہیں ہو گئے۔ ان کے ساتھ جو فرعونی اور نمرودی لشکر تھا آپ کے فرشتوں کے خواب میں بھی قیامت تک نہ آئے گا۔ اگر وہ سچے نبی ہوتے تو روئے زمین پر ان کا کوئی تو نام لیوا ہوتا، حالانکہ انبیاء صادقین کے لاکھوں اور کروڑوں امتی اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ ایک دانا بینا سچے مسلمان کیلئے یہ پرکھ کافی ہے، اور پوری پرکھ ساری خدائی کو اس وقت ہوگی جب قادیان میں منارے پر چیلیں اور کوے اور چغد اور خود مرزا جی کی روح الو کے قالب میں حلول و بروز کر کے بولے گی کہ

یابدوح لعنت اللہ علیّ بالمساء و الصبوح انکرت من الروح و السبوح و

شغلت فی القبوح

مرزا قادیانی بار بار بنکارتا ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا ذکر قرآن میں مجمل اور حدیث میں مفصل آیا ہے۔کوئی پوچھے تیرے زعم کے موافق قرآن میں تو اس مسیح کا مفصل ذکر آیا جو مشبہ بالمصلوب ہوا یعنی سولی پر چڑھایا گیا،مگر مرا نہیں،اور جان بچا کر بھاگ گیا۔کیا تو بھی سولی پر لٹکایا گیا ہے؟ ہاں مقدمات کے شکنجے کو سولی قرار دے تو عجب نہیں جس میں دہر کر ایسا کھینچا گیا کہ بروزی کا بول و براز تک نکل پڑا۔ضعف جگر اور ضعف گردہ ہو گیا،اور ذیابیطس نے آلیا۔حضور میں اختلاج قلب میں مبتلا ہوں۔میں مور ضعیف ہوں ۔میں بچھیا کا باوا ہوں۔میں آپ کی غریب اور مسکین گئو ہوں۔یہ قصائی میرے خون کے پیاسے ہیں،یہ تو مشبہ بالمصلوب ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔

حدیث میں پیشین گوئی ہے کہ ۳۰ دجال آئیں گے جن میں کم وبیش بیس آ چکے،مگر مرزا جی کے نزدیک ایک دجال بھی نہیں آیا۔مسیح کا آنا تو حدیث میں بھی اور قرآن میں بھی،مگر دجال کا ذکر نہ قرآن میں،نہ حدیث میں۔ہاں انبیاء قیامت تک آئیں گے۔مرزا جی کا یہ دعوی اپنے گزشتہ مورثوں (دجالوں) کے دعووں کے بالکل خلاف ہے کیونکہ انہوں نے قیامت تک انبیاء کے آنے کا ہرگز دروازہ نہیں کھولا۔مرزا جی نے ناعاقبت اندیشی کے استرے سے آپ اپنی ناک کاٹ ڈالی اور اپنی نبوت میں دوسرے انسانوں کو بھی شریک کر لیا۔بروزی کی یہ حماقت اور سفاہت قابل دید ہے۔ارے جب لاکھوں اور کروڑوں انبیاء قیامت تک آئیں گے تو کوئی پوچھے تو کس کھیت کی دساور رہا۔پھر جب بے شمار نبی آئیں گے تو بے شمار مسیح بھی آئیں گے کیونکہ تو مسیحیت کا مدعی ہے۔تجھ میں کیا سرخاب کا پر ہے کہ تو تو مسیح بھی اور نبی بھی اور جو قیامت تک آئیں گے وہ صرف نبی۔دعوی تو یہ ہے کہ میں مسیح ہوں اور دلیل یہ ہے کہ انبیاء قیامت تک آئیں گے نہ کہ مسیح۔پس آپ نے اپنے دعوی کی ٹانگ توڑ دی۔ہم حلفاً کہتے ہیں کہ کسی مرزائی کو تو کیا،خود مرزا قادیانی کو استدلال قائم کرنا بھی نہیں آتا۔دعوی کچھ ہے دلیل کچھ۔دنیا میں سب مذاہب والے کوئی نہ کوئی دلیل رکھتے ہیں،صرف ایک مرزائی مذہب ہے جس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

جس قدر دجال اب تک گذرے،مناسب تھا کہ مرزا قادیانی اپنے دعوی کے موافق ان کو نبی مانتا

کیونکہ وہ ہم جنس تھے۔غضب تو یہ ہے کہ اون کو بالکل مسکوت عنہ قرار دے رکھا ہے، یعنی نہ ان کو نبی مانا جاتا ہے، نہ دجال۔آخر دال میں کچھ تو کالا ہے۔افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو قیامت تک آنے والے لاکھوں انبیاء کی پرکھ تو ہوگئی، مگر دجالوں کی پرکھ نہ ہوئی جو لے دے کر کل تیس ہیں۔مطلب غالباً یہ ہے کہ جیسا میں نبی (دجال) ہوں، ایسے ہی قیامت تک لاکھوں نبی (دجال) آئیں گے۔مگر ہم کہتے ہیں کہ وہ دجال نہ ہوں گے بلکہ دجال کے بیٹے پوتے پڑوتے سروتے وغیرھم ہوں گے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴۔اکتوبر۱۹۰۴ء نمبر۴۰ جلد۲۲و۲۴ص۲۔۴)

وہی آسمانی نشان

ذرا بھی ریح کی صرصراہٹ ہوئی اور آسمانی نشان چمکتا ہوا ظاہر ہوا، پیٹ میں باؤ گولے دوڑے اور آسمانی فتح کی توپیں گرجنے لگیں، پھر ایسا بڑا نشان جس میں آسمانی باپ کی مدد سے لیپا لک تعزیر کی چکی پیسنے سے بچا، جرمانے ہی پر ٹلی۔ایمان لانے اور ایمان کا ستارہ چمکانے کو کیا کم ہے۔مرزا اور مرزائی کہیں گے کہ ہم تو ہر وقت آسمانی نشان دیکھ رہے ہیں ضرورت تو منکروں اور مخالفوں کو نشان دکھانے کی تھی بلا سے ہم پر جرمانہ ہوا مخالفوں پر بھی تو ہوگیا بس یہی مقصد تھا اور اسی کا نام آسمانی نشان ہے کہ سب پر عبرت پڑ گئی لیکن باوصف مرزا جی کے دعوے کہ طاعون میرے خروج کا آسمانی نشان ہے، جب مرزائی بھی اس کی بھینٹ چڑھتے ہیں تو یہ نہیں کہا جاتا کہ ہم طاعون کی بھینٹ میں آگئے تو کیا ہوا مخالفین بھی تو آ گئے، بلکہ حتی الوسع تو طاعون سے مرزائیوں کی ہلاکت کا انکار ہی کیا جاتا ہے۔اور جب بھانڈا بالکل ہی پھوٹ جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ طاعون کی ایسی افراط وتفریط نہیں ہوئی جیسی مخالفوں میں، اور جب افراط وتفریط بھی ہوتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ جو مرزائی مرے وہ پکے مرزائی نہ تھے، منافق تھے نہ کہ مومن۔چنانچہ مرزا جی نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ کوئی ایسا مرزائی طاعون سے ہلاک نہیں ہوا جس نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہو۔(اس بات سے متعلقہ قادیانی تحریر یوں ہے:

اثنائے گفتگو میں خلیفہ رجب الدین صاحب کو بمقام گورداسپور طاعون کے ذکر پر (مرزانے) فرمایا کہ بخاری میں ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مجھے مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالی مومن کو ایک دفعہ ہی نہیں پکڑ لیتا بلکہ پہلے پکڑتا ہے اور پھر اس کے ساتھ نرمی کرتا ہے۔پھر پکڑتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے... یہ حالت گویا تردد سے مشابہ ہے۔سابقہ کتب میں جو الفاظ پچھتایا وغیرہ آئے ہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ہمارے الہام میں بھی افطر و اصوم اسی رنگ کے الفاظ ہیں۔

طاعون سے کون بچے گا: فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ جس مومن کے وجود میں خلق اللہ کا نفع ہو اور اس کی موت شماتت کا باعث ہو وہ کبھی طاعون سے نہ مرے گا۔ اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جس کو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے ایسا پہچانتا ہے جو پہچاننے کا حق ہے۔ البدر۔ یکم اگست ۱۹۰۴ء ص۳)) پس آسمانی نشان کا کوئی قصور نہیں بلکہ اندھوں کی آنکھوں کا قصور ہے اور چونکہ منافق مرزائی جو طاعون کا شکار ہوئے ان کا جہنمی ہونا ضروری ہے، لہذا اب سب مرزائیوں کو جہنم میں جانے کے لئے کان جھڑ جھڑا دینے چاہییں کیونکہ آسمانی باپ نے سچے مرزائیوں کے ماتھے پر ایمان کا ٹیکہ نہیں لگایا کہ فلاں مومن ہے اور فلاں منافق۔ اب تو آسمانی نشان یہی ہے کہ طاعون سے جو مرزائی مر گیا وہ منافق ہونے کے باعث جہنمی ہوا اور جو بچ رہا وہ پکا مرزائی ہے۔ یہ ہے آسمانی نشان جس کے طوفان میں مرزائی جہاز چل رہا ہے۔

جس قدر دجال اب تک آئے انہوں نے یہی کہا کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں ہم پر ایمان لاؤ ورنہ ناری ہو گے اور مرزا جی کہتے ہیں کہ انبیاء قیامت تک آتے رہیں گے اس صورت میں سب پر ایمان لانا ضروری ہوگا گزشتہ انبیاء اور ان کے صحیفے مسترد ہوں گے بلکہ ہر آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کے صحیفے کو مسترد کرتا چلا جائے گا کیونکہ ایمان لانے پر مجبور کرنے کے یہی معنی ہیں جو مرزا جی کے خوارق سے ظاہر ہو رہے ہیں کہ عیسی مسیح مر گئے تمام انبیاء مر گئے اور ساتھ ہی ان کے صحیفے اور کتابیں بھی زمین میں دفن ہو گئیں اور نبی بننے کو اس آزادی کے زمانے میں مسالا ہی کیا لگتا ہے ہر ایک مکار اور مفتری دعوی کر سکتا ہے کہ میں نبی ہوں مجھ پر الہام اور وحی کا نزول ہوتا ہے۔ الہام اور وحی کوئی ایسی شئے تو ہے نہیں جو محسوس طور پر معلوم ہو سکے اور الہام و وحی بھی صرف اس قدر کافی ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں کلمۃ اللہ ہوں خدا کا بمنزلہ ولد ہوں خدا تعالی عرش پر بیٹھا بڑی محبت اور چاؤ اور بھڑ اس سے میری طرف دوڑتا ہے۔ میں ایسا ہوں ویسا ہوں۔ اپنے منہ میاں مٹھو ہوں وغیرہ۔ حالانکہ انبیاء کے صحیفے اور کتابیں دین و دنیا کے قوانین ہوتے ہیں جو وحشیوں کو انسان بناتے ہیں کیا کوئی دجال انسانوں کی اصلاح کا پنواڑا ابغل میں لیکر آیا ہے اور اسکو دنیا میں پھیلایا ہے بجز خالی خولی ابلہ فریب دعووں کے کوئی دجال بھی نہیں کر سکا۔

آنحضرت ﷺ نے تو کھلم کھلا علی رؤس الاشہاد فرما دیا کہ لا نبی بعدی اور قرآن ناطق ہوا لکن

رسول اللہ و خاتم النبیین مگر دجالوں میں چونکہ کوئی جذبہ اور کرشمہ نہیں ہوتا، لہذا کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ میرے بعد دوسرا دجال نہ آئے گا، اور گزشتہ دجال نبی نہ تھے میں ہی نبی ہوں۔

بھلا مرزا جی سے تو کوئی اقرار کرائے کہ مسیلمۃ الکذاب اور اسود عنسی وغیرہ دجال تھے جب انبیاء نے اپنے سے پہلے انبیاء کو مانا ہے تو دجال دجالوں کو کیوں نہ مانیں لیکن اب دجالوں کا یہ قاعدہ اور یہ ناموس جاتا رہا۔ کیا معنی کہ مرزا جی لندنی مسیح مسٹر پگٹ اور فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی اور سومالی ملا کو نہیں مانتے، نہ وہ مرزا جی کو مانتے ہیں بلکہ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو نہیں مانتا۔ پس قدرتی طور پر چاروں دجالوں کی قلعی کھل رہی ہے اور اسی طرح آئندہ بھی انشاء اللہ قیامت تک کھلتی رہے گی۔ کیا طاقت ہے کہ ایک دجال دوسرے دجال کی برائی کر سکے۔ اسکے منہ پر قدرت الٰہی مہر لگا دیتی ہے کیونکہ دجال کا دجال کی برائی کرنا اور اس کا منکر ہونا آپ اپنی برائی کرنا اور اپنی دجالیت کا منکر ہونا ہے دجال کسی دوسرے دجال کی برائی نہ کرے ہاں اس کے مقابلے میں انبیاء کی برائی کرے گا۔ مرزا جی کو دیکھ لیجئے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی برائی بھولے سے بھی نہیں کرتے۔ ہاں مسیح کو ان کے مقابلے میں برا بنائیں گے۔ دجال کی دجالی کی بھاری علامت ہی ہے کہ انبیاء کو گالیاں دے۔ ہاں ہم یہ یقین دلا چکے ہیں اور پھر دلاتے ہیں کہ مرزا جی دوسرے دجالوں کی طرح گھٹیل دجال ہیں، دجال اکبر نہیں ہیں۔ ان میں کسی قدر ترجیح کی یہ پخ ضرور ہے کہ دوسرے دجالوں نے انبیاء کرام کو گالیاں نہیں دیں اس میں تو مرزا جی فرد ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے تو صاف فرما دیا کہ میرے بعد ۳۰ دجال آئیں گے بھلا مرزا جی سے تو کوئی اقرار کرالے کہ دنیا میں کوئی دجال آیا ہے یا آئندہ آئے گا۔ حالانکہ تین کلہ توڑ دجال انکے سامنے موجود ہیں کیوں ان کا مہرا نہیں لیتے ...۔ اتنا بوتا بھی ہو۔ لندنی دجال اور فرانسیسی دجال، مرزا قادیانی کے منہ پر ولایتی بوٹ مار کر کہہ سکتے ہیں کہ:

ٹم مسیح کیوں کر ہے جب کہ ہمارے آسمانی باپ کے اکلوتے بیٹا کو گالی دیتا ہے۔ ڈام فول بھلا کوئی مسیح بن کر بھی مسیح کا گالی ڈینا سکتا ہے۔ یہ تو تمہارا ان نیچرل رول un-natural rule ہے نیچرل natural مسیح ہم ہے جو یسوع مسیح کو مانتا ہے۔

مرزا جی بار بار یہ راگ الاپتے ہیں کہ اگر میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہ آتا تو میرے ساتھ اتنی جماعت نہ ہوتی۔ ہم کہتے ہیں اول تو دس بیس ہزار کی جماعت کوئی باوقعت جماعت نہیں۔

دوم، کسی بات پر جم غفیر کا متفق ہو جانا دلیل حقانیت نہیں۔ ہندوستان میں ۲۲ کروڑ ہنود ہیں، کیا بمقابلہ ۶ کروڑ مسلمانوں کے یہ حق پر ہیں۔ سومالی ملاں کے ساتھ لاکھوں کی بھیٹ بھاڑ ہے، کیا وہ حق پر ہے اور سچا مہدی ہے۔ علی ہذا، لندنی مسیح اور فرانسیسی مسیح کے ساتھ حمقاء کا کچھ کم ہجوم نہیں، آپکی دلیل کے موافق سبھی کو حق ماننا پڑے گا

سوم: اگر آپ حق پر ہوتے تو سینکڑوں آدمی رسی تڑا کر نہ بھاگتے۔ آج کے روز لولے لنگڑے اپاہج ہی اصطبل میں کیوں نظر آتے اور کس کو معلوم ہے کیا ہونے والا ہے۔ ذرا تیل دیکھئے تیل کی دھار دیکھئے سوڈانی مہدی کے تو پشے کے برابر بھی آپ کے دم خم نہیں جس کی قبر سے ہڈیاں تک اوکھاڑ کر رود نیل میں بہادی گئیں۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴۔اکتوبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۰ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۷)

مرزائی مذہب اور عیسائی مذہب

الحکم پادریوں اور اون کے ہم خیال انگریزوں پر چیں بجبیں ہے جو گورنمنٹ کو ترغیب دیتے ہیں کہ تمام ہندوستانیوں کو عیسائی بنایا جائے تا کہ اون کا باہمی اختلاف مٹ جائے۔ لیکن کیا مرزائی مشن یہ کوشش نہیں کرتا کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا مرزائی بن جائے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزائی مذہب بم ٹھس ہو گیا ہے اور اسکے مقابلہ میں عیسائی مذہب بہت کامیاب ہوا ہے اور ہو رہا ہے کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر مذہب کے لوگ چوڑھے چمار تک داخل ہو رہے ہیں، اور مرزائی مذہب میں یا تو جاہل حمقاء یا اپاہج مسلمان داخل ہوتے ہیں۔ چوڑھوں تک نے مرزائی مذہب پر جھاڑو ماردی، مگر خبیث طینت سفہاء اس مذہب میں یوں مل گئے جیسے گوہ میں موت اور کوڑے میں کرکٹ، اور بول و براز میں سلسلاتے کیڑے۔

اب تو کامیابی کی کسی طرح صورت نظر نہیں آتی۔ بہتر ہوتا کہ مرزا جی اپنے بھائی امام الدین کی سنت پکڑتے اور مرزائیت کا ٹوکرا صرف بھنگیوں کے سر پر رکھتے تو ضرور مرزائیت کے فرائض سے سبک دوش ہو جاتے۔ افسوس ہے ایک مامور دنیا میں آیا جسے ہندو مسلمان عیسائی آریا بودھ وغیرہ تو کیا قبول کرتے حلال

خوروں تک کے دلوں میں اس کی جانب سے غبار اور کدورت بیٹھ گئی۔ جب مرزا جی مسیح دوراں اور امام الزمان ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حلال خوروں کی گرد بھی مرزائی جبے اور قبا اور عمامے پر نہ پڑنے دیں۔ کیا حلال خور انسان نہیں ہیں۔ کیا حلال خوروں کو اسلامی علماء نے مسلمان نہیں کیا۔ پھر اپنے بڑے بھائی امام الدین پر جو لعل بیگیوں کا لال گرو تھا کیوں کھورولاتے ہیں۔ غرض تو بھیڑ بھاڑ سے ہے کوئی ہو مرزا امام الدین کی روح بحالت یاس یوں غنغنا رہی ہے۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۰ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷)

بے معنی الہام

۳۔ اکتوبر کو قبل از فیصلہ مقدمات مرزا قادیانی پر یہ الہام ہوا تھا

قد جاء الدين من النصرة ثم سيعود من النصرة

واہ رے آسمانی باپ! تیرے الہام کے کیا کہنے ہیں۔ کیسا صحیح اور فصیح الہام کیا ہے۔ یعنی دین فتح سے آیا اور عنقریب فتح سے لوٹے گا۔ اتنی خبر نہیں کہ فتح سے لوٹنا شکست کھانا ہے۔

یعود کا صلہ تو الی آتا ہے، اگر الی النصرة ہوتا تو یہ معنی ہوتے کہ دین فتح کی طرف سے آیا ہے اور فتح ہی کی جانب عود کرے گا۔

من کی صورت میں تو یہ معنی ہوئے کہ مرزائی دین فتح کی طرف سے آیا ہے اور فتح سے پھرے گا۔ یعنی شکست کھائے گا۔ دوسرا جملہ تو صحیح ہے مگر پہلا جملہ بالکل خلاف واقع اور غلط ہے کیونکہ آپ کو تو اول و آخر ہر طرح شکست ہی ہوئی۔ دغا کا دعوی جو آپ نے کیا تھا، خارج ہوا۔ لائیبل کا دعوی جو آپ پر ہوا، اس میں سزا ملی۔ آسمانی باپ بالکل بوکھلا گیا ہے۔ پھر کیا یہ عدالت سے دین کی جنگ تھی۔ یہ تو خود غرضی اور طلب شہرت اور نفسانیت کی جنگ تھی، جس میں سر نیچا ہوا اور قدرتی طور پر ہمیشہ مغروروں کا متکبروں کا سر نیچا ہوتا چلا آیا ہے مگر

عبرت کسے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴۔اکتوبر۱۹۰۴ء نمبر۴۰ جلد۲۲و۲۴ص ۸)

قطعہ تاریخ سزایابی مرزا قادیانی

ازمولانا ابوالمنظور محمد عبدالحق صاحب سرہندی

بنا مجرم غلام قادیانی
ہوئی کذاب کی ظاہر نشانی
ستایا خلق کو ظالم نے کیا کیا
چلائی تیغ قلمی و زبانی
کبھی طاعون کی دھمکی دکھائی
کہ طاعون میرا یار جانی
ملی انصاف سے حاکم کے اس کو
سزا واجبِ ذرب لسانی
تمام الہام کی ترکی ہوئی اب
ہوئی مقطوع وحی آسمانی
سرِ الہام سے منظور لکھو
ہوا داغی مسیح قادیانی (۱۳۲۲ھ)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔یکم نومبر۱۹۰۴ء نمبر۴۱ جلد۲۲و۲۴ص۱)

پانچواں دجال

چار دجال تو اسوقت موجود تھے ہی یعنی ایک لندنی مسیح مسٹر پگٹ دوسرا فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی، تیسرا ملا عبداللہ سومالی، چوتھا مرزا قادیانی۔اب مرزا صاحب کہتے ہیں اور اپنے نزدیک بڑے مضبوط دلائل سے ایک کتاب چھاپ رہے ہیں اور ٹھیک حلیہ وغیرہ بتارہے ہیں کہ اس صدی کا دجال ملا عبداللہ چکڑالوی ہے جو صرف

قرآن کو مانتا ہے اوراحادیث کو زید وعمر کی گھڑی ہوئی کہانی یقین کرتا ہے۔لیکن ملا چکڑالوی سے تو پوچھو کہ وہ مرزا قادیانی کو کیا سمجھتا ہے۔

علی ہذا، پانچوں ایک دوسرے کی نفی کررہے ہیں۔صرف اتنا فرق ہے کہ ملا چکڑالوی نے مسیحیت یا نبوت کا ابھی تک دعوی نہیں کیا، ہاں حضرت ﷺ کو لغوی معنی سے رسول (قاصد یا چٹھی رساں) مانتا ہے۔این ہم غنیمت است۔بس اب چار دجال رہ گئے اگرچہ ان میں سے تین تو عیسی مسیح کے منکر نہیں مگر مرزا قادیانی منکر ہے اوران کی شریعتوں کا ناسخ ہے۔

تعجب ہے کہ آج تک کسی دجال نے دوسرے دجال کا انکار نہیں کیا۔خود مرزا جی کو دیکھ لو کہ بعض انبیاء کا ذکر تو حقارت سے کرتے ہیں مگر منجملہ ۳۰ دجالوں کے کسی دجال کا نام بھولے سے بھی نہ لیں گے، کیونکہ پانی مرتا ہے۔مگر بیسویں صدی کا یہ عجیب خرق نیچر ہے کہ ہر دجال دوسرے دجال کا منکر ہے۔افسوس ہے کہ دجالوں میں نہ تو باہمی اخوت ہے اور نہ قومی ہمدردی ہے۔ایک دوسرے کو کاٹے کھاتا ہے اور قابو چلے تو ہر ایک اپنے حریف کو کچا ہی بھنبھوڑ کر کھا جائے۔افسوس ہے کہ ان میں نیشنلٹی اور نیشن نہیں۔کیا اچھی بات ہو کہ سب متفق ہو کر دنیا کی چاروں کھونٹ دبالیں اور باہمی سمجھوتہ کرلیں کہ نصفی و نصف لکم هذا قوم جا هلين۔اور فی الحقیقت باوصف دعوی تہذیب وشائستگی کے دنیا حماقت ووحشت کی غلام بنی ہوئی ہے، ورنہ ایک ہی زمانہ میں اتنے دجالوں کا خروج غیر ممکن تھا۔تواریخ شاہد ہے کہ ہر قرن میں بلاشرکت غیرے ایک ہی دجال پیدا ہوا ہے، مگر خود موجودہ دجالوں کے اقوال کے موافق بیسیوں صدی میں پانچ دجال آکودے ہیں۔اور جب کہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو دجال بتارہے ہیں، تو دنیا کو اون کی تردید کی کیا ضرورت رہی۔یہ بلائیں اس وقت دفع ہوں کہ سب کے سب آپ ہی اپنی آتش رشک وحسد میں جل کر فی النار ہو جائیں اور اذا تعا رضا تساقطا کا جلوہ نظر آئے۔ورنہ وہ دن قریب ہے کہ آپس کی پھوٹ اور فساد سے ان کا عنصر پھوٹ نکلے گا اور پھر تمام چیلے چاپڑ سر پکڑ کر پھوٹ پھوٹ روئیں گے۔

ہم کو مہذب یورپئین گورنمنٹوں پر رہ رہ کر غصہ آتا ہے کہ ان کے عہد میں دجال حشرات الارض کی طرح خروج کررہے ہیں۔گویا دجالوں کی نانی یورپئین گورنمنٹوں کی عطا کی ہوئی آزادی ہے۔اس قطامہ نے

دجال پیدا کئے ہیں اور ابھی تو تانتا لگا ہے دیکھتے جایئے یہ حاملہ کتنے دجال جنتی ہے۔

برٹش گورنمنٹ سوڈانی مہدی اور سومالی ملا کا سر کچلنے کو گئی تھی کیونکہ وہ بظاہر صرف مصری گورنمنٹ کا رقیب تھا اگر چہ فیل رو دنیل کے روٹ میں اپنا بھی حصہ تھا، مگر کیا وجہ ہے کہ وہ دوسرے مسیحوں کا سر نہیں کچلتی۔ مسٹر پگٹ تو اپنے ہی بدن کا خون ہے۔ علی ہذا، ڈاکٹر ڈوئی فرانسیسی گورنمنٹ کی دیگ کا باورچی ہے۔ پس کھچڑی ہر طرح پیاروں ہی کے کلیجے میں ہے، کیونکہ ان دونوں نے کوئی پولیٹکل ایجی ٹیشن قائم نہیں کیا۔ علی ہذا، قادیانی مرزا بھی یہی کہتا ہے کہ میرا مشن صرف مذہبی ہے اور میں مذہب اسلام کی اشاعت کے لئے علماء اسلام سے کچھ کم نہیں۔ موجودہ آزاد زمانے میں مذہبی اشاعت کا کوئی مزاحم نہیں ہے۔ مسیح یا دجال بننے اور گرم بازاری اور جمگھٹے کی منادی کرنے اور اپنی طاقت کو فوق طاقت بشری بتانے کے یہی معنی ہیں کہ: کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور۔ ایک دوسرے کو فیلنگ پہنچانے کا اچھا خاصہ پمپ تھا۔ مذہبی جماؤ ہی بالآخر پولیٹکل جماؤ ہو گئے ہیں۔ ادھر چیونٹی کے پر لگے ادھر معدوم ہوئی۔ ہاں خلق اللہ کی تباہی اور خونریزی کے بعد۔

ہم گورنمنٹ کو ہوشیار کرتے ہیں کہ مذہبی رفارم کے مدعی (مسیح اور مہدی اور نبی) بالکل منافق ہیں۔ ان کی کاروائیاں ان کی نیت کا آئینہ ہیں۔ مذہبی ہادی اور پیشوا بننے میں کوئی خرابی نہیں، نہ شک کا کوئی موقع ہے۔ تمام علماء مشائخ تمام اسقف تمام قسّیس مذہبی پیشوا ہیں۔ ہاں مہدی یا مسیح بننا ہر طرح خوف ناک ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اسلام کے کسی عالم یا شیخ سے کوئی تعرض نہیں کرتا، حالانکہ بعض مشائخ اور علماء کے پیرو اور معتقد اس وقت لاکھوں میں موجود ہیں۔ مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم ہندوستان کے دس لاکھ اہل حدیث کے شیخ الکل تھے۔ مرزا قادیانی کو تو اتنے معتقدین خواب میں بھی تا قیامت نظر نہ آئیں گے۔ اور اس وقت میاں نذیر حسین صاحب محدث کے جانشین بڑے بڑے علماء موجود ہیں اور سب اپنے شیخ کی طرح سنت و توحید کی اشاعت میں سرگرم ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ ان پر نہ گورنمنٹ کو شک گذرتا ہے نہ پبلک کو۔

علی ہذا، کچھ کم آٹھ کروڑ مسلمان اپنے مشائخ اور صوفیا کو مانتے ہیں اور ان کے تابع ہیں، اگر چہ ان کا سلسلہ خاندان جدا جدا ہے مگر سب کے سب عقائد کے اعتبار سے متفق ہیں، اور جملہ مشائخ کو مانتے ہیں۔ لیکن آج تک نبوت و مسیحیت و امام الزمان ہونے کا کسی نے دعوی نہیں کیا کہ میں ہی حق پر ہوں، مجھی پر ایمان لاؤ،

ورنہ دنیا میں واجب القتل اور عقبیٰ میں دوزخ کا ایندھن بنو گے۔

اب چوبیس کروڑ ہنود کو دیکھئے۔ یہ بھی اپنے مہا تما گورو اور مہنتوں اور سنیاسیوں اور مندروں کے پروہتوں اور پوجاریوں اور تیاگ اور تپسیا کرنے والوں کو مانتے ہیں، مگر ان کے کسی گشائیں اور گرو نے یہ نہیں کہا کہ میں کلجگ اوتار ہوں، میری ہی مورتی کی پوجا کرو، اور سب مورتیوں کو مندروں سے نکال کر گنگا یا جمنا میں ڈبودو۔

لاکھوں دیانندی آریا ہنود سے مختلف ہیں، مگر یہ وہ بھی نہیں کہتے کہ سرستی دیانند جی کلجگ اوتار ہیں اور ان میں ان نیچرل un-natural صفات تھیں جیسے مرزا جی میں کہ قادیان میں بیٹھے بیٹھے آسمانی باپ سے لیپا لک نے بالک ہٹ کر کے مخالفوں کے لئے طاعون بلوالیا اور اس نے سب کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔ اور مرزا جی صرف ہلاکت کی پیشین گوئیاں کرنے میں عالم الغیب ہیں، اور اون کی بددعا تو ایسی تیر بہدف ہے جیسے جاپانی اوکو کی توپوں کے گولے روسیوں کے بھیجوں پر۔ اور جنرل ینگ ہسپینڈ کے بم کے گولے تبت کے لاماؤں کے کلیجوں پر۔

گورنمنٹ کی یہ پالیسی، کہ وہ مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتی، بہت برجستہ ہے، لیکن مذہب کہاں ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں اسلامی نبی ہوں لیکن وہ درحقیقت اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ پس گورنمنٹ کو علماء اسلام کے فتووں پر جو مرزا قادیانی کے حق میں ہیں، نظر کرنا اور دعویٰ نبوت سے اس کو روکنا چاہیے کیونکہ اس قسم کے دعوے ہمیشہ مضر ثابت ہوتے ہیں۔ اور کامل یقین ہے کہ گورنمنٹ کی ایک ہلکی سی ڈانٹ میں نبوت و مسیحیت کٹی ہوئی گڈی بن جائے گی۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ یکم نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۱ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۳)

مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا آریہ

(مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں) مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھی تو اکثر حصے آریوں کے جواب اور ردّ میں تھے۔ سرمہ چشم آریہ لکھا تو اسی گروہ کے جواب میں تھا۔ تصدیق (براہین) لکھوائی تو اسی فرقہ کے ردّ میں۔ نورالدین لکھا گیا تو اسی مذہب کے جواب میں۔ نیوگ ناول بنا تو اسی گروہ کو شرمندہ کرنے، اور ان کے حیا

سوز مسئلہ نیوگ کے نتائج قبیحہ دکھانے کو تسلیم دعوۃ وغیرہ کئی کتابیں لکھیں۔

مرزا صاحب نے اپنے لاہوری لیکچر میں کہتے کہتے بے ساختہ کسی جذبہ میں کہہ مارا کہ خدا چونکہ قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں۔

مطلب مرزا صاحب کا یہ ہے کہ موجودہ دنیا گو قدیم نہیں لیکن اس سے پہلی دنیا اور اس سے پہلی دنیا، علی ہذا القیاس دنیا کا سلسلہ قدیم ہے۔ جب سے خدا ہے، تب سے مخلوق ہے۔ یا یوں کہیے کہ خدا کی قدامت اور دنیا کی نوع کی قدامت برابر چلی آئی ہے۔

اب اسی مسئلہ کی بابت سوامی دیانند بانی آریا سماج کی کتھا بھی سنیے:

جیسے دن کے پہلے رات، اور رات کے پہلے دن، اور نیز دن کے پیچھے رات، اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے، اسی طرح پیدائش کے بعد فنا، اور فنا کے بعد پیدائش کا دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں۔ البتہ جیسے دن اور رات کا آغاز اور اختتام دیکھنے میں آتا ہے اسی طرح پیدائش اور فنا کا آغاز اور اختتام ہے۔ (ستیارتھ پرکاش۔ صفحہ ۲۹۵)

اگر ان دونوں عبارتوں کو ملا کر پڑھیں، لفظ بے شک مختلف ہوں گے مگر مضمون بالکل ایک ہے۔ بعد غور کرنے کے ہمارے مضمون کی تصدیق کا ایک کارڈ ہم کو لکھیں کہ ہم نے کوئی غلطی کی ہے یا مرزا صاحب خود ہی دل سے آریوں کی حمایت میں ہیں۔ آریا اس موقع پر مرزا صاحب کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھیں

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

آریا اور مرزائیوں کے اس وحدت الوجود پر تو ہم ان کو مبارکباد دیتے ہیں لیکن مسئلہ کی غلطی اظہار کرنے کو مختصراً اتنا کہتے ہیں کہ نیوگ کی سچائی کے بعد یہی ایک مسئلہ ہے جو آریا سماج کو اہل علم کے ماننے کے لائق نہیں رہنے دیتا۔ ایک مرزا صاحب نہیں، بیسیوں مرزا بھی مل کر اس مسئلہ میں حامی اور مددگار بن جائیں، جو کچھ امداد کریں گے اس سے زیادہ نہ ہوگی: سگ چو تر شد پلید تر باشد

سنیئے ! کچھ شک نہیں کہ دنیا اجسام کا نام ہے (مادہ اگر آریوں کے خیال میں کوئی شئے ہے تو اس کا نام دنیا نہیں وہ ایک مفرد حالت میں ہے) اور اجسام کتنے ہی ہوں مگر سب مرکب ہیں اور مرکب کوئی بھی ہو حادث ہے، کیونکہ اس کی ترکیب ہی بتلا رہی ہے کہ میرے اجزاء ایک وقت میں از ہم جدا تھے۔ نتیجہ صاف ہے کہ کوئی جسم قدیم نہیں، دنیا قدیم نہیں، دنیا کا سلسلہ قدیم نہیں۔

علاوہ اس کے جب دنیا کا ہر فرد حادث ہے تو مرزا صاحب کی یا آریہ سماج کی کون سی منطقی دلیل ہے کہ اس کے نوع کو قدیم کہا جائے۔ کیا کسی نوع کا وجود خارجی بغیر کسی فرد کے ہو سکتا ہے؟ پھر کیونکر ممکن ہے کہ سلسلہ کے تمام افراد تو حادث ہوں مگر سلسلہ اس کا قدیم ہو۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ یکم نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۱ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۵)

مرزائیت کی کشتی تاویلات کے طوفان میں ڈول رہی ہے

قرآن مجید آئینہ کی طرح بالکل صاف وشفاف ہے۔ اگر کچھ بھی پیچیدگی یا اشکال ہوتا تو اس کی ہدایت کا آفتاب مشرق سے لے کر مغرب تک ہرگز تاباں نہ ہوتا، کیونکہ مشکل اور مغلق کلام سے ہدایت تامہ کا ہونا غیر ممکن ہے۔ مگر قادیانی مرزا جی کے نزدیک قرآن پاک تاویلات کا محتاج ہے، یعنی مفصل اور مکمل نہیں۔ اور تاویلات بھی وہ کہ نہ مسیلمہ کذاب کو سوجھی نہ اسود عنسی کو، نہ دجالوں کے کسی گرو گھنٹال اور نکڑ دادا کو۔

آپ مسیح بھی بنے اور نبی بھی اور امام الزمان بھی۔ لیکن نہ مسیحیوں کیلئے نہ یہود کیلئے، نہ مسلمانوں کے لئے۔ پھر کس کے لئے۔ چند خود غرض یا بوالہوس نام کے مسلمانوں کے لئے۔ اور جب کہا جاتا ہے کہ مسیحیت کا کوئی کرشمہ اور نبوت کا کوی معجزہ دکھاؤ، تو فرماتے ہیں کہ معجزہ کسی نبی نے بھی نہیں دکھایا کیونکہ مردوں کا زندہ کرنا نیچر کے خلاف ہے۔ اور آسمانی کتابوں میں کہیں بھی معجزات کا ذکر نہیں۔ لاء آف نیچر ٹوٹ نہیں سکتا۔ اور انبیاء کرام کو معجزہ دکھانے کی ضرورت نہیں۔ مگر خود بدولت کو ضرورت ہے۔ آسمانی نشان (معجزہ) ہمیشہ دکھایا جاتا ہے۔ مقدمات میں معجزہ، طاعونی اموات میں معجزہ، غرض آپ مجسم معجزہ ہیں۔ اور دعوی سے کہتے ہیں کہ میں بے شمار آسمانی نشان دکھا چکا ہوں۔ اگر یہ نیچر کے موافق ہیں تو کوئی جدت نہیں یعنی معمولی باتیں ہیں۔ پھر آپ پر کوئی کیوں ایمان لائے۔ آخر مداری کے پاس کچھ تو مسالا ہو۔ تاویلیں بھی بے معنی اور قابل مضحکہ۔ کہا

جاتا ہے کہ مسیح کا ایک نشان یہ ہے و ان من اهل الکتاب الا لیؤ منن به قبل مو ته .. الآ یه یعنی عیسی مسیح پر تمام اہل کتاب ان کی وفات سے پہلے ایمان لائیں گے اور یہ ان کا باہمی اختلاف مٹ جائے گا ۔تو آپ اس صاف اور صریح آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ لیؤمنن ماضی کا صیغہ ہے یعنی اہل کتاب عیسی مسیح کے واقعہ صلیب پر ایمان لا چکے ہیں ۔ یہ وہ تاویل ہے جس کو سن کر خرد جال کو بھی مارے غیظ وغضب کے بخار چڑھ جائے اور ایک میزان ومنشعب پڑھنے والا بچہ بھی لیپا لک کے منہ پر تھپڑ رسید کرنے لگے کہ بزا اخفش کیا مین مین کرتا ہے ۔ پھر مقصود مسیح پر ایمان لانا ہے یا واقعہ صلیب پر ۔

دوم ،آیت میں قبل مو ته حشو ٹھہرتا ہے کیونکہ ایمان لانیکو موت وحیات سے کیا علاقہ ۔عیسائیوں کا ایمان بے شک صلیب پر ہے مگر یہود کا ایمان صلیب اور کفارہ پر کہاں ہے ۔ یہود اچھلے کودے ضرور کہ انا قتلنا المسیح مگر خوشی کی اوچھل کود پر ان کا ایمان ایسا ہی ہے جیسا مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا وفات مسیح پر ،اور اس صورت میں یہودیوں اور مرزائیوں میں کیا فرق رہا ۔انہوں نے بھی مسیح کو مارا ،انہوں نے بھی ۔ دونوں پلے برابر ہو گئے ۔

خدا تعالی تو یہود کے دعوی قتل وصلیب کی تردید فرمائے کہ و ما قتلوه و ما صلبوه اور مرزا قادیانی اور مرزائی یہود کے ہم خیال ہو کر کہیں کہ قتلنا قتلنا یعنی ہم نے مارا ،ہم نے مارا ۔اور حقیقت میں مرزائیوں کی فتح بھی یہودیوں کی فتح سے کم نہیں ۔اور جب لیپا لک عدالت گورداسپور کی صلیب پر چڑھ کر اور مشبہ بالمصلوب ہو کر بچ گیا ہے اور اب اپنی موت مرے گا ،تو جیسے مسیح کے مصلوب اور مشبہ بالمصلوب ہونے کی پوری تصدیق ہو گئی اور مسیح سے مماثلت تامہ ظہور آئی ۔اس سے بڑھ کر فتح اور آسمانی نشان کا اور کیا ظہور ہو گا اور ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ مرزائی اخباروں اور رسالوں میں اس فتح کی بڑی دھوم دھام ہو گی اور مرزا جی کی مسیحیت پر یہی دلیل قائم کی جائے گی انشاء اللہ ۔اور اپیل میں کامیابی ہو گئی یعنی جرمانہ معاف ہو گیا پھر تو بچ نکلنے کی مسیح سے پوری مماثلت ہو گی کیونکہ مرزائیوں کے نزدیک جرمانہ موت سے کم نہیں ۔ یہ سات سو روپیہ جو عدالت کی جہنم میں کفارہ مسیح کی طرح جھونکا گیا ہے سقنقوری معجونوں اور لیپا لک کے پوپلے منہ کے زعفرانی اور جند بیدستری حلووں میں کام آئے گا ،ورنہ ضعف اور اختلاج قلب عمر طبیعی تک بھی نہ پہنچنے دے گا ۔

مرزا جی جو آیت بالا کی بے معنی تاویل کرتے ہیں تو اون کو یہ رونا ہے کہ عیسی مسیح پر تو تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور مجھے کوئی عیسائی، کوئی یہودی، دمڑی کو بھی نہیں پوچھتا۔ حلال خوروں تک نے کوڑے کرکٹ کے برابر نہ سمجھا۔ پس قرآن کریم کو لاطائل تاویلات سے مسخ کر کے اپنے حمقاء میں سرخ رو ہونا اور رسوا دالوجہ فی الدارین کا سرمایہ جمع کرنا چاہتے ہیں۔ اب بجائے آیت قرآنی کے یہ عبارت ان پر صادق آتی ہے اھل الکناسة ایضاً لم یو من بمنز لة الولد یعنی حلال خور بھی آسمانی باپ کے لیپا لک پر ایمان نہ لائے۔ افسوس آرزؤں پر جھاڑو پھر گئی اور امیدیں زمین میں دفن ہو کر گل سڑ کر کھاد ہو گئیں۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ یکم نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۱ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵۔۶)

دجال کی علامت

قادیانی مرزا جی اپنی کتاب توضیح المرام کے صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں کہ

یہ عاجز خدا تعالی کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا گو اوس کے لئے نبوت تامہ نہیں یا ہم وہ جزوی طور پر ایک نبی ہی ہے۔،

حالانکہ حدیث شریف میں اس امر کی نفی ہے کہ امت محمدیہ میں محدث (نبی) پیدا ہوں گے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

لقد کان فیما کا ن قبلکم من ا لا مم نا س محد ثو ن من غیر ان یکو ن انبیاء فا ن یکن فی امتی ا حد فا نه عمر ۔ ترجمہ: گزشتہ امتوں میں چند لوگ محدث ہوئے ہیں جو نبی نہ تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا محدث ہو تو وہ عمرؓ ہے۔،

دیکھئے حدیث میں بطور شرط بیان کیا گیا ہے یعنی اگر محدث کوئی ہو تو عمرؓ ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمرؓ بن الخطاب محدث نہیں ہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے:

لو کا ن بعدی نبیا لکا ن عمر یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔

اس سے بھی صاف ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں ہیں ہاں حضرت عمرؓ کی علو پائگی صاف ظاہر ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عمرؓ تو نہ نبی ہوں نہ محدث اور قادیانی مرزا جی نبی بھی ہوں اور محدث بھی۔ پھر یہ دجالی علامت نہیں تو کیا ہے جس کو خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لا یقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله۔ یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب دجال مبعوث نہ ہوں ان میں سے ہر ایک یہی دعوی کرے گا کہ میں نبی ہوں۔

پھر حدیث شریف میں: فیما کان قبلکم من الامم ہے۔ مرزا جی کا دعوی جب ثابت ہوتا کہ فیما کان قبلکم من الانبیاء ہوتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ محدث یا نبی ہونا امتی کی حیثیت اور بساط سے بعید ہے مرزا جی کی ہٹ دھرمی دیکھئے کہ حدیث کے احتمال مخالف کو اپنی سپر بناتے ہیں۔

حدیث کا یہی مطلب ہوا نا کہ پہلی امتوں میں خود امت ہی لوگوں کے میں سے محدث ہوتے تھے مگر میری امت میں نہ ہوں گے۔ مرزا جی کہتے ہیں کہ ہوں گے۔ ہاں مرزا جی احداث باب افعال سے محدث ہیں ورنہ ان کی باتیں گوزشتر نہ ہوتیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ یکم نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۱ جلد ۲۲و۲۴ ص ۷)

مرزائیت سے توبہ

مجدد کا الہام یقطع الجناح خدا کی عنایت سے ضرور پورا ہوگا اور پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ پیسہ اخبار کا نامہ نگار قلعہ دیدار سنگھ سے لکھتا ہے کہ ہمارا ایک بھائی مسمی غلام مرتضی ولد میاں فضل احمد صاحب حکیم مرزا قادیانی کے بڑے پکے مرید تھے۔ ۱۳۔ اکتوبر کو انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کے جمیع دعوے جھوٹے ہیں اس لئے میں ان اعتقادات سے توبہ کرتا ہوں میرا نام فہرست مریدان سے نکال دیں۔

کیا معلوم ہے کہ مرزا جی کی شکست پر کتنے مرزائی مرزائیت سے بد دل ہو کر از سر نو مسلمان بنے ناظرین شحنہ وضمیمہ عمداً کھوج نکال کر ہم کو مطلع کریں۔

بعض مرزائی غالباً ایسے بھی ہیں جو مرزا جی کے قید سے واقف ہو کر دل میں منحرف ہو گئے ہیں مگر زبا

نی اقرار اس لئے نہیں کرتے کہ حماقت ظاہر ہوگی اور لوگ کہیں گے کہ کیا سمجھ کر مصنوعی نبی کے کلمہ گو بنے تھے اور کیا سمجھ کر اب اس پر لعنت بھیجتے ہو مگر ایسے لوگوں کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ شرع میں کیا شرم بڑے بڑے لوگو ں کو مغالطے ہوئے ہیں اور وہ راہ راست سے بہک گئے ہیں مگر بالآخر جاذبہ ءتوفیق الٰہی سے ہدایت پا گئے ہیں پس ان کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ شیطان کے دام سے نکل گئے و اما بنعمة ربك فحدث ۔اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ یکم نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۱ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

سیف چشتیائی مصنفہ پیر مہر علی کی ایک غلطی کی اصلاح

جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے رسالہ سیف چشتیائی میں ردّ مرزا غلام احمد قادیانی کے صفحہ ۱۹۷ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مدعیان نبوت کی فہرست میں داخل کر دیا۔ چونکہ اس غلطی کو دیکھ کر گمان غالب ہے کہ ایک طرف تو مخالفین شیخ بدستاویز تحریر پیر صاحب موصوف غلطی میں پڑ کر شیخ کو مدعی نبوت سمجھ کر مرتکب گناہ عظیم ہوں گے اور دوسری طرف موافقین و معتقدین شیخ، پیر صاحب کو غلط نویس یا غیر محقق بلکہ دشمن اہل حق سمجھنے لگیں گے لہذا اس فتنہ کے انسداد کی غرض سے ۱۴۔ اگست ۱۹۰۲ء کو خاکسار نے خود پیر صاحب کو لکھا۔ پیر صاحب کے جوابات کا خلاصہ یہ ہے کہ

میری لاعلمی میں میرے بعض احباب نے یہ الحاق کر دیا۔ طبع ثانی میں اس کی اصلاح ہو جائے گی اور موجودہ نسخوں میں اس مقام پر سیاہی پھیر دی جائے گی۔ پھر تخمیناً دو سال بعد میرے مطالبہ پر لکھا کہ تصحیح کر دی گئی اور طبع ثانی کی غرض سے نسخہ مصححہ حافظ محمد دین صاحب مالک مطبع مصطفائی پریس لاہور میں موجود ہے دیکھ لیا جاوے مگر حافظ صاحب موصوف کسی عوائق کی وجہ سے طبع میں توقف کر رہے ہیں۔،

چونکہ عرصہ دو سال سے زیادہ وعدہء اصلاح ہو گیا اور ابھی تک اصلاح کی کوئی امید نہیں اور معلوم نہیں کہ مصححہ نسخہ کب تک طبع ہوگا لہذا اس غلطی سے بچنے کی غرض سے پبلک پر ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ جس کے پاس سیف چشتیائی طبع اول ہو وہ اس مقام کو درست کر لے۔ غلطی میں نہ پڑے۔ جس کو شک ہو وہ خود پیر

صاحب سے دریافت کرلے یا ان کے خطوط جو خاکسار کے پاس اور بعض مولوی عبدالاحد (خان پوری) کے پاس جو راولپنڈی میں مقیم ہیں محفوظ ہیں ملاحظہ فرمائے۔ اگر طبع ثانی میں پیر صاحب کے احباب نے پھر غلطی کی یا تصحیح نہ فرمائی یا زیادہ دیر لگائی تو تمام خط و کتابت اس کے متعلق جو خاکسار اور پیر صاحب کے مابین ہوئی ہے واسطے آگہی پبلک کے مشتہر کی جائے گی۔

راقم۔ کمترین ابو محمد جمال الدین ڈاکٹر۔ مالک کارخانہ نیومیڈیکل ہال صدر بازار پشاور۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۸ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۲ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

مرزا اور مرزائیوں کا دجال

مرزائی جماعت ملا عبداللہ چکڑالوی کو دجال بتاتی ہے تو اون کی رہنمائی یقیناً مرزا جی نے کی ہے اور مرزا جی پر آسمانی باپ نے الہام کیا ہے پس وہ دجال کو پہچان گئے ہیں۔ ولی را ولی مے شناسد۔

لیکن تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی اپنے رقیبوں مسٹر پگٹ، ڈاکٹر ڈوئی، سومالی مہدی کو دجال نہیں بتاتے۔ غالباً اون کو مسیح اور مہدی مانتے ہیں۔ ان کے عقیدے میں دجال تو متعدد ہو نہیں سکتے، نہ اس تعدد کا نیچرل طور پر کوئی ثبوت ہے۔ ہاں مہدی اور مسیح متعدد ہو سکتے ہیں اور متعدد کیا معنی ایک قالب میں جمع ہو سکتے ہیں۔ دیکھ لو، مرزا جی مجدد بھی ہیں، محدث بھی ہیں، امام الزمان بھی ہیں، خاتم الخلفاء بھی ہیں، بروزی اور برازی (تناسخی نبی) اور رسول بھی ہیں، مامور بھی ہیں، جند بیدستر اور سقنقور بھی ہیں۔ برٹش عدالت کے مقہور بھی ہیں، آسمانی باپ کے مظفر اور منصور بھی ہیں، عسل زنبور بھی ہیں (عسل مصفی ایک مرزائی کتاب کا نام ہے) ساٹھے پاٹھے ہو کر ذیابیطس سے سوکھ کر اچور بھی ہیں۔ آسمانی باپ نے مرزا جی میں یہ ساری صفتیں نیچرل طور پر ٹھونسی ہیں اور جس طرح مرزا جی کبھی اپنے مذکورہ بالا رقیبوں کا نام تک نہیں لیتے، اسی طرح ان کے رقیب بھی برازی مرزا کو کسی کھتے کی کھاد نہیں سمجھتے۔ ورنہ اگر یہ سب ایک دوسرے کے اترے پترے کھولنے لگیں اور باہم پترے بازی کرنے لگیں تو رہیں کہاں۔

افسوس ہے کہ مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کی مسیحیت اور ملا سومالی کی مہدویت تو مسلّم ہو جائے گی

کیونکہ ان تینوں میں کوئی بھی ایک دوسرے کا باہمی منکر نہیں، مگر مرزا جی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا کیونکہ وہ ملا عبد اللہ چکڑ الوی کو دجال بتاتے ہیں۔ یہ تو دجالی سنت کے بالکل خلاف ہوا کیونکہ کسی مہدی اور مسیح (یعنی دجال) نے آج تک دوسرے مہدی اور مسیح (دجال) کو دجال نہیں کہا ا۔س سے صاف ثابت ہے کہ مرزا جی میں خود دجال بننے اور دوسروں کو دجال بنانے کی بھی قابلیت نہیں، ورنہ دجالوں کے راز سربستہ کی پردہ دری نہ کرتے جو سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔

تعجب ہے کہ جو شخص بعد ختم نبوت (حسب فحوائے حدیث شریف) نبوت کا دعویٰ کرے وہ تو دجال نہ ہو اور جس شخص نے لب پر مہر سکوت لگا رکھی ہو، وہ دجال بن جائے۔شاید آسمانی باپ نے پیشگی الہام کیا ہے کہ ملا عبداللہ چکڑ الوی بھی کسی زمانہ میں نبوت اور تبنیت کا دعویٰ کرے گا جو لیپا لک کی آسمانی بادشاہی کے لئے مضر ہوگا۔پس ابھی سے کاٹ دینا چاہیے ورنہ یہ گڈی بھی آسمانی غبارہ بن جائے گی۔

سچ پوچھو تو مرزا جی بھی ملا عبداللہ چکڑ الوی سے کچھ کم نہیں، بلکہ بہت بڑھے چڑھے ہیں۔ چکڑ الوی نے صرف احادیث کا دفتر ہی دریابرد کیا ہے، مرزا جی کی عیاری دیکھئے کہ مطلب کی تو قرآن وحدیث دونوں سے لے لیتے ہیں اور جو حدیث یا آیت مطلب کے خلاف ہوتی ہے یا تو اس سے انکار یا ایسی تاویل کہ دہری جائے نہ اٹھائی جائے۔اور بسا اوقات قرآن کی آیتوں کو مسخ کر کے اپنے لئے وحی تراشی جاتی ہے۔ ملا عبداللہ چکڑ الوی میں ایسا کمال نہیں۔ زمانہ سازی اور دنیا طلبی کے منافقانہ داؤں گھات میں مرزا جی ہی لاجواب ہیں۔

ملا عبداللہ چکڑ الوی کا تو جو کچھ عقیدہ ہے اس نے چھاتی ٹھونک کر کھلے بندوں کہہ دیا اور کوئی بات نہیں چھپائی۔ نہ کسی کے برا بھلا کہنے کی مطلق پرواہ کی۔ وفات مسیح میں اس کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وما قتلوہ و ما صلبوہ یعنی نہ حضرت عیسیٰ مسیح کو کسی نے مصلوب کرنے کے لئے صلیب پر چڑھایا، نہ قتل کیا۔ یہی عقیدہ اجماع اہل اسلام کا ہے۔اس کا یہ عقیدہ نہیں کہ عیسیٰ مسیح مصلوب بھی کئے گئے اور قتل بھی مگر سخت جان تھے اس لئے بچ نکلے۔

یہود بھی عجیب الو کے پٹھے تھے کہ اون کو اپنے ایسے خوفناک دشمن کا قتل کرنا اور پھانسی دینا بھی نہ آیا اور مسیح بھی وہ جو ہر طرح بے کس اور بے بس اور تنہا تھا۔کوئی مجرم جب ایک دفعہ جیل خانے سے بھاگ نکلتا ہے

تو پھر پکڑا آتا ہے۔ کیا یہودیوں میں یہ استطاعت نہ تھی جو حضرت عیسی مسیح کو دوبارہ پکڑ کر صلیب پر چڑھاتے۔ یہودا تو موجود تھا۔ غالباً اسی عقیدہ کے باعث دجال اور اسکے توابع نے عبداللہ چکڑالوی کو دجال قرار دیا۔

ملا عبداللہ چکڑالوی کو دجال بنانے کی وجہ ہم سے سنئے۔ چونکہ مرزا جی مسیح موعود بنے ہیں اور مسیح کے زمانہ میں دجال بھی آئے گا تو مرزا قادیانی کو لگتے ہاتھ قادیان سے کوئی پچاس کوس کے فاصلے پر دجال مل گیا۔ فی الحقیقت نہایت چرب پہلو شکار ملا، جسکو پکڑ کر اپنی مسیحیت کے ثبوت میں پبلک کے سامنے پیش کر دیا۔ لیکن مرزا جی تو پورے مسیح اس وقت ہوں جب اپنے دجال کو قتل کریں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ اس میں بھی ہیٹے ہی رہے۔ گھر سے باہر نکل کر ایک چوہیا تک تو مار نہیں سکتے، یہ ماریں گے اس دجال کو۔ ملا چکڑالوی صرف حدیث کا منکر ہے۔ مرزا قادیانی حدیث اور قرآن دونوں کا۔ اب بتاؤ دونوں میں بڑا دجال کون ہوا۔

اچھا ہم مرزائیوں کی خاطر تھوڑی دیر کیلئے مانے لیتے ہیں کہ ملا عبداللہ چکڑالوی دجال سہی، لیکن دو یورپی اور ایک سومالی دجال کی نسبت کیا کہیے گا۔ مسیح کے زمانہ میں تو ایک دجال اکبر کا آنا لکھا ہے نہ کہ چار کا۔ اب مرزا کی مسیحیت کہاں چھپتی پھرے گی جب کہ اوس کو چار طرف سے چار دجالوں نے گھیر رکھا ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ شکست اور وہ مات۔ آسمانی باپ کے گنڈوں پر بہت بکر کود مچا رہا تھا آخر دجالوں کے کھونٹے جا بندھا۔

مرزا جی بار بار کہتے ہیں کہ کوئی نبی دنیا کی زبانوں سے نہیں بچا، مخالفوں نے سب پر الزام لگائے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ دنیا نے کسی سچے نبی کو بھی آج تک دجال بنایا؟ جھوٹے نبی ہی دجال بنتے رہے۔ کم و بیش ۲۰ دجال جو آج تک گزرے، تواریخ شاہد ہے کہ وہ دجال ہی رہے۔ اول اول حمقاء کی بدولت خوب زور شور خوب اکڑ فوں رہی، مگر بالآخر حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے مٹ گئے۔ بتاؤ اس وقت کون سے دجال کی امت موجود ہے۔

مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی بھی یہی کہتے ہیں جو مرزا جی کہتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ نہ مرزا جی ان تینوں کو مانتے ہیں نہ وہ مرزا جی کو۔ جب امت محمدیہ میں مرزا جی جیسے نبی پیدا ہو رہے ہیں اور حسب پیشین گوئی مخبر صادق ﷺ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں جیسا کہ مرزا جی کا مقولہ ہے تو امت عیسوی میں کیوں نبی پیدا نہ ہوں اور کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب دو عیسائی مسیحوں پر ایمان نہ لائیں۔ مرزا جی محمدی نبی، مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی

عیسائی نبی۔ان مردودوں کذابوں کو ذرا بھی شرم نہیں آتی کہ ایک جانب تو اپنے کو امتی بناتے ہیں اور دوسری جانب نبی۔

یورپ میں ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگٹ کا کچھ بھی اثر اور غل غپاڑہ نہیں۔وجہ یہ ہے کہ وہاں کے فیلسوف ان کو پاگل سمجھتے ہیں ان کے دعووں کی مطلق مخالفت نہیں کرتے۔مگر مرزا جی کو ہندوستان میں کوئی پاگل نہیں سمجھتا بلکہ علاوہ علماء اور فضلاء اور مشائخ کے جو لوگ کچھ بھی پڑھے لکھے ہیں اور ذرا بھی قوت ممیّزہ رکھتے ہیں سب کے سب مرزا جی کو عیار، مکار، دوکاندار، حریص اور طامع یقین کرتے ہیں۔اور یہی وجہ مخالفت کی ہے۔اگر مرزا جی بجائے نبی بننے کے پاگل اور دیوانے بن جاتے تو...ضعیف الاعتقاد لوگ اون کو غوث اور قطب اور ابدال سمجھنے لگتے۔

دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند

لیکن مرزا جی کے چیلے سب پاگلوں سے بڑھ کر ہیں، جنہوں نے قطبوں اور ابدالوں سے بھی کئی بانس بڑھا کر مرزا جی کو مسیح اور نبی بنا دیا اور مرزا جی ان خطابوں پر پھولے نہیں سماتے اور کہتے ہیں:

اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

مسلمان کیسے ہی ضعیف الاعتقاد یا سادہ لوح ہوں، وہ پاگلوں کو مجذوب اور خدا رسیدہ ولی بنا دیتے ہیں، مگر ممکن نہیں کہ کسی کو نبی بنا سکیں۔نبوت کا ذکر جب آئے گا سر جھکائیں گے۔اور جب یہ سنیں گے کہ بعد ختم نبوت کسی مکار نے نبوت کا دعوی کیا ہے تو لا حول پڑھیں گے اور لعنت بھیجیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اون کے پاس قرآن مجید اور فرقان حمید موجود ہے جس میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کا خطاب دیا گیا ہے۔آفرین ہے مرزا قادیانی کی قساوت قلبی اور بے حیائی پر کہ قرآن پر بظاہر ایمان رکھتا ہے اور اپنے کو بظاہر مسلمان اور امت محمدیہ میں سے بتاتا ہے اور نبوت کا دعوی کرتا ہے۔اور آفرین ہے مرزائیوں پر کہ انہوں نے باوصف مسلمان ہونے کے ایک بدمعاش کندہ ناتراش کو نبی بنا دیا ہے اور اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

منبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کی نعت بیان کرنا بالکل دھوکے کی ٹٹی ہے۔جس شخص نے کلمۃ اللہ اور روح اللہ سیدنا مسیح کو برا کہا، اوس نے تمام انبیاء کرام کو برا کہا۔اور جو شخص انبیاء کرام کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن

ہے، شیطان ہے، دجال ہے۔ اس کے قرب سے بھی پناہ مانگنی چاہیے۔

موجودہ زمانہ کے دجال آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہر دجال دوسرے دجال کو کہہ رہا ہے کہ تو دجال ہے، میں نبی ہوں۔ تو تو اور میں میں ہو رہی ہے۔ ان کے نزاع کا آخر محاکمہ کرنے والا کون ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ زمانہ ہے۔ یعنی زمانہ نے جس طرح دوسرے دجالوں کو مٹا دیا کہ ان کا نام لیوا بھی کوئی نہ رہا، چند روز میں یہی حال اون کا بھی ہوگا۔ اس سے بڑھ کر کوئی معیار نہیں۔ بالفعل تو ہر دجال کے لئے ایک دجال ہے۔ جس نے منطقی دور و تسلسل کا استحالہ جائز بلکہ واقع کر دکھایا ہے۔ مہدی ایک ہوگا، مسیح ایک ہوگا، ہاں دجال بہت سے ہوں گے، ان کا ثبوت مل رہا ہے۔

مرزا جی کہتے ہیں ارے کم بختو تمہاری قسمت میں کیا دجال ہی لکھے ہیں، مسیح اور مہدی نہیں لکھا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر دجال یہی کہتے کہتے فی النار ہو گیا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ ایمان سے کہو وہ دجال تھے یا نہیں۔ کہدو کہ نبی تھے۔ بس ایسے ہی نبی آپ ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مرزا جی تو نبی اور مسیح اور ان کے دوسرے رقیب دجال۔ دوسرے کا دودھ کھٹا اور مرزا جی کی چھاچھ میٹھی۔ آخر اس کا کوئی ثبوت بھی ہے۔ مخبر صادق ﷺ نے جس دجال اکبر کے آنے کی پیشین گوئی ان کا ابھی وقت نہیں آیا، نہ ان کے آنے کے آثار ظاہر ہوئے۔ بس سچے نبی کی سچی پیشین گوئی کی یہی شناخت ہے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۸ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۲ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۵)

ججی میں مرزا جی کی اپیل

جناب عالی! میں نے اپنے لاہور والے لیکچر میں کوئی دس لاکھ آدمیوں کے سامنے بیان کر دیا ہے کہ میں ہندو بھی ہوں، سکھ بھی ہوں، بدھ بھی ہوں، آریا بھی ہوں، لعل بیگیوں کا لعل بجھکڑ بھی ہوں، خدا جانے کیا کیا ہوں۔ الغرض جو کچھ ہوں، صلح کل کا برزخ ہوں۔

میں نے کرم الدین کو کسی بدنیتی سے کذاب اور لئیم اور صاحب بہتان عظیم نہیں کہا، بلکہ کمال شفقت

اور دل سوزی سے کہا ہے۔اور میرا یہ حق تھا کیونکہ میں آسمانی باپ کا لیپا لک ہوں۔اس نے مجھے ریوڑ اور گلّے کی چوکسی کیلئے بھیجا ہے۔اگر کوئی بھیڑ کسی کے کھیت میں گھس کر درختوں پر منہ مارنے لگے تو گڈریئے کا فرض ہے کہ اسکو ڈانٹے اور سونٹا رسید کرے۔لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ گلہ بان ظالم ہے، قصائی ہے، بھیڑوں کو بلاوجہ ذبح کر رہا ہے۔

دوئم کذاب اور لئیم کوئی گالی نہیں۔کــذا ب مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جھوٹوں کا بادشاہ۔کیا بادشاہ ہونا، خواہ کسی قوم کا ہو، عیب ہے۔یہ تو بہت بڑی مدح ہے۔

خود مسلمانوں کی کتاب حدیث میں ہے کہ بادشاہ کی اطاعت کرو خواہ وہ کیسا ہی ہو اور کوئی ہو۔دنیا میں دو ہی قسم کے لوگ ہیں جھوٹے یا سچے، کیا وجہ ہے کہ سچوں کے لئے تو بادشاہ ہوں اور جھوٹوں کے لئے نہ ہوں۔خدا تو سچوں کا بھی ہے اور جھوٹوں کا بھی۔پس ہم کو خدا کی تقلید کرنا چاہیے تخلقوا با خلاق الله حتی الامکان۔اور انصاف تو یہ ہے کہ جھوٹوں پر جھوٹے بادشاہ حکومت کریں اور سچوں پر سچے بادشاہ۔یہ نہیں کہ دونوں گڈمڈ کر دیئے جائیں۔پس میں نے کرم الدین کی تعریف کی ہے اسے بادشاہ بنایا ہے نہ کہ توہین۔

سوم، کذب کے لغوی معنی واجب کرنا اور درنگ کرنا بھی ہیں۔پس کذاب کے معنی بہت بڑا واجب کرنے والا اور بہت بڑا درنگ کرنے والا ہوئے۔یعنی کرم الدین لوگوں پر مجھے دجال کہنا واجب کرتا ہے اور میری نبوت اور مسیحیت پر ایمان لانے میں درنگ کرتا اور روڑے اٹکاتا ہے اور یہ واقعی ہے۔پس اس میں دل آزاری اور توہین کہاں سے آگھسی۔اور توہین بھی ہے تو اپیلانٹ کی، نہ کہ رسپانڈنٹ کی۔

پھر جب کذب کے دو معنی ہیں تو شک پیدا ہو گیا کہ متکلم کی مراد کون سے معنی ہیں اور شک ہمیشہ ملزم کے حق میں مفید ہوتا ہے نہ کہ مدعی کے حق میں۔لہذا جرمانہ واپس ملنا چاہیے۔عدالت ماتحت بالکل واقف ہی نہیں کہ لغت کسے کہتے ہیں اور اصطلاح کیا چیز ہے اور لفظ مشترک المعنی کس جانور کا نام ہے۔

پنجم، لالہ چندولعل صاحب کی عدالت لکھ چکی ہے کہ کرم الدین نے بہت جھوٹ بولے۔بس اب اس کے کذاب ہونے میں کیا شک رہا۔میں نے ہی کیا بھس ملا دیا۔

مسٹر آتمارام کی عدالت ہرگز مجاز نہ تھی کہ لالہ چندولعل کی عدالت کے عندیہ کو مسترد کر دیتی کیونکہ وہ

عدالت اپیل نہ تھی۔

ششم: لئیم کے لغوی معنی نالائق اور بخیل کے ہیں۔ یہ صفت ہر انسان پر صادق آتی ہے۔ ایک عالم فاضل بمقابلہ ایک طبیب کے یا شاعر کے نالائق ہے۔ یعنی وہ بیمار کا علاج کرنے اور شعر کہنے کی لیاقت نہیں رکھتا۔ اور ہر شخص بخیل ہے، کیونکہ کوئی سائل اگر کسی لکھ پتی سے ایک لاکھ روپیہ، جو اس کا کل سرمایہ ہے، مانگے تو وہ ہرگز نہ دیگا۔ پس یہ واقعی صفت ہے اس میں کون سا ازالہ حیثیت ہو گیا جب کہ ہر انسان کی یہی حیثیت ہے۔

ہفتم، بھتان مشتق ہے بھت بالفتح وبالضم سے، جس کے معنی کسی کو اچانک آ لینے اور حیران کرنے اور حیران ہونے کے بھی ہیں۔ اس کو ازالہ حیثیت سے کیا تعلق۔ اول تو شک کا وہی پوّا یہاں بھی لگا ہے۔ دوم، کرم الدین نے مجھے آچانک آلیا حیران کیا اور خود بھی حیران ہوا۔ وہ اور میں اور میرے حواری عدالت میں سرگاڑی اور پاؤں پہیے بنے متواتر دو سال پھرے پھرکی بن گئے، چوکڑی بھول گئے، ہوش بگڑ گئے، حواس لٹو اور عقل چیر غٹو ہو گئی۔ الٰہی پناہ! یہ تو واقعی بات ہے۔ اگر توہین اور دل آزاری ہوئی تو فریقین کی۔ کرم الدین ہی میں کون سا سرخاب کا پر لگ گیا۔

پس مذکورہ بالا وجوہ پر کامل لحاظ فرما کر مبلغ سات سو روپیہ واپس اور عدالت ماتحت کو ڈانٹ ملنی چاہیے کہ آئندہ میرے معاملہ میں ناانصافی نہ کرے کیونکہ ابھی تو پہل ہوئی ہے خدا جانے مجھے عدالت میں کتنی بار آنا پڑے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کرم الدین میرے جان کے لاگو موجود ہیں۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۸ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۲ جلد ۲۲و۲۴ ص ۵۔۶)

ضعیف حدیثوں سے استدلال

صحیح احادیث جو مرزا جی کے دعووں کے خلاف ہوتی ہیں، بے تامل مسترد کر دی جاتی ہیں اور ضعیف حدیثیں جو مطلب کی ہوتی ہیں نگار آستین بنائی جاتی ہیں۔ مثلاً علماء امتی کا نبیاء بنی اسرا ئیل بالکل موضوع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تو ترجیح وخیار انبیاء سے ممانعت فرمائی ہے بخاری شریف میں ہے لا تخیروا فی انبیاء الله ۔ پھر آپ کیونکر اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے اولوالعزم انبیاء کا ہم سر قرار

دیتے، کیا معنی کہ جب آپ کے امتی علماء بنی اسرائیل کی مانند ہوئے تو آپ کا درجہ تمام انبیاء سے کیسا کچھ بڑھ گیا اور تعلیم قرآنی کے خلاف ہوا کہ لا نفرق بین احد من رسلہ

آپ اپنے مختلف رسالوں میں لکھتے ہیں کہ علماء امت کے بعض افراد کو علی سبیل التفاوت انبیاء بنی اسرائیل سے نسبت ہو جاتی ہے جیسے حضرت بایزید بسطامی عیسوی المشرب تھے، انہوں نے یہ معنی اس وقت سمجھے جب ایک چیونٹی کو مار کر اس میں پھونک ماردی اور زندہ کر دیا۔

کیوں جناب احیاء اموات پر تو خدا تعالی بھی (بقول مرزا قادیانی) قادر نہیں اور سنت اللہ کے خلاف ہے ۔حضرت مسیح نے بھی کسی کو زندہ نہیں کیا۔ بلکہ قرآن میں زندہ کرنے سے مراد احیاء قلوب یعنی ہدایت ہے اور بایزید بسطامی نے خلاف سنت اللہ موتی کو زندہ کر دیا۔ بایزید بسطامی عیسے مسیح ہی سے بڑھ کر نہیں بلکہ خدا سے بھی (معاذ اللہ) بڑھ گئے جس کا قانون قدرت مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔ پھر بایزید بسطامیؒ نے تو صرف نسبت مسیحی کے فیض سے مردے کو زندہ کیا، آپ اپنے استدلال میں تو یہ واقعہ پیش کرتے ہیں مگر عیسی مسیح اور ان کے معجزات کے منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص انبیاء کرام کو نہیں مانتا بلکہ بعض پر سبّ وشتم کرتا ہے وہ اولیاء کو کیوں ماننے لگا۔ یہ ہذیان اور مالیخولیا نہیں بلکہ یہ بدنفسی اور شرارت ہے۔ اور آپ کو صوفیہ کے اقوال سے کیا واسطہ، آپ کو تو آسمانی کے الہام سے واسطہ رکھنا چاہیے۔ آپ نبی ہو کر ولی کیوں بنتے ہیں اور اپنے کو بلندی سے خاک ندامت پر کیوں گراتے ہیں۔ اڈیٹر۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۸ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۲ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶۔۷)

الخلافة بالمدينة و الملك بالشام

مندرجہ عنوان حدیث بیہقی میں ہے جو تفسیر ہے لیستخلفنھم.. الآیہ کی یعنی خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور ملک وسلطنت کا مستقر شام ہے۔ اب مرزا جی جو اپنے کو خلیفہ نہیں بلکہ خاتم الخلفاء قرار دیتے ہیں تو وہ مدنی ہیں یا شامی، وہ تو موضع قادیان کے جھونپڑے میں بیٹھے خلافت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ وہ مدینہ اور شام کی جانب منہ کر کے بھی سوئے۔ اور مشکوۃ شریف میں ہے :

عن عبد الله بن حوا له اذا ر أيت الخلا فة قد نز لت ا لا ر ض المقدسة فقد اتـت الـزلا زل و البـلا بـل و ا لا مـور ا لعظـا م ۔یعنی اے اب حوالہ جب تو دیکھے کہ خلافت بیت المقدس کی زمین پر اتر آئی ہے تو اسکے ساتھ زلزلے اور غم اور امور اعظم وابستہ ہونگے

اس حدیث نے خلافت کا خاتمہ کر دیا۔یعنی خلافت صرف مدینہ تک محدود ہوگی اسکے بعد مصائب و آفات ہیں۔اب قادیان میں خلافت کا قائم ہونا زیادہ تر نزول مصائب کا باعث ہورہا ہے اور جب تک خود بدولت زندہ ہیں اسلام کے لئے مصائب ہی کا سامنا رہے گا۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند۔۸نومبر۱۹۰۴ءنمبر۴۲ جلد۲۲و۲۴ص ۷۔۸)

مرزاجی کا فریب

مرزا صاحب اپنی پیشین گوئیوں کے غلط اور جھوٹ ہونے پر بڑی بڑی تاویلوں کے ساتھ اڑ جائیں گے اور حوالہ دیں گے کہ انبیاء کرام کی پیشین گوئیاں بھی تو غلط ہوگئی ہیں،لیکن انبیاء کی سچی پیشین گوئیوں کا کبھی ذکر تک نہ کریں گے۔وجہ یہ ہے کہ سچے سچوں کی باتوں کا ذکر کرتے ہیں اور جھوٹے جھوٹوں کی باتوں کا۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر مذکورہ بالا تاویلیں بھی محض ظاہری ہیں۔ورنہ بھلا عبداللہ آتھم کی نسبت اور آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم) سے عقد ہوجانے کی جو پیشین گوئی تھی اس کو اب تک صحیح قرار دیتے ہیں،بھلا اس اندھے پن کا کیا جواب ہے۔گویا ایک جانب اقرار اور دوسری جانب انکار۔اس کے یہ معنی ہوئے کہ نبی سچے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی اور میں سچا نبی بھی ہوں اور جھوٹا بھی۔کوئی پوچھے انبیاء کرام تو محض صدق سے پہچانے گئے ہیں ،چودھویں صدی کا نبی اپنی فطرت میں لاجواب ہے کہ کذب سے بھی پہچانا جاتا ہے۔پھر خوبی یہ ہے کہ انبیاء کرام کا تو صدق (معجزات وغیرہ) بھی فطرت کے خلاف،اور قادیانی مرزاجی کا کذب بھی داخل فطرت، بلکہ عین فطرت لعنة الله على الكا ذبين ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۸نومبر۱۹۰۴ء نمبر۴۲ جلد۲۲و۲۴ص ۸)

لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا

جس طرح بعض دوسرے نوزاد مرزائی پرچے ضمیمہ شحنہ ہند کا مدمقابل بنتے ہوئے جہنم رسید ہو گئے یہی حال بہت جلد انشاء اللہ دوورقی کا ہونے والا ہے کہ گھسّوں اور رگڑوں میں آ کر پھٹ پھٹا کر..مزار پر چڑھ جائے گی۔ بھلا دوورقی وہ بھی ماہوار اور ضمیمہ شحنہ ہفتہ وار، چار بار وہ زناٹے دار اٹھارویں بچکانے کی بوچھاڑ ہو گی کہ لعل بیگیوں کیلا ل گرو کو پگڑ سنبھالنا مشکل ہو جائے گا، اور چند یا اچھی خاصی گلٹ بن جائے گی۔ یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ مجدد کو سر بازار ماں بہن کی فحش اور مغلظات دینے سے مرزائی قدر کریں گے، راتب جھکائیں گے، مگر مآل کار سمجھنا مشکل ہے۔ یہ خیالی پلاؤ لوہے کے چنے ہو جائے گا، اور خود لیپا لک کا زعفرانی پلاؤ اور جند بیدستری معجونیں چھٹی کے دودھ کے ساتھ راہ اسفل سے نکل پڑیں گی۔ بھلا دوورقی کی بساط اور وسعت ہی کیا ہے۔ چلی ہاتھی سے بیعانہ لینے۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ ہم نے عالمانہ فاضلانہ حکیمانہ مجددانہ اور نیز مذاق کے پیرایہ میں دجال اور دجالیوں کی ہر طرح بدھیا بٹھادی ہے ہر رنگ میں استدلال سے کام لیا ہے اور سارے دعووں کی جڑ کھود کر پھینک دی ہے غیر ممکن ہے کہ کوئی بات لغو یا حشو..قلم سے نکل سکے۔

ہم نے معقول انعامات بھی مشتہر کئے کہ جواب دیں اور انعام لیں، مگر کسی کا بوتا نہ تھا۔ اب بعض لنگوٹیا فاقہ کشوں کا یہ ارادہ کہ وہ دجال کا کفارہ بن سکیں گے خودکشی کے اقدام سے کم نہیں۔

سن بے او دو ورقی والے! ہم تو جب جانیں کہ تو پشتیبان بن کر خر دجال کو مجدد کے میدان مناظرہ میں دو قدم بھی چلا سکے۔ اس کی کمر پہلے ہی لگی ہوئی ہے۔ پشت میں گھاؤ پڑ گئے ہیں، دم جھڑ گئی ہے، سم گر گئے ہیں۔ تو کب تک ٹخ ٹخ کرتا سہارا لگا تا سر نٹے پھٹکاتا، اسکے پیچھے لگے گا۔ تو کچھ ہی جتن کرے، مگر کسی طرح خر دجال کی آنکھ کی پتلی نہ بنے گا۔ بلکہ از ہر سو راندہ و درماندہ ہوگا۔ انشاءاللہ

ایک خدا نے پھوڑی دوسری مجدد نے۔ اب تو وہ اندھوں کا کانا سردار بھی نہیں رہا، بلکہ چوپٹ اور پٹم ہو کر کان من الکافرین، بن گیا۔ اندھا بے ایمان آگے آگے ہے اور تمام کوران مادرزاد بلکہ فطری گونگے

اور بہرے پیچھے پیچھے ہیں۔ اندھوں کی محفل گرم ہے اور اندھا ہی ان کا اسپیکر، لیکچرار اور لیڈر رہے۔ کانا دجال اب دجال نہیں رہا بلکہ بروز (آواگون) پاکر سورداس بن گیا ہے۔ سچ ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی

سن او دو ورقی والے! تیرا دجال تو دجال کا پورا نقال بھی نہیں جو نبوت کیسی، خدائی کا دعوی کرے گا اور خود مخبر صادق ﷺ نے فرما دیا ہے کہ وہ کانا ہوگا حالانکہ خدا کانا نہیں۔ نبوت کا دعوی تو دجال کی شان کے خلاف ہے۔ اگر تمہارا پیر مغاں خدائی کا دعوی کرے تو ہم سمجھیں کہ وہ دجال اکبر ہے۔ افسوس کہ اسے تو دجال بننا بھی نہ آیا۔

خوب یاد رکھ کہ نبوت کا دعوی کرنے والے ہی دجال ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ دیکھ دنیا کسے دجال کہہ رہی ہے۔ مگر کون دیکھے اور کون کہے اور کون سنے صم بکم عمی فھم لا یرجعون ۔ تیرا صغیرہ اصرار سے ضرور کبیرہ ہو جائے گا، مگر سر دست صغیرہ کی مکافات بھگت، کبیرہ کی نوبت آئی تو قیامت برپا ہو جائے گی

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۱۶ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۳ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

دو ورقی والے کا دجال اور دجالن

دیکھے جو مجدد کے قلم کے بھالے
دجال کو جان کے پڑے ہیں لالے
گر جائے گا مینار ارا ارا کر کے
تھامیں گے اسے خاک دو ورقی والے

جس دن سے مقدمہ کی بازی ہاری
اسفل کی بڑھی ہے اور بھی بیماری
کالا ہوا منہ لال گرو کے منہ پر

جھاڑو بھی نہ لال بیگیوں نے ماری

مرزا کہ رگ وپے میں بھری مکاری
طراری و جعل سازی و عیاری
جورو کو ملے جواہرات اور زیور
جیتی وہی احمقوں نے بازی ہاری

مرزا ہوا دنیائے دنی کے صدقے
جورو بھی ہوئی اپنے دھنی کے صدقے
لادا ہے مجھے زیور سے گدھی کے مانند
کیوں کر نہ ہوں میں اپنے نبی کے صدقے

جورو نے کہا لا مجھے سیم و زر دے
آ میری صدف کو موتیوں سے بھر دے
جم جم سے فدا ہوں اپنے لیپالک پر
کھا کھا کر سقنقور جو تڑکا کر دے

چلتے پرزے بلا کے ہیں مرزائی
ابلیس سے مسند خلافت پائی
سب لوٹتے ہیں گٹ کے مسلمانوں کو
یہ چور ہیں گھٹ کٹے ہیں ان کے بھائی

گھا گھس ہے کہ ٹینی کا ہے قورّم سالا
ٹکڑوں کوں کر رہا ہے مرغی والا
یہ کھول کے سب کے سامنے رکھتا ہے
کس درجہ ہے دیوث دو ورقی والا

ایک ایک جتن کو روبہ بازی کہیے
ہر بات کو اس کی جعل سازی کہیے
معمور عفونت سے ہے از سر تا پا
مرزا کو بروزی کہ برازی کہیے

الٹی ہے پڑی مقدمہ کی جو نکلی فال
گھامڑ یہ نجومی ہے انا ڑی رمال
مرزا کا سگا بنا دو ورقی والا
وہ ہے سگ زر یہ برادر ہے شغال

ہے خوف جہاد سے لعین کو زلزال
یہ شیر بنا ، مگر ہے روباہ خصال
پہنچے نہ حمار منزل مقصد پر
لنگڑا ہے و زیر اور کانا دجال

لالوں کی بنی ہے زیوروں سے لالن
بالی پتوں سے بن گئی ہے مالن
ہر سال یہ دجال کو پھل دیتی ہے
سوگھڑ ہے نکھٹو سے بہت دجالن

گر خامۂ فکر کو ذرا چکر دوں
ہر دوں کو زمین میں دفن کر دے گردوں
اعجاز دکھاؤں دشمن عیسی کو
کانا جو ہے دجال اسے اندھا کر دوں

بھوکے مرزائیوں کو سیم و زر دوں
خالی جو صدف ہو اس میں گوہر بھر دوں
پتلی نہیں جس آنکھ میں تیری دجال
اس آنکھ میں نیل کی سلائی کر دوں

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۱۶ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۳ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۳)

دو ورقی والا کرشمہ تجدید دیکھئے

سن بے او کانے ٹٹو کے بدھو نفر، تو جو منہ پر خالی تو بڑا چڑھا کر راتب کے لالچ میں دجال کے اصطبل میں کفر کے کھونٹے جا بندھا ہے، تو سچ بتا تو نے کیا ہریائی دیکھی ہے۔ بچہ دانہ بھرے تو بڑے کی جگہ مرچوں کا تو بڑا اتھنی پر نہ چڑھا تو جبھی کہنا۔ دولتیاں اور پشتگین تو کیا پھینکے گا، فقر اور فاقہ کے دنوں کی سوکھی لید تک پلید کی آنتوں سے نکل پڑے گی۔۔

مرزائیوں کے راتب کے لالچ پر بعض دوسرے مرزائی بھی بے گھانس والے تھان پر بندھ کر ٹاپ چکے ہے مگر کس مپرسی کے ... جھونکوں نے ان میں بھنباتے ہی ڈالے۔ دوورقیاں خرد جال کے سینگوں کی طرح غائب غلہ ہوگئیں۔ تمام مرزائی سر جوڑ کر مجدد کے برابر ایک فقرہ اور ایک مصرعہ تو موزوں کریں۔ منہ نہ بگڑ جائیں تو سہی۔ پھوٹی آنکھوں سے رباعیات مجدد کی ذرا فصاحت و بلاغت دیکھ۔ مگر مرتدوں سے تجدید پر ایمان لانے کی امید کہاں۔ یوں کا تا اور لے دوڑی، تو تیری خالہ ایک جولا ہی بھی کرسکتی ہے۔ تو فصیح و بلیغ بلکہ معجز رباعیاں پڑھ چکا، اب .. اپنے علامہ قطامہ جورو کے سامنے ذیل کی نظم پڑھ۔ پھر دیکھ بھینا اپنے بھائی جان کی کیسی پیٹھ ٹھوکتی ہے

کہتے ہیں مرزائی جسے مرزا نطفہ ہے وہ رمالوں کا
بیسواں خیمہ اس نے گاڑا آ کر یاں دجالوں کا
فرض جو تھا اسلام میں پردہ اس کو اٹھایا مرتد نے
دار الامّاں میں ہو جم گھٹ تا کہ پری تمثالوں کا
بھیک کی بھیک اور مائیوں کا نظارہ ہو حاصل گھر بیٹھے
ساتھ کے ساتھ ستارہ چکے چمکے دیّوثوں دلالوں کا
کوئی تنبولن کوئی تیلن چومیں انگوٹھا آ آ کر
ہو کے نہال کہے پھر لالن لال ہے مرزا لابوں کا
میرا مرزا میرا عیسی میرا لے پالک جیوے
جس نے ایٹرن سب کو بنا کر چرخہ بنایا مالوں کا
مال و منال سے یاں مطلب ہے نال گڑا ہے حسینوں کا
نالے نال چلیں سب پیچھے تانتا لگا ہے چھنالوں کا
کھا کے سقنقوری معجونیں ہو گئے ساٹھے پاٹھے تم
پھولنا دیکھے آ کر کوئی سوکھے پچکے گالوں کا

مکر کا تانا بانا تننا یعنی مثیل عیسی بننا
پھر عیسی کو گالی دینا، ہے یہ کام رذالوں کا
تم کو بنایا احمدی اس نے ضد ہوئی نام محمد سے
پڑ گیا اے مرزائیو تم پر پھندا شرک کے جالوں کا
دیکھے آ کے دو ورقی والا بنتا ہے جو دجال کا سالا
بول مجدد کا ہے بالا ، بند ہے دم جہّالوں کا

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۱۶نومبر۱۹۰۴ء نمبر۴۳ جلد۲۲و۲۴ص۳۔۴)

مراسلہ

بعالی خدمت جناب مولانا شوکت صاحب زادلطفہ سلام علیکم طبتم۔

آپ کے بے نظیر اور قابل قدر ضمیمہ کا موضوع مرزا صاحب قادیانی کی بے اعتدالیوں کا تدارک اور اس کے ہتھ کنڈوں سے کافۃ المسلمین کو بچانا ہے جس پر بڑے بڑے نادر مضامین نکل چکے ہیں اور نکل رہے تھے کہ اچانک گذشتہ دو نمبروں میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کا بھی بہت برے الفاظ میں ذکر ہوا اور دجالیت کے باب میں مرزا صاحب سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔آپ کا اختیار ہے۔مگر انصاف کو کسی حال میں ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔مولوی عبداللہ صاحب کو آپ جو چاہیں کہیں تاہم اتنا تو کم از کم نہ کریں کہ مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں۔ان دونوں بزرگوں کے درمیان جو مابہ الامتیاز ہے اس میں سے چند موٹی اور بدیہی باتیں سن لیجئے۔

عبداللہ چکڑالوی: بس اوپر خدا ہے اور نیچے قرآن مجید

مرزا قادیانی :موجودہ قرآن کی تحریف کر کے ایک نیا قرآن گھڑا جاتا ہے۔

چکڑالوی :کوئی نیا روپ دہارا ہے نہ کوئی نیا دعوی کیا ہے۔

قادیانی: بہت سے روپ دہارے ہیں چنانچہ حال ہی میں اپنی ذات کو کرشن جی کا اوتار بتایا ہے(دیکھو لیکچر سیالکوٹ

جو مرزا جی نے وہاں دیا ہے) کوئی بتاوے کہ کرشن جی مہاراج کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

چکڑالوی: قرآن مجید پر خود چلتا ہے اور لوگوں کو چلانا چاہتا ہے۔

قادیانی: اپنی نبوت اور رسالت کی مریدوں سے بیعت لیتا ہے۔

چکڑالوی: جو کچھ لکھتا ہے نہایت تہذیب کے ساتھ۔

قادیانی: ہر ایک فرقہ کو سبّ وشتم کرتا ہے۔

چکڑالوی: جب ایک بی بی فوت ہوگئی تو پھر کسی قسم کی ہوس دامن گیر نہیں ہوئی اور نہایت عفت اور پاک دامنی کے ساتھ اپنے عمر کے ایام کاٹ رہے ہیں۔

قادیانی: محصنہ نواری مستورات کو عقد میں لانے کیلئے الہامات ہوتے رہے جو آخرالامر غتر بود ہوگئے۔

چکڑالوی: کسی سے ایک ٹکا یا پیسہ کے روادار نہیں ہیں اپنی اراضی کی آمدنی سے نہایت کفایت شعاری اور کسر نفسی سے گذرا چلاتے ہیں اور جو کوئی روپئہ پیسہ پیش کرے، اس پر لات مارتے ہیں۔

قادیانی: اول درجہ کے مالدار مریدوں کی آمدنی سے بن گئے ہیں۔ اور روزمرہ سینکڑوں کے منی آرڈر وصول کرتا ہے۔ جند بید ستر اور ماہی سقنقور کا حلوہ وغیرہ، یاقوتیاں اور روغن بادام وغیرہ سب کچھ۔

چکڑالوی: غیر محرم عورت کو بے برقع کے قرآن شریف کی رو سے حرام جانتے ہیں۔

قادیانی: اپنی مریدنیوں کو صاف حکم ہے کہ برقع اتار دیں۔

چکڑالوی: قرآن مجید سے باہر جانا ناپسند کرتے ہیں۔ اور قرآن مجے کو ہی حدیث یقین کرتے ہیں فبای حدیث بعد الله و آیاته یومنون

قادیانی: قرآن اور حدیث میں سے جو اپنے مطلب کی بات ہے وہ میٹھی، باقی کڑوی تھوتھو۔

چکڑالوی: عبداللطیف کابلی کی موت کو قرآن کی رو سے حرام موت ثابت کرتے ہیں۔

قادیانی: شہیدوں کا مرتبہ دیتے ہیں مگر بلادلیل۔

سبحان اللہ ایک ایسے شخص پر جو قرآن مجید کا ایسا فدائی ہے جسکے ہر رگ وریشہ سے قرآن ہی قرآن کی صدا نکلتی ہے اوس کو ایک ایسے آدمی کے ساتھ تشبیہ دی جاوے جو أ رأیت من اتخذ الھه ھواه

کا مصداق ہو۔ آپ یقین جانیں کہ اس احقر العباد کو کو ان دونوں بزرگوں میں سے کسی سے بھی کچھ واسطہ اور تعلق نہیں ہے مگر انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔ نہ یہ کہ آٹے کے ساتھ گھن بھی پیسا جائے۔ اگرچہ آپ سے بزرگان دین کے سامنے کسی ایسی بات کا پیش کرنا گستاخی میں داخل ہے مگر مجبوراً چند شعر حضرت مولوی معنوی قدس سرہ کے پیش کئے جاتے ہیں

اہل قرآنند اہل اللہ و بس
اندر ایشاں کے رسد بو الہوس
ہر کہ اندر دام نفس است و ہوا
اہل شیطانست نے اہل خدا
معنی قرآن ز قرآن پرس و بس
و ز کسے کانش ز دست اندر ہوس
پیش قرآن گشت قربانی و پست
تا کہ عین روح او قرآن شد است
روغنے کوشد فدائے گل بگل
خواہ روغن بوئے کن خواہے تو گل

دیگر:

ایں نہ مردانند ایں ہا صورت اند
مردہ ناں اند و کشتہ شہوت اند
جو کہ آئش ہست جو خود آں بود
آدمی آنست کو را جاں بود

راقم۔ بے نشان

اڈیٹر۔ مولوی عبداللہ صاحب کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے مرزائیوں اور مرزا کے اقوال اور عندیہ اور

زعم کے مطابق ہے جس کا تعلق دجالیت سے ہے بے شک ضمیمہ کو مرزا اور مرزائیوں کے تعاقب کے سوا دیگر مذاہب سے کچھ سروکار نہیں نہ ایسے مضامین کی حاجت۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۱۶ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۳ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۶)

ہر دجال دوسرے کو دجال بتاتا ہے

مرزا جی ہمیشہ دجالوں کے منکر رہے اور یہی کہتے رہے کہ دنیا میں دجال کوئی آیا ہی نہیں، نہ آئندہ آوے، ہاں نبی لاکھوں آچکے ہیں اور قیامت تک کروڑوں آئیں گے۔ مگر مرزا جی کے عقیدے اور زعم کو بعض ناخلف مرزائی جھٹلا رہے ہیں کہ حضرت اقدس تو دجال نہیں بلکہ ان کا فلاں فلاں مخالف دجال ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ بھلا مرزا قادیانی کے مخالفوں میں سے نبوت کا دعوی کسی نے کیا ہے۔ پس جو شخص ایسا دعوی کرے وہ حدیث شریف کے موافق بے شک دجال ہے، کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں۔

مرزا جی کے دجال ہونے کا ثبوت خود ان کے مورثوں (دجالوں) کے خوارق ہیں۔ یعنی وہ بھی یہی کہتے رہے کہ ہم انبیاء ہیں۔ کسی نے بھی نہیں کہا کہ ہم دجال ہیں۔ مرزا جی جواب دیں کہ آپ اپنے دجال نہ ہونے کا کیا ثبوت رکھتے ہیں۔ آسمانی باپ ہی کا کوئی وثیقہ پیش کریں کہ لیپا لک دجال نہیں۔

ناخلف مرزائیوں پر افسوس ہے کہ اپنے پیر و مرشد کا خلاف کر کے جہنم میں جانا چاہتے ہیں۔ مرزا قادیانی تو یوں کہے کہ انگریزی ریلیں دجال ہیں، اور مرزائی کہیں کہ ہمارا مرشد جھوٹا ہے بلکہ فلاں فلاں شخص دجال ہیں۔ جب گھر ہی میں پھوٹ ہے اور وہ بھی دجالوں کے معاملہ میں، تو بروزیت و مسیحیت یا دجالیت کا تصفیہ معلوم،۔

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اس فیصلہ سے بڑھ کر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرے وہی دجال ہے۔ اب مرزائی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اس آئینہ میں دیکھیں جو مجدد (احمد حسن شوکت) آٹھویں روز ان کو دکھاتا ہے خود معلوم ہو جائے گا کہ دجال کون ہے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۱۶ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۶۔۷)

انبیاء سے ضد اور اولیاء سے ساز

اولیاء اللہ کی کرامات کا تو اقرار کہ فلاں ولی کی روح فلاں ولی میں حلول اور بروز کر گئی تھی، میں اس لئے بروزی یعنی تناسخی نبی ہوں، اور انبیاء کے تمام معجزات غلط، کیونکہ وہ لاز آف نیچر Laws of nature کے خلاف ہیں۔ اس صورت میں اولیاء کا مرتبہ انبیاء کرام سے بڑھا ہوا ہے، پس میں سب انبیاء پر فوقیت رکھتا ہوں۔ گویا اولیاء اللہ تو خرق نیچر کر سکتے ہیں مگر انبیاء کرام نہیں کر سکتے۔ بھلا قرآن وحدیث میں بروز اور تناسخ کہاں لکھا ہے۔ اور اب تو آپ کرشن جی کے اوتار بھی بن گئے ہیں جیسا کہ سیالکوٹ والے لیکچر میں بیان کیا۔ کوئی پوچھے کہ وہ (کرشن) ولی تھے یا نبی؟ اگر نبی تھے تو کسی نبی نے آج تک دوسرے نبی میں حلول نہیں کیا۔ نہ یہ توریت وانجیل سے ثابت ہے، نہ قرآن سے۔ اور اگر ولی تھے تو آپ نے اپنی نبوت کو آسمانی باپ کے ایوان سے تحت الثریٰ میں کیوں گرایا۔ یہ شرارت آمیز مالیخولیا آپ کے دماغ میں کس نے ٹھونسا۔

بایں ہمہ نبی ہو یا ولی، آپ اپنے مقابلے میں کسی کی کچھ حیثیت نہیں سمجھتے۔ اول اول جب سب پر سبّ وشتم کیا تو چار طرف سے چندیا پر پرانے لیڑوں اور کھونسڑوں کا مینہ برسا۔ اب ہوش آیا تو سب کے بروزی بن گئے۔ مسیح بھی ہیں، نبی بھی ہیں، کرشن بھی ہیں۔ گرونانک بھی ہیں۔ کبیر پنتھی بھی ہیں۔ لعل بیگیوں کا لال گرو بھی ہیں، اور حسینؑ سے تو آپ بدرجہا افضل ہیں کیونکہ وہ آنحضرت کے نواسے اور آپ کسی چینی مغل کے نطفے۔ اور قوم مغل بہ اعتبار حسب ونسب کے سیدوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ہات تیرے یزیدی سادھو کے بچے کے منہ میں وہ اور پیٹ میں جہنم کے انگارے۔

ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے مگر مرزا قادیانی ایسا غضب ناک نبی ہے کہ دوسرے نبی کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ بعض میں علانیہ برائیاں نکالتا ہے اور باقی انبیاء کو اپنے دل میں ہیچ سمجھتا ہے۔ وجہ یہ کہ نہ صرف حضرت عیسیٰؑ بلکہ تمام انبیاء کرام مر گئے ان کی کتابیں منسوخ اور مسترد ہو گئیں۔ زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے، اب پرانے قانون کی ضرورت نہیں۔ میں زندہ نبی ہوں میرے گھڑے ہوئے وحی اور الہام زندہ ہیں، وغیرہ۔

مگر ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے جو بروزیت سادھ کر نئی امت پیدا کی ہے تو کیا کوئی وثیقہ لکھ دیا ہے کہ

میرے مرنے کے بعد نہ صرف نبوت بلکہ تمام الہامات منسوخ اور کالعدم ہو جائیں گے حالانکہ جو لوگ زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں ان کے خوارق سے صاف عیاں ہے کہ بروزی کے مرنے پر ایک نقارہ خاص منارے پر دھرا جائے گا اور ہر جمعرات کو نوبت بجے گی اور سالانہ عرس بھی دھوم دھام سے ہوا کرے گا حالانکہ دنیا میں کسی نبی کا عرس نہیں ہوتا ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۱۶ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۳ جلد ۲۲و۲۴ ص ۷)

ناخلف منافق مرزائی

بعض مرزائی اپنے بھائی مرزائیوں کی جڑ کاٹ رہے ہیں تاکہ ان کی خودغرضی خوب پھلے پھولے۔ ایک بگلا بھگت مرزائی جب دیکھتا ہے کہ قادیان میں دوسرے مرزائی بروزی کی دکان پر بیٹھے مزے اڑا رہے ہیں تو اس کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ میں حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی منادی کا ڈھول گلے میں ڈال کر جا بجا پیٹتا پھرتا ہوں اور ساتھ ہی مارے فاقوں کے اپنا پیٹ پیٹتا اور رقیبوں کی جان کو روتا اور حضرت اقدس کی قدردانی اور مرتبہ سنجی کا ماتم کرتا ہوں۔

افسوس ہے کہ اس روسیاہ بدقسمت کو دین کھو کر بھی دنیا نہ ملی۔ ہمارے خیال میں اگر عیسائی ہو جاتا تو بہت مزے میں رہتا۔ اصطباغ پا کر عیسائیوں کا اولش بیف اور نان پلاؤ اور برانڈی تو کبھی کبھی مل جایا کرتی۔ میں ایسا اور میں ویسا۔ مجھ میں وہ ملکہ اور تبحر اور علوم وفنون میں وہ لیاقت اور مہارت وطلاقت ہے کہ قادیان کے مرزائیوں کو پانچ پانچ برس پڑھاؤں۔ علی ہذا، یہ مردود اڈیٹر الحکم کی اکثر مذمت کرتا ہے کہ اس کی حیثیت اور بساط ہی کیا ہے۔ الحکم میری اڈیٹری میں نکلے تو دکھا دوں کہ بروزی مضامین ایسے ہوتے ہیں۔،

حالانکہ یہ پرانے خیال کا ہے۔ اردو کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا۔ اڈیٹر الحکم کے قلم کی جولانیوں کے کیا کہنے ہیں، یہ اس کے سامنے بطئ السیر ہے۔ جیسے ریلوے ٹرین کے مقابلہ میں کمہار کا لنگڑا گدھا۔ وہ کہتا ہے کہ فاضل امروہی دیکھ بھال کر سوچ ساچ کر کچھ گھڑ لیتے ہیں، مگر طلیق اللسان اور فصیح البیان ہونا تو کجا تقریر بھی صاف نہیں۔ جا بجا یوں الجھتے ہیں جیسے کٹی ہوئی کسی اناڑی کی گڈی۔ علی ہذا، البدر کا اڈیٹر بھی واجبی ہی لیاقت رکھتا ہے۔ ہاں حکیم الامت کچھ چیز ہیں مگر تقریر میں وہ بھی گھٹنیوں چلتے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ اڈیٹر الحکم طامع بہت ہے، دق کرتا ہے، سال بھر میں دو دفعہ خریداروں سے قیمت وصول کرتا ہے۔الحکم کی اشاعت تو زیادہ ہے مگر کم بتاتا ہے، اور یہاں کے احمدیوں نے اسی وجہ سے الحکم کی خریداری بند کردی اور البدر منگانا شروع کر دیا۔اس کی قیمت بھی کم۔الحکم کا اڈیٹر تو کھاؤ گھپ..ہے بے حساب الّم غلّم کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ہماری رائے میں تو ایسا بدخواہ اور حاسد ناک کان کاٹ کر مرزائی مشن سے نکال دینے اور گدھے پر سوار کر کے جلاوطن کردینے یا پھانسی دینے کے لائق ہے۔آئندہ اختیار۔اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۱۶نومبر۱۹۰۴ء نمبر۴۳ جلد۲۲و۲۴ص۸)

مرزا جی کا نیا سوانگ

پبلک میگزین لکھتا ہے لاہور کے لیکچر میں مرزا غلام احمد نے صرف اتنا ظاہر کیا تھا کہ وہ مہاراج رام چندر جی اور سری کرشن چندر جی کو بھی کامل انسان اور نبی مانتے ہیں۔لیکن گذشتہ ہفتہ میں بمقام سیالکوٹ مرزا صاحب نیا رنگ لائے۔مسیح موعود، عیسائیوں کے لئے، اور مہدی آخرالزمان، مسلمانوں کے تو آپ بن ہی چکے تھے اب ہندو باقی تھے، ان کیلئے کرشن چندر جی بن گئے۔چنانچہ اپنی نسبت الہام سنایا کہ

ہے کرشن رددرر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔

مرزا صاحب نے خطرہ ظاہر کیا کہ: جاہل مسلمان فی الفور یہ کہیں گے کہ مرزا نے کافر کا نام قبول کر کے صریحاً کفر قبول کر لیا۔لیکن یہ خدا کی طرف سے ہے، جس کا اظہار کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا اور سری کرشن چندر درحقیقت کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی۔وہ اپنے وقت کا نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترا تھا۔وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا۔جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔اور میں کرشن سے محبت کرتا ہوں۔کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں۔

مرزا صاحب نے اپنی خیالی شہرت کی اور ایک منزل طے کی، لیکن شائد انہیں خیال ہوگا کہ ہندوؤں کے کرشن کا مظہر بن کر انہوں نے کیسی عظیم ذمہ داری سر لی۔کرشن اور اس کی تعلیم کو قبول کر کے مرزا صاحب کو تقریباً سارے اسلامی عقاید سے انکار اور بجائے اس کے کہ وہ قرآن کو الہامی مانیں، انہیں کرشن کا مظہر ہونے

کی غرض سے گیان کا بھنڈار آریاؤں کی قدیمی الہامی کتب ویدوں کی ہدایتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ مرزا جی، کرشن کے مظہر تو بنے، لیکن گیتا کی ...فلاسفی کی تشریح کرتے ہوئے ضرور چکرانا پڑے گا۔ جب انہیں جتلایا جائے گا کہ کرشن کی تعلیم کیا تھی تو شاید پشیمان ہونا پڑے اور نئے ہندو مرید مونڈنے کی امید میں پرانے مسلمان مرید بھی فرنٹ ہوں۔ مرزا صاحب نے کرشن کا سوانگ بھر کر اپنا سارا بھرم کھول دیا۔ اب کسی کو شک نہ کرنا چاہیے کہ مرزا جی دماغی تبخیر سے رنگ برنگے دعوی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہندو مرزا کو کرشن تو کیوں مانیں گے، البتہ مرزا کرشن بن کر اپنی مسیحیت اور مہدویت بھی کھوئیں گے۔ کرشن ازم کا ایک ہی مسئلہ مرزا جی کو چپ کر دے گا اور مرزا جی کرشن کا مظہر بننے سے کانوں کو ہاتھ لگائیں گے۔ کرشن کرم کانڈ کو موکش کا سادہن بناتے ہیں مرزا جی کی عمر شفاعت کا ڈھکوسلا سناتے گذر گئی۔ کیا مرزا صاحب اس کو رواج دیں گے اور کیا اعلان کریں گے کہ کرشن کا مظہر ہونے کی حیثیت سے وید اور سارے ویدک کے مسائل ان کے مقبولہ ہیں۔ اگر یہ ہو تو ہندوؤں کو اپنے دھرم کی بزرگی اور دہارمک اصول کی عظمت اور راستی پر فخر کرنا چاہیے جس نے مرزا جی کو آخری عمر میں اپنی صداقت کا قائل بنالیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام مرزا جی کے اس معیار کا کیا نام رکھتے ہیں۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۔۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۴ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

قادیانی سری کرشن سیالکوٹ میں

مولانا ثناء اللہ ہفت روزہ اہل حدیث میں لکھتے ہیں:

ہم قادیانی مسیح تو سنتے رہے مگر قادیانی کرشن جی نہیں سنا۔ یہ وہی حضرت قادیانی مسیح ہیں بقول استاد

قیامت کے مفتن ہو غضب کے دل ربا تم ہو
خدا جانے پری ہو حور ہو انسان ہو کیا تم ہو

آپ کا نزول اجلال سیالکوٹ میں ۲۷۔ اکتوبر بوقت ۶ بجے شام کے ہوا۔ چونکہ تشریف آوری کے پہلے چند روز علمائے کرام نے آپ کی تشریف آوری کی خبر عوام کے کانوں تک پہنچادی تھی، گرد و نواح سیالکوٹ کے علماء اپنا فرض منصبی پورا کرنے کو چند روز پہلے ہی رونق افروز تھے اور خوب زور شور سے آپ کی آؤ بھگت

مناسب الفاظ میں کر رہے تھے اور چشم براہ تھے کہ ناگاہ گاڑی قریب سٹیشن سیالکوٹ پہنچی ۔ پھر کیا تھا

انگلیاں سر واٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

دیکھتے ہی لعنت کا نعرہ بلند ہوا۔ تمام ریلوے سٹیشن اور باہر کا میدان جس میں تقریباً دواڑھائی ہزار آدمی ہوں گے، پر (بھرا ہوا) تھا۔ جدھر کو حضور کی گاڑی جاتی تھی لعنت کے چیرز اور نعرے بلند ہوتے تھے۔ خاک اڑائی جاتی تھی۔ خیر بصد شکرانہ آپ فرودگاہ تک تشریف لے گئے۔

اس واقع کو مرزا جی کے لیکچر کے سرورق کے صفحہ ۲ پر یوں لکھا گیا ہے: تقریباً پینتیس چالیس ہزار ہندو مسلمان استقبال کو آئے تھے اور بہت سے لوگوں نے اس خوشی میں روشنی کی تھی۔

حالانکہ تمام شہر سیالکوٹ کی مردم شماری تقریباً ۴۰۔ ہزار ہے جن میں ہندو مسلمان چوہڑے چمار، زن ومرد بوڑھے جوان بالغ، نابالغ سب شامل ہیں۔ روشنی کا یہ عالم تھا کہ خاک اور دھول کے اڑانے سے ایک اندھیرے کی صورت پیدا ہو رہی تھی۔ کاش اس روز بادل ہی چمکا ہوتا تو ہم سمجھتے کہ مرزا جی کی خاطر آسمان پر روشنی ہوئی ہے جیسا کہ خود ان کا خیال ہے۔ چنانچہ ۱۱ مئی ۱۹۰۳ء کے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ

آج جو میں بیماری سے اٹھ کر باہر آیا ہوں اور بادل چمک رہا ہے اور بارش بھی کسی قدر ہو رہی ہے۔ یہ اسی طریق سے ہے جو بادشاہوں کے آنے پر سڑکوں پر چھڑکاؤ کیا جاتا ہے اور آتش بازی چھوڑی جاتی ہے، اسی طرح ہماری باہر تشریف آوری کی وجہ سے آسمان پر چھڑکاؤ ہوا ہے اور آتش بازی چھٹی ہے۔ (حاضرین) سبحان اللہ جل جلالہ امام الزمان کی برکت ہے مگر شقی ازلی ایسے صریح معجزات بھی دیکھ کر بدنصیب رہے۔

خیر خدا خدا کر کے حضرت فرودگاہ تک پہنچے اور لیکچر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ ۲ نومبر کی تاریخ لیکچر کے لئے تھی۔ لیکچر کیا تھا وہی معمولی شاعروں کی طرح بطور تشبیب چند لفظوں میں اسلام کی تعریف، پھر آریوں سے دو چار ہو کر اپنی تعریف کہ میں ایسا ہوں، یہ ہوں، میں وہ ہوں۔

ہاں ایک نئی بات لیکچر میں کہی گئی جو اس سے پہلے نہ سنی گئی تھی۔ جس کا خود حضرت کو بھی اقرار ہے کہ آج سے پہلے میں نے یہ بات ظاہر نہیں کی تھی یعنی آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے تو مسیح

موعود ہوکر آیا ہوں مگر ہندوؤں اور آریوں کے لئے خدا نے مجھے کرشن جی بنا کر بھیجا ہے۔

اس دعوی کوسن کر مجسٹریٹ کیمپ سیالکوٹ نے مسلمانوں سے کہا کہ اب تم جاؤ، مرزا صاحب جانیں اور ہندو جانیں۔مگر مسلمانوں کو اپنے پیدائشی مسلمان کی جدائی کہاں گوارا تھی۔جس حال میں کہ وہ بابو عبدالغفور نو آریہ کی جدائی کو ابھی تک نہیں بھولے تھے حالانکہ بابو مذکور ایک کمسن بائیس تیئیس سالہ عمر کا لڑکا اور مرزا جی ایک معمر تجربہ کار مسن۔ پھر بھلا ایسے گرگ کہن کی جدائی مسلمانوں کو کہاں گوارا ہوسکتی ہے۔ چنانچہ جہاں تک ہوسکا مرزا صاحب کا ساتھ دیا۔روانگی کے وقت بدستور ریلوے سٹیشن تک جیسا استقبال کیا تھا، اس سے بڑھ کر استدبار کیا۔ بلکہ مزید بات یہ ہوئی کہ مسلمانوں نے قادیانی کرشن جی کی مہما میں اپنے اسلامی اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا۔چلتی گاڑی کے وقت اسٹیشن سے ایک طرف پرہ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور مرزا صاحب کی مستورات کے سامنے جوش جنون میں ننگے ہو کر ناچتے رہے مگر ان کا بیان ہے کہ اس کی وجہ بھی مرزا اصاحب کی مستورات ہوئی ہیں جنہوں نے ریل گاڑی پر بیٹھ کر اپنی مبارک پاپوش (جوتی) پرتھوک کر مسلمانوں کو دکھائی۔ پس پھر تو مجنونوں نے سمجھا کہ ہم پر کمال عنایت مبذول ہے

لیکن اسلامی غیرت ہمیں اس کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ گو مستورات مرزائیہ نے چھیڑ کی ہوتا ہم یہ حرکت اسلامی اخلاق سے بہت گری ہوئی ہے۔(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۴ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۳)

مرزائیو! کرشن جی مہاراج کو ڈنڈوٹ کرو

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

سیالکوٹ والے لیکچر نے قادیانی مرزا جی کی کایا پلٹ دی۔نہ اب آسمانی باپ کے لیپا لک رہے، نہ امام الزمان رہے۔نہ بروزی رہے۔اب تو گھڑے گھڑائے اور چھلے چھلائے کرشن جی کی مورتی بن گئے۔یا یوں کہو کہ آپ کی ذات طلم سمات میں متضاد کمپونڈ مسالا جمع ہو گیا ہے۔مگر اس معجون مرکب میں ابھی چند اجزاء کی کسر ہے۔کیا معنی کہ نہ تو آپ ابھی آریا کے دیانند جی مہاراج بنے، نہ بودھوں کے گوتم شنکراچارج۔نہ آتش

پرستوں کے زرتشت، نہ سکھوں کے گرو نانک۔ نہ لعل بیگیوں کے لعل گرو۔

مناسب تھا کہ سب سے پہلے اپنا ورثہ سنبھالتے کیونکہ آپ بیگیوں کے بیگ ہیں۔ اور آپ کے بڑے بھائی امام الدین لعل بیگیوں کے سرپرست بن بھی چکے ہیں۔ مگر آپ ایسے ناخلف ہیں کہ ان کی گدی پر اب تک لات مار رہے ہیں۔ تاہم گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ رفتہ رفتہ جب آپ سب کچھ ہو جائیں گے تب لعل گرو بنیں گے۔ کیا معنی کہ فضلہ سب کے بعد ہوتا ہے۔ ابھی دو ایک کنج باقی ہیں۔ کھنکھنا کر قبض کھلے گا تو بالکل صفائی ہو جائے گی۔ سردست تو باؤ گولے امڈ رہے ہیں۔ ابراز ہو کر تمام مذاہب کے گرو گھنٹالوں میں بروز کر جائیں گے۔

سری کرشن جی میں اس لئے آپ نے دھارن کیا ہے کہ مرزائینوں کا پردہ اٹھا دینے کا جنرل آرڈر جاری کر چکے ہیں۔ پس آپ گوپیوں میں کنہیا جی بن کر بیٹھیں گے اور ایک ہی وقت میں سب کے پرالب میں فوراً پراپت ہوں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لیپا لک نے جو اس عرصہ میں شرارتیں کیں یعنی نہ صرف آسمانی بھیڑوں کو بلکہ آسمانی بڑے عیسی مسیح کو سبّ وشتم کی ایک ہی لاٹھی ہانکا تو آسمانی باپ نے زنّاٹے دار چپت رسید کیا کہ مردود بدذات شریر پاجی میں نے تو تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ چرواہا بن کر بھیڑیوں کی چوکسی کرے، اس لئے نہ بھیجا تھا کہ بھیڑیا بن کر سب کو پھاڑے بس لیپا لک ایک ہی تھپڑ کھا کر سیدھا ہو گیا اور آئندہ کو کان پکڑے اور کرشن جی کی گئو یا نادیا بیل بن گیا۔

کیوں صاحب جب آپ امام الزمان ہیں تو آریا کیوں برے ہیں اور آپ دیانند جی کے اوتار کیوں نہیں بنے حالانکہ ان کا آپ سے رشتہ بخوبی ملا ہوا ہے۔ کیا معنی کہ لاز آف نیچر کے وہ بھی قائل اور آپ بھی۔ مادے کے قدیم ہونے کے وہ بھی معتقد اور آپ بھی۔ مگر چونکہ وہ نبوت ورسالت کو نہیں مانتے اور دیانند سرستی کو ایک معزز انسان کے رتبے سے زیادہ رتبہ نہیں دیتے اور خود بدولت ٹھہرے نبی۔ بس آپ سے ان کا ستارہ نہ ملا۔ اب آپ نے دیکھا ہندوستان میں بت پرست ہنود ۲۲ کروڑ ہیں جن میں آریاؤں کی تعداد لاکھوں سے زیادہ نہیں۔ اور بت پرستوں سے بڑھ کر کوئی قوم احمق اور سادہ لوح نہیں۔ لہذا کیا عجب ہے کہ ہنود آپ کی

جانب رجوع لائیں۔مگر یہ بھی مشتے بعداز جنگ یادآید کا مضمون ہے۔ویداورشاستر کے اصول یوگ وغیرہ کی جو آپ نے مذمت کی ہے تو یہ تمام ہنود پر یکساں ناگوار ہے کیونکہ ہنود خواہ بت پرست ہوں خواہ آریا، وید کو یکساں پوتر (مقدس) مانتے ہیں اور خود سری کرشن بھی مانتے تھے۔پس ہنود کہہ سکتے ہیں کہ یہ کیسا کرشن ہے جو وید کا انکار کر کے گویا آپ اپنی جڑ کاٹتا ہے۔انجام یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عیسائیوں نے پتلون سے دہار ماری اسی طرح ہنود دھوتی سے چھللی کی تلّی منہ پر ماردیں اور پھر بول بالا تو کیا ہوگا سر نیچا ہو جائے گا۔

پھر ہنود کنہیا جی کو انسان نہیں مانتے بلکہ کرشن یعنی خدا مانتے ہیں۔پس جیسے اہل الرائے کا عندیہ تھا کہ آپ بہت جلد خدائی کا دعوی کریں گے، سیالکوٹ میں پورا ہو گیا۔

اب وقت آپہنچا ہے کہ بجائے اس کے کہ قادیان میں منارۃ المسیح کھڑا کیا جائے مناسب ہے کہ مندر بنایا جائے جس میں بالفعل کرشن جی کی مورتی رکھی جائے اور جب قادیانی کرشن ارتھی پر لدے، اور اس کی مورتی استھاپن کی جائے۔

اس عیاری اور دنیا طلبی کو دیکھئے کہ دنیا میں جس قدر باعظمت لوگ گذرے ہیں ان سب کا جوہر اور ست آسمانی باپ کے بھبکے میں کھینچ کر آپ کے وجود وجود بے بہبود میں آ گیا ہے۔پہلے ایک قوم کے نبی یا اوتار کا دامن پکڑا جب وہاں سے جھٹکا ملا تو دوسرے کا دامن جا پکڑا۔علی ہذا۔کسی نے نام کا کتا تک نہ پالا، اور سب طرف سے سگ دنیا پر ووت ووت ہی رہی۔حضرت بیدل مرحوم نے مندرجہ ذیل شعر غایت مجبوری وہمدردی اور انکسار کی حالت میں لکھا تھا مگر مرزا جی کی واقعی حالت کے مطابق ہے

نہ بدامنے ز حیا رسد نہ بدست گاہ دعا رسد
چو رسد بہ نسبت پا رسد کف دست آبلہ دار ما

یعنی میرے ہاتھ میں پائے آبلہ دار کی نسبت ہے، نہ تو کسی کے دامن تک پہونچتا ہے کیونکہ سب لوگ حیا اور عار کرتے ہیں، دامن تک نہیں چھونے دیتے، نہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ جس طرح آبلہ دار پاؤں ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں پہونچتا یہی حالت میرے ہاتھ کی ہے گویا وہ ہاتھ نہیں رہا بلکہ پائے آبلہ دار بن گیا ہے۔

طرح طرح کے رنگ بدلنے سے اس عیار کے دو مطلوب ہیں۔ ایک تو شہرت دوم الو کے پٹھوں کا امتحان کہ پنجرے سے نکلتے ہیں یانہیں اور حافظ شیراز کا یہ شعر پڑھ کر اور یا بدوح کی ہانک لگا کر پھر ہو جاتے ہیں یانہیں

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے لعبتان دیر دارد پیر ما

مگر مرزا جی کا عندیہ پورا ہوتا جاتا ہے اور جتنے روپ اور سوانگ بدلے جاتے ہیں تمام چیلے جان اور ایمان سے اس تھیٹر کے نظارے کے بڑے بھاری فدائی تماشائی نظر آتے ہیں اور ہر مرید یہ شعر پڑھتا ہے

صنم تصوّب عند رویة خدھا
آراء من عکفوا علی النیران

یعنی میرا معشوق ایسا صنم ہے کہ جب اس کا بھبوکا رخسار دیکھا ہے تو آتش پرستوں کی عقلیں صواب پر معلوم ہوتی ہیں یعنی اون کا آتش پرست ہو جانا بجا ہے کیونکہ آگ میں اس صنم کے رخسارہ کی جھلک ہے۔

ہم کو گنیش جی کے روٹ میں حصہ لگانے والوں اور زندہ پیر کے چڑھاوے کا ملیدہ چکھنے والوں کا تو خیال نہیں جو دین بدنیا فروش ہیں البتہ مولوی نور الدین صاحب سے ہم دردی ہے جو کسی زمانے میں اہل حدیث تھے اگر وہ اب بھی بروزی کے ہتھکنڈوں سے عبرت حاصل نہ کریں تو سخت افسوس ہے کیا کانشنس قوت ممیّزہ بالکل ہی مسخ ہوگئی کیا قرآن وحدیث کو بالکل ہی جواب دے دیا تقلید شخصی تو بددینی تھی مگر ایک رنگ برنگ کے روپ بدلنے والے کی تقلید بلکہ غلامی اور عبدیت عین دین وایمان ہے۔ انا لله

اب رہی تاویل۔ یہ ہر مذہب والا کر سکتا ہے اور زبردست دلیل پیش کر سکتا ہے۔ وہم پرست اور بت پرست قومیں بھی فلسفہ رکھتی ہیں مگر واقعیت اور ہی چیز ہے۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

نہ صرف بروزی صاحب بلکہ یقیناً حکیم صاحب بھی آیت قرآنی سے وہی دلیل پیش کریں گے جو

کانگریس والوں نے اس وقت پیش کی تھی جب سر سید احمد نے مسلمانوں کو اس میں شامل ہونے سے روکا تھا کہ بت پرستوں کا ساتھ نہ دو۔ وہ آیت

منهم من قصصنا عليك و منهم من لم نقصص

ہے، یعنی اے محمد ﷺ ہم نے بعض انبیاء کے قصے تجھ پر بیان کئے اور بعض کے قصے بیان نہیں کئے

اس پر کانگریس والے کہتے ہیں کہ ہمارے جو اوتار رام چندر جی اور کرشن جی گذرے ہیں کیا عجب ہے وہ بھی نبی ہوں۔ ظاہر ہے کہ آیت بالا میں گزشتہ انبیاء مراد ہیں کیونکہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی اور اگر ختم نہیں ہوئی تو کیا وجہ ہے کہ قرآن کی اس آیت پر تو ایمان اور آیت و لکن رسول الله و خاتم النبيين کا انکار۔ اب رہی ختم نبوت نبوت کی لایعنی تاویلیں ہم بارہا ان کی چتھاڑ کر چکے ہیں۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۴ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳ تا ۶)

و ان من امة الا خلا فيها نذير

مرزا قادیانی اور مرزائی بروزی نبوت کے ثبوت میں مندرجہ عنوان آیت پیش کیا کرتے ہیں یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا (نبی) نہ گذرا ہو۔

اول تو خلا کا صیغہ ماضی کا ہے مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں جس قدر امتیں گذری ہیں ان میں ضرور کوئی نہ کوئی گذرا ہے یخلو فيها نذير نہیں فرمایا گیا جس کے یہ معنی ہوتے کہ جس قدر امتیں قیامت تک گذریں گی ان میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا ضرور آئے گا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ختم ہو چکی ورنہ آنحضرت ﷺ اور نیز امت محمدیہ کے لئے کوئی شرف و امتیاز باقی نہ رہے گا اور نہ دین کی تکمیل پوتی ہوگی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتی اور ظاہر ہے کہ دوسرا نبی اسی وقت مبعوث ہوتا ہے جب دین میں نقص ہوتا ہے پھر امت سے مراد مختلف امتیں ہیں اگر مرزا جی کا مطلب مان لیا جائے تو ہر امت کے لئے ایک ایک نیا نبی مبعوث ہونا چاہیے موجودہ زمانہ ہی میں بتایئے کہ نصاری کا نیا نبی کون ہے یہود کا کون ہے ہنود کا کون ہے علی ہذا سینکڑوں امتیں اور مذاہب ہیں سب کے لئے مرزا قادیانی کو

اپنی طرح ایک ایک نبی تراشنا پڑے گا پھر خوبی یہ ہے کہ مرزاجی تمام مسلمانوں کو بلکہ اپنے کو امت محمدیہ میں سے بتاتے ہیں تو بتاؤ جداگانہ امت کہاں ہوئی جس کیلئے نئے نبی کی ضرورت ہوتی۔ خود غلط، املا غلط، انشاء غلط۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ اس وقت بعض امتوں میں نئے نبی اور عیسی اور مہدی موجود ہیں۔ مثلا لندن میں مسٹر پگٹ فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی سومالی لینڈ میں ملاعبداللہ۔ مرزاجی ان تینوں کو کیوں نہیں مانتے۔ غالباً آپ کا یہ مطلب ہے کہ صرف امت محمدیہ میں دس بیس برس کے بعد ایک نبی پیدا ہوتا رہے گا نہ کہ کسی دوسری امت میں حالانکہ آیت مذکور اس معنی کا انکار کرتی ہے۔

اپنے نبی بننے کو تو یہ آیت پیش کی جاتی ہے مگر دوسرے بزرگوں اوتاروں یا مصلحوں کو نہیں مانا جاتا۔ دیانند سرستی کیوں نبی نہیں مانتے ہاں عدالت کے تھپڑ کھا کر اب صرف سی کرشن جی نبی مانے گئے ایک ایک تھپڑ لگتا جائے گا اور لیپا لک ہر امت کے لئے انبیاء کو مانتا چلا جائے گا بلکہ ہر امت کیلئے نبی پیدا کرتا چلا جائے گا۔

پھر عیسی مسیح مر گئے تمام انبیاء اور اوتار مر گئے لیپا لک کو اون سے کیا سروکار رہا رونا تو یہی ہے کہ لوگ مردہ انبیاء کو زندہ لیپا لک کے ہوتے نبی مان رہے ہیں لیکن سری کرشن زندہ نبی ہیں جن کو لیپا لک نے مانا ہے اور جن پر اولاً لاہور اور پھر سیالکوٹ میں ایمان لایا ہے اور چیلوں چاپڑوں نے یہ شعر وجد میں آکر غنغنایا ہے

دوش از مسجد سوئے بت خانہ آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

ہم بھی کہتے ہیں جیسے موجودہ زمانہ میں لندنی مسیح اور فرانسیسی مسیح ہیں ایسے ہی نبی خود بدولت ہیں، مگر مزہ تو جب ہے کہ جس طرح آپ نے سری کرشن کی مورتی کو سجدہ کیا اسی طرح لندن اور پیرس کے گرجا میں جاکر مسٹر پگٹ اور داکٹر ڈوئی کے آگے بھی سر جھکائیں اور گھٹنا ٹیکیں جو آپ کے رقیب عیسی مسیح کے بندے ہیں اور پھر یہ شعر صادق آئے

اس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا ذلیل
میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

کیوں جناب ہر امت میں ایک نبی گذرا ہے مگر آپ کے عندیہ کے موافق مذہب اسلام میں کوئی نبی

نہیں گذرا جبھی تو آپ کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہوئی اور اگر واقعی کوئی نبی گذرا ہے تو آپ کی نبوت کی ضرورت نہ رہی کیونکہ مسلمان کوئی امت نہیں آیت سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر امت کے لئے ایک نبی ہے مگر آپ کا دعوی یہ بتا تا ہے کہ ہر امت کے لئے بہت سے نبی ہوں گے تمام اولیاء کو آپ انبیاء بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت تک انبیاء آتے رہیں گے مگر آپ کی بعثت کے موجودہ زمانہ میں آپ کے سوا نہ تو کوئی ولی ہے نہ آئندہ کوئی ہو کیونکہ آسمانی باپ نے آپ کو خاتم الخلفاء بنا دیا ہے۔ ناظرین خیال فرمائیں کہ بات بات میں تخالف اور ہر دعوی میں تناقض ہے۔

قیامت تک جو انبیاء آپ کے دعوی کے موافق آئیں گے تو آخر اون کی کوئی شناخت بھی ہونی چاہیے۔ اگر یہی شناخت ہے جیسی حضور کی تو سخن فہمی آسمانی پدر معلوم شد۔ اور اگر کوئی شناخت نہیں تو تمام راہب اور تمام قسیس اور تمام مہنت اور تمام گرو اور تمام اسلامی مشائخ جن کے لاکھ لاکھ مرید ہیں انبیاء ہیں کیونکہ آپ انبیاء کی کوئی شناخت بتا نہیں سکتے۔ اور جب کہ آیت مندرجہ عنوان پر آپ کا ایمان ہے تو جو انبیاء آپ کے عقیدے کے موافق اس آیت کے مصداق ہیں تو ان پر آپ کا ایمان کیوں نہ ہو۔

پھر جس طرح مرزائی آپ کو نبی مانتے ہیں تمام مذاہب والے اپنے اپنے پیشواؤں کو کیوں نبی نہ مانیں پھر آپ پر کوئی کیوں ایمان لائے۔ لیجئے امام الزمانی خر دجال کی سینگ بن گئی اور آپ نے اپنے ساتھ بہت سے نبی پیدا کر لئے۔ مبارک۔

پھر آپ کا نذیر (ڈرانے والا) ہونا تو دنیا ہی تک ہے کہ فلاں مارا جائے گا فلاں دہرا جائے گا اور میں طاعونی نبی ہوں طاعون میرا خالو اور ماموں ہے آخرت اور قیامت سے کچھ علاقہ نہیں نہ آپ نے اپنے لیکچروں میں کبھی بہشت اور دوزخ کا ذکر کیا۔ بہشت آپ پر ایمان لانا اور دوزخ آپ سے منحرف یا منکر ہونا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نیچر پر ایمان رکھتے ہیں اور نیچر کی رو سے احیاء اموات محال ہے پھر آپ حشر اجساد اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کی راگ مالا کیوں جپنے لگے آپ کے لئے جو کچھ ہے دنیا ہی میں ہے پس آیت و ان من امة الا خلا فيها نذير صرف آپ کے نبی بننے کے لئے ہے نہ کہ اس پر عامل ہونے کے لئے۔ پھر آپ کا یہ انذار اور تنذیر کتنا بودا تھا کہ عدالت کی ایک ہی ڈانٹ میں آسمانی باپ کے ٹیوے میں

جا گھسا یعنی جہاں سے نکلا تھا اولٹا سیدھا وہیں چلا گیا بات تیرے کذاب کے منہ میں زقوم کے لڈو۔آپ کا کام صرف موت سے ڈرانا ہے اور جو سادہ لوح ڈرپوک (مرزائی) دہونس میں آئے وہ طاعون سے مرے اور جو دھمکی میں نہ آئے مثلاً آسمانی منکوحی کا شوہر یعنی آپ کا رقیب اور مثلاً آتھم اس کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا پھر آپ کے نذیر ہونے نے کیا تیر امارا۔خوب یاد رکھو دنیوی موت انسان کے حق میں سزا نہیں بلکہ حقیقی سزا وہ ہے جو بعد موت ملے گی جس سے آپ غافل ہیں۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۴ جلد ۲۲و۲۴ ص ۶ تا ۸)

اسلامی نبی ہو کر کرشن جی کی پرستش

مرزا جی اپنے دعووں میں خوب خوب رنگ و روپ بدل رہے ہیں۔اول اول تو آپ اسلامی ولی رہے۔پھر اسلامی مجدد بن گئے۔پھر مالیخولیا کا تھرمامیٹر بڑھا تو مثیل المسیح اور بروزی نبی بنے۔پھر امام الزمان ہو گئے۔مگر چونکہ لفظ زمان میں تمام اقوام و ملل داخل ہیں لہذا اب کل مذاہب کے اوتار بننے کا ڈھنگ ڈالا اور باوصف اسلامی نبی ہونے کے کفار کے اوتار بھی بن گئے اور کفر و اسلام کو یوں گڈمڈ کر دیا۔تمام انبیاء کا مذہب صرف اسلام ہے اور وہ مبعوث اس لئے ہوئے ہیں کہ دنیا سے بت پرستی اور کفر کو مٹائیں اور توحید کا جھنڈا گاڑیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک بتوں کو ریزہ ریزہ نہ کیا جائے اور بت پرستوں اور ان کے راہبوں شماسیوں اور آتش پرستوں پر نفرت اور لعنت کا دارالبوار جہنم نہ کھولا جائے اور ان کے ناپاک افعال و کردار یعنی بت پرستی اور شرک کی برائیوں سے دنیا کا متنبہ نہ کیا جائے۔اور انبیاء اس لئے مبعوث ہوئے تھے۔پس انہوں نے اپنا فرض ادا کیا اور بت پرستی اور کفر کی جڑ کھود کر پھینک دی۔کسی نبی نے یہ کہہ کر کہ میں نبی اور امام الزمان ہوں، بت پرستوں کے اوتاروں کو نہیں مانا کیونکہ یہ تو بعینہ بت پرستی کا مان لینا تھا۔وجہ یہ ہے کہ وہ ہمہ تن صدق تھے دنیا پر لات مارتے تھے مداہنت ان کی شان کے خلاف تھی مذہب اسلام اور سنت رسول اللہ میں تو نہ صرف بت پرستوں سے بلکہ بدعتیوں سے بھی میل جول کی ممانعت ہے۔لیکن مرزا جی عجیب اسلامی ہیں کہ جب تک مشرکوں اور بت پرستوں کے اوتاروں کو نہ مانیں اور ان کی مورتیوں کے سامنے سر نہ جھکائیں، اپنا فرض تبلیغ و فرض نبوت ادا نہیں کر سکتے۔یہ دنیا کے منصب و جاہ کی چوکھٹ پر سجدہ نہیں تو کیا ہے۔انبیاء کو کفار نے

کیسے کیسے لالچ نہیں دیئے کہ سلطنت اور مال و دولت کے تمہیں مالک بنو، مگر ہم سے بت پرستی نہ چھڑواؤ۔ مگر العظمۃ للہ کہ انبیاء کرام نے مردار دنیا اور اسکے جاہ ونعم کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا ہو۔

انبیاء کرام نے بے شک انبیاء کرام کی وقعت کی ہے اور ہمارے نبی امی فداہ ابی وامی نے تو انبیاء کرام کا اعزاز از حد ملحوظ رکھا ہے مگر جس طرح تمام انبیاء نے بت پرستوں کی ملامت کی ہے آنحضرت ﷺ نے بھی لات وعزے اور ہبل وغیرہ اصنام عرب اور ان کے راہبوں اور پوجاریوں اور عبدۃ الاصنام کی وہ توہین اور بے وقعتی کی ہے کہ ان صداؤں سے دنیا گونج اٹھی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سری کرشن جی پرست تھے اور ان کے اصول وہی ہیں جو بت پرستوں کے ہیں، اسلامی اصول سے ان کو کوئی علاقہ نہیں۔ مگر مرزا جی نے جو بت پرستوں کے سردار کو مانا ہے، تو محض دنیوی طمع سے۔ انہوں نے اپنی کامیابی کیلئے حتی الوسع پاپڑ بیلے، مگر جب کسی طرح عقدہ کشائی نہ ہوئی تو اب رنگ میں اور ہی بھنگ ملائی۔ مسلمان تو ہر طرح کے بھوکے اور لنگوٹیا، ہیں۔ مال و دولت میں ہنود سے ہر طرح گرے ہوئے ہیں۔ ان سے خاطر خواہ موہن بھوگ کی تمنا فضول۔ پس جو کچھ جتن کئے اب ان پر پچھتانا پڑا، لہذا کفر کی پناہ میں آنا ضروری تھا

دولت بغلط ہنود از سعی پشیماں شو
کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو

پھر سری کرشن اور رام چندر جی نے کون سی کتاب میں اپنے کو نبی یا اوتار کہا ہے اور وید میں نبیوں کا آنا کہاں لکھا ہے؟ کیا آریہ ہنود نہیں؟ وہ رام چندر جی اور کرشن جی کو کیوں نبی نہیں مانتے۔ صرف آپ پر یہ الہام ہوا کہ ہنود کے تمام رشی اور منی نبی تھے۔ مدعی سست گواہ چست ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم دسمبر ۱۹۰۴ء۔ص ۱۔۲)

مرزا جی سے مباہلہ

مرزا صاحب پہلے تو مسیح تھے اب راجہ کرشن جی بھی ہیں۔ معلوم نہیں خلل دماغی کا تھرمامیٹر کس درجہ پر ہے۔ بادی النظر میں تو شائد انتہائی درجہ پر پہونچ گیا۔ آپ اپنی کتاب میں علمائے دین اور فقرائے صالحین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ لوگ مجھ سے آ کر مباہلہ کریں۔ اگر آپ لوگ اپنے دعوی میں سچے ہوں گے تو خدا آپ کی مدد کرے گا۔ اور اگر میں سچا ہوں گا تو خدا میری مدد کرے گا۔ وغیرہ

میں مرزا صاحب کے لاطائل دعوی کے مقابلے کے لئے تیار اور بخوشی مباہلہ کے لئے مستعد ہوں۔ مرزا صاحب کو واضح ہو کہ میرا نام پہلے محمد شفیع تھا اب محمد شاہ ہے۔ میں اپنے اللہ کے حضور سربسجود ہوا کہ اے مالک کون ومکان۔ اے قادر دو جہان۔ اے میرے پروردگار۔ اے میرے خدا۔ جو بات حق ہو مجھ پر عیاں کر دے۔ معبود برحق کی جناب سے جواباً میرے تیرہ وتاریک دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ تو مرزا صاحب سے مباہلہ کرنے کو ہمہ تن تیار ہو جا خدا تیری مدد کرے گا۔ یہ مبارک آواز ایسی تھی جس نے مجھے فوراً آمادہ کر دیا کہ میں مرزا صاحب کو مباہلہ کے لئے اطلاع دوں۔ چنانچہ وہی آواز آج میری قوت بازو بن کر لکھوا رہی ہے۔ یہ مباہلہ اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ من بارود کے ڈھیر پر ایک تخت چوبی اتنا بڑا بچھا دیا جائے جس پر میں اور مرزا صاحب دونوں بخوبی اور بآرام کھڑے ہو سکیں۔ بعدہ باجازت گورنمنٹ بارود میں دیا سلائی دکھلائی جائے۔ اگر میں حق پر ہوں تو خدا میری مدد کرے گا اور میں سوزش نار سے محفوظ رہوں گا اور اگر مرزا صاحب راہ حق پر ہیں تو خدا ان کی مدد کرے گا۔ میری اس قدر آرزو اور ہے کہ اس خدائی فیصلہ کے جلسہ میں ہر مذہب و ملت والے شریک ہوں اور جس جگہ یہ مباہلہ ہو وہاں کے مجسٹریٹ صاحب بہادر بھی تشریف فرما ہوں۔ امید کہ مرزا صاحب بعد ملاحظہ مضمون ہذا بقید تاریخ دن وقت ومقام سے ناچیز کو مطلع فرمائیں گے۔ خاکسار بلا کسی حیلہ وحجت کے حاضر ہوگا۔ بالفرض اگر مرزا صاحب اس میں کوتاہی کریں تو ہر شخص اور ہر مذہب وملت والے کو لازم ہے کہ وہ مرزا کو ایک اعلی نمبر کا کاذب اور نجومی سمجھ کر اپنے آپ کو دام تزویر سے بچاویں۔ سید محمد شاہ۔ اٹاوہ

اڈیٹر: سید محمد شاہ صاحب وارثی ہیں۔ ایک ایک وارثی لپٹ پڑا تو آسمانی باپ بھی سہم کر نوک دم ہو جائے گا اور پھر ننھا منا لے پالک لاوارث یتیم مسکین رہ جائے گا۔ وارث علی شاہ کے مرید کئی لاکھ ہیں۔ ابھی تو تانتا لگنا شروع ہوا جب یہ قادیان پر ٹڈی دل کی طرح پڑا تو بانس رہے گا نہ بانسی۔ مرزائیوں کا ٹھاکر دوارہ منارہ بھی مباہلہ کی بارود سے بھک سے اڑ جائے گا اور پھر لق ودق چٹیل میدان ہو کر باپ بیٹے دونوں کا منہ فق ہو جائے گا جو اس سے پہلے شفق یا حنائی فندق بنا ہوا تھا مگر یہ عجیب بات ہوئی کہ وارث علی شاہ صاحب نے تو

بقول مرزائیاں مرزا جی کو عیسی مسیح کے مرتبہ پر پہنچا ہوا بتایا تھا اب ان کے مرید رشید مرزا جی سے مباہلہ کے دو دو ہاتھ کرنے کو مستعد ہیں۔ یہ الٹی گومتی کیوں بہنے لگی۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۵، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۳)

اپیل خارج

مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشین گوئی آسمانی باپ کے بروزی کی پیشین گوئی نہیں کہ او پر او پر جائے امرتسر سے بعض پشمینہ فروشان وارد میرٹھ نے بیان کیا کہ مرزا جی کی اپیل در بارہ معافی جرمانہ جو جی میں کی گئی تھی خارج ہوگئی۔ قرینہ بتاتا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہے اور اگر نہیں ہوا تو ہو کر رہے گا انشاء اللہ تعالی کیونکہ ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ عدالتیں عادی مجرموں کو سزا دینے میں یہ بات ضرور ملحوظ رکھتی ہیں کہ ملک پر اس کا کیا اثر ہوگا خصوصاً ایسا مجرم جس کے ساتھ خود اس کے قول کے موافق دو لاکھ سے او پر والینٹئر وں (چیلوں چاپڑوں) کا جم گھٹ ہو۔

پہلے تو متواتر یہ الہامی پیشین گوئیاں ہوئیں کہ لیپا لک اچھوتا بری ہوگا اور جب جرمانہ کا رقہ اس پر دھرا گیا تو یہ الہام ہوا کہ مغلوب ہو جانے کے بعد غلبہ حاصل ہوگا تا کہ حمقاء تھمے رہیں رسّے تڑا کر نہ بھاگیں لیکن اب بھی قوت منتظرہ باقی ہے کیونکہ چیف کورٹ جانا ضروری ہے۔۔ اچھا صاحب یہ بھی کر دیکھو مگر انجام معلوم ہے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۵، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳)

نبی بننا خالہ جی کا گھر نہیں

قرآن مجید تیرہ سو برس سے دنیا میں موجود ہے اور نہ صرف دنیا کے ۳۰ کروڑ مسلمانوں میں بلکہ ہر طبقہ ملت میں پھیلا ہوا ہے اور اکثر مخالفین بھی از روئے انصاف اقرار کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالی کا کلام ہے اور محمد ﷺ پر اترا ہے اور دوسرا شخص اس کا مورد نہیں ہوسکتا کیونکہ کلام مجید نجماً نجماً ان معاملات اور واقعات کے موافق نازل ہوتا رہا ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں واقع ہوئے ہیں۔ اب قرآن مجید تو وہی ہے جو بین دفتی المصاحف ہے اور قیامت تک بین الامم متداول رہے گا مگر نہ وہ زمانہ ہے نہ وہ واقعات ہیں۔ ہاں مرزا جی کے خوارق سے کچھ بعید نہیں کہ جس طرح آپ بروزی (تناسخی) بنے ہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ کے

زمانے کو بھی موجودہ زمانے کا بروزی مانتے ہوں یعنی وہ زمانہ بھی عود کر کے موجودہ زمانے میں حلول اور بروز کر گیا ہو۔آپ خرق نیچر کے تو قائل نہیں مگر بروز اور حلول کے قائل ہیں جیسے آریا کہ معجزات کو تو ان نیچرل un-natural بتاتے ہیں مگر زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد جب انسان خاک یا راکھ ہو جاتا ہے تو گدھا اور کتا اور سور بن سکتا ہے۔یہی عقیدہ مرزا جی کا ہے دنیا میں بہت سے جھوٹے نبی اور دجال آئے مگر یہ کسی سے نہ ہوسکا کہ آیات کلام مجید کا نزول اپنے حق میں بتاتا اور دجالوں پر کیا حصر ہے ہر شخص دعوی کرسکتا ہے کہ فلاں آیات میرے حق میں ہیں لیکن ایسا شخص پاگل خانے میں بھیجے جانے کا مستحق ہوگا۔

معلوم نہیں آپ اپنے کو محمد ﷺ کا امتی کیوں بتاتے ہیں جب قرآن کی آیتیں آپ پر نازل ہوئی ہیں اور محض خیال میں وہ واقعات اوران کا وقوع مسترد ہوکر آپ کے زمانہ میں حلول کر آیا ہو تو آپ جداگانہ مستقل نبی آنحضرت ﷺ کے ہم سر اور رقیب ٹھہرے نہ کہ امتی۔اور واقعی ہے بھی اسی طرح۔کیونکہ عیسی مسیح کے تو آپ رقیب اور حریف ہیں ہی پھر تمام انبیاء کے کیوں حریف اور رقیب نہ ہوں۔ہندوستان میں تو زیادہ تر مسلمان اور عیسائی ہی ہیں یہودی وغیرہ دیگر امتیں کم ہیں پس آپ نہ حضرت موسی ؑ کے رقیب ہیں نہ عزیرؑ کے اور چونکہ مسلمانوں اور عیسائیوں بلکہ اہل مذاہب سے کئی حصہ زیادہ ہنود ہیں پس اب آپ کرشن جی کے بروزی بن کر ان کے حریف بنے ہیں یعنی جس طرح محمد ﷺ کے بروزی بن کر مذہب اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں اسی طرح اب ہندو مذہب کی جڑ کاٹیں گے۔ابھی تو ہنود کا سر سہلایا ہے، پوچا پھیرا ہے ذرا دیکھتے جایئے رفتہ رفتہ کیا ہوتا ہے۔مسیح بننے پر کوئی عیسائی ایمان نہ لایا تو عیسی مسیح کو مغلظات سنائیں اب کرشن بننے پر کوئی ہندو آپ کے سامنے ڈنڈوت نہ کرے گا تو یہی گالیاں کرشن جی کے پرابت میں لکھی ہیں۔انشاءاللہ

ایک کھلی بات ہے کہ جو شخص خود نبی بنا ہو،اس نے اپنا نیا مذہب تراشا ہے تو دوسرے انبیاء کرام اور اوتاروں کو کیوں مانے گا بلکہ صفحہ ہستی سے سب کا نام تک مٹانا چاہے گا مگر یاد رہے کہ چند روز میں خود بدولت ہی مٹ جائیں گے اور یہ زمانہ سازی اور دنیا طلبی بہت جلد زمین میں دفن کردے گی۔کیا وجہ ہے کہ قرآن کی بعض آیتیں آپ پر نازل ہوئیں اور بعض واقعات بھی عود کر آئے تمام قرآن کیوں نازل نہ ہوا نہ آنحضرت ﷺ کے تمام واقعات لوٹ کر آئے۔انہی میں جنگ بدر جنگ حنین جنگ تبوک جنگ خندق بھی ہیں اور سب میں خدا

تعالی نے آنحضرت ﷺ کو فتح دی۔ آپ بروزی محمد بن کر جہاد کے نام سے بھی تھر تھر کانپتے ہیں۔ گھر سے باہر نکل کر چوہیا تک نہیں ماری بلکہ جہاد کو منسوخ کر دیا۔ ہت تیرے جھوٹے برازی کے منہ میں دجال کا براز۔ اور پلید کے منہ میں خر دجال کی لید۔ آپ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۶۱ میں جدا جدا آیتوں ففھمنا ھا سلیما ن ، اور فا تخذوا من مقا م ابرا ھیم مصلی ،کو ایک جگی گڈ مڈ کر کے اپنے لئے الہام بناتے ہیں اور یہ معنی گھڑ تے ہیں کہ وہ نشانی سلیمان کو سمجھائی یعنی اس عاجز (مرزا) کو۔ پس تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو یعنی (میرے) ۔ پہلی آیت میں اپنے کو سلیمان اور دوسری آیت میں ابراہیم بنایا۔ یعنی خدا تعالی نے ساری خلقت کو میری اتباع کا حکم دیا۔، یہ منہ اور باسی ساگ ۔ یہ لیپا لک کے بھاگ اور آسمانی باپ کا یہ بے وقت راگ ۔ بایں ہمہ دعوی علم وفضل اتنا بھی سلیقہ نہ ہوا کہ اپنا مطلب دوسرے الفاظ میں گھڑ لیتا آیات قرآن مجید ہی کو مسخ کرنے چلا۔ آخر مردود دجال کیوں کر بنتا۔ اب مجدد السنہ مشرقیہ کی جانب رجوع کرتا اور اس کی تجدید پر ایمان لاتا تو ایسے اچھوتے الہام القاء ہو جاتے کہ آسمانی باپ کے فرشتوں کو خواب میں بھی نہ سوجھتے۔

جناب باری نے کلام مجید میں ہر نبی کا ذکر صراحۃً کیا ہے نہ کہ اشارۃً اور مجملاً ۔ اور خدا تعالی کو اشارے اور تعمیہ سے کام لینے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ نام تو کسی کا اور اس سے مراد ہو کوئی اور کیا الہام اور اجمال اور اشارے اور کنائے اور تعمیہ سے ہدایت تامہ ہو سکتی ہے ہر گز نہیں ۔ ہماری طرف رجوع لاتا تو ہم سیدھا اور صاف الہام یوں دم کر دیتے

فعلمنا المیرزا العلا ما ت و البر ھا ن فعمأروا المنارۃ فی قا د یا ن من الایمان و الا یقا ن و الا ذ عا ن ۔

دیکھ تو سہی کیسا پھڑکتا مسجع الہام ہے۔

برائے نام تو آپ مسیح موعود یا بروزی محمد ہیں مگر در حقیقت سلیمان بھی ہیں ابراہیم بھی ہیں اور اب شیوجی کی کرپا سے اس کلجگ میں دھارن کر کے سری کرشن بھی ہیں رام چندر بھی ہیں لچھمن بھی ہیں ہنومان بھی ہیں۔ مطلب یہ کہ دنیا میں جس قدر باعظمت اکابر گذرے ہیں سب آپ ہیں اور نیچر کے بھبکے میں سب کا عطر اور ست کھینچ کر تو ند شریف میں وارد ہو گیا ہے۔ ایسا بوالعجب صد رنگی دجال آج تک کوئی نہیں گذرا سب کے کان

کاٹ ڈالے۔مرزا جی کیسے ہی جتن کریں ہم پھر بھی کہیں کہ وہ دجال اکبر ہرگز نہیں۔اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۵، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۵)

مرزا قادیانی اور عبداللہ چکڑالوی

ضمیمہ شحنہ ہند مطبوعہ ۱۶ نومبر میں ایک مراسلہ حیرت انگیز نظر سے گذرا۔خلاصہ اس کا یہ ہے کہ چکڑالوی اور قادیانی میں زمین و آسمان کا فرق ہے قادیانی بہمہ وجوہ مذمت و جرح و قدح کے لائق اور چکڑالوی چند وجوہ سے مدح و ثنا کے قابل ہے۔اس لئے کہ چکڑالوی نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا بلکہ خود قرآن مجید پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلانا چاہتا ہے۔

اس کی نسبت افسوس کے ساتھ گذارش ہے کہ اسلام کے سوا جس قدر فرقے دنیا میں موجود ہیں اگر ان میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ موازنہ و مقابلہ کیا جائے گا تو صاف طور سے معلوم ہوگا کہ ایک فرقہ دوسرے کے مقابلہ میں اچھا ہے لیکن اس اضافی خوبی اور برائے نام عمدگی سے وہ قابل مدح و ثنا اور اسلام کے مثل کسی طرح نہیں ہوسکتا۔مثلاً اس زمانہ میں اسلام کے مخالف زیادہ تر دو فرقے مشہور ہیں عیسائی و آریہ۔ جب ان دونوں میں موازنہ کیا جاتا ہے تو آریہ کسی قدر اچھا نظر آتا ہے اس لئے کہ عیسائی خدا کے لئے بیٹا تجویز کرتا ہے اور تثلیث کو جزو ایمان قرار دیتا ہے اور کفارہ کا قائل ہے۔آریہ نہ خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں نہ تثلیث سے واسطہ رکھتے ہیں بلکہ خدا کے واحد ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن بایں ہمہ جس طرح عیسائی کافر و مشرک ہیں اسی طرح آریہ۔

یہود و نصاریٰ کی نسبت حق تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا ہے

و لتجد ن اشد النا س عداوۃ للذین آ منوا الیھود و الذین اشر کوا۔

یعنی مسلمانوں کے سخت دشمن یہود اور بت پرست لوگ ہیں

اور مسلمانوں سے دوستی کرنے والے نصاری ہیں۔

لیکن بایں ہمہ جس طرح یہود کافر و مشرک ہیں اسی طرح نصاری ہیں

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو ثالث ثلاثۃ وغیرہ من الآیات

مولوی عبداللہ چکڑالوی نے بے شک نیا دعوی نہیں کیا اور مرزا قادیانی کی طرح نیا روپ نہیں دکھایا لیکن نیا نہ ہونا اور پرانا ہونا اسی قدر ہے کہ چند سال پیشتر سرسید احمد خان بھی یہی دعوی کر چکے ہیں یعنی عمل و اعتقاد کے لئے صرف قرآن کافی ہے احادیث سب کی سب لغو و بے اعتبار ہیں۔ اگر نیا ہونے سے یہی مقصود ہے اور اسی لحاظ سے عبداللہ چکڑالوی کو قابل مدح و ثنا قرار دیا جاتا ہے تو ایسی فہم و فراست پر حیف۔ مولوی عبد اللہ چکڑالوی نے تو یہاں تک لکھا کہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ پر پچاس نمازیں فرض نہ ہوئی تھیں بلکہ صرف پانچ ہوئی تھیں آنحضرت ﷺ نے غلطی سے ان کو پچاس سمجھا اور حضرت موسیٰ کے مشورہ سے بار بار جناب باری میں تخفیف کا سوال کیا۔ اس غلطی میں حق تعالی کو بھی شامل کیا۔

مولوی عبداللہ چکڑالوی نے دعوی تو بہت بڑا کیا یعنی تمام مسائل دینیہ قرآن مجید سے ثابت ہو سکتے ہیں حدیث کی کوئی ضرورت نہیں لیکن جب ان سے سوالات کئے گئے تو جواب میں حیلہ بہانہ محض ملمع سازی۔ نماز کے ارکان و فرائض کے متعلق دریافت کیا گیا کہ قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے لیکن جواب میں کوئی آیت پیش نہ کر سکا۔ حق تعالی فرماتا ہے

و انزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ۔

اور فرمایا : انّ علینا جمعه و قرآنه۔ فاذا قرأناه فاتّبع قرآنه ۔ ثمّ انّ علینا بیانه ۔(قیامۃ : ۱۷۔۱۹)

اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حدیث قرآن مجید کی شرح و تفسیر ہے، عبداللہ چکڑالوی کو اس سے صاف انکار۔ اب وہ مرزا قادیانی کے مثل کیوں کر نہیں۔ ہاں اس قدر فرق ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی بڑا اور عبداللہ چکڑالوی چھوٹا بھائی ہے لیکن آیت کریمہ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدی کے تحت میں دونوں پورے طور پر داخل ہیں۔

اور دونوں میں یہ فرق کرنا کہ قادیانی محصنہ اور کنواری مستورات کو عقد میں لانے کے لئے نئے نئے الہامات بناتا ہے اور چکڑالوی کی یہ کیفیت ہے کہ ایک بی بی فوت ہوگئی تو کسی قسم کی ہوس دامن گیر نہیں ہوئی۔

اس کی نسبت گذارش ہے کہ چکڑالوی کو ہوس دامن گیر نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ عصمت بی بی از بے چادری، زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔

یہ باتیں بہت سے کفار ومشرکین میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن صرف یہ وجہ قابل تحسین نہیں ہوسکتی۔

دوم نکاح نہ کرنا آیت قرآنی مثنی و ثلاث و رباع کا صریح انکار کرنا ہے۔اب فرمایئے آپ عامل بالقرآن بلکہ قرآنی کیوں کر ہوئے۔راقم محمد عبدالجبار عمرپوری از کلکتہ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم دسمبر۱۹۰۴ء۔ص ۵۔۷)

(۱۹۰۴ء ہی میں ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر میں بھی مولوی عبداللہ چکڑالوی کے عقائد ونظریات کی تردید میں چند مضامین شائع ہوئے تھے،جنہیں موقع کی مناسبت سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔بہاء

مولوی چکڑالوی کی نماز پر ہمارا مجمل ریویو

کچھ شک نہیں کہ قرآن مجید ایک جامع کتاب ہے جو تمام انسانی ضرورتوں پر حاوی ہے مگر یہ بھی قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے کہ ہر بات کے اصول بتلا کر فروع اور کیفیت کو جناب رسالت مآب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سونپ دیتا ہے۔چنانچہ صلوۃ زکوۃ وغیرہ احکام بتلا کر ان کی جزئیات اور کیفیت کی بابت سرور کائنات ﷺ کے چال چلن، یا یوں کہیے کہ سنت نبویہ کی طرف سپرد کیا۔چنانچہ ارشاد ہے:

لقد کا ن لکم فی رسو ل اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کا ن یر جوا اللہ و الیو م ا لآ خر

یعنی ایمان داروں کے لئے ہمارا رسول ایک عمدہ نقشہ ہے،پس ان کو لازم ہے کہ اس نقشہ کی پیروی کریں۔

اس آیت نے قطعی طور پر بتلا دیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دین کی تکمیل کے لئے اتباع سنت نبویہ یا یوں سمجھیں کہ اسوہ حسنہ کی پیروی اشد ضروری ہے۔اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جن آیات میں خدا تعالی نے قرآن مجید کے حق میں تفصیل اور تبیان وغیرہ الفاظ فرمائے ہیں جیسے فصلت آ یا تہ یاتبیا نا لکل شیء وغیرہ ان سے تمام جزئیات اور جمیع کیفیات مراد نہیں،ورنہ اس آیت میں اللہ تعالی یہ نہ فرماتا کہ میرا رسول ایمان داروں کے لئے ایک عمدہ نمونہ اور نقشہ ہے،اور جن کو اللہ پر اور یوم حساب پر ایمان ہے وہ اس نقشہ کی پیروی کریں بلکہ ان آیات میں احکام دینے کے تمام اصول اور...کا بیان مقصود ہے۔خیر اس تفصیل کے سمجھنے کو تو رسالہ حدیث نبوی کافی ہے جو دفتر اہل حدیث امرتسر سے مل سکتا ہے، یہاں پر ہمارا روئے سخن مولوی چکڑالوی صاحب کی طرف ہے۔آپ نے ابتداء میں دعوی کیا کہ احادیث شریفہ قرآن مجید کی شرح اور تفسیر ہیں۔بہت خوب۔چشم ماروشن دل ماشاد۔پھر دیکھا کہ اتنا کہنے سے تو اہل حدیث میں کوئی غیر معمولی جوش پیدا نہیں ہوا،آپ نے اسے دوبارہ ترقی دی،اور صرف صحیح بخاری کو قابل عمل درآمد مانا۔چنانچہ آپ کے مخلص اور اول حواری میاں چٹو لاہوری نے اپنی دس ہزار روپیہ کی جائداد کی اس مضمون کی وصیت چھپوادی کہ اس کی آمدنی سے صحیح بخاری کا درس اور اشاعت ہوا کرے۔، ایں ہم غنیمت است۔آخر اس پر بھی کوئی غیر معمولی جوش نہ ہوا،تو آخر آپ نے اپنا راز کھولا کہ قرآن مجید کے سوا کوئی کتاب بھی قابل عمل درآمد کے نہیں، چاہے بخاری ہو یا مسلم ترمذی ہو یا ابوداؤد۔ہدایہ شرح وقایہ بیچاروں کو کون پوچھے۔صرف قرآن مجید ہی تمام احکام کے

لئے متکفل اور کافی ہے۔اس دعوی پر چاروں اطراف سے اعتراضات کی بچھاڑ شروع ہوئی کہ قرآن مجید بیشک تمام اصول احکام کا مبین ہے۔اور اگر تم تمام جزئیات کو کافی سمجھتے ہو تو پہلے نماز کی تفصیل ہی ہے،اس میں بتلاؤ۔اس پر کچھ مدت تو سر کھجلاتے رہے مگر نماز بدستور اہل حدیث کی طرح پڑھتے رہے۔صرف اتنا اختلاف کرتے کہ بسم اللہ کو بالجہر پڑھنے پر تشدد کرتے اور رفع یدین سجدہ کو جاتے ہوئے بھی ضرور کرتے۔مگر مخالف جماعت کے اعتراضات بدستور ان کو ستا رہے تھے کہ بتلاؤ تکبیر تحریمہ کس آیت سے ثابت ہے، قیام میں قرأت کس آیت سے نکلتی ہے۔التحیات وغیرہ کہاں سے ثابت ہے، دیگر کیفیات کہاں ہیں۔آخر سنتے سنتے جب تنگ آگئے تو آپ نے بعد غور وفکر کے اوس پرانی نماز کو تو پرانی جان کر چھوڑ دیا اور ایک نئی نماز موسوم صلوۃ القرآن ایجاد کی جس پر آج ہم ریویو کرنے کو ہیں۔باقی دارد (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جنوری ۱۹۰۴ء ص ۴)

مولوی چکڑالوی اور حدیث نبوی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی چکڑالوی کا دعوی ہے کہ تمام مسائل اسلامیہ قرآن شریف سے نکلتے ہیں، چنانچہ اسی بنا پر وہ حدیث نبوی کے منکر ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں۔اسی لئے ان کو بہت سی مشکلات پیش آئیں مگر اس دل گردے کے آدمی نے سب کو نبھاہا۔بڑا بھاری سوال ان پر وارد ہوا کہ نماز کی ترتیب ہیئت موجودہ قرآن شریف سے بتلاؤ۔یعنی یہ بتلاؤ کہ رکوع، سجود، قعدہ، رکعات وغیرہ قرآن شریف بصورت موجودہ کہاں ہیں۔قرآن مجید میں تو صرف اتنا ہے کہ نماز پڑھو، رکوع کرو، سجدہ کرو، وغیرہ، مگر تفصیل سے نہیں بتلایا بلکہ رسول خدا ﷺ کے طریق پر سپرد کیا گیا اور فرمایا لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة ۔یعنی ہمارا رسول تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے پس تم اس کے مطابق عمل کرو۔جس پر مجمل ریویو اہل حدیث کے سابقہ نمبروں میں ہو چکا ہے۔زاں بعد اس رسالہ کو ناکافی جان کر ایک رسالہ برہان القرآن مفصل لکھا جس میں مولوی صاحب موصوف نے جی کھول کر اپنے مدعا کو ثابت کرنا چاہا ہے کہ نماز کی نماز کی ترتیب بہیئت موجودہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔یوں تو ہم بھی مولانا صاحب کے علم وفضل کے قائل ہیں، خاص کر قوت استدلال تو ماشاءاللہ بہت ہی اعلی درجہ پر ترقی کی ہوئی ہے۔ناظرین کے اطمینان خاطر کو ہم ایک دو مثالیں آپ کی قوت استدلال کی بتاتے ہیں۔آپ پر سوال ہوا کہ قرآن مجید میں کل مسائل موجود ہیں، تو کتے بلے اور گدھے کی حرمت قرآن شریف سے ثابت کیجئے۔اس پر ہمارے شیر دل نے وہ ہمت دکھائی کہ صاف ہی قرآن سے اپنا مطلب بتلایا۔کتے کی حرمت کی بابت آیت صاف سے مطلب ثابت کیا فرماتے ہیں کہ خدا تعالی نے **الخنزير** حرام کیا ہے۔خنزیر کے معنی تو اور ہیں مگر اس پر جو ال ہے اس کے معنی کتے وغیرہ کو شامل کرتے ہیں کیونکہ یہ ال جنسی ہے۔مگر کون پوچھے کہ مولانا ال جنسی تو اپنے افراد کو شامل ہوتا ہے نہ کہ غیر جنس کو۔مگر یہ کیا غضب ہے کہ یہ ال ہے تو خنزیر پر ہے لیکن شمول اس کا کتے کو ہو۔یہ کیا معاملہ ہے۔یہ تو ایسا ہوا کہ الانسان بول کر بھیڑ بکری مراد لی جائے۔اسی طرح گدھے کی حرمت کا ثبوت جناب نے بڑی تلاش سے دیا کہ خدا تعالی فرماتا ہے مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفاراً ۔یعنی جو لوگ کتاب الہی پر عمل نہیں کرتے وہ گدھے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ گدھا حرام ہے کیونکہ یہ تشبیہ ہی بتلا رہی ہے کہ گدھا حرام ہے۔اس پر کوئی ہے جو مولانا کی خدمت میں عرض کرے کہ حضرت تشبیہ تو ان کی بیوقوفی اور جہالت کی وجہ سے

ہے کیونکہ گدھا اپنی بیوقوفی میں مشہور ہے جیسا شیر اپنی بہادری میں معروف۔ اگر ایسی ہی تشبہات سے کوئی چیز حرام ہوسکتی ہے تو گائے بھیڑ بکری بھی حرام ہوں گی کیونکہ کفار کو خدا نے انعا م سے سے تشبیہہ دی ہے۔غور سے پڑھو: ان هم الا الا نعا م ؟ (یہ تو صرف چار پا یوں کی طرح ہیں) پس بتلایئے یہ تشبیہہ کیا بتلا رہی ہے۔

افسوس ہم اصل مطلب سے دور نکل گئے، ہم نے چاہا تھا کہ آپ کے رسالہ کلاں پر ریویو کریں۔ خاص کر اس مضمون پر جو دو تین حدیثوں کے متعلق آپ نے بڑی سختی سے اعتراضات کئے ہیں۔ مگر سردست ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم بھی آپ سے ایک سوال پوچھیں۔ غالباً وہ سوال ایسا نہ ہوگا کہ اس سے پہلے سی نے آپ پر کیا ہو، یا ہماری نظر سے گذرا ہوگا۔

آپ کا دعوی ہے کہ جو مسئلہ اسلامی ہے وہ قرآن شریف میں موجود ہے، اور جو قرآن شریف میں نہیں وہ اسلامی نہیں۔ اس لئے بڑی امید سے التماس ہے کہ داڑھی مونچھ رکھنے کا حکم قرآن شریف میں کہاں ہے۔ اگر ہے تو پتہ دیجئے نہیں تو صفایا کرا دیجئے۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ ہمارے مکرم دوست بابا چٹو جو محض اپنے اخلاص اور نیک نیتی سے اہل قرآن بنے ہیں، وہ ضرور ہی اس سوال پر غور کر کے روز کے کلف اور مہندی کی تکلیف سے سبک دوش ہو جائیں گے۔ یاد رکھئے کہ درصورت نہ ثابت ہونے کے آپ سے ہمیں قطعی امید ہے کہ آپ کسی یگانے بیگانے کی لعن طعن کی پرواہ نہیں کریں گے اور بالکل صاف صاف کرا ڈالیں گے۔ داڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہے۔ کرہی ڈالے گا حجامت اب تو نائی آپ کی۔ باقی دارد (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اپریل ۱۹۰۴ء ص ۲۔۳)

مولوی چکڑالوی اور حدیث نبوی

مولوی چکڑالوی نے اپنے رسالہ کلاں برہان القرآن میں جو ماہواری رسالہ کی صورت میں چھپتا ہے حسب عادت ... تین روایتوں پر بڑی سختی سے اعتراض کئے ہیں ایسی کہ پنڈت دیانند اور عبدالغففور (نو آریہ) نے قرآن شریف پر جو زبان درازی کی ہے وہ بھی اس سے کم ہے۔

آپ نے رسالہ ماہ مارچ ۱۹۰۴ء میں تین حدیثوں کو..کو کہا ہے فرماتے ہیں..نماز فجر کے متعلق مسلم کی ایک حدیث میں لکھا ہے:

وقت صلوة الصبح من طلوع الفجر ما لم تطلع الشمس و اذا طلعت الشمس فا مسك عن الصلوة فا نها تطلع بين قرن الشيطا ن ۔ترجمہ: وقت نماز صبح کا فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک ہے پس جس وقت سورج طلوع ہو تو نماز سے ہٹ جا کیونکہ تحقیق وہ درمیان شیطان کے دو سینگوں کے طلوع ہوتا ہے۔

سورج کا شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہونا.... اب اگر اس حدیث کی بنا پر کوئی آریہ یا عیسائی اسلام پر ہنسی اٹھائے تو اس کا کیا قصور؟ سورج بالاتفاق زمین سے کئی گنا بڑا ہے، تو خیال کیجئے کہ شیطان کے سینگ کتنے بڑے ہوں گے جن کے درمیان ...آ جاتا ہے اور وہ خود شیطان کتنا بڑا ہوگا جس کیا تنے بڑے سینگ ہیں۔ پھر یہ شیطان اہل حدیث کے دلوں میں گھس بھی جاتا ہے اور وسوسے بھی ڈالتا ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ شیطان کے سینگوں پر سورج کیوں لادا گیا ہے۔ بعض شارحین

نے یہ وجہ لکھی ہے کہ آفتاب پرست لوگ چونکہ بوقت طلوع سورج کی پرستش کرتے ہیں اس لئے شیطان سورج کو سینگوں پر اٹھالیتا ہے تاکہ بجائے آفتاب کے اس کی پرستش ہو۔اگر یہ بات ہے تو شیطان بوقت نماز اہل حدیث کے آگے کھڑا ہو جاتا ہوگا تاکہ ان سب سے اپنے آپ کو سجدہ کروائے اور ان سب کی نمازیں برباد کرے۔کیا یہ عقل و دانش کی باتیں ہیں کیسی معقول حدیث ہے اور پھر شرح کیسی معقول، بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ کا رسول جو کہ عقل و دانش میں اپنے تمام ...سے افضل ہوتا ہے ایسی لغو اور بے سرو پا باتیں کرے۔یہ قطعاً ناممکن ہے۔ہمارے پیارے نبی کے ذمے یہ خرافات کسی نے گھڑ کر لگائی ہیں..ایسا آدمی آپ کا پکا دشمن کوئی یہودی یا عیسائی ہے ایسا کام کسی مسلمان سے نہیں... بیچارے امام مسلم نے بلا سوچے سمجھے بھولے پن سے اس کو اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے۔عصر کے متعلق ایک حدیث میں آتا ہے کہ کہ سورج غروب ہوتے وقت بھی شیطان کے سینگوں میں جا پھنستا ہے۔انتہی

بھولے مولوی صاحب! آپ کو تو بڑا اعربیت میں دعوی تھا۔پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ایسے بن گئے کہ کنویں کے مینڈک سے کچھ ہی زیادہ۔اسی برتے پر آپ اہل القرآن بنے ہوئے ہیں کہ آریوں کی طرح بے سمجھی سے حدیث پر منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کرتے ہیں۔جس طرح آریوں کے ذہن میں جم رہا ہے کہ مکر کے معنی فریب کے ہیں تو جہاں کہیں یہ لفظ آتا ہے بس وہ یہی معنی جو بے سمجھی سے ذہن میں بٹھا رکھے ہیں، خدا تعالی کی نسبت بھی سمجھتے ہیں۔یہی حال آپ کا ہے کہ قرن کے معنی آپ نے سینگ کے سمجھ رکھے ہیں اسی لئے حدیث پاک کو سینگوں دھکیلنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھئے حدیث شریف وہ چٹان ہے کہ تم سے پہلے اس نے کئی ملحدوں کے سینگ توڑ ڈالے ہیں تم تو پہلے ہی سے معذور ہو۔واللہ میں کبھی آپ کی نسبت ایسے لفظ نہ لکھتا۔اگر آپ نے تھوڑی سی بھی تحقیق سے کام لیا ہوتا۔غضب ہے کہ آپ اتنا بڑا تحقیق کا دعوی تو کریں اور اتنے بڑے گروہ حزب اللہ (اہل حدیث) سے سینگ ٹکرائیں اور سامان حرب آپ کا یہ کہ قاموس اور مجمع البحار بھی نہ دیکھیں۔دیکھئے مجمع البحار میں جو لغت حدیث کی ایک معتبر مستند کتاب ہے، اس حدیث کے متعلق کیا لکھا ہے:

قیل القرن ... ای حین تطلع یتحر ك الشیطا ن و ینشط فیکو ن کا لمعین لها و قیل بین قر نیه ای امته ا لاولین و ا لآ خر ین و کا نه تمثیل لمن یسجد له و کا ن الشیطا ن سول له ؟ ذلك فاذا سجد لها کا ن الشیطا ن مقتر ن بها۔

یعنی اس حدیث کا مطلب بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ قرن کے معنی قوت کے ہیں یعنی جس وقت سورج نکلتا ہے اور مشرک اس کی عبادت کرتے ہیں تو شیطان خوش ہوتا ہے گویا وہ اس کا مددگار ہے۔بعض علماء نے کہا ہے کہ دو قرنوں سے مراد اس کی پہلی پچھلی دو قومیں (یعنی رات کے پجاری اور دن کے بھگت) گویا یہ ایک تمثیل ہے مشرکوں کی جو اس وقت عبادت کرتے ہیں کیونکہ شیطان نے ان کی نظروں میں یہ (عبادت غیر کی) خوش نما کر رکھی ہے۔پس جب وہ سورج کو سجدہ کرتے ہیں تو گویا شیطان سورج کے ساتھ ہے۔

ان سب توجیہوں کی بنا یہ ہے کہ لغت میں قرن کے معنی بڑے وسیع ہیں۔دیکھو قاموس میں قریب ایک ورق کے اندر قرن کے معنی لکھے ہیں۔یہ بھی قوتہ لکھا ہے

قـرن الشيـطا ن و قر نا ه امته و المتبعو ن لرا يه او قو ته و انتشا ره و تسلطه یعنی شیطان کے قرن کے معنی اس کی پارٹی اوراس کی رائے پر چلنے والے ہیں، یا اس کی قوت اور انتشار اور دباؤ اور زور ہے۔

پس خلاصہ یہ کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ سورج نکلتے وقت چونکہ مشرک غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں تم ان کی ظاہری مشابہت سے بچو۔ اس کی مثال قرآن شریف سے سنو۔ چونکہ آپ اہل قرآن ہیں اس لئے قرآن کی تمثیل سے تو آپ کو انکار نہ ہو۔ سنیئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

انما الخمر و الميسر و ا لا نصا ب و ا لا زلا م ر جس من عمل الشيطا ن فا جتنبوه لعلكم تفلحو ن یعنی شراب اور جوا اور بت پرستی اور تیروں کی تقسیم (جو عرب کے مشرک فال ڈالا کرتے تھے) ناپاک شیطان کے کاموں سے ہیں پس تم ان سے بچو تا کہ تمہارا بھلا ہو۔

کہیے! اس پر بھی آپ کی طرح کوئی آریہ اعتراض کرے کہ ان کاموں کو شیطان کے کاموں سے کہا گیا ہے۔ کیا شیطان بت پرستی کرتا ہے، یا شراب پیتا ہے، یا جوا کھیلتا ہے، یا فالیں ڈالتا ہے۔ ہم نے تو کبھی اسے ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ تو آپ چونکہ اہل القرآن ہیں اس کا جواب تو کچھ دیں گے۔ بس وہی جواب حدیث والے آپ کو دینگے کہ آیت اور حدیث کا مطلب یہی ہے کہ سورج کے طلوع کے وقت مشرک بھی سندھیا کرتے ہیں جس میں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ کیا ضرور ہے کہ تم مسلمان بھی ان سے ظاہری مشابہت کرو۔

بھلا شیطان کیا ایسا ہی بیوقوف ہے کہ لوگ تو نماز خدا کی پڑھیں اور عبادت خدا کی کریں، اور وہ صرف سامنے کھڑا ہونے سے خوش ہو جائے کہ میں نے اپنی مراد پالی۔ اس کی مراد تو جب پوری ہو کہ بموجب اوس کی کوشش کے مخلوق شرک و کفر میں مبتلا ہو چنانچہ اس نے کہہ رکھا ہے لا تـجـد ا كثـر هـم شـا كـر ين یعنی مخلوق میں سے بہت سے لوگ میری کوشش سے بدراہ ہوں گے، یہ نہیں کہ وہ تو عبادت کریں گے خدا واحد کی اور میں صرف اتنے ہی سے خوش ہو جاؤں گا۔ باقی دارد (اہل حدیث امرتسر ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۴ء ص ۳۔ ۵)

چکڑالوی صاحب نے دوسری حدیث پر مندرجہ ذیل الفاظ میں اعتراض کیا ہے:

نماز ظہر کے باب میں بخاری کی ایک حدیث ہے جس میں اس نماز کو گرمی کے موسم میں ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم ہے۔ اور وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ ہے۔ حدیث ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

عـن ابـی هـر يـره عن النبی ﷺ قا ل اذا اشتد الحر فا بر دوا با لصلوة فا ن شدة الحر من فيح جهنم۔

واشتـكـت النار الى ر بها فقا لت :يا رب أكل بعضى بعضاً ۔فا ذن لها بنفسين۔ نفس فى الشتا ء و نـفـس فـى الـصيف (فهو) اشد ما تجدو ن من الحر و اشد ما تجدو ن من الز مهرير (بخارى : نـمبر ٥٣٦۔٥٣٧) ابی ہریرہ، نبی ﷺ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آپ نے کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے حال یہ ہے کہ کہ نار جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اور کہا اے میرے رب میرے بعض حصے نے میرے بعض حصے کو کھا لیا۔ پس اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی گئی ایک سانس سردی کے موسم

میں اور ایک گرمی کے موسم میں اور یہی دوزخ کا گرما والا سانس ہے جس کی وجہ سے تم اس موسم میں گرمی کی شدت پاتے ہو اور سرما والا سانس ہے جس کی وجہ سے تم اس موسم میں سردی کی شدت پاتے ہو۔

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ طبقہ زمہریر کے سانس لینے سے شدید سردی اور طبقہ نار کے سانس لینے سے سخت گرمی ہوتی ہے چونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ ہے اس لئے شدت گرمی کے وقت نماز ظہر نہیں پڑھنی چاہیے۔

کیا بچے بھی اس بات کو نہیں جانتے کہ سورج کی دھوپ سے گرمی ہوتی ہے۔ جس وقت دھوپ تیز ہو اس وقت گرمی بھی تیز ہوتی ہے جس وقت دھوپ کم ہو اس وقت گرمی کم ہوتی ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس کو ساری دنیا جانتی ہے۔ بچے بڑے بوڑھے سب گرمی و سردی کی کمی بیشی کی وجہ دھوپ کی کمی بیشی جانتے ہیں کیونکہ یہ روزمرہ کا واقعہ اور ظہور قدرت اور بداہت اور اظہر من الشّمس بات ہے۔ لیکن ایسے صریح مسلمہ امر کے خلاف اور تمام دنیا کے خلاف یہ حدیث کے عاشق یہی کہیں گے کہ گرمی و سردی دوزخ کے سانس لینے سے ہوتی ہے معا ذ الله ! حا ش لله ! انا لله و انا الیه را جعو ن۔

حدیث کی محبت نے ان لوگوں کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے صم بکم عمی فھم لا یر جعو ن اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کیسی لغو اور بے ہودہ بات کہہ رہے ہیں جس کو عقل سلیم ہرگز تسلیم نہیں کرے گی۔ کوئی دیوانہ مانے تو مانے۔ اگر گرمی دوزخ کے سانس لینے سے ہے تو دوپہر کے وقت جب سورج سر پر ہوتا ہے اس وقت کیوں زیادہ ہوتی ہے؟ اور صبح کے وقت کیوں تھوڑی ہوتی ہے؟ کیا اس وقت دوزخ کا ایندھن کم پڑ جاتا ہے؟ یا اس کی آگ کو بھڑکانے والے فرشتے سو جاتے ہیں؟ میں ایک اور بات پوچھتا ہوں کہ جب پنجاب میں جون و جولائی کے مہینوں میں دوزخ کے سانس سے گرمی ہوتی ہے، تو انہی دنوں میں ممالک یورپ سویڈن ناروے وغیرہ میں سخت سردی کیوں ہوتی ہے۔ کیا دوزخ گرم اور ٹھنڈا سانس ایک ہی وقت میں لیتا ہے کہ گرم سانس پنجاب وغیرہ میں پہنچ جاتا ہے اور ٹھنڈا یورپ میں۔ اگر ایسا ہے تو یہ امر بھی اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس کے مطابق دوزخ دو سانس یکے بعد دیگرے دو موسموں میں لیتا ہے۔ بہر حال اس حدیث کا مضمون لغو خلاف واقعہ اور بے ہودہ ہے معا ذ الله منها (چکڑالوی کا رسالہ اشاعۃ القرآن بابت مارچ ۱۹۰۴ء)

اس حدیث کا مطلب بیان کرنا ہی فیصلہ کن ہے۔ جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں سب کے سب مضمون کی بے سمجھی سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے بحکم مـن جهـل شيئاً عا دا ه (یعنی جو کوئی کسی مطلب کو نہیں سمجھتا وہ اس سے ناراض ہوتا ہے)۔ اصل مضمون بتلانے سے پہلے ایک تمہید کا بیان ضروری ہے جو محض عقلی ہے۔

دنیا میں جس قدر معلولات ہیں سب کے لئے کوئی نہ کوئی علت ہوتی ہے، لیکن ان علتوں کے لئے بھی کوئی علت ہوتی ہے۔ مگر وہ علت العلل اپنے معلول کی نسبت تو علت قریبہ ہوتی ہے، مگر معلول بعید کی نسبت علت بعیدہ کہلاتی ہے۔ اب اس کو ذرا مثال سے سمجھئے کہ روٹی کے پکنے کے لئے علت قریبہ گرم توا ہے اور توے کیلئے علت قریبہ آگ ہے۔ مگر روٹی کی نسبت آگ علت بعیدہ ہے۔ بسا اوقات ظاہر میں علت بعیدہ سے غفلت کر کے علت قریبہ ہی کو اصل سمجھ جاتے ہیں لیکن دوربین سے ایسی غلطی دور ہے۔

پس کچھ شک نہیں کہ دنیا میں گرمی کی شدت وضعف سورج سے قرب و بعد پر مبنی ہے۔ اور اس سے انکار کرنا ایک بدیہی بات

کا انکار کرنا ہے۔مگر کیا اتنے ہی پر سوال ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں چل سکتا ہے کہ سورج کی گرمی کے لئے علت کیا ہے۔ جب کہ دنیا میں علت ومعلول کا سلسلہ خدا تعالی نے وابستہ کر رکھا ہے۔ ہر ایک حادث کے لئے علت ہے۔ پھر اس علت کی بھی کوئی علت ہے جس کو علت بعیدہ کہا جاتا ہے۔ پس اسی علت بعیدہ کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ گرمی کی علت العلت جہنم کی حرارت ہے۔ جس نے سورج کو مثل توے کے گرم کر دیا ہے مگر نہ ہر وقت جہنم پھونک مارتی ہے بلکہ جیسا کہ ماضی کا صیغہ حدیث مذکور میں بتلاتا ہے، صرف ایک ہی دفعہ ایسا ہونے سے سلسلہ چل پڑا ہے۔ جیسے ایک ہی دفعہ گولی چلانے سے گولی میں حرکت آجاتی ہے۔ اگر آپ ظاہر بینوں کی طرح گرمی کی علت بعیدہ سے انکار کریں گے تو آپ سے کیا تعجب ہے کہ آپ روٹی پکنے کے لئے آگ کی علیت سے بھی منکر ہو جائیں۔ اور گولی کی زد کو بندوقچی کی طرف نسبت نہ کریں۔ جو آپ جیسے محقق کی شان سے بہت مناسب ہے، لیکن دور اندیش شائد ایسا نہ کریں گے بلکہ آپ کو یہی سبق دیں گے

گرچہ تیر از کماں ہمیگذرد ۔ از کماندار داند اہل خرد

اصل غلطی آپ کو یہ لگی کہ آپ نے جہنم کو گرمی کے لئے علت قریبہ سمجھا حالانکہ ایسا سمجھنا سمجھ سے دور ہے۔ پس اتنی ہی تقریر سے آپ کے کل اعتراضات بیخ وبن سے اکھڑ گئے۔

اور سنیئے! گرمی اور سردی چونکہ دونوں ضدیں ہیں، اس لئے ان کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو دبائے۔ پس جس کسی کا زور پہنچ سکتا ہے، وہی دبا لیتی ہے جس وقت ہندوستان میں سورج خط استوا کے قریب آتا ہے اس وقت وہ اپنا اثر یہاں دکھاتا ہے مگر دوسرے ملکوں میں جن کا نام آپ نے لیا سمت الراس سے دوری کی وجہ سے گرمی میں کمی رہتی ہے تو سردی غالب آجاتی ہے۔ دوسرے ملکوں کا نام تو آپ کے اڈیٹر نے محض اپنی جغرافیہ دانی جتلانے کو لکھ دیا ہے، ورنہ شملہ اور کشمیر کہہ دیتے تو آسان تھا۔ لیجئے شکر یہ ادا کیجئے کہ ہم نے آپ کو دور جانے کی تکلیف نہیں دی۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے ایسی باریک بحث اٹھاتے ہوئے آگ اور پانی کی نسبت کی طرف غور نہیں کیا کہ آگ پانی کو ایسا تپاتی ہے کہ بدن پر گرے تو بدن جلادے۔مگر کیا اس کی ذاتی برودت معدوم ہو جاتی ہے، کیا اسی آگ کو پانی پر ڈالیں تو آگ نہیں بجھے گی۔ کیا تھوڑی دیر اسی پانی کو آگ سے الگ کر دیں تو سرد نہیں ہو جائے گا۔ پس ٹھیک اسی طرح جب تک جس حصے ملک میں سورج کا مقابلہ رہتا ہے گرمی رہتی ہے جتنا دور ہوتا ہے اتنی ہی اصل برودت آجاتی ہے جیسا کہ ضدین کا دستور ہے۔

پھر آپ لکھتے ہیں؛ کہ سردی کی شدت بھی تو دوزخ کے سانس ہے پس سردی کے موسم میں کیوں صبح کی نماز میں تاخیر نہیں کی گئی۔

چہ خوش! بھلا مولوی صاحب سردی کی تکلیف کا انتظام تو کپڑوں سے ہو سکتا ہے مگر گرمی کا کیا انتظام؟ کیا آپ کو اس سے بھی انکار ہے کہ ایک شخص سخت سردی میں کپڑے پہن کر نماز پڑھے اور ایک شخص سخت گرمی میں پسینہ بہتے ہوئے، دونوں کا خشوع ایک سا ہوگا؟ بھلا اور تو جانے دیجئے ہندوستان میں عموماً اور آپ کے لاہور میں خصوصاً سخت سردیوں میں تو جلسے ہوتے ہیں مگر گرمیوں میں کیوں نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ گرمی کی تکلیف ہی ایسی ہے کہ بے چین کر دیتی ہے۔

پھر آپ لکھتے ہیں: کہ بالفرض گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہی سہی تو بھلا اس وقت نماز سے کیوں روکا گیا۔ اگر دوزخ کی تیزی خدا کے

غضب کی علامت ہے تو اس وقت تو ضرور ہی خدا کے آگے عاجزی کرنی چاہیے اور نماز پڑھنی چاہیے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے واقعی حدیث کو نہیں سمجھا۔ مولانا! یہ تو پوچھ لیتے کہ یہ ممانعت جو حدیث میں آئی ہے کس قسم سے ہے، شعری ہے یا شفقتی؟ ایسی کھوج... ممانعت شرعیہ میں ہوتی ہے۔ گو اس میں بھی اس پر امر موقوف نہیں ہوتا کہ علت معلوم ہو ہی تو اطاعت ہو لیکن نہی شفقت، تو ہرگز اس سوال کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی۔ یہاں پر جو نہی ہے تو وہ بطور شفقت کے ہے جو تکلیف پر مبنی ہے۔ اسی لئے سب علماء کا مذہب ہے کہ سخت گرمی میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے گو اہل حدیث اور شافعیہ کے نزدیک اولی ہے اور تبرید جائز ہے، اور حنفیہ کے نزدیک ابراد اولی ہے، مگر جواز میں تو کسی کو کلام نہیں۔ پس جس وقت نماز پڑھنے میں سخت تکلیف تھی اس وقت شارع علیہ السلام نے محض شفقت سے منع فرمایا، مگر نہ ایسا کہ اس وقت نماز پڑھنا حرام ہے۔ بلکہ بطور شفقت کے فرمایا کہ اس سے بعد پڑھ لیا کرو۔

ہاں یہ خوب کہا کہ: اگر کسی حدیث میں بالفرض یہ لکھا ہو کہ آفتاب مشرق سے نہیں مغرب سے نکلتا ہے، تو حدیث کے شیدا غالباً آنکھیں بند کر کے ایسی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کر لیں گے۔،

بے شک اگر صحیح روایت سے ثابت ہو گی تو سر دست تو مان لیں، اور بعد تسلیم اس کی وجہ دریافت کریں گے۔ آپ اس پر غور نہیں کرتے کہ آپ کے معتقدوں نے آپ کی تعلیم کے مطابق کس طرح صحیح بخاری کی تعلیم کے لئے دس ہزار کی جائداد وقف کرنے کا اشتہار دیا تھا۔ آج وہی آپ ہیں اور وہی وہ ہیں کہ بچارے امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کو بے نقط سناتے ہیں اور سنتے ہیں اور ایسی کتاب پر منہ پھاڑ کر اعتراض کرتے ہیں، اور آپ بھی کہتے جاتے ہیں اور وہ بھی سنتے جاتے ہیں کسی کو مجال نہیں کہ آپ سے پوچھے کہ مولانا صاحب اس وقت آپ کس تحقیق پر تھے اور آپ کس خیالی پلاؤ کے دانے نکال رہے ہیں جب آپ کے معتقدوں کا یہ حال ہے حالانکہ وہ اتنی عمر میں کئی ایک کے مرید بنے اور کئی ایک کے ساتھ ان کو حسن اخلاص پیدا ہوا لیکن جن بندگان خدا کو پیغمبر ﷺ سے حسن عقیدت ہے وہ کیونکر نہ تسلیم کریں کہ جو کچھ خدا کے رسول نے فرمایا ہے بجا ہے۔ آہ!

کیا تجھے کہوں حدیث کیا ہے ۔ در دانہ درج مصطفیٰ ہے
صوفی و عالم و حکیم دینی ۔ کرتے رہے اسی کی خوشہ چینی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۰۴ء ص ۲۔۴)

چکڑالوی صاحب نے تیسری حدیث پر بالفاظ ذیل اعتراض کیا ہے:

نماز عصر کے متعلق ایک حدیث حسب ذیل ہے اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں:

عن البراء بن عازب قال نزلت هذه الآية :حافظوا على الصلواة و الصلوة العصر۔ فقرأناها ما شاء الله، ثم نسخها الله۔ فنزلت: حافظوا على الصلواة و الصلوة الوسطى۔ فقال رجل، كان جالساً عند شقيق ۔ له :هى اذا صلوة العصر۔ فقال البراء: قد اخبرتك كيف نزلت و كيف نسخها الله ۔و الله اعلم رواه مسلم و احمد(مسلم : نمبر ١٤٢٨۔ باب الدليل لمن قال الصلوة الوسطى هى الصلوة العصر) ۔ترجمہ: براء بن عازب سے روایت ہے کہ یہ آیت اس طرح اتری حافظوا على

الصلواۃ و صلوۃ العصر

(حفاظت کرو نمازوں کی اور نماز عصر کی) پس جب تک اللہ نے چاہا ہم اس آیت کو اسی طرح پڑھتے رہے۔ پھر اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا اور یہ اس طرح نازل ہوئی حـا فظوا ولی الصلواۃ و الصلوۃ الوسطی (حفاظت کرو نمازوں کی اور نماز وسطی کی) پس ایک آدمی نے عرض کی کہ یہ نماز عصر کا حکم ہے۔ فرمایا میں نے تجھ کو بتایا ہے کہ یہ کیسے نازل ہوئی اور اللہ نے اس کو کیسے منسوخ کر دیا اور اللہ خوب جانتا ہے۔)

خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ پہلے حـا فظوا علی الصلوۃ و الصلوۃ العصر نازل ہوا۔ پھر اللہ تعالی نے عصر کا لفظ اڑا دیا اور اس کی جگہ وسطے کا لفظ نازل فرمایا اور آیت اس طرح کر دی حـا فـظـوا عـلـی الصلوات و الصلوۃ الوسطی

اس حدیث کے مطابق عصر کا لفظ اس جگہ اتارنے میں کچھ غلطی تھی، اس لئے خدا نے اصلاح کر دی لیکن معلوم نہیں اس لفظ میں خدا کو کیا غلطی معلوم ہوئی کہ اس کو کاٹ کر وسطی کا لفظ اس کی جگہ درج کرایا، اور غلط لفظ اتارا ہی کیوں؟ پہلے ہی سوچ سمجھ کر بولنا تھا مقولہ ہے کہ، پہلے بات کو تو لو پھر منہ سے منہ بولو۔، اگر عصر کے لفظ میں کچھ غلطی نہیں تھی اور عصر اور وسطی یکساں لفظ ہیں تو پھر خدا نے بے فائدہ کام کیا کہ خواہ مخواہ بے سود عصر کے لفظ کو منسوخ کیا اور وسطی کا اتارا۔ بہر حال اس حدیث کی رو سے خدا پر دو اعتراضوں میں سے ایک اعتراض ضرور آئے گا۔ یا تو لفظ عصر اتارنے میں اس سے کچھ غلطی ہوئی اور یا لغو اور بے فائدہ فعل اس سے سرزد ہوا ایک اچھے بھلے لفظ کو کاٹ کر دوسرا ویسا ہی اس کی جگہ رکھا۔ معا ذ الله حا شا لله

یہ مسلم کی حدیث ہے جس کی حدیثوں کو قرآن پر قاضی بنایا جاتا ہے۔ اب کہیے مسلم یا کم از کم اس کی یہ حدیث کس سلوک کی مستحق ہے جو خدا پر الزام لگاتی ہے۔ میں تو کچھ نہیں کہتا آپ خود ہی انصاف فرمائیں (اشاعۃ القرآن ماہ مارچ ۱۹۰۴ء)

سچ ہے انـمـا شـفـاء الغی سوا ل ۔ بے علمی اور تجاہل انسان کو کیا نہیں بنا دیتا۔ جس طرح کسی چیز کی حد سے زیادہ محبت انسان کو اس کے عیوب سے اندھا کر دیتی ہے، اسی طرح کسی چیز سے بغض و عداوت اس کی خوبیاں چھپا لیتی ہے۔ اللہ اکبر! یہ دعوی اور یہ تحقیق بعینہ سوامی دیانند اور پنڈت لیکھرام کے سے اعتراض ہیں۔ خلاصہ آپ کے اعتراض کا یہ ہے کہ صـلـوۃ الـعصر کا لفظ جو پہلے نازل ہوا تھا، کیوں اڑ گیا۔ پس سنیئے کہ یہ راوی کا فہم ہے جس نے صـلـوۃ العصر کے نزول کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے اور نہیں، تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز کا رسالہ فوز الکبیر ہی دیکھا ہوتا تو یہ اعتراض کبھی نہ کرتے۔ ایسا تو بہت سی روایتوں میں آپ پاویں گے کہ راوی کہتے ہیں کہ یہ آیت فلاں بارے میں نازل ہوئی، اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ فلاں بارے میں نازل ہوئی، حالانکہ دونوں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، مگر دراصل دونوں سچے ہوتے ہیں۔ خیر اس کی تفصیل تو رسالہ مذکور میں دیکھیں، یا ہماری عربی تفسیر کے شروع میں رسالہ فوز الکبیر کی عبارت منقولہ کو پڑھیں۔ یہاں پر آپ کا جواب صرف اتنے سے تعلق رکھتا ہے کہ بعض دفعہ سرور کائنات فداہ ابی و امی کسی آیت کی تلاوت فرماتے ہوئے کوئی لفظ بطور تفسیر کے فرما دیتے تھے جس کو بعض لوگ سمجھتے تھے کہ یہ بھی قرآن ہی کا لفظ ہے۔ پھر جب کبھی نماز میں یا

کسی ایسے موقع پر جہاں پر صرف قرآن شریف بغیر کسی تفسیر وتفسیر کے پڑھنے کا موقع ہوتا تو وہ تفسیری لفظ نہ سنتے تو وہ سمجھتے کہ منسوخ ہو گیا ہے، حالانکہ نہ تو اس کا نزول ہوتا، نہ نسخ۔ علاوہ اس کے نسخ کے معنی بھی سلف کے کلام میں بہت بڑے وسیع ہیں جن کے بیان کرنے کی یہاں حاجت نہیں۔ قرینہ اس توجیہہ کا جو ہم نے کی ہے مسلم کی روایت ہے جو مسلم نے اسی حدیث کے متصل نقل کی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں:

عن ابی یونس مولی عائشه ؛ انه قال امرتنی عائشه ان اکتب لها مصحفاً و قالت اذا بلغت هذه الآیة فاذنی: حافظوا علی الصلواة و الصلوة الوسطی۔ قال فلما بلغتها اذنتها۔ فأملت علیّ۔ قوله تعالی :حافظوا علی الصلواة و الصلوة الوسطی و صلوة العصر وقوموا لله قانتین ۔ قالت عائشه: سمعتها من رسول الله ﷺ (**مسلم : حدیث نمبر ۱٤۲۷**) یعنی راوی (جو حضرت عائشہ کا قرآن لکھتا تھا) کہتا ہے کہ مجھے حضرت عائشہ نے حکم دیا کہ جب تو آیت و صلوة الوسطی پر پہنچے تو مجھے اطلاع کرنا۔ جب میں پہنچا تو حضرت عائشہ نے صلوة الوسطی کے ساتھ یہ لفظ بھی لکھوایا صلوة العصر پھر کہا میں نے اسی طرح پیغمبر خدا ﷺ سے سنا ہے۔

اس حدیث سے چکڑالوی کے اعتراض کی ہی نہیں بلکہ علم و دیانت کی بھی جڑ کٹ جاتی ہے کیونکہ حضرت عائشہ کا کاتب کو ہدایت کرنا اور پھر خاص موقع پر اطلاع پا کر یہ لفظ صلوة العصر لکھوانا صاف طور پر جتلا رہا ہے کہ یہ لفظ اصل قرآن منقول عنہ میں نہ تھا۔ بلکہ یوں کہیے کہ عام طور پر پڑھا ہی نہیں جاتا تھا جسے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے بطور تفسیر اور یادداشت کے غالباً حاشیہ پر لکھوایا۔ اور اس لفظ کے لکھوانے پر گویا عذر کیا کہ میں نے یہ لفظ آنحضرت ﷺ سے سنا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کی ذہین اور نکتہ رس طبیعت تو سمجھ گئی کہ یہ لفظ قرآن کا نہیں بلکہ تفسیر نبوی ہے، لیکن بعض سامعین نے غلطی سے اس کو پہلے قرآن کا لفظ سمجھا، پھر آخر کو ان کی غلطی بھی رفع ہو گئی۔ مگر افسوس کہ آپ آج تیرہ سو برس کے بعد اس سے بڑھ کر غلطی میں پڑے، جو آپ کی خوش قسمتی کی دلیل ہے۔ باقی باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء ص ۵۔٦)

چوتھی حدیث پر جو مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب نے اعتراض کیا ہے بالفاظ ذیل ہے:

نماز مغرب کے متعلق بخاری و مسلم دونوں میں اس مضمون کی متعدد احادیث موجود ہیں کہ اگر نماز تیار ہو اور کھانا بھی سامنے آ جائے تو کھانا کھا لینا چاہیے حدیث ملاحظہ ہو:

عن انس ان النبی ﷺ قال اذا قدم العشا فابدوا به قبل صلوة المغرب و لا تعجلوا عن عشائکم (بخاری باب اذا حضر الطعام و اقیمت الصلوة) ترجمہ: انس سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے جس وقت شام کا کھانا آ جاوے، پس کھا لو اس کو نماز مغرب سے پہلے اور کھانے میں جلدی نہ کرو۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله اذا وضع عشاء احدکم و اقیمت الصلوة فابدوا بالعشاء و لا یعجل حتی یفرغ منه و کان ابن عمر یوضع له الطعام و تقام الصلوة فلا یاتها حتی یفرغ و انه یسمع قراة الامام (بخاری ص ۲۷۴) ابن عمر کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کسی کا شام کا

کھانا رکھا جائے اور نماز کی اقامت (یعنی تکبیر) کہی جاوے، تو کھانا شروع کر دو اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کرے جب تک کہ اس سے فارغ نہ ہو جائے، اور ابن عمر کا کھانا رکھا جاتا تھا اور نماز کی اقامت کہی جاتی تھی تو وہ نماز کی طرف نہیں آتے تھے جب تک فارغ نہ ہو لیتے اور یقیناً وہ ضرور امام کی قرأت سنتے تھے۔

مسلم میں بھی اس مضمون کے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔ ان حدیثوں کا مضمون صاف ظاہر ہے کہ شام کے وقت اگر ایک طرف کھانا آ جاوے اور ایک طرف جماعت تیار ہو، تکبیر بھی ہو جاوے، تاہم کھانے کو نماز پر ترجیح ہوگی۔ امام مسلم صاحب نے یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ آپ ایسی حالت میں نماز کو مکروہ جانتے ہیں۔ چنانچہ مسلم میں باب ان لفظوں میں باندھا گیا ہے با ب کرا ھة الصلوة بحضرة الطعا م الذی یر ید اکله فی الحا ل (باب نماز کے مکروہ ہونے کا طعام کی موجودگی میں جب کہ فی الحال اس کے کھانے کا قصد ہو) اور آپ نے اسی باب میں کہیں سے یہ حدیث بھی لکھ ماری ہے لا صلوة بحضرة الطعا م (کھانے کی موجودگی میں نماز جائز نہیں) جو محض پیٹ پروری اور شکم پرستی کی باتیں ہیں۔ ملاں لوگ عموماً بڑے پیٹو ہوتے ہیں، کھانے کو دیکھ کر بھلا ان کو صبر کیسے ہو سکے۔ یہ حلوے مانڈے پر جان دے دیں۔ ان کی بلا نماز کی پرواہ کرے۔ اول طعام بعد کلام (یعنی نماز) معا ذ الله حا شا لله اس حلوے کے شوق ہی نے ان لوگوں کو ایسی حدیثیں بنانے پر بھی مائل کر دیا اور قرآن سے محروم کر دیا۔ ابن حجر اور نووی وغیرہ شارحین نے ان حدیثوں پر ملمع کرنا چاہا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھی جائے تو خیال کھانے کی طرف رہے گا اور نماز میں خشوع وخضوع کامل نہیں ہو سکے گا اس لئے پہلے کھانا کھا لینا چاہیے۔ لیکن غور کرنے پر یہ ملمع نہایت ہی کمزور اور بھدا معلوم ہوگا اگر کسی کو بوقت نماز شہوت آ جاوے اور بیوی مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے موجود ہو، تو نماز میں اس کا دل ضرور بیقرار ہوگا اور خشوع و خضوع کا ستیاناس ہو جائے گا۔ پس اس کو بھی حکم ضرور ہونا چاہیے تھا کہ پہلے جماع کر لو پھر نماز پڑھ لینا۔ ان حدیثوں میں تو ایسا نہیں لکھا۔ لیکن کیا عجب کہ ان بہتر حوروں کے عاشقوں نے اس مضمون کی بھی کوئی حدیث بنا رکھی ہو لیکن اگر نہیں بنائی تو پھر بتائیں کہ ایسا شخص کیا کرے؟ اگر کوئی دکاندار ہو اور اس کے دل میں فکر ہو کہ شام کا وقت ہے، گاہکوں کا موقع ہے، خدا جانے کتنے گاہک پھر جائیں۔ اب کہیے کہ ایسے شخص کے خشوع وخضوع کا کیا حال؟ کھانے کو دیکھ کر جتنا ایک ملاں کا دل بے قرار ہوتا ہے دوکان داروں کو گاہکوں کے پھر جانے کا اس سے شائد تھوڑا ہی غم ہوتا ہو۔ پس دکاندار کو بھی حکم ہونا چاہیے کہ بھائی سودے سلف سے فارغ ہو کر نماز پڑھنے چلے جانا و لا یعجل حتی یفر غ عنه ایسا ہی اور کاروبار والوں کو حکم ہونا چاہیے۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان حدیثوں کی بنا پر مسلمان ایسا کرنے لگیں تو شام کے وقت مسجدیں خالی ہی رہا کریں۔ لیکن شام پر کیا منحصر ہے یہ حدیثیں اگر ان کا بس چلے تو مسلمانوں سے ساری نمازیں ہی چھڑا دیں۔ مسلم والی حدیث لا صلوة بحضرة الطعا م میں نماز مغرب کی قید نہیں اور مغرب کی قید ہونی بھی نہیں چاہیے کیونکہ کھانے کا معاملہ یا کوئی اور امر خشوع وخضوع کا حارج دیگر نمازوں کے وقت بھی واقع ہو سکتا ہے۔ پس تمام نمازوں کے متعلق یہی حکم ہونا چاہیے کہ بھائی سب جھگڑوں قضیوں سے فارغ ہو کر جب تمہارا دل مطمئن ہو نمازیں بھی پڑھ لینا، ان کی کیا جلدی پڑی ہے۔

اگر کسی شخص کے سر پر قرض بہت ہو اور قرض کے غم و فکر میں وہ ہر وقت حیران و سرگردان اور پریشان و غلطان رہتا ہو، یا کوئی شخص دائم المریض ہو اور بیماری کا دکھ درد اور رنج والم اس پر غالب ہو، تو وہ اب کیا کرے۔ کیا وہ ساری عمر نماز یں نہ پڑھے؟ قرض کے اترنے یا صحت یابی کا منتظر رہے۔ ان حدیثوں اور ان کے ملمع سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ بے نماز ہی رہے۔،

ہائے ری ضد تیرا ستیاناس۔ تو کیسی کیسی بے جا حرکتیں کراتی ہے۔ کیسی صاف اور پر از اخلاق تعلیم کو کس طرح مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب نے بگاڑا ہے

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش درنظر

مطلب حدیث کا صاف ہے کہ چونکہ بھوک ایک طبعی اور وجدانی لازمہ ہے، اس لئے بغیر اس کی تکمیل کے نماز میں چونکہ خشوع اور دل بستگی نہیں ہو سکتی اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اس طبعی خواہش کو پورا کرو۔ اس پر آپ کو شہوت کا خیال آنا کہ کسی کی بیوی ساتھ ہو تو پہلے جماع کر لے بالکل غلط قیاس ہے۔ اس لئے کہ جماع کی خواہش جماع بھی گو خواہش طبعی میں داخل ہے مگر بھوک اور جماع میں فرق بین ہے۔ جماع کی خواہش اتنی دیر ہی غالب رہتی ہے جتنی دیر انتشار ہو، لیکن جب طبیعت کو ادھر ادھر لگانے سے انتشار رفع جائے تو جماع کی خواہش کا ہٹ جانا یا مغلوب ہو جانا ممکن ہے۔ خصوصاً متاہل (خانہ دار) کے لئے تو ایسے واقعات عموماً پیش آتے ہیں بخلاف بھوک کے کہ ٹلنے سے ٹلتی نہیں... مگر بھوک سے انکار نہ کر سکے گا۔ اس لئے یہ اعتراض آپ کا بالکل پنڈت دیانند کی طرح ہے کہ جنت میں ہمیشہ رہنے سے جی اکتا جائے گا کیونکہ ہمیشہ میٹھا کھانے سے طبیعت برگشتہ ہو جاتی ہے۔ جیسے پنڈت مذکور نے غلط قیاس کر کے قرآن مجید کی تکذیب کی، اسی طرح آپ نے حدیث شریف پر بے جا حملہ کیا۔ حالانکہ دونوں کی سمجھ کی غلطی ہے۔ پھر آپ کا یہ لکھنا کہ قرض یا مرض کے غم میں سرگرداں ہونے سے نماز نہ پڑھے، کیسا بے ہودہ سوال ہے۔ کیا یہ غم بھی امور طبعیہ سے ہے۔ کیا ایسا شخص کسی طرح اپنا غم غلط نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر ہم یہ کہیں کہ قرض دار بوجہ فکر قرضہ کے اور بغرض دعا حضور خداوندی میں مزید خشوع کرے گا تو قرین قیاس ہے۔ علی ہذا القیاس مریض سے توقع ہے۔ ایسا ہی آپ کا سوداگری کو پیش کرنا بھی لغو ہے۔ سودا بیچنے کی رغبت امور طبعی سے ہے، یا دنیا کی محبت ہے۔ تعجب ہے کہ آپ ایسے دنیا داروں اور دنیا کی محبت رکھنے والوں کی ایسی محبت رکھتے ہیں۔

مولوی صاحب! ایسی حدیثوں کی بنا بڑی گہری حکمت پر ہوئی ہے۔ ایسے جلد بازوں کو جیسے آپ ہیں اس کی تہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ آپ کا فرض صرف یہی ہے کہ آپ کو جس حدیث میں شبہ ہوا کرے اوس حدیث کو لکھ کر علمائے اہل حدیث کی خدمت میں صرف اتنی التماس کیا کریں کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے، نہ یہ کہ ایسی بے دردی سے اعتراض کرنے بیٹھ جایا کریں۔

آیئے ہم آپ کو قرآن شریف سے مثال دیں تو آپ کو بھی قدر عافیت ہو۔ سنئے خدا فرماتا ہے

لیس علیکم جنا ح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم. الذین کفروا (نساء: ۱۰۱)

یعنی کافروں سے تمہیں ڈر ہو تو نماز کو قصر کرنے میں تم کو گناہ نہیں۔

لیجئے اپنے جیسے بے باکانہ سوال۔ سنیئے! بھلا اگر کسی کو گھر بیٹھے چوروں سے ڈر ہو، یا گلی میں کتوں سے ڈرتا ہو، تو کیا وہ بھی نماز کو قصر کرے گا؟ جو اس کا جواب آپ دیں گے وہی اہل حدیث آپ کو حدیث کی تائید میں کہیں گے سچ ہے:... باقی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۰۴ء ص ۴۔۶)

مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب نے پانچویں حدیث پر بھی بالفاظ ذیل اعتراض کیا ہے:

نمازِ عشا کے متعلق ابوداؤد میں وقتوں کے باب میں ایک حدیث میں تو یہ مضمون ہے کہ فجر ظہر عصر مغرب اور عشاء پانچوں وقت تمام انبیاء نماز پڑھتے رہے ہیں، ولیکن اس کے قریب ہی وقتوں کے باب میں ہی پھر ایک حدیث اس مضمون کی آپ نے لکھی ہے کہ عشا کی نماز پہلی امتوں میں نہ تھی اور امت محمدیہ کو سابقہ امتوں پر اس نماز کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، بعد المشرقین۔ دونوں حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

عن عاصم بن حمید السکونی انه سمع معاذ بن جبل یقول: ابقینا النبی ﷺ فی صلوة العتمة فتاخر حتی ظنّ ظان انه لیس بخارج. و القائل منا یقول: صلی، فانا لکذلك حتی خرج النبی ﷺ فقالوا له کما قالوا. فقال اعتِموا بهذه الصلوة فانکم قد فضلتم بها علی سائر الامم. و لم تصلها امة قبلکم (ابو داؤد باب وقت عشاء. نمبر ۴۲۱)

ترجمہ: عاصم بن حمید السکونی سے روایت ہے کہ اس نے معاذ بن جبل کو کہتے ہوئے سنا کہ نماز عشا کے وقت نبی ﷺ ہم کو پیچھے چھوڑ گئے اور آپ نے بہت دیر کر دی یہاں تک کہ گمان کرنے والے نے گمان کیا کہ آپ نہیں نکلیں گے اور ہم میں سے بعض یہ کہتے تھے کہ آپ نماز پڑھ چکے اور ہم اسی حالت میں تھے کہ نبی ﷺ باہر نکلے۔ پس لوگوں نے آپ کو جو کچھ کہا سو کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نماز میں دیر کیا کرو کہ تحقیق اس نماز سے تم کو تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے تم سے پہلے اس کو کسی امت نہیں پڑھا۔

اس حدیث کے الفاظ سے اظہر من الشّمس ہے کہ عشاء کی نماز پہلے کسی امت نے نہیں پڑھی، یہ صرف امت محمدیہ کو فضیلت دی گئی ہے۔ اب دوسری حدیث دیکھئے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ امّنی جبریل علیه السلام عند البیت مرّتین. فصلی بی الظهر حین زالت الشمس، و کانت قدر الشراك، و صلی بی العصر حین کان ظله مثلین، و صلی بی، یعنی المغرب، حین افطر الصائم، و صلی بی العشاء حین غاب الشفق، و صلی بی الفجر حین حرم الطعام و الشراب علی الصائم. فلما کان الغد صلی بی الظهر حین کان ظله مثله، و صلی بی العصر حین کان ظله مثلیه، و صلی بی المغرب حین افطر الصائم، و صلی بی العشاء الی ثلث اللیل، و صلی بی الفجر فاسفر. ثم التفت الیّ فقال یا محمد! هذا وقت الانبیاء من قبلك. و الوقت ما بین هذیین الوقتین (ابو داؤد باب المواقیت، حدیث نمبر ۳۹۳)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جبریل نے خانہ کعبہ کے قریب دو دفعہ میری امامت کی۔ پس اس نے مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب کہ سورج ڈھل گیا اور سایہ جوتی کے تسمہ کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جب کہ سایہ اس

کے برابر ہو گیا۔ اور مغرب کی نماز پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے، اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق غائب ہو گئی۔ اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب کہ کھانا پینا روزہ دار پر حرام ہو جاتا ہے۔ پس جب دوسرا دن ہوا تو اس نے مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب کہ اس کا سایہ اس کی مثل ہو گیا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جب کہ اس کا سایہ اس کی دو مثل ہو گیا۔ اور مغرب کی نماز پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ اور عشاء کی نماز رات کے تیسرے حصے تک پڑھائی۔ اور فجر کی نماز پڑھائی پس خوب روشنی ہو گئی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو گیا اور کہا اے محمد ﷺ یہ ہے وقت تجھ سے پہلے تمام انبیاء کا اور ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔

اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سابقہ انبیاء کی نمازوں کے یہی پانچ وقت تھے جن میں عشاء بھی داخل ہے۔

میں بڑے شوق سے انتظار کروں گا کہ کوئی اہل حدیث صاحب ان حدیثوں میں تطبیق دے۔ بظاہر ان حدیثوں میں بڑا تناقض ہے لیکن حدیثوں میں یہ تناقض ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ آمین اونچی کہنے کی بھی حدیثیں موجود ہیں آہستہ کہنے کی بھی۔ ترمذی میں دونوں باب موجود ہیں۔ اور ایک ہی راوی دونوں طرح کی حدیثوں کی روایت کرتا ہے۔ رفع یدین کرنے کی بھی نہ کرنے کی بھتیرے مسائل کی ہر دو طرح کی حدیثیں موجود ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

پہلی حدیث میں ایک اور بات قابل غور ہے کہ معاذ بن جبل صاحب نماز عشاء کو عتمہ کہتے ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ کی نسبت یہی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اس نماز کے متعلق اعتموا کا لفظ بولا ہے جو کہ عتمہ سے مشتق ہے۔ مسلم و بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں ان کا کہنا آپ کی طرف منسوب ہے ما فی العتمة و الصبح لا تو هما و لو حبوا۔ یعنی اگر جانیں کہ عتمہ (عشا) اور صبح کی نماز میں کیا ثواب ہے تو ان نمازوں میں یہ لڑ کر بھی آویں۔ اس میں اس میں آپ کا عشا کو عتمہ کہنا ہی بیان کیا گیا ہے، حالانکہ دوسری حدیثوں میں یہ بیان موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشا کو عتمه کہنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس کو عتمه گنوار لوگ کہتے ہیں۔ حدیث ملاحظہ ہو مسلم میں باب ہے با ب فی اسم صلوة العشاء

عن عبد الله بن عمر قا ل سمعت رسو ل الله ﷺ یقو ل لا تغلبنکم ا لا عرا ب علی اسم صلوتکم ا لا انها العشاء و هم یعتمو ن با لا بل (مسلم) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ گنوار لوگ تمہاری نماز کے نام رکھنے میں تم پر غالب نہ آ جائیں، خبردار اس کا نام عشاء ہی ہے اور چونکہ لوگ اونٹنیوں کے دودھ دوہنے میں دیر کرتے ہیں (اس لئے اس کا نام عتمہ رکھتے ہیں)۔

اب جائے غور ہے کہ ایک جگہ تو یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کو عتمه کہنے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ گنواروں کی بولی ہے لیکن دوسری جگہ یہ کہا جاتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ہی اس نماز کو عتمہ کہا۔ گویا کہ خود ہی آپ نے کہنے کا خلاف کیا۔ معا ذ الله حا شا لله۔ اے رسول کے جان دادو! اے رسول کے نام پر نعرے بلند کرنے والو! آنکھیں کھول کر دیکھو کہ تمہارے پیارے رسول کو یہ حدیثیں گنوار بتاتی ہیں۔ کیا ایسی حدیثوں کو تم پیار سے اپنے پاس رکھو گے یا جلا دو گے

۔اے ظالمو! تم مجھے کہتے ہو کہ تو رسول اللہ ﷺ کے حق میں گستاخانہ کلمے بولتا ہے اب اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور شرم سے ڈوب مرو۔اب بالآخر میں پھر یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ ممکن بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایسی متناقض باتیں زبان مبارک سے نکالی ہوں۔ ہرگز نہیں یہ ممکن ہی نہیں ہوسکتا میرا ایمان تو یہی کہتا ہے کہ اے اہل حدیث تمہارا ایمان اس کو ممکن جانے تو جانے مجھے تو عین الیقین ہے کہ یہ احادیث جھوٹی ہیں اور یہ کسی ایسے شخص نے گھڑ کر آپ ﷺ کے ذمے لگائی ہیں جو کہ پکا دشمن آپ کا ہے اسلام سے بیزار ہے کوئی یہودی یا نصرانی ہے۔،

خلاصہ اس مضمون کا دو جملوں میں ہے یہ کہ آپ دونوں حدیثوں میں دو طرح سے تعارض پاتے ہیں۔اول یہ کہ حدیث جبریلی میں عشاء کی نماز کا وجوب امم سابقہ پر معلوم ہوتا ہے مگر پہلی حدیث سے ان کا خلاف مفہوم ہے۔دوئم عشاء کے وقت کو عتمہ کہنے سے منع کیا، مگر سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوۃ ﷺ نے عتمہ کہا۔پس یہ ہے آپ کی طول طویل تقریر کا خلاصہ۔

اب سنئے! پہلے تعارض کے جواب میں ملا علی قاری نے کہا ہے کہ پہلے امتوں پر عشاء کی نماز فرض نہ تھی بلکہ بطور نفل پڑھتے تھے۔ان معنی سے آنحضرت ﷺ نے نفی کی ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ پہلی امتوں نے اس نماز کو تمہاری طرح بطور فرض کے نہیں پڑھا جب کہ بطور نفل کے پڑھتے تھے جس کا وقت حدیث جبریل میں بتایا گیا ہے۔مگر میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ پہلی امتوں پر بھی نماز عشا بدستور فرض تھی اور حدیث جبریلی میں جو اوقات بتلائے گئے ہیں بالکل وہی ہیں جو حضرات انبیاء علیھم السلام کی نمازوں کے لئے تھے مگر اس حدیث میں جو فرمایا ہے کہ کسی نے تم سے پہلے یہ نماز نہیں پڑھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت اتنی رات گذری پر نہیں پڑھی۔ چنانچہ ابوداؤد کی اس حدیث کے متصل ہی امام ابوداؤد نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں

لو لا ضعف الضعیف و سقم السقیم لأخرت هذه الصلوة الی شطر اللیل (ابو داؤد: حدیث نمبر ۴۲۲) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ضعیفوں کا ضعف اور بیماروں کی بیماری مانع نہ ہو، تو میں اس نماز عشاء کو نصف شب تک پیچھے کر دیا کرتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے اس دیر کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ نماز عشاء اس وقت قریب نصف شب کسی نے تم سے پہلے نہیں پڑھی، نہ یہ کہ کسی نے مطلق نماز عشاء پڑھی ہی نہیں۔ ہاں اس توجیہہ پر آپ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ یہ توجیہہ حدیث جبریلی کے خلاف ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ عشا کی نماز کا وقت ثلث شب تک ہے پھر یہ نصف شب تک کیوں نماز ادا کرنے کی تجویز فرمائی۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ ثلث شب تک نماز کا وقت تو معمولی بتلایا ہے اس کے آگے عدم جواز نہیں بتلایا۔اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اوقات معمولہ حضرات انبیاء کا ثلث شب تک ہے اور عصر کا دومثلوں تک مگر با ایں ہمہ جیسا دومثل بعد عصر کی نماز جائز ہے۔اسی طرح ثلث شب کے بعد عشاء کی نماز جائز ہے بلکہ بلحاظ تکلیف بیداری اولی اور افضل ہے فتد فع ما تو هم

عتمہ کی بابت بھی آپ نے غلطی کھائی ہے اصل جڑ غلطی کی یہ ہے کہ آپ حدیث شریف کے ایسے شائق اور محبّ خالص ہیں کہ حدیث میں کیسا ہی حکم کیوں نہ ہو، آپ اس کو شرعی تصور کر بیٹھتے ہیں جو آپ کی حدیث دانی کی دلیل ہے۔حالانکہ احادیث شریف میں کبھی تو احکام شرعیہ ہوتے ہیں، جن کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر عتاب ہوتا ہے۔مگر یہ طریق ہمیشہ نہیں بلکہ بعض اوقات احادیث میں احکام شفقتی

ہوتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے محض شفقت سے اپنی امت کو فرمائے ہوتے ہیں۔ جیسے تبرید ظہر میں ہم بتلا آئے ہیں۔ کبھی احکام عرفی بھی ہوتے ہیں، جو زبان دانی کے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ہم ہر روز اپنے میں پاتے ہیں کہ شہروں کے رئیس اور فصیح اللسان اپنے متعلقین کا کوئی گنواری لفظ سن کر کہا کرتے ہیں کہ گنواروں کی طرح نہ بولا کرو۔ مگر کبھی کبھی گنواروں سے پالا پڑ جائے تو ان گنواروں کے سمجھانے کو وہی لفظ بولنے پڑتے ہیں جن سے منع کیا ہوتا ہے۔ تو یہ میری تقریر ایسی ہے کہ کسی معاملہ فہم کو (جس کے تعلقات کا دائرہ عام و خاص سے ہو) اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہوسکتا۔ پس حضور نبوی کا یہ فرمانا کہ تم عتمہ نہ کہا کرو، قسم اول سے، مگر خود عتمہ کہنا قسم ثانی سے ہے۔ علاوہ اس کے اگر ہم آپ سے اس کا ثبوت طلب کریں کہ بتلایئے اس کا ثبوت ہے کہ حضور نبوی نے عتمہ کہنے سے پہلے منع کیا، پھر خود ہی عتمہ کہا۔ کیوں یہ ممکن نہیں، کہ جن احادیث میں عتمہ کہنے کا ذکر احادیث میں آتا ہے وہ پہلے ہی ہوں اور جن میں منع آتا ہے وہ پیچھے کی اور بنیاد منع اور بولنے کی وہی ہو جو اوپر بیان کر آئے ہیں، تو بتلایئے آپ کس دلیل سے اس کا خلاف کہہ سکتے ہیں۔

ھا توا بر ھا نکم ان کنتم صادقین (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ مئی ۱۹۰۴ء ص ۲۔۶)

اہل قرآن کی قرآن دانی

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

اہل قرآن یعنی مولوی عبداللہ چکڑالوی (جس نے تمام دنیا کے سامنے ایک بڑا زبردست دعوی پیش کیا تھا کہ سوائے قرآن کے کسی کتاب حدیث کی حاجت نہیں اور یہ بھی کہا تھا کہ علمائے اسلام قرآن کو نہیں سمجھتے اس لئے اور کتابوں کے محتاج ہوتے ہیں اس لئے ان) کے دعوی سن کر جی خوش ہوا تھا کہ الحمدللہ کوئی تو ایسا شخص ہے جو قرآن شریف کے سمجھنے کا دعوی کرتا ہے اور نہیں تو سیر میں آدھ سیر ہی سچا ہوگا۔ مگر افسوس جب عملی پہلوان کا دیکھا تو وہی کہنا پڑا کہ:

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال۔ اب آرزو ہے کہ کبھو آرزو نہ ہو

اہل حدیث کے پرچہ سے ان کے رسالہ اشاعۃ القرآن کا تبادلہ تھا۔ چنانچہ ناظرین دیکھتے رہے ہیں کہ ان کے اعتراضات جو وقتاً فوقتاً حدیثوں پر کرتے رہے ہیں، جوابات اہل حدیث دیتا رہا۔ شائد اس لئے یا کسی اور وجہ سے ناگہاں پچھلا پرچہ (اہل حدیث) واپس آیا اور ایک کارڈ بھی پہنچا کہ، تبادلہ بند۔ کیونکہ قرآن شریف کے خلاف مضامین کا دیکھنا حرام ہے۔

اللہ اکبر ایسی قرآن دانی پر تمام دنیا کے علماء کرام کو ڈانٹ بتلائی جاتی تھی۔ ہمارے مکرم دوست حاجی ممتاز احمد صاحب بنارسی کا مضمون کسی پچھلے پرچہ میں نکلا تھا جس کا عنوان تھا، قرآن کی شکایت اہل قرآن سے۔ جس میں حاجی صاحب موصوف نے اہل قرآن سے التجا کی تھی کہ آپ بھی قرآن شریف کی حمایت کو کمربستہ ہوں اور مخالفوں کے جوابات دنداں شکن دیں۔ مگر آج یہ خط پڑھ کر حاجی صاحب کو کیسی مایوسی ہوئی ہوگی کہ ان اہل قرآن کے نزدیک تو کوئی مضمون کسی اہل حدیث کا لکھا ہوا بھی دیکھنا حرام ہے، چہ جائے کہ کفار کی کوئی تحریر دیکھیں اور جواب دیں۔ حالانکہ خود قرآن شریف میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مناظرات مذکور ہیں۔ بھلا جس وقت نمرود نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا تھا کہ تیرا پروردگار کون ہے، تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا ربی الذی یحیی و یمیت (میرا

پروردگار تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے) اس پر نمرود نے کہا انـا احیی و امیت (میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں) کیا نمرود کا یہ کلمہ حضرت ابراہیم نے سنا تھا یا نہیں۔ اگر سنا تھا تو خلاف شریعت کیوں سنا؟ اور اگر نہیں سنا تھا تو اس سے آگے کی آیت میں جواب کس طرح دیا قال ابراهيم فان الله يأتي بالشمس من المشرق فأتها من المغرب ۔جب تک مخالفین کی بات نہ سنی جاوے گی جواب کیوں کر دیا جائے گا۔ کیا آپ نے جو ترک اسلام کا کسی قدر جواب لکھا تھا وہ بے دیکھے ہی لکھ دیا تھا۔

ہاں یاد آیا کہ یہ تو کوئی معقول وجہ نہیں۔ البتہ وجہ معقول یہ ہے کہ اہل حدیث کا لوہا زبردست ہے کہ اس کی زد برداشت نہیں ہو سکتی۔ آپ سے پہلے عیسائیوں کا اخبار نور افشاں لودھیانہ برداشت نہ کر کے تبادلہ بند کر بیٹھا۔ اوس سے پہلے قادیان کا اخبار البدر انکاری ہوا۔ مگر سب سے زیادہ افسوس البدر کے حال پر ہے کہ اوس کو لکھا گیا کہ تمہارے پیر بلکہ نبی اور رسول خود بدولت اہل حدیث سے تبادلہ کرتے ہیں اور تمہارا ایک رفیق الحکم بھی تبادلہ میں آتا ہے پس تم کو بھی ان کا اتباع کرنا چاہئیے مگر افسوس کہ صاف ہی جواب دیا کہ وہ جانیں میں تو نہ کرونگا۔ کیا مرزا جی انہی مریدوں پر بھروسہ کیا کرتے ہیں جو ان کے خلاف مضامین کو دیکھیں ہی نہیں تو جواب کیا دیں گے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جو قادیان میں سکونت پذیر ہیں کسی دینی خدمت کے لئے نہیں بلکہ کسی دنیاوی غرض سے ہیں: ایں ہمہ از پئے آنست کہ از مے خواہد (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اگست ۱۹۰۴ء ص ۳۔۴)

عبداللہ چکڑالوی کی بے سروپا باتیں

(مرقومہ مولانا عبدالجبار صاحب عمر پوری از کلکتہ)

چکڑالوی صاحب نے اس امر کا بیڑا اٹھایا ہے کہ جہاں تک ہو سکے دینی امور میں کافہ اہل اسلام کا خلاف کیا جاوے اور جس طرح اہل یورپ نے دنیاوی امور میں کل جدید لذیذ کو دستور العمل قرار دیا ہے اسی طرح خود بدولت دینی و اسلامی امور میں بھی جدت اختیار کریں۔ حدیث کا انکار تو نئی بات نہیں کیونکہ نئی روشنی والے اس انکار میں سبقت لے گئے ہیں، لیکن قرآن مجید کی نسبت آپ نے نرالی اور انوکھی بات لکھی، وہ یہ ہے کہ قرآن کو صحابہ کرام نے مجتمع اور مرتب نہیں فرمایا بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمان سعادت نشان میں جمع ہو چکا تھا اور جس ترتیب و ہیئت کے ساتھ قرآن مجید تمام دنیا میں موجود اور مشہور و معروف ہے، اسی ترتیب و تالیف کے ساتھ حضرت جبریل کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا جیسا کہ رسالہ اشاعۃ القرآن مطبوعہ نولکشور پریس لاہور کے صفحہ ۵۷ میں مذکور ہے۔ حاصل اس کا یہ ہوا کہ قرآن مجید کو بتدریج حق تعالی نے اس طرح پر نازل فرمایا کہ اول سورہ فاتحہ نازل فرمائی، پھر سورہ بقرہ، پھر سورہ آل عمران وغیرہ وغیرہ

چکڑالوی صاحب نے بات تو خوب نکالی لیکن یہ خیال نہ فرمایا کہ حق تعالی نے سورہ مائدہ میں ارشاد فرمایا اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت دین کے تمام احکام مکمل اور کافی طور پر بیان ہو چکے تھے یا نہیں۔ اگر ہو چکے تھے تو اس کے بعد چوبیس پاروں میں جس قدر احکام مہمات بیان کئے گئے وہ بالکل لغو و فضول قرار دیئے جائیں گے جیسا کہ حدیث کی نسبت چکڑالوی کا خیال ہے۔ معاذ اللہ۔ کیونکہ جب چکڑالوی نے حدیث کو اس وجہ سے لغو قرار دیا کہ قرآن مجید میں سب مسائل و احکام مفصل طور پر مذکور ہیں، تو قرآن کے ۲۴ پاروں کو بھی لغو قرار دینا چاہیے کیونکہ آیت اکملت لكم سے معلوم ہوتا ہے کہ

سورہ مائدہ تک تمام احکام پورے طور پر بیان کئے گئے اور اگر نزول آیت مذکورہ کے وقت تمام احکام دینی معرض بیان میں نہ لائے گئے تھے تو چکڑالوی کا یہ کہنا کہ قرآن ترتیب موجودہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا بالکل غلط ہو جائے گا۔ اور صفحہ ۴۷ پر آپ نے آیت کریمہ و قالوا اساطیر الاولین اکتتبھا ؟؟ نقل کی ہے اور ترجمہ اس طرح کیا ہے: اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصے ہیں جن کو یہ محمد لکھوالیتا ہے۔ اب اگر سوال کیا جائے کہ اکتتاب کے معنی لکھوالینا کہاں سے اخذ کئے گئے، تو غالباً حواس باختہ ہو جاویں۔ پھر ترجمہ کے بعد لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار عرب بھی یہ جانتے تھے کہ محمد ﷺ کے پاس قرآن لکھا ہوا ہے۔ یہاں پر چکڑالوی بہادر نے اپنے مدعا پر کافروں کے قول سے خوب استدلال کیا ہے، یہ خیال نہ کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اوس وقت تمام قرآن نازل ہو چکا تھا، اور لکھا گیا تھا یا نہیں۔ اگر تمام قرآن نازل ہو کر لکھا گیا تھا تو اس پر آیت کے بعد بارہ پارے معاذ اللہ لغو اور قرآن سے خارج قرار دیئے جائیں، اور اگر تمام قرآن نہیں لکھا گیا تھا تو چکڑالوی کا استدلال غلط ہوگا۔ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کافر لوگ محمد ﷺ پر افتراء کرتے ہیں اور قرآن کو کلام الٰہی نہیں سمجھتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے پچھلی کہانیاں لکھ لی ہیں۔ اگر کافر لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ قرآن محمد ﷺ کے پاس لکھا ہوا ہے تو وہ لوگ یہ بھی خیال کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ خود لکھتے ہیں اور لکھنا جانتے ہیں۔ اور وہ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ محمد ﷺ کسی آدمی سے قرآن حاصل کرتے ہیں جیسا کہ سورہ نحل میں فرمایا و لقد نعلم انهم يقولون انما يعلّمه بشر (نحل:۱۰۳)۔ چکڑالوی نے اسی خیال سے یہ چالا کی کی کہ اکتتاب کا معنی لکھوایا لکھا، اور جو معنی واقعی ہیں یعنی لکھنا، اس کو ہضم کیا:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش۔ من انداز قدت را مے شناسم۔ باقی آئندہ) (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ستمبر ۱۹۰۴ء ص ۸-۹)

قرآن کی بعض آیات قادیانی کے نزدیک قرآن میں نہیں

بے شک وہ آیات جو مرزا جی نے خراش تراش کر کے ایک ٹکڑا کہیں سے اور ایک ٹکڑا کہیں سے لے کر اپنے مطلب کے موافق ترتیب دی ہیں یا بعض آیات میں تغیر و تبدل کیا ہے وہ ہرگز قرآن نہیں کیونکہ نظم اور سیاق و سباق مسخ ہو کر ایک بے معنی کلام بن گیا ہے مثلاً انا انزلناہ فی قادیان وغیرہ جو آسمانی باپ کا الہام ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مطبوعہ ... کے صفحہ ۲۶۳، اور ۲۶۴ میں یہ عبارت لکھی۔ ایک کلام جب کہ اس کا متکلم مثلاً خدا تعالیٰ ٹھہرایا جاوے کلام رحمانی کہلاتا ہے کبھی وہی کلام جب اس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے شیطانی یا فرعونی کہلاتا ہے مثلاً انا خیر منه خلقتنی من نار

و خلقته من طين جوابلیس نے کہااور انا ربکم الا علی جوفرعون نے کہا تو یہ شیطانی اورفرعونی کلام کہلاتا ہے۔وغیرہ۔،

ایک صاحب جومرزاجی کے مخالف ہیں مگر اہل حدیث سے انتہاء درجہ کا بغض رکھتے ہیں مندرجہ بالا فقرات کومرزاجی کی تائید میں سمجھ کران کارد کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت یہ مرزاجی کی وحی اور الہام کا رد ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جو آئتیں مرزا قادیانی پر الہام ہوئیں وہ قرآن نہیں ہیں پس مرزائی نبوت مسترد اور غارت ہو گئی۔اور اگر واقعی مرزا صاحب کی تائید میں ہیں تو شاید یہ اس زمانہ کی تحریر ہے جب کہ مولوی صاحب مرزا صاحب کے مخالف نہ تھے۔اور مولوی صاحب ہی پر کیا حصر ہے اول اول مرزاجی پر اچھے اچھے با خدا صلحاء حسن ظن کرتے تھے بلکہ ان سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔لیکن جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مرزاجی نے برف اور قند کے شربت میں زہر ہلاہل گھولا ہے یا نجاست پر غلاف چڑھا کر عطر مل دیا ہے تو سب متنفر ہو گئے۔

اگر درحقیقت اشاعۃ السنہ کا مضمون مرزاجی کی تائید میں ہے تو اس تائید سے مرزا قادیانی اور مرزائی ہرگز خوش نہیں ہو سکتے اور ان کے حق میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے کیونکہ ادعائی نبوت رخصت ہوتی ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے۔

دوم،اپنی خودغرضی اور اپنا بول بالا کرنے کو قرآن مجید کو ناقص ٹھہرانا کہ اس میں شیاطین کا کلام بھی شامل ہے کس قدر بے ایمانی اور کیسی ملحدانہ جسارت ہے۔جو قومیں دین اسلام کی مخالف ہیں آریا وغیرہ وہ یہ سن کر کیا کہیں گی جب کہ خود مسلمان ہی قرآن مجید کو شیطانی کلام بتاتے ہیں۔

پھر جب بعض حصہ خدا کا کلام نہیں تو وہ وحی بھی نہیں حالانکہ خداتعالی بطور حصر فرماتا ہے ان هو الّا و حی یو حی ۔اور بعض آیتیں وحی نہ ہوئیں تو القاء شیطانی ہوئیں حالانکہ قرآن خود ناطق ہے فینسخ الله ما یلقی الشیطا ن۔

چہارم،قرآن کا دعوی تعجیز، قل لئن اجتمعت الانس و الجن علی ان یا توا بمثل هزا القر آ ن لا یا تو ن بمثله .. الخ ۔معاذاللہ باطل ہوگیا کیونکہ مذکورہ بالا تاویل کے موافق گویا اقرار کیا کہ کلام مجید میں انس اور جن کا کلام شامل ہے اور ظاہر ہے کہ معجز صرف کلام الہی جن وانس کا کلام معجز

نہیں اور دوسری آیت میں ہے فان کنتم فی شك مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله ۔مفسرین کی اصطلاح میں سورہ کا اطلاق کم از کم تین آیتوں پر ہوتا ہے۔قرآن مجید میں توقصص اور انبیاء اور جن وانس کے مقولے وغیرہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔اگر ان کو کلام الٰہی ہونے سے خارج کیا جائے تو اتنا بڑا حصہ معجز نہیں ٹھہرتا چہ جائیکہ ایک سورۃ۔پس تعجیز رخصت ہوگئی۔

مرزائیو ہماری نازک بات سمجھو بشرطیکہ تمہارے سر میں انسانی دماغ ہو۔

پنجم، بل هو قرآن مجيد فی لوح محفوظ ۔کے کیا معنی ہیں۔کیا اس سے ایک بڑے حصے کا استثنا نکلتا ہے جو خدا کا کلام نہیں بلکہ جن وانس کا کلام ہے۔

مرزا قادیانی اور مرزائی اپنے کو غیر مقلد وہابی نہیں بتاتے بلکہ حنفی مذہب کے مقلد ہیں اور مرزا جی اس مذہب پر قائم رہنے کی اپنے مریدوں کو تاکید کرتے ہیں پس حضرت امام ابوحنیفہ کی کتاب فقہ اکبر کی یہ عبارت ذرا ہوش کی عینک لگا کر پڑھیں

و ماذكروالله تعالى فی القرآن عن موسى و غيره من الانبياء و عن فرعون و ابليس فان ذالك كله كلام الله تعالى ۔یعنی خدا تعالی نے قرآن مجید میں جو حضرت موسیٰؑ وغیرہ انبیاء اور فرعون اور ابلیس کا ذکر کیا ہے بے شک یہ سب خدا تعالی کا کلام ہے۔

خبردار جو اس عبارت کا انکار کیا ورنہ غیر مقلد بن جاؤ گے۔قرآن کا انکار تو نئے نبی کے مذہب میں کچھ بڑی بات نہیں مگر مرزائیوں کو امام صاحب کی تقلید پر اصرار کے ساتھ قائم کر کے چونکہ بروزی نبوت کا مشرک بنا دیا ہے لہذا فقہ اکبر کی عبارت سے منحرف ہونا جہنمی بننا ہوگا۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند یکم دسمبر ۱۹۰۴ء ص ۷۔۸)

قطعہ تاریخ سزایابی مرزا کادیانی

ازمولانا محمد دبکاویؒ

سزا یاب جب سے ہوا قادیانی
ہوئی محو مردک کی سب لن ترانی

خفا ہو گیا باپ حیف آسمانی
گیا بھول بیٹے کی گردن چھڑانی
رہائی کی تدبیر اپنی نہ جانی
کہاں گم ہوئی تیری وہ غیب دانی
دریغا پدر نے پسر کو پھنسایا
مگر قدر نا اہل کی کچھ نہ جانی
خیال اس کو افسوس یہ بھی نہ آیا
کہ بیٹے کو ہے ضعف اور ناتوانی
نہ امت پھری اپنے جعلی نبی سے
مریدوں نے کچھ بھی نہ کی آنا کانی
مگر چونکہ مردود سب بے بصر ہیں
تو آئے نظر کیا کتاب آسمانی
سیہ رو ہوئے سب سزا مل گئی جب
پھرا سب کے چہروں پہ لعنت کا پانی
چھڑانے میں کیں کوششیں حد سے افزوں
پھرے کو بکو در بدر خاک چھانی
بفضل خدا اہل اسلام جیتے
عدو کے مقابل ہوئی مہربانی (۱۳۲۲ھ)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

مرزا کے مرتد ہونے یعنی کنہیا بننے کی تاریخ

از ابوالمنظور محمد عبدالحق کوٹلوی سرہندی

مسیحا سے مرزا کنہیا بنا
نیا تار مکڑی نے ہر سو تنا
بنا مکر کی تیلیوں کا قفس
بہت سے پھنسیں تا کہ مچھر مگس
کھلا آخرش شحنہ پر اس کا کید
جو چوروں کو کرتا ہے زندان میں قید
خفا ہو گیا آسمانی پدر
کیا در سے بیٹے کو اپنے بدر
یہ تاریخ سن لیں خواص و عوام
ہوا مسخ اب قادیانی غلام (۱۹۶۱ بکرمی)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲و۲۴ ص ۱)

مرزا جی کا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا

آپ جب ولی بنے تو خیال کیا کہ ولی تو بہت سے گذرے ہیں میں نے ہی کیا کمال کیا، پس ترقی کرنی چاہیے۔ جھٹ سے مثیل عیسی بنے۔ مگر اول تو مثل کے لئے مساوات ضروری نہیں۔ ادنی امور میں بھی مماثلت ممکن ہے۔ دوم آپ کے اس خیالی پلاؤ پر عیسائیوں نے منارے سے بھی کہیں زیادہ لمبے لٹھ بنائے۔ آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ عیسائی میری آؤ بھگت کریں گے۔ بیف بسکٹ جیلی چائے قہوہ وغیرہ لے کر دوڑیں گے جیسے عشاء ربانی میں، مگر انہوں نے تو یہود سمجھ کر اٹھا رہواں فل بوٹ کھوپڑی شریف کی چندیا پر دور ہی سے جڑ دیا جس کی آواز گونج اٹھی کہ ٹھائیں۔

جب خرِ دجال کا بس عیسائیوں پر کچھ نہ چلا تو عیسیٰ مسیح پر کنوتیاں دبا کر اور دم اٹھا کر دولتیوں کا ابراز شروع کر دیا کہ عیسیٰ ایسا تھا اور ویسا تھا۔ تاہم بجائے مثیل مسیح ہونے کے عین مین اور ہو بہو مسیح موعود بن گئے ،مگر مسیح ابن مریم نہیں بلکہ مسیح ابن آلنقوا۔ اب یہ مصیبت آپڑی کہ احادیث میں مہدی کے ساتھ اصحاب کہف کا آنا مشروط ہے۔ چنانچہ امام قرطبی نے فرمایا:

و روت فرقه ان النبی قال لیحجن عیسی بن مریم و معه اصحاب الکهف فانهم لم یحجو بعد ذکره ابن عینیه ۔ و نحو ہ فی التوراۃ و الانجیل فعلی ندا هم نیام لم یموتوا و لا یموتون الی یوم القیامة بل یموتون قبل الساعة ۔(فتح ص۳۹۲)۔ترجمہ۔اور ایک بڑے گروہ نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم ضرور حج کریں گے اور اصحاب کہف آپ کے ساتھ ہوں گے کیونکہ انہوں نے اب تک حج نہیں کیا اور ایسا ہی توریت وانجیل میں ہے اس صورت میں اصحاب کہف ابھی تک سوتے ہیں مرے نہیں اور نہ قیامت تک مریں گے بلکہ ساعت سے پہلے فوت ہوں گے۔

علی ہذا، دارقطنی میں محمد بن علی سے روایت ہے :

ان المهدی یخرج مع عیسی فیساعده علی قتل الدجال بباب لد ۔ترجمہ: مہدی بالضرور عیسیٰ کے ساتھ خروج کریں گے اور دجال کے قتل میں باب لدّ پر عیسیٰ کی مدد کریں گے

یہ ایسی مصیبت ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے سر سے ٹل نہیں سکتی۔

حضرت عیسیٰ مسیح کو تو جوں توں کر کے یہود بن کر مارا تھا، اب غضب یہ ہوا کہ اصحاب کہف بھی زندہ ہیں۔ ایک کو مارا تو چھ اور پیدا ہو گئے اور پھر مہدی بھی۔ سب سے زیادہ غضب الٰہی یہ ٹوٹ پڑا کہ یہ سب کے سب مردود دجال کو قتل کریں گے۔ پس مرزا جی کو اپنی موت نظر آ گئی، تو جھٹ سے بول اٹھے کہ مہدی بھی میں ہوں، یہ نہ کہا کہ دجال بھی میں۔ عیسیٰ بھی آپ مگر دجال کوئی اور۔ پھر مصالحہ معہ جملہ لوازم کہاں پورا ہوا۔

حدیث لا مهدی الا عیسی پر جو نہ صرف مجروح بلکہ موضوع ہے، آپ کا ایمان اور صحیح احادیث جو آپ کے مطلب کے خلاف ہیں ان کا بالکل انکار۔ چودھویں صدی میں عیسیٰ بھی آبراجے اور مہدی

بھی ۔اور طرفہ یہ کہ ایک ہی برزخ اور تشخص میں ۔اور انبیاء بھی قیامت تک لاکھوں کروڑوں آئیں گے مگر دجال ایک بھی نہ آئے گا۔

ابھی ابھی ہمارے دیکھتے سوڈان میں کتنے مہدی گزرے۔کیا دلیل ہے کہ وہ تو جھوٹے تھے اور آپ سچے ہیں۔آپ میں یہ طرہ لگا ہے کہ آپ مہدی بھی اور عیسی بھی ۔مگر ہم ان دونوں ماڈوں کا جو خاص و عام من وجہٍ ہیں افتراق بھی دکھائے دیتے ہیں۔

سومالی لینڈ میں ملا عبداللہ مہدی ہے مگر مسیح نہیں ،اور لندن میں مسٹر پگٹ اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی مسیح ہیں،مگر مہدی نہیں۔اب فرمایئے لا مهدی ا لا عیسی والی حدیث کیوں کر صحیح ہوئی۔

پھر عیسے اور مسیح کا ایک وجود میں جمع ہو کر آنا تو آپ (یعنی مرزا قادیانی) قرآن و حدیث سے ثابت کرتے ہیں مگر ان دونوں میں مہاراجہ کرشن جی کا دہارن کرنا کہاں سے ثابت کریں گے؟ کیا وید سے؟ اور ظاہر ہے کہ جب آپ کرشن جی کو نبی اور صاحب الہام اور وحی اور صاحب روح قدس مان چکے ہیں،تو ویدوں کو کیونکر وحی والہام نہ مانیں گے؟ اب آپ کو ثابت کرنا پڑے گا کہ کون سی وید میں کرشن جی کا نبی اور اوتار ہونا اور پھر دوبارہ ایک مسلمان (جیسا کہ آپ خود کو سمجھتے ہیں) کے سر میں دہارن کرنا لکھا ہے۔

یہ گدھا پن تو ملاحظہ فرمایئے کہ آج تک لفظ موعود کے معنی بھی معلوم نہیں۔اگر موعود سے وہی مسیح مراد ہے جو پہلے گذر چکا ہے،تو یہ آپ کے دعوی کو مضر ہے کیونکہ وہ تو وفات پا گیا۔اور اگر کوئی اور مراد ہے جس میں وہ صفات پائی جائیں تو اس کا نام مسیح کیوں ہوا۔اگر اشتراک اسمی ہے تو ہزاروں مسیح اور مہدی دنیا میں موجود ہیں مثلاً محمد مہدی اور محمد مسیح یا ابوالمہدی اور ابوالمسیح ۔آپ میں سرخاب کی کون سی دم لگ گئی۔

علی ہذا،آپ اپنے کو آنحضرت ﷺ کا بروزی بتاتے ہیں اور جہاد سے ڈر کر یہ تاویل چھانٹتے ہیں کہ لفظ محمد میں جلال اور لفظ احمد میں جمال ہے،پس میں احمد ہوں۔یعنی غلام احمد،محمد نہیں ہوں ۔پھر جب ایک صفت سلب ہوگئی تو آپ گنجے بروزی ٹھہرے۔

پھر جلال اور جمال کسی شخص کے نام سے متعلق ہے یا ذات سے؟ ذات سے تو مجموعہ صفات وتشخص کا نام ہے اور جب ایک مسلمہ صفت سلب ہوگئی تو ذات من حيث الذّات کہاں رہی؟۔آپ کے یہ ڈھکوسلے

مجدد السنہ مشرقیہ شوکت اللہ (احمد حسن شوکت) کے حضور ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتے ، نہ مضحکہ طفلان سے زیادہ ان کی وقعت ہوسکتی ہے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۳)

قادیانی اپنے عیوب انبیاء کے سر تھوپتا ہے

جب پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں تو مرزا جی لاطائل تاویلوں سے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں اور غلط ہوجانے کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔آتھم اور آسمانی منکوحہ والی اور مقدمات میں فتح یابی کی جو پیشین گوئی کی ، ناظرین کے اب تک نصب العین ہیں۔حالانکہ مرزا قادیانی اور مرزائی یہی کہے جاتے ہیں کہ مولوی کرم الدین کو شکست ہوئی اور ہم کو ہر طرح فتح ملی ہے۔اس دروغ گوئم برروئے تو، کا کیا علاج۔سچ ہے: بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔

پھر انکار بھی ہے اور اقرار بھی۔یعنی پیشین گوئیاں غلط بھی ہیں اور صحیح بھی۔دروغ گورا حافظہ نباشد۔ پھر یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ میری پیشین گوئیاں غلط ہوگئیں تو کیا ہوا، انبیاء کی پیشین گوئیاں بھی غلط ہوگئی ہیں خود آنحضرت ﷺ کی فلاں پیشین گوئی اور فلاں خواب یا کشف ومشاہدہ غلط ہو گیا۔اس کے یہ معنی ہوئے کہ میں ہی جھوٹا نہیں ہوں بلکہ انبیاء بھی معاذ اللہ جھوٹے تھے۔حالانکہ کسی نبی کی کوئی پیشین گوئی کبھی غلط نہیں ہوئی۔یہ انبیاء پر سراسر بہتان ہے۔

کسی نبی نے دوسرے نبی پر کذب وافتراء کا عیب نہیں لگایا کیونکہ یہ تو گویا اپنے اوپر عیب لگانا ہے، مگر مرزا جی کو اس کی کیا پرواہ۔انبیاء کرام پر تو عیب لگ نہیں سکتا،مرزا قادیانی ہی اپنے کو عیوب کا پتلا بنا رہا ہے۔اگر انبیاء کرام میں معاذ اللہ کچھ بھی عیب ہوتا تو خدا تعالی اپنی کتاب پاک میں ان کی نبوت صادقہ اور نوع انسان پر ان کی افضلیت کی ہرگز تصدیق نہ کرتا اور نہ ہم کو یہ تعلیم دیتا کہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ اگر انبیاء میں کذب کا کچھ بھی شائبہ ہوتا تو تمام آسمانی کتابیں جو ان پر نازل ہوئیں اور تمام صحیفے اور تمام وحییں اور الہامات غلط اور جھوٹے ہوجاتے اور قیامت نازل ہوجاتی۔کوئی ہزار دفعہ سچ بولے اور ایک دفعہ جھوٹ،تو وہ جھوٹا ہی کہلائے گا۔تھوڑی سی نجاست بہت سے پانی کو ناپاک اور ایک گندہ مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر

دیتی ہے۔ یہ تو اخبث الخبائث مرزا ہی کا جگر ہے کہ اپنے ساتھ تمام انبیاء کو کاذب بتاتا ہے۔ بڑے بڑے جغادری کفار اور مشرکین کو بھی یہ کہنے کے سوا چارہ نہ ہوا کہ ما یکذب محمد قط یعنی محمد ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتے، مگر مرزا قادیانی نے کفار کے بھی کان کتر لئے۔لعنت۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ص ۳۔۴)

مرزا صاحب

اخبار زمیندار لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے سیالکوٹ کے لیکچر میں مسیح موعود کے علاوہ سری کرشن جی کا اوتار ہونے کا بھی دعوی کیا۔صوفیائے کرام میں فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ ہونے کے تو درجے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جس شخص کے خیال میں محو اور مستغرق رہے اس کے دماغ میں اس چیز یا اس شخص کا عکس بھی اس درجہ تک منعکس ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے کو وہی چیز وہی شخص سمجھنے لگتا ہے۔ایک زمیندار ایک بزرگ کی خدمت میں مرید بننے کے لئے حاضر ہوا۔اس بزرگ نے پہلا سبق یہ دیا کہ جو چیز یا جو شخص تمہیں دنیا میں زیادہ محبوب اور عزیز ہو اس کا خیال اپنے دل میں باندھو۔مرید نے کہا کہ مجھے تو اپنی بھینس بہت عزیز ہے۔ بزرگ نے کہ اسی کا خیال دل میں قائم کرو۔اس ارشاد کی تعمیل میں زمیندار اپنے چوبارہ میں بیٹھ کر بھینس کا خیال پکانے لگا اور ہفتہ دو ہفتہ کے عرصہ میں فنا فی البھینس ہو گیا۔ایک بار مرشد صاحب اس گلی میں سے گذرے جہاں زمیندار کا چوبارہ تھا۔زمیندار نے کھڑکی میں سے مرشد کو دیکھ لیا۔اور کہنے لگا کہ اگر میرے سینگ دریچہ میں نہ اٹکتے تو میں آپ کی پیشوائی کو حاضر ہوتا۔منصور کا انا الحق کہنا اسی اصول پر مبنی تھا۔ پس مرزا صاحب بھی عرصہ دراز سے مسیح کے حالات پر غور وغوض کر رہے ہیں اگر انا المسیح کہہ دیں تو مندرجہ بالا حالات کی رو سے ان کا ایسا کہنا بالکل جائز ہوگا۔اور اگر وہ انا الکرشن کہہ اٹھیں تو غلط نہ مانا جائے گا۔ ذالك مسیح القادیان قول الحق الذی فیه یمترون ممکن ہے کہ بہت سے مسلمان مرزا پر ایمان لائے ہیں بہت سے ہندو بھی ایمان لے آویں۔اور ممکن ہے کہ مقدس گرونانک کی طرح مرزا جی کی وفات پر مسلمانوں اور ہندوؤں میں ان کی لاش مبارک کی نسبت جھگڑا ہو ایک فریق کہے کہ ہم مسلمانوں کے مذہب کے مطابق ان کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کا جسد مقدس قبر میں رکھیں گے اور ہندو یہ دعوی کریں کہ آپ

ہمارے کرشن جی کا روپ ہیں ہم انہیں جلائیں گے۔..... (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴)

بروز اور تناسخ

ہم پہلے ان دونوں لفظوں کے معنی بتائیں گے پھر دونوں کے مصداق پر بحث کریں گے ۔پس واضح ہو کہ بروز بالضّم کے معنی باہر آنا اور ظاہر ہونا ہے، براز بالکسر کے معنی جنگ کے لئے صف سے باہر آنا ہے، یعنی مبارزت، اور بالفتح زمین فراخ اور غائط۔

بروز کے معنی از روئے لغت روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسرے قالب میں جانا ہرگز نہیں۔اور چونکہ لغت اور اصطلاح میں مناسبت اور مشارکت فی المعنی ہوتی ہے لہذا بروز کی مندرجہ بالا اصطلاح بھی یاروں کی گھڑت ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ بروز ہرگز تناسخ کا مرادف نہیں، جس کے معنی ایک قالب سے دوسرے قالب میں روح کا جانا ہوسکیں۔البتہ تناسخ کے لغوی معنی زائل ہونا اور ایک قرن کا دوسری قرن کے بعد آخر کو پہنچنا اور ایک زمانے کا دوسرے زمانے کے بعد آنا اور میراث کی تقسیم سے پہلے کسی مردہ کے وارثوں کا مرجانا، اور، اصطلاحی معنی کسی روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسری قالب میں جانا۔

قادیانی مرزا جی کو اول اول یہ کہتے ہوئے تو شرم آئی کہ میں تناسخی نبی ہوں کیونکہ تناسخ کے معنی عرف عام میں آواگون کے ہیں، جو ہندو دھرم کے اصول میں داخل ہے۔اس کی جگہ بروزی بنے، مگر بات ایک ہی ہے، براز نہیں غائط۔اخیر میں اپنے منہ پر آپ تھپڑ مارا کہ میں نے آریا سے مناظرہ کرتے ہوئے تناسخ کی کیوں تردید کی تھی، کرشن جی کے بروزی بن گئے۔اس مردود سے کوئی پوچھے کہ کرشن ہندو تھا یا مسلمان؟

پھر طرہ یہ کہ ہندو دھرم آپ کے تناسخی اوتار ہونے کا بھی انکار کرتا ہے کیونکہ آواگون کے معنی ایک ہی روح کا ایک ہی قالب میں جانا ہے،، نہ کہ کئی روحوں کا ایک قالب میں جانا اور جمع ہونا۔کیا معنی کہ پہلے تو آپ بروزی محمد بنے یعنی آنحضرت ﷺ کی روح مقدسہ ومطہرہ نے آپ کے پلید جسم میں حلول کیا ہے اور اب کرشن جی کے اوتار بنے کہ ان کے جیو نے میرے سریر میں دھارن کیا ہے۔

دوسرا طرہ یہ کہ آسمانی باپ نے آپ پر الہام کیا جری اللّٰہ فی حلل الا نبیاء یعنی خدا کا نبی انبیاء کے حلوں میں۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ مرزا جی کی روح جیتے جی دوسرے انبیاء کے لباسوں یعنی جسموں میں۔ اول تو یہ خرابی ہوئی کہ انبیاء کے اجسام اب کہاں ہیں۔ دوم یہ کہ ایک روح بہت سے اجسام میں ہے۔ ایک خبط ہو تو اس کو رویا جائے، آپ کو تو آسمانی باپ نے سینکڑوں خبطوں کا مرقع بنا کر بھیجا ہے۔ بھلا کوئی نبی دوسرے نبی کے قالب میں حلول کر کے دنیا میں آیا ہے؟ ایسے انوکھے اور بوالعجب نبی تو آپ ہی ہیں کہ کبھی تو آپ کی روح ہانپتی کانپتی (جہاد کے خوف سے) دوسرے مردہ جسموں میں حلول کر کے پاتال کو پہنچ جاتی ہے اور کبھی آپ کا ناپاک جسم دوسری بہت سی روحوں میں پہنچ کر ان کو گندہ اور نجس کرتا ہے۔ آپ کو یا آپ کی روح کو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں تو خدا کیوں لے جانے لگا بلکہ اپنے چیلوں کو بھی حج سے منع کر دیا ہے۔ ہاں اب گرو اور چیلے متھرا اور جگن ناتھ کی جاترا تیرتھ کے درشن کریں گے اور خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہو گا بشرطیکہ کچھ ہندو منڈھ جائیں۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲و۲۴ ص ۵)

مرزا اور مرزائیوں کو مبارک

امریکہ میں بھی ایک مسیح پیدا ہوا ہے جو انگریزی نسل سے ہے یہ شخص ۱۸۳۹ء میں بمقام ایڈنبرگ پیدا ہوا اور سولہ برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھ آسٹریلیا پہنچا اور پھر اڈنبرگ آکر مدرسہ لاہوت میں داخل ہوا جب تحصیل سے فارغ ہوا تو سڈنی واقع آسٹریلیا میں پادری مقرر ہو گیا یہاں کچھ دن رہ کر شکاگو پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ملک عجائب پرست ہے پس ایک ڈھکوسلا نکالا اور دعویٰ کیا کہ مسیح کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے بہت سے آدمی اس مدعی کاذب کے معتقد ہو گئے جن میں سے اکثر رؤساء اور مالدار بھی تھے۔ غرض کہ شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ علاقہ ایلی لویس میں بہت سی زمین خرید کر خود سیہون نامی ایک شہر آباد کیا جس میں ۱۲ ہزار آدمی آباد ہیں اور سینکڑوں عالی شان عمارتیں وہاں بن گئی ہیں اور خود مسیح نے بھی اپنی یادگار کے طور پر ایک عالی شان عمارت بنوائی ہے جس میں ۷۵۰۰ آدمی سما سکتے ہیں۔ اس شہر میں جب تک امریکن مسیح کا معتقد نہ ہو کوئی نہیں رہ سکتا اور جو وہاں رہتے ہیں وہ خزانہ مسیح کے لئے خراج ادا کرتے ہیں جب یہ مسیح اپنے شہر کی تعمیر سے

فارغ ہو چکا تو چار ہزار آدمی اور ۵۰۰ مطرب اور ۵۰۰ باجے والے ساتھ لے کر ہدایت عام اور دعوت دین کی غرض سے باہر نکلا۔

اڈیٹر۔ مرزا قادیانی اور مرزائی پھوٹے دیدوں سے دیکھیں کہ نبی عرب وعجم کہ د جالون کذا بون والی پیشین گوئی کیسی صادق ہو رہی ہے۔ گویا ہر ملک کی زمین دجالوں کو اگل رہی ہے۔ چونکہ مرزا جی کرشن کنہیا بنے ہیں اور مذہب ہنود میں راگ اور بھجن عبادت الٰہی میں داخل ہے اور آپ نے اپنی مریدنیوں سے پردہ بھی ساقط کر دیا ہے، لہذا ان گویوں کو معہ ساز وسامان طبلہ سارنگی پکھاوج ستار وغیرہ ساتھ لیں اور جا بجا بھجن اڑاتے پھریں، پھر دیکھیں چنیوں پر کتنے لعل گرتے ہیں اور مرزائی مذہب کس قدر ترقی کرتا ہے۔ اب تو امریکن مسیح کی تقلید کے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ پھر جب آپ نے تاویلوں سے تصویر پرستی جائز کر دی ہے تو رقص و سرود کا جائز کر دینا کیا بڑی بات ہے۔ اس کی تاویل ہم بتائے دیتے ہیں کلام مجید میں ہے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنی تمام بری آوازوں میں گدھے کی آواز بری ہے۔ دیکھئے اس سے اچھی آواز کی خوبی نکلی مگر ایسا نکتہ خر دجال کب سمجھ سکتا ہے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۶)

صورت مثالی

مرزا جی اپنے آسمانی باپ کی الہامی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۵ میں لکھتے ہیں کہ قرآن میں برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد میں ہوں اور کیا خدائے تعالیٰ حی قیوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی نہیں بنا سکتا۔

بے شک خدا تعالیٰ میں سب طرح کی قدرت ہے مگر مرزا جی کے نزدیک تو خدا تعالیٰ صرف صورت مثالی کے بنانے پر قادر ہے کہ ایک ہی انسان کو کبھی آنحضرت ﷺ کی صورت مثالی پر بنائے، کبھی کرشن کی صورت پر، لیکن احیاء اموات اور انبیاء کے معجزات قدرت وفطرت وسنت الٰہی کے خلاف ہیں۔

ناظرین نے آج کل اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ ولایت میں ہو بہو دو شخص ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے ہم شکل ہیں۔ لیکن کیا وہ ملک معظم ہیں؟ اگر ان کے دماغ میں بھی ایسا ہی خبط ہو جیسا مرزا جی کے دماغ میں ہے

تو ملک معظم ہونے کا دعوی کریں۔اور علی الاعلان نقارہ بجائیں کہ تاج برطانیہ کے مالک اور وارث ہم ہیں۔ حمقاء کا ایک جم غفیران کے ساتھ ہو لے بہت سی مثالی صورتیں باہم مماثل ہیں مگر نری مماثلت سے کیا کام چل سکتا ہے۔

ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت میں کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

صورت ہی پر تکیہ ہو تو فوٹو کی تمام تصویریں بالکل اصل کے مطابق ہوتی ہیں مگر اصلی انسان نہیں ہوتیں۔خدا تعالی نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرمایا قل انما انا بشر مثلکم مگر کیا آنحضرت ﷺ صرف مماثلت بشریہ کی وجہ سے عام انسانوں کے مانند ہیں۔اور کیا کوئی مسلمان دعوی کر سکتا ہے کہ میری اور آنحضرت ﷺ کی صورت مثالی ایک ہے۔معاذ اللہ

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

پھر بھی قادیانی مرزا جی کی صورت مثالی کی دو حیثیتیں ہیں، اس حیثیت سے کہ خود بدولت کے عندیہ اور اذعان کے موافق مسیح (معاذ اللہ) فاسق و فاجر اور مداری کا تماشا دکھانے والے تھے۔آپ مثل مسیح نہیں ہیں اور اس حیثیت سے کہ مسیح نصاری کے عقیدے کے موافق ابن اللہ تھے آپ بھی متبنی (لے پالک) ہیں گویا آپ مثیل مسیح ہیں بھی اور نہیں بھی۔ ماحصل یہ کہ آپ کے ہر ایک دعوی کے اجزاء آپ اپنی تردید کر رہے ہیں۔تمام گزشتہ دجالوں اور جھوٹے مہدیوں نے اپنے لئے ایسی ہی مثالی صورتیں تجویز کیں، مگر وہ خود بخود مٹ گئیں ۔اسی طرح بہت جلد آپ کی صورت بھی صورت غبار یا حباب بن کر ہوا میں ہو جائے گی۔

زندگی میں یہ خبط آپ کے برزخ میں ہمیشہ سے سمایا ہوا ہے کہ دعوی تو خاص ہوتا ہے اور دلیل عام، بلکہ دعوی تو فعلیت کا اور دلیل امکان کی۔یعنی میں بالفعل بروزی ہوں اس کی دلیل یہ ہے کہ کیا خدا تعالی ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا۔یہ آپ کی منطق ہے۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ص ۷)

نام میں بھی خبط

قرآن مجید میں تو نہ مثیل مسیح کے آنے کا ذکر ہے، نہ اصیل مسیح کے آنیکا۔ البتہ حدیث میں پیشین گوئی ہے، مگر خود عیسی بن مریم کے آنے کی۔ پھر مرزا جی مثیل مسیح کیوں کر بن گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ عیسی موعود نہیں ہیں۔ عیسی موعود تو ایک ہی ہوگا نہ کہ متعدد، البتہ دجال بہت سے ہوں گے اور ہو چکے ہیں۔ لہذا آپ کو مثیل الدجال جلہ کہنا صحیح اور موزوں اور حدیث شریف اور واقعات کے مطابق ہے۔ جس قدر دجال اب تک آئے اور اس وقت موجود ہیں کسی نے اپنے کو عیسی بتایا کسی نے مہدی۔ کیا یہ سب مہدی اور مسیح تھے اور ہیں۔

پھر ساتھ ہی بروز کی دم لگی ہوئی ہے۔ حدیث میں کہاں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا بروزی آئے گا اور آج تک کوئی بروزی نبی آیا بھی ہے۔ پھر آپ امام الزمان بھی ہیں نبی تو امام الزمان ہوتا ہی ہے۔ یہ حشو اور لغو نہیں تو کیا ہے۔ چونکہ امام الزمان ایک بڑا لفظ ہے، لہذا آپ نے وہ بھی اپنے لئے تراش لیا۔

پھر آپ مجدد بھی ہیں۔ مجدد اگر چہ بڑا لفظ ہے، مگر نبی سے بڑا نہیں۔ خود مجدد کے معنی شہادت دیتے ہیں کہ وہ امتی ہوتا ہے نہ کہ نبی۔ نبی پر ہرگز مجدد کا اطلاق نہیں ہوتا نہ لغتہً نہ شرعاً نہ عرفاً۔ پس آپ کبھی تو تھگلی لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، کبھی تحت الثری میں گر جاتے ہیں۔

پھر آپ مریدوں کو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کا اکثر حکم دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اور مجدد تو کجا، آپ مجتہد بھی نہیں ہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے ایک امتی کے امتی ہیں۔ کجا نبی، کجا امتی الامتی۔ بالکل لٹیا ہی ڈبو دی۔ عرش سے فرش پر آرہے۔ اب کسی مرزائی کو یہ دعوی نہیں پہنچتا کہ ان کا مرشد نبی ہو۔

بہر حال آپ مسیح ہیں، بروزی ہیں، امام الزمان ہیں، مہدی ہیں، مجدد ہیں، خلیفہ ہیں، کرشن جی کے اوتار ہیں۔ اے سبحان اللہ کیا کیا صفتیں آپ کی ذات میں کمپونڈ ہو کر اچھا خاصا مکسچر بن گئی ہیں۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

گروجی سے چیلوں کی مخالفت

دنیا طلبی اور حب جاہ و ناموری کی ترنگ میں مرزا قادیانی جو کچھ ہانکتا ہے اپنے مطلب کے موافق ٹھیک ہانکتا ہے، مگر وہ چیلے جو در حقیقت چیلے نہیں رہے بلکہ گروجی کے استھان سے راندے ہو گئے ہیں، جب مسلمان ان کے منہ میں گوہ دیتے ہیں کہ تمہارے بروزی نے اب کرشن جی کے بروزی ہونے کا ابراز کیا ہے، تو وہ گروجی کے کلام کی تاویل مالا یرضی بہ القائل کرتے ہیں کہ انہوں نے یوں نہیں کہا، بلکہ یوں کہا ہے ۔اور ان کا مطلب یہ نہیں، بلکہ یہ ہے۔

ملہم کو ان ناخلفوں پر، جو گھر کے بھیدی بن کر لنکا ڈھا رہے ہیں، اس قدر غصہ آتا ہے کہ قابو چلے تو قادیان سے بلکہ ہندوستان سے جلاوطن کر کے لندنی یا پیرسی یا امریکن مسیح کے اردل میں ان کو چلتا کر دیں یا سومالی مہدی کے ماتھے ماریں۔ گرو نے تو صاف کہہ دیا کہ میرے سر پر میں اب کرشن جی نے دھارن کیا ہے اور اب مجھے اسلام اور اہل اسلام سے کچھ واسطہ نہیں رہا۔ چنانچہ جب سیالکوٹ میں بڑی بھاری سبھا کے سامنے اپدیش کیا تو وہاں کے ڈپٹی کمشنر نے بھی یہی فرمایا کہ اب مسلمانوں کو اس اوپدیشک سے کچھ سابقہ نہ رہا، ہنود جانیں اور وہ جانے۔، ڈی سی نے بجا فرمایا لیکن وہ یہ فرمانا بھول گئے کہ اب اس بہروپئے سے عیسائیوں کو بھی کچھ واسطہ نہ رہا کیونکہ وہ اس سے پہلے مسیح بھی بن چکا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح قلع قمع ہوتا چلا جائے گا اور اخیر میں آپ صرف چینی مغل رہ جائیں گے اور مسخرے آسمانی باپ نے وقتاً فوقتاً جو خطابات کے خلاعِ فاخرہ اپنے لیپا لک کو دیئے ہیں سب سلب ہو جائیں گے۔اور غرقی لنگوٹی باقی رہ جائیگی، یا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے دھرنے سے شاید ننگ و آبرو رہ جائے۔

نہیں عریانی سے بہتر کوئی دنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اولٹا

مرزا قادیانی نے جب کہا میں بروزی نبی ہوں تو سنّی مسلمانوں نے لا حــول کی پیزار سر پر جڑی۔ جب کہا کہ میں حسینؓ سے افضل ہوں، تو شیعہ نے تبرّے کے چھرے اور لعن کی گرابین اور طعن کی

قبقابیں اورنفرین کی کنٹاپیں رسید کیں کہ بھیجے کا پلاسٹر بگڑ گیا اور کلیجے کا پلیتھن نکل گیا۔(امام حسین سے افضل ہونے کے بارے میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: میرے اس دعوی پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں، شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں، تو اس کا کیا جواب ہے ...خدا تعالی نے مجھے یہی بتایا ہے کہ میں افضل ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ چونکہ موسیٰ سے افضل ہیں اسی طرح آنے والا مسیح محمدی، مسیح موسوی سے افضل ہے ...میں بطور محقق کے کہتا ہوں اور خدا تعالی سے بصیرت پا کر کہتا ہوں، میں خدا تعالی کے مکالمات سنتا ہوں ہر روز اس سے مخاطبات ہوتے ہیں۔ پھر میں ایک نابینا مقلد کی پیروی کس طرح کروں ۔ہاں اگر کوئی امام حسین کو مجھ سے افضل یقین کرتا ہے اور اس کا کوئی الگ خدا ہے تو پھر میں دیکھ لوں گا کہ وہ میرے مقابل اس افضلیت کے کون سے نشان اپنی ذات سے دکھا سکتا ہے اگر کوئی نشان نہیں دکھا سکتا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں دکھا سکتا تو پھر میرے لئے جو تحقیق کی راہ کھلی ہے اس کا انکار نامناسب ہے۔ یہ نری کہنے ہی کی باتیں نہیں ہیں میری زندگی کا کون ذمہ وار ہوسکتا ہے جب کہ میں براہ راست خدا تعالی سے سنتا ہوں۔خواہ مجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے یا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے میں اس کی بالکل پرواہ نہیں کر سکتا میں کبھی اس امر حق کو نہیں چھوڑ سکتا۔ الحکم جلد ۸ نمبر ۸۔۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء ص ۲) جب کہا میں عیسی مسیح سے کئی بانس اونچا ہوں، تو عیسائیوں نے ایسا نیچا دکھایا کہ زمین دوز کر دیا۔اب کہا کہ میں کرشن جی کا اوتار ہوں تو دیکھیں ہنود کیا موہن بھوگ اور لڈو کچوری اور امرتی اور جلیبی لے کر دوڑتے ہیں۔بھگوان نے چاہا تو اس گوبر گنیش کے منہ پر گئو متر بھی نہ ماریں گے کیونکہ گئو موتر تو پوتر ہے جو ڈسٹوں اور مہا ملیچوں کو بھی دیوتا بنا دیتا ہے۔ہاں چلو میں مانس متر لے کر دوڑیں گے۔اس کے بعد آپ لال گرو بنیں گے جو آپ کے بڑے بھائی لال بجھکڑ کی میراث اور گدی ہے۔مگر یقین کر لیجئے کہ لعل بیگی بھی بول و براز کی بھری جھاڑو ہی ماریں گے کہ گوہ کیسا تھ آپ کا موت بھی نکل پڑے گا۔ پھر جب چماروں کے مہنت بنیں گے، تو وہ بھی اپنے بھائیوں لعل بیگیوں سے کیوں پیچھے رہنے لگے ۔اٹھارہویں لتیڑے اور چوبیسویں بچکانوں کے کھونسڑے ایسے ٹھائیں ٹھائیں جڑیں گے کہ کھوپڑی ادھوڑی استر کی جوتی کا تلا بن جائے گی اور آپ کی چمڑی دمڑی کو بھی نہ ملے گی۔ یہاں آکر خدا نے چاہا تو خاتمہ ہو جائے گا الخبیثات للخبیثین ۔ اڈیٹر۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۷، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

بقیہ: قادیانی اپنے عیوب انبیاء پر تھوپتا ہے

الزامی جواب ہمیشہ خصم کو دیا جاتا ہے خصوصاً غیر مذہب والوں کو۔مگر مرزا قادیانی عجیب مسلمان اور

آنحضرت ﷺ کا امتی ہے کہ اپنے نبی پر تخلف پیش گوئی (کذب) کا الزام لگاتا ہے۔ پہلے پہل جب عیسیٰ مسیح کو عیوب کا مرقع قرار دیا تھا تو بافراست اور مبصر اہل ایمان تاڑ گئے تھے کہ مرزا قادیانی کے دل میں انبیاء کرام کی کوئی وقعت نہیں۔ حالانکہ نبی سب ایک ہیں، ایک کی بے وقعتی سب کی بے وقعتی ہے، اور اسی سے مرزا قادیانی کو مرتد اور جہنمی سمجھ گئے تھے۔ اب تو: جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے، مرزا قادیانی خود بول اٹھا کہ فلاں فلاں معاملے میں آنحضرت ﷺ کا کشف اور رؤیا اور پیشین گوئی غلط (کاذب) ہوگئی۔ اور چونکہ کذب بہت بڑا عیب ہے خصوصاً انبیاء کرام کے لئے اور خود بھی نبی بنا ہے، لہٰذا کہتا ہے کہ انبیاء کی پیشین گوئی کا غلط ہونا اور وعدہ الٰہی کا تخلف سنۃ اللہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کرام ہی جھوٹے نہیں بلکہ خدا بھی (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے۔ ہات تیرے جھوٹے دجال کے منہ میں نار دوزخ کا لگام۔

سنۃ اللہ تو اس پر بھی جارہی ہے کہ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے کہ تمام انبیاء سچے تھے اور میں بھی سچا ہوں، مگر یہ مکار عیار طرار یہ ثابت کرتا ہے کہ تمام انبیاء جھوٹے تھے لہٰذا میں بھی جھوٹا ہوں۔ اور واقعی جب خدا ہی تخلف وعدہ کر کے مرزا قادیانی کے نزدیک معاذ اللہ جھوٹا ہوگیا تو اس کے بھیجے ہوئے انبیاء اور رسل کیوں جھوٹے نہ ہوں۔ ایسی بے ہودہ ملحدانہ بکواس پر الو کے بیٹوں کو ذرا شرم نہیں آتی اور اس بدمعاش کے منہ پر تھپڑ نہیں مارتے کہ جب تو بھی دوسرے انبیاء کی طرح جھوٹا ہے تو ہم کیوں ایمان لائیں۔ اور جب انبیاء بھی صادق نہ رہے تو دنیا سے صدق اٹھ گیا، اور راست بازی اور راست معاملگی کا، خواہ دینی ہو خواہ دنیوی، کوئی معیار نہ رہا۔ انبیاء کی نسبت یہ کہنا کہ ان کی پیشین گوئی غلط ہوگئی سراسر توہین بلکہ ان پر سبّ و لعن ہے۔ چنانچہ شفا قاضی عیاض میں ہے

من سبّ النبی ﷺ او الحق به نقصاً فی ذاته و صفاته او یاتی... من القول فی عبارة او تقبیح من الکلام و لو باشارة و ما فیه من قلة الادب فی جهة علیه السلام و ان ظهر انه لم یعمد ذمة فی مقاله لکن صدر عنه اما بجهالة بنعوت جماله او قلة مراتبةٍ فی شانه و ضبط لسانه و قلتة مبالاةٍ فی بیانه فحکم بالقتل اذ لا یعذر احد فی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل

اللسان اذ عقله فی فطر ته ۔

ترجمہ: جس شخص نے نبی ﷺ کو برا کہا یا آپ کی ذات اور صفات میں کوئی نقص ملایا یا کوئی بے ادبی کی طرز بیان میں یا اشارہ میں خواہ نادانی سے یا عمداً، یا طرز بیان میں بے پروائی اور جرأت کی اگر چہ ظاہر ہو جائے کہ اس نے عمداً اپنے کلام میں گستاخی نہیں کی بلکہ واقعی آپ کے نعوت جمال سے ناواقف ہے یا اس نے آپ کی شان کی نسبت مراقبہ (غور وفکر) نہیں کیا اور ضبط لسان اور بیان کی کم پرواہ کی تو ایسا شخص حکماً قتل کیا جائیگا کیونکہ کفر کے ارتکاب میں جہالت کا عذر اور زبان کی لغزش وغیرہ قبول نہیں جب کی اس کی عقل فطرۃً صحیح اور سالم ہے یعنی وہ فاتر العقل مجنون نہیں۔

علی ہذا جس مسلمان کو کچھ بھی استعداد ہے وہ چھوٹی سی کتاب مالا بدمنہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر سمجھ سکتا ہے:

ملعونے کہ در جناب پاک سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام دشنام دہد یا اہانت کند در وصفے از اوصاف او یا در صورت مبارک او خواہ آنکس مسلمان بود یا ذمی حربی اگر چہ از راہ ہزل کردہ باشد واجب القتل کافر است توبہ او مقبول نیست اجماع امت بر آنست کہ بے ادبی بہر کس از انبیاء کفر ست خواہ فاعل او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ ۔انتہی

مگر اب تو آزادی کا زمانہ ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے عہد میں کون کسی کو قتل کر سکتا ہے۔ ذرا مرزا جی افغانستان فارس ترکی وغیرہ ممالک اسلامیہ میں جا کر کسی نبی کی شان میں لب کشائی کریں تو حقیقت معلوم ہو۔ افغانستان میں افغانی دنبہ لیپا لک کی بھینٹ چڑھ ہی گیا۔ برٹش گورنمنٹ بھی کسی کی توہین جائز نہیں رکھتی اور قانوناً سزا دیتی ہے، مذہبی توہین تو سیڈیشن میں داخل ہے جس کی بڑی سزا حبس دوام بعبور دریائے شور ہے۔ مگر یہی غنیمت ہے کہ میاؤں کی آواز نہیں آتی ورنہ بھاگنے کو چوہے کا بل بھی نہ ملے جیسا کہ ایک لائیبل میں ہو چکا ہے۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۷، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۳)

خرق اجماع نیشنلٹی کو برباد کرتا ہے

تمام انبیاء جدی جدی امت کیلئے مبعوث ہوئے اور ہر امت میں اتفاق واتحاد پیدا ہوا ورنہ دنیا میں نیشنلٹی اور نیشن (قوم اور قومیت) کا وجود نہ پایا جاتا اور یہ درحقیقت قدرت وفطرت کا لایزال قانون ہے۔ تمام حیوانات بلکہ نباتات ومعدنیات وجمادات میں بھی یہ قانون جاری ہے۔ بھیڑوں بکریوں بندروں کووں مرغابیوں وغیرہ جانوروں میں کیسا اتفاق ہے۔ ہر قسم کے نباتات وبقولات پھل پھول ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے جواہرات کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے یعنی تمام لعل ویاقوت سرخ ہی ہوں گے۔ تمام قسم کے زمرد سبز ہی ہوں گے۔ علی ہذا۔ پس انسانوں کے قومی اتفاق کا مٹانا گویا قانون قدرت کا مٹانا ہے جو محال ہے۔

امت محمدیہ کا اجماع بھی دینی اور دنیوی امور میں محض نیشن اور نیشنلٹی کے قیام ودوام کے لئے ہے اور کتاب وسنت سے مستنبط ہو کر تیرہ سو برسوں سے معمول بہاء رہے ہیں اور جو عقائد مسلمانوں کے دلوں میں مرتکز ہیں ان کی بنیاد نیشنلٹی پر ہے۔ پس اجماع کا خرق کرنے والے بڑے ظالم ہیں کہ نیشن اور نیشنلٹی کے گلے پر چھری پھیر رہے ہیں۔

اسی کا ضمیمہ مسئلہ ختم نبوت ہے جو تیرہ سو برس سے حسب تعمیل ارشاد الٰہی دائر سائر چلا آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین.. الآیہ۔ اب کسی مکار کا دعوی نبوت بالکل خرق اجماع اور محمدن نیشنلٹی کی تباہی اور عقد ثریا کو نبات النعش بنانا اور نئی امت اور نیا نیشن ایجاد کرنا قوم اور قومیت کے شیرازہ کو بکھیر دینا ہے۔ لاکھوں سلف صالحین اور علماء محدثین ومجتہدین ومفسرین میں سے کسی کو آیت خاتم النبیین کے یہ معنی اور یہ تاویل نہ سوجھی جو دشمن اسلام قادیانی کو سوجھی ہیں، اور تاویلیں بھی وہ جن کو سن کر بچے تک قہقہے لگائیں اور اہل مذاہب واقوام غیر مضحکے اڑائیں۔ ہم قادیانی تاویلوں کا تارو پود اپنے سینکڑوں صفحات میں اڑا چکے ہیں۔ لہذا اعادے کی ضرورت نہیں۔

مردود کا مطلب یہی ہوا نا کہ اجماع کرنیوالے نادان اور بے وقوف یا گمراہ تھے اور زیادہ سے زیادہ آنحضرت ﷺ اپنے زمانہ جاہلیت کے نبی تھے اور وہ بھی عرب کے لئے نہ کہ ہفت اقلیم کے لئے۔ میں موجودہ

روشنی کے زمانے کا نبی ہوں اور ہندوستان میں تو کوئی نبی بجز رام چندر اور کرشن جی کے آیا ہی نہیں۔ اور محمد ﷺ نے بڑی غلطی کی کہ ان کی نبوت کو نہ مانا۔ اگرچہ وہ بت پرست تھے یا کسی مذہب کے تھے مگر نبی تو تھے۔ اب میں اسلامی مجدد اور ریفارمر بن کر رام چندر اور کرشن کی نبوت ماننے اور منوانے آیا ہوں اور دلیل یہ آیت قرآنی ہے

منهم من قصصنا عليك و منهم من لم نقصص عليك۔

سیاق وسباق سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے نہ کہ آئندہ کا، کیونکہ آئندہ کے لئے تو نبوت ختم ہوگئی۔ اگر کہو کہ رام چندر اور کرشن بھی مثل دیگر انبیاء کے آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں، تو تعجب ہے کہ آنحضرت ﷺ پر تو خدا تعالیٰ نے ان کی نبوت کا قصہ مجمل رکھا اور مرزا کو مفصل بال کی کھال نکال کر دکھا دی۔

دوم، ہم لکھ چکے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی اور حکم الٰہی نازل ہو چکا کہ

و من يبتغ غير ا لاسلا م د يناً فلن يقبل منه ۔ ا لآ يه۔

سوم، مرزا جی کو تو اپنا الو سیدھا کرنا اور یہ دکھانا ہے کہ منهم من لم نقصص عليك میں، میں بھی شامل ہوں اور جس طرح لاکھوں اور کروڑوں بلکہ اربوں نبی مثل رام چند اور کرشن پہلے گذر چکے ہیں ان سے بڑھ کر مجھ جیسے غیر متناہی نبی قیامت تک گذریں گے۔ بات یہ ہے کہ آپ اس وقت تک نبی نہ بن سکے جب تک کفار مشرکین کو نبی نہ بنالیا۔ آپ کی نبوت کرشن جی کی نبوت کی محتاج تھی اور چونکہ آپ امام الزمان ہیں لہذا ۲۴۱ کرور ہنود کا امام یا اوتار بننا بھی تو آسمانی باپ کے بتائے ہوئے فرائض میں سے تھا۔

اب ہم منتظر ہیں کہ آپ ہنود پر کیا ابلاغ و تبلیغ کرتے ہیں۔ کرشن جی تو ویدی تھے کیا آپ ان پر وید کا اوپدیش کریں گے۔ اگر قرآن کی تبلیغ کریں گے تو ہنود دھوتیاں گلے میں ڈال کر اور اینٹھ کر آپ کا گلا گھونٹ ڈالیں گے کہ یہ راکھشش اس دیش میں کہاں سے آمرا۔

اگر آپ ویدی نبی ہیں، تو وید ہی کے اشلوک آپ پر الہام کیوں نہ ہوئے۔ قرآن مجید کی آیتیں کیوں الہام ہوئیں۔ اور وید و قرآن کو گڈ مڈ ہو نہیں سکتے کہ آپ کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے ہاتھ میں وید۔ یعنی ایک ہاتھ میں توحید ہو اور دوسرے ہاتھ میں بت۔ مگر آپ سا دھو بچوں کے فن میں بھی

پورے نہیں بلکہ ادھورے ہیں۔ ہندو تو کیا ڈھب پر چڑھیں گے اس دورنگی میں تو نوگرفتار لوبھی ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔

در کفے جام بلوریں در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

آنحضرت ﷺ کو تو قرآن مجید میں یہ ارشاد ہوا کہ بعض انبیاء کے قصص ہم نے تم پر بیان کر دیئے اور بعض کے بیان نہیں کئے اس کے خلاف اب آسمانی باپ نے لیپا لک پر یہ وحی اتاری کہ قصصنا عليك الانبياء كلهم گویا انبیاء کا جو علم غیب اور شناخت آنحضرت ﷺ کو عطا نہیں ہوئی وہ کرشن کے اوتار کو عطا ہوئی ۔ پھر یہ مردود تمام، انبیاء کی شناخت کیوں نہیں کرتا جن کے قصص جناب باری نے بیان نہیں فرمائے ۔ اور سب کا نام لے کر کیوں نہیں بتا تا کہ قرآن میں جناب باری نے جن کی تفصیل نہیں فرمائی وہ فلاں فلاں ہیں ۔ کیا منهم میں صرف کرشن ہی داخل ہے اور آئندہ جس قدر لاکھوں اور کروڑوں نبی قیامت تک گزریں گے ان کے نام کیوں نہیں بتاتا ۔ کیا وجہ ہے کہ تجھے گزشتہ انبیاء کا علم غیب تو ہو گیا اور انبیاء مستقبلہ کا علم نہ ہوا ۔ جبھی تو ہم نے لکھا ہے کہ: جھوٹا نجومی ہے اناڑی رمال ۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۷، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۵)

خدا مردوں کو زندہ نہیں کرسکتا

جب مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی جاتی ہے

ابری ء ا لا كمه و الا بر ص و ا حی المو تی باذن الله

تو نہ صرف عیسی مسیح پر بلکہ قرآن اور خدائے قرآن پر بھی چین برجبین اور غضب ناک ہوتے ہیں کہ ایں! مردوں کا زندہ کرنا تو نیچر کے خلاف ہے اور خدا تعالی کی بھی طاقت نہیں کہ لاز آف نیچر Laws of Nature کا خلاف کر سکے ۔ خدا تعالی نے جو اپنی صفت محیی تراشی ہے تو نیچر کا انحراف کیا ہے ۔ ہاں اس کی صفت ممیت ضرور ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ ممیت تو بہت سی اشیاء کی صفت ہے ۔ تمام درندے اور..تمام سمیات ممیت و مہلک ہیں ۔ ہر انسان اپنے لئے اور اپنے دشمن کے لئے ممیت و مہلک ہے یعنی جب چاہے اپنے کو اور جب

چاہے کسی دوسرے کو مار سکتا ہے، اس میں خدا تعالی کا کیا کمال قدرت ظاہر ہوا۔ اس پر تو لیپا لک اور اس کا آسمانی باپ بہت آسانی سے قدرت رکھتے ہیں۔ آتھم کو مار ڈالا۔ آسمانی منکوحہ کے شوہر کو مار ڈالا، اب طاعون بھیج کر دشمنوں اور دوستوں دونوں کا خطا بے خطا وجہ بے وجہ صفایا کر رہے ہیں۔ اس میں لاز آف نیچر کو بھی دخل نہیں، نہ اس کی منظوری کی ضرورت۔ ٹیڑھی کھیر تو زندہ کرنا ہے اس پر چونکہ باپ بیٹا اور ان کا نیچر قادر نہیں، لہذا خدا تعالی بھی قادر نہیں۔ بے شک اندھوں کا یہی نیچر ہے کہ ان کے نزدیک سارا جہان اندھا ہے ان اللـــه علی کل شئی قدیر پر ایمان، مگر احیاء اموات شئے من الاشیاء نہیں اور جب خدا تعالی ایک جزئی پر قادر نہیں تو کل اشیاء پر قادر کیوں کر ثابت ہوا۔ خدا تعالی مردہ زمین تک کو زندہ کر سکتا یحی الارض بعد موتھا الآیہ مگر مردہ انسانوں کو کہ وہ بھی زمین (خاک) ہی سے پیدا ہوئے ہیں زندہ نہیں کر سکتا۔

آیت مذکورہ بالا میں سیدنا المسیح یہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کے حکم سے اندھوں کو بینا، کوڑھیوں کو تندرست، مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اب ہم ان خران دجال سے پوچھتے ہیں کہ مردوں کا زندہ کرنا بھی سنت اللہ اور فطرۃ اللہ کے خلاف ہے یا اندھوں اور کوڑھیوں کا تندرست کرنا بھی سینکڑوں طبیب اور ڈاکٹر اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اپنے علاج سے تندرست کر دیتے ہیں گو ایک عرصہ کے بعد سہی مگر مردوں کو بجز انبیاء کے بحکم الہی کوئی زندہ نہیں کر سکتا۔

اب مندرجہ بالا آیت میں عیسی مسیح کا دعوی گویا دو متضاد اجزاء سے مرکب ہوا۔ ایک سنت اللہ و فطرۃ اللہ کے موافق ہے یعنی اندھوں اور کوڑھیوں کا اچھا کرنا اور دوسرا دعوی سنت اللہ و فطرۃ اللہ کے خلاف یعنی مردوں کا زندہ کرنا۔ اور خود تم بھی صرف احیاء اموات کو سنت اللہ کے خلاف بتاتے ہو، نہ کہ اندھوں کے بینا کرنے اور کوڑھیوں کے اچھا کرنے کو بھی۔ تم نے تو ہمیشہ احیاء اموات ہی کی تاویل کی ہے کہ مراد احیاء قلوب یعنی ہدایت ہے، نہ کہ ابراء اکمہ وابرص کی۔ ورنہ تم کو ماننا پڑے گا کہ بیماروں کا تندرست کرنا بھی فطرۃ اللہ کے خلاف ہے اور پھر حکیم الامت المرزائیہ کی بڑے طمطراق کی طبابت طاق میں دھری جائے گی نبض دیکھنے سے ان کے ہاتھ شل ہو جائیں گے اور قارورہ دیکھنے سے پیشاب خطا ہو جائے گا۔ اس تاویل سے آپ ہی کا دعوی متناقض نہیں ہو گیا بلکہ کلام الملک العلام میں بھی اختلاف پیدا ہوا کہ ایک ہی آیت میں ایک دعوی تو فطرت الہیہ

کے مطابق ہے اور دوسرا مخالف ۔ بہت کم امید ہے کہ مرزا اور مرزائی مجدد السنہ مشرقیہ کی لطیف اور نازک اور بایں ہمہ دقیق تحریریں سمجھیں گے اور ایمان لائیں گے ۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۷، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵ ۔ ۷)

اے مربیان ضمیمہ

چار سال تک جس اسلوب سے آپ کا ضمیمہ جاری رہا ممکن نہیں کہ دوسرا پرچہ اس شان وشکوہ سے جاری رہ سکے ۔ پھر غیر ممکن ہے کہ ہندوستان میں کوئی دوسرا شخص اس طرح مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا کفر توڑ سکے ۔ شاعری و فصیح انشا پردازی تو شوکت اللہ کی خانہ زاد لونڈیاں ہیں، ضمیمہ نے تو تمام علوم وفنون میں وہ مجددانہ رنگ دکھایا کہ ملحدوں کے چہروں کا زعفرانی رنگ کافور ہو کر اڑ گیا ۔ ایک ایک عنوان کو ہر بار نئے طرز اور نئے دلائل سے اور خصم کے ہر ایک دعوی کو مختلف براہین سے قطع کیا ۔ ضمیمہ آپ کے سامنے ہے کچھ حاجت سمع خراشی کی نہیں ۔ بایں ہمہ ضمیمہ کی جو کچھ قدر دانی ہوئی اس کو خدا خوب جانتا ہے ۔ کیا ضمیمہ جس کی قیمت ایک روپیہ سالانہ مع محصول ڈاک ہے ہزار دو ہزار بھی ہفتہ وار شائع نہ ہوتا ۔ اب اختتام سال میں صرف ایک ہفتہ باقی ہے ہم عموماً پہلے بھی گذارش کر چکے ہیں اور اب خصوصاً ان مربیوں کی خدمت میں ملتجی ہیں ۔

جن کی تحریک وتربیت سے شحنہ کا ضمیمہ جاری ہوا اور اب تک جاری ہے مثلاً مولانا سید ابو محمد ڈاکٹر جمال الدین صاحب مالک نیومیڈیکل ہال صدر بازار پشاور ۔ منشی محمد فضل الرحمان اہلکار ڈسٹرکٹ بورڈ لدھیانہ ۔ مولانا سعد اللہ صاحب ہیڈ مدرس گورنمنٹ اسکول لدھیانہ ۔ مولانا حکیم عبد الباسط صاحب معالج ریاست فرید کوٹ ۔ منشی عنایت احمد تاجر کتب پٹیالہ ۔ مولانا ابو المنظور محمد عبد الحق سرہندی مفتی شحنہ ہند ۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رئیس گولڑہ ۔ منشی عزیز الدین نقشہ نویس پبلک ورکس راولپنڈی ۔ منشی محمد دین صاحب راولپنڈی ۔ منشی شہاب الدین نقشہ نویس پبلک ورکس ایبٹ آباد اور تمام معاونین وناظرین اگر ضمیمہ کی اشاعت وترقی میں کامل سعی نہ فرمائیں گے اور خریدار نہ بڑھائیں گے تو ضمیمہ کا جاری رہنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے ضمیمہ مربیوں اور معاونوں کے نام اکثر پلندے بندھ بند کر جاتا ہے اور انہیں کے ذریعے سے تقسیم ہوتا ہے ہم تمام ناظرین سے واقف نہیں ہم تو ضمیمہ کے مربیوں سے واقف ہیں اگر سب ناظرین فرداً فرداً ایک ایک خریدار پیدا کر دیں اور

اپنے ضمیمہ کو محض خالصاً لوجہ اللہ اور بغرض عقائد حقہ اسلام پھیلائیں تو کیا مشکل ہے صرف ہمت اور خلوص درکار ہے ہم اپنا فرض ادا کر چکے۔ اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۷، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

قادیانی کا کرشن بننا

آریہ گزٹ لکھتا ہے:

مرزا قادیانی جو مسیح موعود بنے تھے اب سری کرشن جی کے اوتار بن بیٹھے۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

اگر مرزا جی مسیح ہی بنے رہتے تو شائد کچھ عذر چل سکتا لیکن کرشن مہاتما کا اوتار بننا اور یہ دعوی کرنا کہ میں ہندوؤں کی اصلاح کے لئے آیا ہوں اپنے منہ کی کھانا ہے۔ کہاں کرشن کامل انسان اور کہاں مرزا قادیانی۔ ہم نہیں جانتے یہ الہام آپ کو قادیان کے حجرہ میں آیا، یا مجسٹریٹ کی عدالت میں۔ مرزا صاحب ہندوؤں پر نظر شفقت رکھیں۔ ہندوان کی انوکھی لیلاؤں سے پناہ مانگتے ہیں۔ عطائے تو، بہ لقائے تو۔

ابھی بہت دن نہیں ہوئے مرزا صاحب جن لفظوں سے ہندوؤں کو یاد کیا کرتے تھے وہ شاید بہتوں کو بھولے نہ ہوں گے۔ مرزا صاحب کے نئے سوانگ سے لوگ بھرّے میں نہ آئیں گے۔

مرزا جی کی یہ موشگافیاں کیسی ہی سمجھی جائیں مگر ان کا اصلی مطلب ان سے سدہ نہ ہوگا۔ بہتر ہوتا کوئی اور چال چلتے

ازیں موشگافی چہ اندوختی ۔ چرا مو تراشی نیاموختی

اگر مرزا صاحب مونڈ منڈا کر کسی سنیاسی کے چیلے بنے ہوتے تو شاید یہ داؤں چل جاتا، مگر ہندو تو ایسوں کی شدھی کرنے کو تیار نہیں۔ اکبر نے بیربل سے کہا کہ مجھ کو ہندو بنا لو۔ بیربل نے کہا کہ ایک ہفتہ کے بعد اس کا جواب دونگا۔ جب ایک ہفتہ گذر گیا، بیربل ایک گدھا لے کر شاہی محل کے نیچے نہر کے کنارے صابون سے اس کو خوب مل مل کر دھونے لگے۔ بیربل کے رتبہ کے آدمی کو ایسا ذلیل کام کرتے ہوئے دیکھ کر لوگوں نے اکبر تک خبر پہنچائی۔ شہنشاہ اکبر خود آئے اور متحیر ہو کر پوچھنے لگے، بیربل یہ کیا ہو رہا ہے؟ بیربل نے سادگی سے

جواب دیا، خداوند گدھے کو دھو کر گھوڑا بناؤ نگا۔ اکبر نے ہنس کر جواب دیا، نادان ایسا بھی کہیں ہوا؟ بیربل نے کہا خداوندا اگر یہ امر غیر ممکن ہوتا تو حضور کیسے حکم دیتے کہ آپ کو ہندو بنالوں۔

گو یہ ایک مذاقیہ روایت ہے لیکن اس کو مرزا قادیانی کے آخری اعلان سے کسی قدر نسبت ضرور ہے۔ مرزا جی مسلمان کے گھر پیدا ہوئے۔ فرض کرو وہ مسلمان نہ بھی ہوں، کیونکہ اکثر دین دار بزرگ مسلمان ان کے محمدی طریقہ کے پیرو کار ہونے میں شک کرتے ہیں، لیکن ان کی محمدی پیدائش ہندوؤں کی نگاہ میں ان کے حوصلہ کی راہ میں رکاوٹ سمجھی جائے گی۔ مرزا جی کو تو ہندو کبھی کرشن بھگوان کا اوتار نہ سمجھیں گے بلکہ ان کی یہ نئی الہامی اونچ حقارت اور تمسخر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ ہم نہیں جانتے مرزا جی کے اللہ پاک کو کیا ہو گیا ہے کہ مرزا جی کی تضحیک کے لئے آئے دن ایسی اول جلول وحی نازل فرماتا رہتا ہے، اگر ہم سے ملاقات ہوتی تو ہم ضرور کہتے افسوس

چندیں مدت خدائی کردی ۔ گاؤ و خر را نہ شناختی

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۷، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

بروزی نیرنگی

رسالہ اتحاد لکھتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس سے پہلے تو مسیح موعود ہی تھے جن کے منتظر یہود و نصاری اور اہل اسلام ہیں، اب کرشن مہاراج ہونے کا بھی دعوی کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہندوؤں کے بھی محبوب و مطلوب بن گئے۔ ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرانے کا یہ نیا اور بہت اچھوتا پہلو ہے۔ شاید اب بھی پارسیوں اور بودھ وغیرہ کی طرح بعض فرقہ ان کے ماننے سے انحراف کرتے ہوں جن کو نہ مسیح سے کچھ علاقہ ہے نہ سری کرشن جی سے۔ میں سمجھتا ہوں کہ الوہیت کی شان دنیا کے تمام مذاہب میں مشترک ہے، لہذا اب کے روحانی عروج میں انہیں خدائی کا دعوی کرنا چاہیے۔ پھر کوئی گروہ ان کے ماننے سے مستثنی نہ رہ جائے گا۔ اگرچہ سری کرشن مہاراج بننے میں بھی اس درجہ کے قریب پہونچ گئے ہیں کیونکہ سری کرشن جی اپنے ماننے والوں میں پیغمبر یا بندے نہیں بلکہ خدا کا مظہر اور خود خدا ہیں۔ غرض ہم اپنے روحانی بزرگ (مرزا) کو اس جدید

ترقی پر مبارک باد دیتے ہیں: بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی۔ (ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۸، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

کیا ہنود اہل کتاب ہیں

پہلے مرزا جی، محمد ﷺ کے بروز تھے۔ اب کرشن کے بروز ہیں۔ یعنی اسلام کے بھی بروز اور کفر کے بھی بروز۔ بات یہ ہے کہ عیسی مسیح اور تمام انبیاء کی جو صفات قرآن و حدیث میں سنی ہیں وہ سب مصنوعی طور پر اپنے برزخ میں ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ بھلا کہیں تصنع اور تلمع اور تکلف سے بھی کوئی نبی بنا ہے۔

جب آپ مسیح بنے ہیں تو ضرور ہے کہ آیت و ان من اهل الكتاب الا ليؤ منن به قبل موته کا بھی اپنے کو مصداق بنائیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب عیسی دوبارہ نزول فرمائیں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہ رہے گا کہ آپ پر ایمان نہ لائے۔ حالانکہ آپ اس معنی کی جس پر جمہور مفسرین و مجتہدین علماء و فضلاء کا اتفاق ہے تاویل و تحریف کرتے ہیں کہ ليؤمنن به میں به کا مرجع عیسی مسیح کا قتل و صلیب ہے حالانکہ ليؤمنن صیغہ مستقبل ہے اور نون تاکید کی شان ہی یہ ہے کہ مضارع کو مستقبل بنائے، مگر آپ خلاف سیاق وسباق قواعد عرب مستقبل کو بمعنی ماضی لیتے ہیں اور یہ معنی گھڑتے ہیں کہ تمام اہل کتاب عیسی مسیح کے قتل وصلب پر ایمان لا چکے ہیں۔ ہم ان مزعومہ معنی کی کسی سابق شمارے میں کامل تردید کر چکے ہیں۔ اور چونکہ جھوٹے کے پاؤں نہیں ہوتے لہذا اب مرزا جی اپنا منہ پیٹ کر کرشن کے بروز بنے ہیں کہ ہنود مجھ پر ایمان لائیں گے اور میں ہندوستان کے ہندو مسلمان کو مرزائی بنا کر متحد کر دوں گا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کیا ہنود اہل کتاب ہیں۔ ہاں ہاں کہہ دیجئے کہ وید بھی الہامی کتاب ہے۔ اور عیسی کے قتل وصلیب پر ہنود بھی ایمان رکھتے ہیں حالانکہ مرزائی مقولہ بلکہ عقیدہ یہ ہے کہ ہندوستان میں کوئی نبی آیا ہی نہیں، اور نبی آئے ہیں تو رام چندر اور لچھمن اور کرشن وغیرہ رشی اور منی۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل سے ہنود کو کیا واسطہ رہا اور وہ کیونکر عیسے مسیح کے قتل وصلب پر ایمان لائے کہ جب واقعات صلیب وغیرہ کی ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی۔ اور اب بھی کروڑوں ہنود ایسے موجود ہیں جو انبیاء کے واقعات سے آگاہ نہیں چہ جائے کہ ان پر ایمان ہو۔

آپ امام الزمان ہیں اور خیر سے دنیا کے تمام اقوام و مذاہب کو متحد کرنے آئے ہیں۔ مگر یہ تو بتائیے کیا عیسائیوں کے مختلف فرقے مذہب ہنود سے متفق ہو جائیں گے۔ اور بت پرستی اور صلیب پرستی اور تثلیث پرستی گڈمڈ ہو جائے گی۔ کیا اب تک کوئی سناتن دھرمی ہندو یا آریہ آپ پر ایمان لایا ہے۔ کیا کسی عیسائی نے آپ کی سی سالہ بعثت میں بت اور صلیب توڑ کر آپ کا کلمہ پڑھا ہے۔ دنیا کے مذاہب تو اس وقت متحد ہوں گے کہ پہلے آپ پر ایمان لائیں۔ یہ عجیب کیالی پلاؤ ہے جس سے خود بدولت ہی اپنا پیٹ بھر رہے ہیں:

دہن کا ذکر کیا، یاں سر ہی غائب ہے گریبان سے

آپ باوصف امام الزمان ہونے کے یورپ کو بھول گئے۔ چین کو بھول گئے۔ آتش پرستوں کو بھول گئے۔ آپ کے نزدیک یہود میں تو انبیا گذرے مگر دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں ایک بھی نبی نہیں گذرا۔ بدھ مذہب، پارسی مذہب میں کوئی نبی کیوں نہیں گذرا۔ ہاں سکھ مذہب کے نبی گورونانک پر آپ ایسا ہی ایمان لائے جیسا کرشن پر۔ لیکن ان کے سوا اور بھی بہت سے مذاہب ہیں جن کے متحد و متفق کرنے کا آپ نے اب تک بیڑہ نہیں اٹھایا۔ تاہم کچھ جلدی نہیں۔ اگر یہی لیل و نہار ہیں تو آپ ہنود سے حلال خوروں تک کو یوں ملا دینا چاہیں گے جیسا کھیت میں کھاد۔ اس وقت سری کرشن کی روح کیا کہے گی۔ یہی کہے گی کہ ہے رام ہے رام اس کلجگ میں آئے کہ کیسے راکھشش اور مہا ملیچھ سے پالا پڑا جس نے ہندو دھرم کو نسٹ کر دیا۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۸، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱۔۲)

احیاء اموات

مرزا جی احیاء اموات کو جو سنت اللہ و فطرۃ اللہ کے خلاف بتاتے ہیں تو اپنی عصمت بی بی از بیچارگی کی پردہ دری کرتے ہیں، کیونکہ خود بدولت کوئی بروزی کرشمہ نہیں دکھا سکتے۔ اب ہم کلام مجید کے کھلے لفظوں سے احیاء اموات ثابت کرتے ہیں جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ گو مرزا صاحب تو اس میں بھی لنگڑی اور بے معنی تاویل کی پچر لگائیں گے۔ پڑھو

الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم و ھو الوف حذر الموت فقال لھم

الله مو توا ثم ا حیا ھم ۔

اے محمد ﷺ کیا تو نہیں دیکھتا ان لوگوں کی جانب (یعنی کیا تجھے معلوم نہیں) جو اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے اور کہا ان کو اللہ نے کہ مر جاؤ۔ پس وہ مر گئے پھر ان کو زندہ کیا۔

تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت میں یہ عبارت لکھی ہے

بعد ثما نیة ایام او اکثر بدعا نبیھم حز قیل فعا شوا دھرا علیھم ا ثر المو ت لا یلبسو ن ثو باً ا لا عاد کالکفن و استمر ت فی اسبا طھم

یعنی یہ ہزاروں آدمی ایک مدت تک زندہ رہے مگر ان پر موت کا اثر باقی رہا کیا معنی کہ جو کپڑا پہنتے کفن کے مانند ہو جاتا (تا کہ معجزہ کا اثر نمایاں رہے) اور ان کے قبائل میں یہی حالت قائم رہی۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی موت حقیقی موت اور ان کی دوبارہ زندگی حقیقی زندگی تھی اور وہ اسی حقیقی موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے بھاگے تھے۔

نیز حضرت عمرؓ کے زمانے میں زریت بن برثملا وصی عیسی روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن ابی وقاصؓ سے باتیں کرنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور وصی عیسی کا تا نزول عیسی زندہ رہنا یہ سب کتاب ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ خود مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۹ میں لکھ چکے ہیں کہ الیسعؑ کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے چھو جانے سے زندہ نہ ہو سکیں۔

خود ہمارے نبی ﷺ نے کئی مردے زندہ کئے اور ان سے تکلم فرمایا اور انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کی نبوت کی شہادت دی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں قتادہ سے روایت ہے

قا ل قتا دہ ا حیا ھم اللہ ھتی اسمعھم قو لہ تو بیخاً و تصغیراً و نقمة وحسرةً و ند ماً ۔ یعنی قریش کے وہ چوبیس سردار جو بدر کے کنوں میں پھینکے گئے ان کو اللہ تعالی نے بدعوت نبی ﷺ زندہ کر دیا اور اپنا قول توبیخاً وحسرةً سنا دیا۔

اور نظم الدرر وغیرہ میں ہے

روی الحسن قال النبی ﷺ یا فلانۃ احی باذن اللہ فخرجت الصبیۃ و ھی رقول لبیک و سعدیک فقالھا ان ابویک قد اساء فان احببت ان اردک علیھما فقالت لا حاجۃ لی فیھما وجدت ..خیراً لی منھا و ھذا نظیر ما فعلہ عیسی من احیاء الموتی ۔

ترجمہ۔حسن نے روایت کی ہے کہ(ایک مشرکہ دختر جوایک وادی میں پھینک دی گئی تھی)،اس کوآنحضرت ﷺ نے آواز دی کہ اے فلانہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔وہ لڑکی وادی سے لبیک وسعدیک کہتی ہوئی نکلی۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے تیرے ماں باپ کی طرف لوٹا دوں۔اس نے عرض کیا کہ میں نے تم کوان سے بہتر پالیا۔پس مجھے ماں باپ کے پاس جانے کی کوئی حاجت نہیں۔یہ نظیر ہے عیسی کے احیاءموتی کی۔

اورمتاخرین کےنزدیک بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین بدعوت آنحضرت ﷺ زندہ کئے گئے اورحافظ جلال الدین سیوطی نے یہ مسئلہ بوجہ اتم لکھا اورمواہب لدنیہ اورنظم الدرر میں اس کی پوری تشریح کی گئی اورعلامہ شامی نے بھی فتاوی شامی کی جلددوم باب المرتد علامہ قرطبی اورابن ناصرالدین حافظ الشام سےاس کی تصحیح کی ہے۔دیکھوحضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں کتنے دنوں زندہ رہےاورزندہ نکلے پڑھو سورہ والصافات کی آیات فلو لا انّہ کان من المسبّحین۔ للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون (صافات :۱۴۳۔۱۴۴) یعنی اگر یونس خداتعالی کی تسبیح نہ کرتے رہتے تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک زندہ رہتے۔سبحان اللہ سبحان اللہ۔طرہ یہ ہے کہ خودمرزاجی ازالہ اوہام کے صفحہ ۹۴۳ میں لکھتے ہیں:

یہ بالکل ممکن اور جائز ہے کہ خداتعالی کسی حیوان یا انسان یا پرندکوایسی حالت میں بھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے حقیقی موت سے بچائے کیونکہ وہ ہربات پرقادرہے۔

پھرمعلوم نہیں عیسی مسیح کی حیات سےاب کیوں انکارکیا جاتا ہے جب کہ سنت صحیحہ سے بہت سے نظائرجوابھی مذکورہوئے ہمارے سامنے موجودہیں۔مگرمرزاجی جب نصوص قرآنیہ دربارہ احیاءاموات کو نہیں مانتے تواحادیث کوکب مانیں گے۔

انبیاء کرام پر مرزاجی غضب ناک ہوتے ہیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے معجزات کیوں طلب کیئے اور کیوں خدائی معجزات دکھانے کا دعوی کیا، اور پھر مسیح پر سبّ ولعن کیا۔۔ حضرت ابراہیمؑ پر بروزی غصے کا ابراز کیا یعنی حضرت ابراہیمؑ نے رب ارنی کیف تحی الموتی اور ولکن لیطمئن قلبی کیوں کہا۔ کیا ان کو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان نہ تھا حالانکہ قوت مطمئنہ کا استحصال انبیاء کی شان اور اعلیٰ درجہ کی صفت ہے۔ پڑھ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك ۔ الآیہ۔

انبیاء کرام پر غضب ناک ہونا بعینہٖ خدا تعالیٰ پر غضب ناک ہونا ہے کہ انہیں تو معجزات دکھانے کی قوت عطا کردی اور مجھے باوصف نیرنگیوں کے اس قدر پاپڑ بیلنے کے محروم رکھا۔ خدا تعالیٰ کا قانون تو ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء ہے اور فضل کی شان ہی بے علت عطا ہونا ہے۔ ہاں لیپا لک کا کام ہے کہ اپنے آسمانی باپ کا جھونپڑا پھونکے جس نے ایسے الہامات کیئے جن سے چاہیتے لیپا لک کی گردن ٹوٹے اور ہمیشہ کے لئے استروں کی مالا اس کے گلے میں ڈال دی۔ ہم بھی تو دیکھیں بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی ہے ۔خدا نے چاہا تو ایک نہ ایک دن پھانسی دہری ہے۔ مسیح کا بننا خالہ کا گھر نہیں جس طرح وہ اپنی امت کا کفارہ بن گئے کیا وجہ ہے کہ مثیل المسیح اپنے مرزائیوں کا کفارہ نہ بنے۔

بروزی نیرنگی تو دیکھئے کہ عیسی مسیح کو چونکہ کروڑوں آدمی مانتے ہیں اور تمام یورپ ان کو خدا سمجھتا ہے اور دنیا کے تیس کروڑ مسلمان ان کے اولوالعزم نبی اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، اس لحاظ سے تو آپ نے ان کو بڑا سمجھا اور ان کے نام سے بکنا چاہا اور چونکہ انہوں نے معجزات دکھائے اور احیائے موتی کیا اس لحاظ سے وہ برے ہو گئے۔ انبیاء کو تو خدا تعالیٰ نے اپنی صفت احیا اور اماتت دونوں کا حصہ اور پرتو عطا فرمایا مگر آسمانی باپ نے اپنے لیپا لک کو اماتت ہی کا تمغہ اور پوٹلا بخشا کہ میں فلاں کو اتنے دنوں میں مار ڈالوں گا اور فلاں کو اتنے دنوں میں۔ اور اب میں نے ہی ساری دنیا پر طاعون کو مسلط کر دیا ہے جو میرے تمام منکروں کو بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر کھا رہا ہے اور کھائے گا یہ مثیل المسیح کی شان اور لیپا لک اور آسمانی باپ کے خوارق ہیں۔

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۸، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲-۵)

تصدیق انبیاء علیھم السلام

انجیل نے توریت کی، اور قرآن نے توریت اور انجیل کی تصدیق کی۔ چنانچہ عیسیٰ مسیح نے فرمایا:
میں توریت کے ابطال کے لئے نہیں آیا بلکہ اس کی تکمیل کے لئے آیا ہوں اور مصدّقاً لما بین
یدیّ من التوراۃ و الانجیل۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے بلکہ ہر نبی کو دوسرے انبیاء کرام کے اتباع کا حکم ہے کیونکہ سب انبیاء کا مذہب یہی اسلام تھا۔ پڑھو قل بل ملۃ ابراھیم حنیفاً اور پڑھو
ما کان ابراھیم یھودیاً و لا نصرانیاً و لکن کان حنیفاً مسلماً۔
اور انا اول المسلمین ۔ الآیات

اب ظالم مرزا قادیانی کو دیکھئے کہ وہ نبوت کا مدعی ہے مگر انبیاء کرام کی توہین بلکہ ایک معنی سے آسمانی کتابوں کی توہین کرتا ہے کیونکہ کتابیں تو انبیاء ہی پر نازل ہوئی ہیں اور انبیاء کی توہین بعینہ کتابوں کی توہین بلکہ خود خدا کی توہین ہے کہ اس نے ایسے نبی بھیجے جن میں عیوب ہیں اور ان پر ایسی کتابیں نازل کیں جو ناقص ہیں کیونکہ ہر نبی نے اس الہامی کتاب پر عمل کیا ہے جو اس پر نازل ہوئی ہے۔ کسی نبی نے اپنی جانب سے کچھ نہیں کہا، نہ کچھ کیا۔ پڑھو

و ما ینطق عن الھوی ۔ان ھو الا و حی یو حی
یعنی محمد ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا، بلکہ وہ وہی کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے۔

مذہب اسلام نے توریت اور انجیل اور قرآن کو ایک ہی پلّے میں رکھا ہے لا نفرّق بین احدٍ من رسلہ ..الآیہ کے لازمی معنی یہی ہیں کہ لا نفرق بین کتبہ کیونکہ نبی کی عظمت محض کتاب سے ہے۔ اور ہم ہمیشہ آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ بطور تلقین ورد زبان رکھتے ہیں۔ دیکھو ایمان لانے کے لئے پہلے کتب ہے اور اس کے بعد رسل ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ انبیاء پر ان کے مدارج کے موافق ایمان ہو۔ یعنی کسی پر تھوڑا ایمان اور کسی پر زیادہ ایمان۔ یا کسی پر ناقص ایمان اور کسی پر کامل ایمان۔ یہ تو

جب ہو کہ کوئی نبی ناقص اور کوئی کامل ہو، جیسا مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں ناقص نبی ہوں۔ خود رسول کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ خدا کا پیام یا خدا کی کتاب پہچانے والا ہے۔ پس اس فرض ومنصب کے لحاظ سے تمام انبیاء ایک ہیں، کسی میں کوئی فرق اور ما بہ الامتیاز نہیں۔ اب ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت دینا مفضل علیہ کی توہین کرنا ہے اور انبیاء کرام کی توہین بالاجماع کفر ہے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اگر میں بھی عیسیٰ مسیح کی طرح مسمریزم وغیرہ کے شعبدے دکھاتا تو مسیح سے کہیں زیادہ دکھا سکتا تھا گویا اپنے کو عیسیٰ مسیح پر فضیلت اور ترجیح دی جو صریح الحاد اور کفر ہے۔

جب مرزا قادیانی آیت من بعدی اسمہ احمد کو اپنے لئے تراشتا ہے، تو ضرور ہے کہ فضلنا بعضھم علی بعض کو بھی اپنے لئے تراشے، کیونکہ ایسی آیتوں کو وہ ہمیشہ ڈھونڈھتا اور اپنے اوپر منطبق کرتا رہتا ہے۔ اس صورت میں تو بعض پر نہیں بلکہ تمام انبیاء پر معاذ اللہ مرزا قادیانی کو فضیلت ہوگی۔

آیت فضلنا بعضھم علی بعض کے سمجھنے میں بڑے بڑے علماء کو دھوکا ہوا ہے اور مفسرین نے بھی غلطی کی ہے کہ فضلنا بعضھم میں بعضھم کی تفسیر (محمداً) لکھی ہے۔ گویا یہ معنی ہوئے کہ ہم نے محمد ﷺ کو بعض انبیاء پر فضیلت دی ہے حالانکہ فضیلت دینے والوں کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو کل انبیاء پر فضیلت دی ہے۔ لیکن یہ معنی اس وقت ٹھیک بیٹھتے کہ آیت کا نظم یوں ہوتا کہ فضلنا بعضھم علی الکل اب مجدد السنہ مشرقیہ کا اجتہاد ذرا غور سے سنئے اور سمجھئے آیت میں مراد انبیاء کی ایک دوسرے پر فضیلت جزئی ہے نہ کہ کلی، چنانچہ پوری آیت یوں ہے

تلك الرّسل فضّلنا بعضهم على بعضٍ منهم من كلّم الله و رفع بعضهم درجات ۔و آتینا عیسی بن مریم البیّنا ت و ایّدناه بروح القدس (بقرہ:۲۵۴)

صاف ظاہر ہے کہ انبیاء کرام کی جزئی فضیلت کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ خدا تعالیٰ ہم کلام ہوا، اور حضرت عیسیٰ بن کریم کو معجزات دیئے اور روح القدس سے مدد دی، یعنی عیسیٰ مسیح کو بے باپ پیدا کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام خصوصیات کسی ایک نبی میں نہیں پائی جاتیں، تا کہ اس کو دیگر انبیاء پر فضیلت ہو۔ اگر آنحضرت ﷺ کو فضیلت کلی دی جاتی تو آپ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ لا تفضلونی علی یونس بن متی

اورلا تخیروا فی انبیاء اللہ ۔مردود مرزا قادیانی کو دیکھو کہ بعض انبیاء پر بعض کو نہیں بلکہ خود اپنے کو فضیلت دیتا ہے اور کہتا ہے :عیسی کجا است تا بنہد پا بمنبرم

اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۸، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۵ـ۶)

الحکم پر ریویو

عصر جدید لکھتا ہے کہ ایک ہفتہ وار اخبار الحکم قادیان سے نکلتا ہے وہ بھی معمولی رسالوں سے کم تر ذخیرہ مضامین کا نہیں رکھتا۔ یہ رسالہ خاص طور پر میرزا مسیح کے دائرے میں شائع ہوتا ہے اور اپنی طرف سے دعوی کرتا ہے کہ اسلام کی صداقت کو ہم ظاہر کرتے ہیں۔ ہم نے غور سے اس رسالے کے مضامین پڑھے ۔ایڈیٹر کے مضامین زیادہ تر اس قسم کی ناگفتہ بہ خوش آمد اور اپنے پیر کی نفرت انگیز بھٹئی سے بھرے ہوتے ہیں، جن کو صحیح مذاق کا آدمی نہ بلحاظ عبارت کے اور نہ بلحاظ خیالات کے پسند کر سکتے ہیں۔ جو وعظ یا لیکچر مرزا صاحب کے چھپتے ہیں ان میں تکرار بے انتہاء اور طول بلا ضرورت ہوتا ہے، اور کوئی نئی بات ایسی نہیں ہوتی جو اخلاق کی معمولی کتاب مثلاً گلستان، انوار سہیلی یا اخلاق محسنی میں بہتر نہ مل سکتی ہو۔ جو ان کا ادعائے شخصی ہے اس سے ہم کو کچھ تعلق نہیں، اس لئے کہ ایک اسلامی رسالہ کے لئے اس بحث میں پڑنا فضول ہے کہ زید کا بھیجا برا ہے یا عمرو کا پتّا۔ الغرض یہ اخبار بھی نہ مذہبی اصلاح کا کام دے سکتا ہے نہ قومی رفاہ کا۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۸، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷)

قسمت کے دھکے

ایک ہم عصر لکھتا ہے ہم مرزا صاحب سے ان کی زار حالت پر سچی ہمدردی کرتے ہیں انکی پژمردگی اور مایوسی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ وہ بے چارے جہاں جاتے ہیں دھکے دے کے نکالے جاتے ہیں ۔واقعی حضور انور ﷺ کے دروازہ سے جس نے منہ موڑا جس دروازہ پر گیا اس کی عزت نہ ہوئی۔ پہلے آپ نے عیسائیوں کا آسرا ڈھونڈا، اور کہا میں مثیل مسیح ہوں مجھے اپنے ہاں جگہ دو۔ انہوں نے نہایت درشتی اور سختی سے کہا

کہ جدھر سے آپ تشریف لائے ہیں سیدھے چلے جائیے ۔ بے چارہ نے مایوس وسرگردان مسلمانوں کے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹائی کہ میں مہدی ہوں اور تمہارا سہارا دیکھ کے آیا ہوں میری مدد کرو۔اس کا جواب مرزا صاحب کو وہی ملا جو عراقی کو اہل حرم نے دیا تھا

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند

تو برونِ در چہ کر دی کہ درون خانہ آئی

اب چاروں طرف نظر اٹھا اٹھا کے دیکھنے لگے کہ کہاں جاؤں اور کس کا سہارا ڈھونڈوں ۔آخر بہزار پریشانی صنم خانہ میں پہنچے اور صنم خانہ والوں سے کہا میری مدد کرو اور مجھے کرشن کا اوتار سمجھو۔مگر یہاں مرزا صاحب کی قسمت عراقی سے بھی بدتر نکلی ۔عراقی کے لئے تو صنم خانہ کا دروازہ کھول دیا تھا اور صنم خانہ والوں نے غل مچا دیا تھا کہ آؤ آؤ تم ہمارے خاصوں میں سے ہو،مگر یہاں بھی مرزا صاحب کو دھکے ملے ۔

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۸ ،جلد ۲۲و۲۴ ص ۷)

ضمیمہ کی بندش

جنوری ۱۹۰۵ء سے ضمیمہ بند کیا جاتا ہے

اے مربیان ومعاونان ضمیمہ ہم گذشتہ دو نمبروں میں ضمیمہ کی حالت اور اپنی مجبوری کے اظہار کا فرض ادا کر چکے ہیں ہم نے تو کامل چار سال تک ضمیمہ کو ہاتھوں سے نہیں دیا بلکہ دانتوں سے پکڑے رکھا اور خدا کی عنایت سے جو کچھ کر دکھایا ہے آپ پر روشن ہے ۔مرزائیت کا کفر توڑ دیا اور مرزائیوں کو ہر طرح نیچا دکھایا کہ عدالت تک سے ان کو شکست ہی ملی ۔سینکڑوں مسلمان راہ راست پر آ گئے اور مرزا کا طلسم سب پر کھل گیا۔

ہم نے ہر چند چاہا کہ ضمیمہ بند ہونے کے باب میں مرزا قادیانی کی پیشین گوئی پوری نہ ہو مگر افسوس ہے کہ ضمیمہ کی پبلک نے نہ چاہا اب صورت ہی ایسی آ پڑی ہے کہ محنت اور جانکاہی اور ثمرے کا ملنا تو درکنار مصارف کی کفالت بھی نہ رہی ناچار جنوری ۱۹۰۵ء سے ضمیمہ بند کیا جاتا ہے یہ بچہ جس کو آپ نے چار سال تک اپنی آغوش میں پالا ہے چار ہی سال کی عمر لے کر آیا تھا۔انا للہ و انا الیہ را جعو ن

تاہم مرزا قادیانی کا تعاقب شحنہ ہند میں برابر جاری رہے گا ہم حتی الوسع اپنی دھن سے باز نہ آئیں گے جو اسلامی اور دینی نصرت نے ہمارے دل میں پیدا کر دی ہے۔ پس جن حضرات کے قرض سے ہم سبک دوش ہو چکے ہیں وہ اگر چاہیں گے تو بجائے ضمیمہ کے شحنہ ہند ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے گا ایک یا دو جتنے پرچوں کی ان کو حاجت و وسعت ہوگی اور جن حضرات کا قرض ہمارے ذمہ ہے قرض کے موافق ان کے نام کسی قدر مدت تک شحنہ ہند جاری رہے گا اور اس مدت کے بعد جیسا وہ ارشاد فرمائیں گے تعمیل کی جائے گی۔ شحنہ ہند میں ہر قسم کے مضامین ہوتے ہیں ضمیمہ عارضی تھا اور شحنہ ہند ۲۴ سال سے جاری ہے۔ ضمیمہ کے خریدار بڑے بڑے پایہ کے لوگ ہیں اگر وہ دل سے چاہیں گے تو بجائے بہت سے ضمیموں کے جو پلندے بندھ بندھ کر جاتا ہے شحنہ ہند کا ایک ایک دو دو پرچہ خرید سکتے ہیں مگر ضمیمہ آپ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتا ہے اس کا کہا سنا معاف فرمائیے۔

اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اکثر مربیان ضمیمہ کو جنہیں خلوص اور دینی حمیت اور ضمیمہ سے محبت اور بھڑ اس تھی خریداروں کے پیدا کرنے اور ان سے قیمت وصول کرنے میں دقتیں ہوتی تھیں اور مجبور ہو کر اپنی جیب سے ضمیمہ کی قیمت داخل کر دیتے تھے اب ضمیمہ کے بند ہو جانے سے ان کو سبک دوشی ہوگی۔ قومی قابلیت اور قدر دانی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ جس ہفتہ وار پرچے کی قیمت ایک روپیہ سالانہ معہ محصول ڈاک ہو، وہ بھی نہ چل سکا۔ اڈیٹر

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۸، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

☆☆☆☆☆

و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

فقیر بارگاہ صمدی   محمد بہاء الدین